نواب عزیز جنگ بہادر مؤلف



تاریخ النوائط

جس مین قوم نایط کا نسب و واقعات ہجرت ۔ مخصوصات رسم
ورواج والقاب معروفہ اور مشاہیر قوم کا تذکرہ ہے

مولفہ

نواب عزیز جنگ بہادر اول التعلقدار وظیفہ خوار
حسن خدمت سرکار نظام دام اقبالہ

عزیز المطابع
۱۳۲۲

اعزاز

مجھکو اور میری اس مختصر تالیف کو یہ اعزاز مایہ فخر و ناز ھے کہ مین اس کتاب کو اپنے آقائے نعمت والی عزت قدر قدرت اعلیٰحضرت بندگانعالی متعالی حضور پر نور آصف جاہ سادس نواب مستغنی عن الالقاب نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علی خان بہادر فتح جنگ -جی-سی-یس-آئی-جی-سی-بی- فرمانروائے ریاست آصفیہ حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن ادام اللہ اقبالہم وضاعف اجلالہم کی بارگاہ اقدس مین بطور نذر پیش کرتا ہون-مین واقف ہون کہ ایسے موقع پر اہل تصانیف و تالیف ڈڈکیشن کے ذریعہ سے اپنی تصنیف و تالیف کی عزت بڑہاتے ہین لیکن اسوجہ سے کہ مین اپنے آقاء نعمت کی الوالعزم بارگاہ مین

ایک نہایت کم رتبہ اور بے حقیقت شخص ہون۔ مجھکو اس قدر جرٴت نہ ہوئی کہ بحیثیت ایک مولف کے اپنے مالک کی خدمتمین ڈڈکیشن کی درخواست کرون۔

دعاگوی این دولتم بندہ وار	خدایا تو این سایہ پایندہ دار

عزیز جنگ مولف
وظیفہ خوار حسن خدمت عہدہ اول تعلقداری
سرکار عالی

تاریخ النوائط

جس مین قوم نایط کا نسب و واقعات ہجرت - مخصوصات رسم
ورواج والقاب معروفہ اور مشاہیر قوم کا تذکرہ ہے

مولفہ

نواب عزیز جنگ بہادر اول تعلقدار وظیفہ یاب
حسن خدمت سرکار نظام دام اقبالہٗ

عزیز المطابع
۱۳۲۲ھ

فہرست مضامین تاریخ النوایط

کان کے زیور

ناک کے زیور

نایطیان بہٹکلہ کے القاب

ردیف ن

ردیف و

ردیف ہ

۷۲	محمد ضیاء الدین نایطی ابن محمد معین الدین	۲۰۰	۵۰۶
	مہکری تحصیلدار صرفخاص	رر	رر
۷۳	محمد طاہر نایطی ابن قاضی قضیٰ	۱۳۹	۴۲۵
۷۴	قاضی - محمد عباس نایطی جاگیردار سرفراز پور	۱۲۴	۴۰۹
۷۵	محمد عبد الرحمن نایطی ابن محمد عبد العزیز	۱۷۰	۴۸۴
۷۶	نواب - محمد عبد الرشید خان نایطی - المخاطب به	۶۸	۳۳۲
	سید الدولہ بہادر -	"	"
۷۷	محمد عبد الرؤف نایطی ابن مولوی	۷۲	۳۳۶
	عبد القادر - رجسترار بلدہ حیدرآباد	رر	رر
۷۸	مولوی - محمد عبد الستار نایطی ابن مولوی محمد	۲۰۴	۵۱۰
	نظام الدین مغفور -	"	"
۷۹	مولوی محمد عبد العزیز نایطی - ابن مولوی محمد	۴۲	۳۰۶
	منیر الدین مغفور -	رر	رر
۸۰	محمد عبد العزیز نایطی ابن مولوی محمد	۱۸۳	۴۹۳
	غوث سعید - مددگار پرایوٹ سکرٹری سرکار نظام	رر	رر

فہرست خاتمہ کتاب

ضمیمہ جات یعنی نقل و نقل النقل مضامین بعض تصانیف

تقریظات

تمام شد

نحمدہ و نستعینہ

طبع اول

فی نسخہ مجلد

تاریخ النوائط

جس مین قوم نایط کا نسب و واقعات ہجرت۔ مخصوصات رسم
و رواج و القاب معروفہ اور مشاہیر قوم کا تذکرہ ہے

مولفہ

نواب عزیز جنگ بہادر اول التعلقدار وظیفہ خوار
حسن خدمت سرکار نظام دام اقبالہ

عزیز المطابع
۱۳۲۲ھ

قیمت فی مجلد

دس روپیہ

حیدرآباد دکن

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمد اللہ العزیز حمدا کثیرا واصلی علی سید القریش افضل ولد ادم خیر البشر احمد الذی ارسل الی الخلق بشیرا ونذیرا ؕ وعلی الال والاصحاب ذوی العزۃ الباھرۃ شیوخ القوم اولی الانساب الطاھرۃ۔ امابعد احمد عبدالعزیز نائتی نایطی شافعی بجان ودل شکرگزار ہے اپنے آقائے نعمت والی دولت قدر قدرت اعلیحضرت بندگانعالی حضور پرنور مدظلہ العالی آصف جاہ سادس نظام الدولہ و نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ جی۔سی۔ایس آئی۔جی۔سی۔بی ادام اللہ اقبالھم واجلالھم فرمان روائے سلطنت

آصفیہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن کا جنکے سایہ عاطفت اور ظل دولت نے ہر ایک مذہب اور ہر ایک قوم کو اپنے اپنے عقیدے اور رسم و رواج کی آزادی کا تمغہ عطا فرمایا اور مولف کو اوسکی عمر کے آخری حصہ مین وظیفہ حسن خدمت کے ذریعہ سے فارغ البال اور قوم کی خدمت گزاری کے قابل بنایا۔

دعاگوی این دولتم بندہ وار	خدایا تو این سایہ پایندہ دار

مجھکو اس تاریخ کی تالیف کا خیال ایک عرصہ سے تھا لیکن سلسلۂ ملازمت کی سخت عدیم الفرصتی اور مناسب الوقت تالیفات کے اشغال نے میرے خیال کو ایک عرصہ دراز تک پورا ہونے نہ دیا۔ جب مجھہ کو وظیفہ حسن خدمت کی نعمت نصیب ہوئی اور کافی فرصت ہاتھہ آئی تو مخدوم معظم جناب مولوی غلام علی قریشی نایطی اول تعلقدار وظیفہ یاب سرکار نظام اور شفیق مکرم جناب مولوی محمد عبد القادر شافعی نایطی رجسٹرار بلدہ حیدرآباد دام اللہ برکاتہما کے ارشاد اور اصرار نے اس رسالہ کی تالیف پر مجھکو آمادہ کر دیا۔ یہہ رسالہ فن تاریخ مین میری تالیف کا پہلا یادگار رہے جس کو مین نے تاریخ النوایط

سے نامزد کیا ہے۔ چار باب پر شامل ہے اور ہر ایک باب مین دو فصل۔ مین نہایت کم معلومات کا شخص ہون۔ اپنی کم سوادی پر مجھہ کو شرم آتی ہے۔ ایسے اہم کام کو محض اس خیال سے سرانجام دینے کی ہمت کی کہ میری فروگذاشت کی اصلاح زمانہ آیندہ مین ماہران فن کے حُسن التفات و توجہ سے متوقع ہے۔ من اللہ التوفیق وبیدہ ازمتہ التحقیق۔

بپوش گر بخطائے رسی وطعنہ مزن	کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

پہلا باب۔ حالات مولف کے متعلق مشتملبر دو فصل

فصل اول مین مولف کے خاندان کا احوال

فصل دوم مین مولف کی مختصر سوانح عمری

دوسرا باب قوم نایط کے نسب اور احوال ہجرت قوم کے متعلق مشتملبر دو فصل

فصل اول مین قوم نایط کے نسب کا بیان

فصل دوم مین ہجرت قوم کا احوال

تیسرا باب۔ قوم نایط کے مذہب۔ اور مخصوصات قوم۔ اور رواجات کے متعلق مشتملبر دو فصل

فصل اول متعلق بمذہب ومخصوصات قوم فصل دوم رسم ورواج قوم کے متعلق
چوتہا باب - القاب معروفه ومشاہیر قوم نایط کے متعلق مشتمل بر دو فصل
فصل اول متعلق به القاب قوم نایط - فصل دوم مین مشاہیر قوم کا بیان -
خاتمه - جس مین بعض اجزاء تصانیف کی نقل النقل اور تقریظات ہین -

ذیل مین ایک فہرست اون تصانیف کی لکہی جاتی ہے جن سے اس تالیف مین مدد ملی جس مین بعض ایسی کتابون کا نام بہی درج کرلیا گیا ہے جس کا اصل نسخه مولف کو دستیاب نہوسکا بلکه کسی دوسری تصنیف سے اسکا پته چلا جس حد تک اون تصانیف کی عبارت منقولی ملسکی اوسکی نقل النقل اس کتاب کے خاتمه مین لکہدی گئی -

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	سال تصنیف	مطبوعه ہے یا قلمی
۱	۲	۳	۴	۵
۱	قاموس	ملا مجد الدین ابو طاہر	سنه ۸۴۵ھ	مطبوعه
۲	تاریخ فرشته	ملا قاسم ہند وشاه	سنه ۹۹۸ھ	״
۳	منتخب اللباب جلد سوم	محمد ہاشم خان نظام الملکی	سنه ۱۱۳۵ھ	قلمی
۴	سبحة المرجان	میر غلام علی آزاد بلگرامی	سنه ۱۱۷۷ھ	مطبوعه
۵	ماثر الامرا	نواب صمصام الدوله شہنواز خان	سنه ۱۱۹۴ھ	״

۶	توزک والاجاہی	برہان خان ہانڈی	سنہ ۱۱۹۵ھ	قلمی
۷	وقائع سعادت	محمد امین	سنہ ۱۲۱۸ھ	〃
۸	نشان حیدری	سید حسین علی کرمانی	〃	مطبوعہ
۹	گلستان نسب	نواب قادر عظیم خان بہادر	سنہ ۱۲۳۰ھ	قلمی
۱۰	کشف الانساب	علامہ جلال الدین سیوطی	۔	〃
۱۱	نزہتہ الحقایق	امام نووی	۔	منقول از گلستان نسب
۱۲	احوال القوم	اکرم خان شاہجہان آبادی	سنہ ۱۲۵۰ھ	قلمی
۱۳	نایط	محمد سعید شہر اوستاد	سنہ ۱۲۵۱ھ	〃
۱۴	گلدستہ کرناٹک	حکیم باقر حسین خان بہادر	سنہ ۱۲۵۵ھ	〃
۱۵	صبح وطن	نواب محمد غوث خان بہادر	سنہ ۱۲۵۷ھ	مطبوعہ
۱۶	صحیح النسب	مولوی عظیم الدین مدراسی	سنہ ۱۲۵۸ھ	قلمی
۱۷	انساب النایط	غلام حسین	سنہ ۱۲۵۸ھ	〃
۱۸	گلزار آصفیہ	خانزمان خواجہ غلام حسین خان	〃	مطبوعہ
۱۹	نتایج الافکار	محمد قدرت اللہ خان	سنہ ۱۲۵۹ھ	〃
۲۰	تذکرہ گلزار اعظم	نواب محمد غوث خان بہادر	سنہ ۱۲۶۹ھ	〃

۲۱	اشارات بنیش	سید مرتضے بینش	سنہ ۱۲۶۹ھ	مطبوعہ
۲۲	قانون دستگیری	مولانا غلام دستگیر	سنہ ۱۲۷۱ھ	״
۲۳	نفحتہ العنبریہ	مولوی باقر آگاہ	۔	قلمی
۲۴	ہسٹری آف میسور	کرنل بارک ولکس	سنہ ۱۲۸۶ھ	مطبوعہ
۲۵	خورشید جاہی	مولوی محمد امام خان	״	״
۲۶	تاریخ احمدی	مولوی جاجی احمد	سنہ ۱۲۸۸ھ	قلمی
۲۷	کشف النسب	محمد نورالدین مدراسی	سنہ ۱۲۹۳ھ	مطبوعہ
۲۸	لسٹ آف انڈین ہسٹری	رورن۔جی۔یوپوپ	سنہ ۱۲۹۷ھ	״
۲۹	حدایق الحنفیہ	مولوی فقیر محمد جیلمی	سنہ ۱۳۰۱ھ	״
۳۰	قلاید الجواہر	عباس رفعت	سنہ ۱۳۰۱ھ	״
۳۱	فرہنگ آصفیہ	مولوی سید احمد دہلوی	سنہ ۱۳۰۵ھ	״
۳۲	تذکرہ علمائے ہند	رحمان علی ریوانی	سنہ ۱۳۱۲ھ	״
۳۳	روضتہ الاولیا	شاہ سیف اللہ	سنہ ۱۳۱۴ھ	״
۳۴	دربار اکبری	شمس العلما مولانا محمد حسین آزاد	سنہ ۱۳۱۶ھ	״

پہلا باب متعلق بحالات خاندان مولف و مختصر سوانح عمری

پہلی فصل متعلق بہ حالات خاندان مولف

خاندان | احمد عبدالعزیز المخاطب بہ خان بہادر نواب عزیز جنگ بن مولوی محمد نظام الدین بن مولوی محمد حسین بن مولوی محمد عبداللہ بن مولوی محمد ادریس بن شیخ محمد عبداللہ بن حافظ محمد عبدالقادر بن حافظ درویش بن حافظ ابراہیم - عربی الاصل - قریشی - نایطی - شافعی المذہب جن کا سلسلۂ نسب وحسب عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہونچتا ہے - قومی لقب نانتی ہے - جس کی تعریف اس کتاب کے باب چہارم فصل اول ردیف ت سے معلوم ہوسکتی ہے - حافظ ابراہیم مغفور جدا علائے مولف پہلے شخص تھے جو ۸۷۳ ہجری مین بصرہ سے کوکن آئے آپ اور آپ کے فرزند اور پوتے اور پروتے کی رحلت بندر گوا مین واقع ہوئی - وہی مقام آپ کا مدفن ہے - آپکی اولاد کے سلسلہ مین مولوی محمد ادریس تک تجارت کا سلسلہ جاری رہا - مولوی محمد ادریس پہلے شخص تھے جو ۱۱۵۲ ہجری مین صوبہ مدراس تشریف لائے اور مستقر ضلع نیلور مین اقامت گزین ہوے - آپ اپنے آبائی تجارت کے ذریعہ سے نہایت مرفہ الحال تھے - شاہی علاقہ سے بھی آپ کا

تعلق قایم ہوچکا تہا ونگول کی قلعداری کا فرمان آپ کے صاحبزادی مولوی عبداللہ کے نام صادر ہوچکا تہا ۱۱۹۹ھ مین بمقام نیلور آپ نے رحلت کی آپکا مزار ایک سنگ بست گنبد مین چوک کے بازو ویرانے قلعہ سے متصل آپ کے صاحبزادے کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ آپ کے یادگار آٹہہ صاحبزادے اور چار صاحبزادیان باقی رہین۔

(۱) مولوی نظام الدین	(۲) مولوی محمد تاج الدین خان
(۳) مولوی محمد اکبر	(۴) احمد سعید
(۵) مولوی محمد نجم الدین	(۶) محمد عبدالقادر
(۷) مولوی محمد عبداللہ	(۸) مولوی رفیع الدینخان
(۹) خدیجہ بیگم	(۱۰) حورالنسا بیگم
(۱۱) نصیب النسا بیگم	(۱۲) زیب النسا بیگم

ان آٹہون فرزند اور چارون صاحبزادیون سے باستثناء نمبر ۲ و ۷ باقی کے اولاد اور بعض کی صرف آل کا سلسلہ صوبہ مدراس اور اوس کے مضافات مین موجود ہے نمبر ۲ نے ۱۲۱۸ھ کے اواخر مین بزمانہ ریاست حضرت مغفرت منزل سکندر جاہ مغفور نور اللہ مرقدہ نواب ارسطو جاہ

مدار المہام وقت کے طلب پر حیدر آباد کا ارادہ کیا اور معاش منصب
سے سرفرازی پائی ۱۲۱۹ھ کے اوائل مین نواب ارسطو جاہ کی رحلت
کی وجہ سے آپکے منصوبون اور توقعات مین تفرقہ عظیم پیدا ہوا آپ کی
رحلت کے بعد آپ کے صاحبزادے غلام محی الدین خان مغفور
بھی اپنے آبائی معاش سے ممتاز رہے۔ جن کے دو یادگار (۱)
وجہ الدین خان مغنی تخلص (۲) ہدایت محی الدین خان وجد تخلص ناموری
کے ساتھہ اپنا زمانہ ختم کر چکے ہین اول الذکر کے گہر کے چراغ وزیر الدین
خان بہادر اور آخر الذکر کے تین صاحبزادے محمد علیخان وغیرہ وغیرہ
حیدر آباد مین موجود اور اپنے آبائی معاش منصب سے کامیاب ہین
نمبر ۷۔ اپنی حیات تک سرکار ونگول کے قلعدار رہے لوازم اعزازی
کے سوا ڈہائی ہزار روپیہ کی سالانہ معاش آپ کے نام جاری رہی
سنہ ۱۲۴۰ھ مین اوسی مقام پر آپنے رحلت فرمائی اور اپنے فرزند مولوی
محمد حسین کو اپنا یادگار چھوڑا۔ مولوی محمد حسین کے زمانہ مین نہ نوابی
باقی رہی اور نہ قلعداری کی خدمت لیکن آبائی معاش اور منگنی پاڑ کی
زمینداری کی وجہ سے آمدنی کے وسائل آپ کی معیشت کے لئے

بہت کافی ہتی مولوی محمد حسین نے سنہ ۱۲۶۰ھ مین رحلت فرمائے چہہ فرزند اور دو صاحبزادیان آپ کے باقیات الصالحات سے رہ گئے

(۱) مولوی محمد یوسف حسین (۲) مولوی محمد رکن الدین

(۳) احمد علی (۴) محمود نواز خان

(۵) محمد عبد اللہ (۶) مولوی محمد نظام الدین

(۷) عصمت النسا بیگم (۸) شمس النسا بیگم

نمبر ا و ۲ و ۴ نے اپنی عمر کے آخری حصہ کو حیدر آباد مین بسر کیا اور سرکار نظام کی ملازمت کا شرف اون کو حاصل تہا نمبر ۳ و ۵ نے شباب ہی مین رحلت کی نمبر ۷ و ۸ - اپنی قوم مین بیاہی گئین - رہ گئے نمبر ۶ مولوی محمد نظام الدین یہہ مولف کے والد ماجد ہین - آپ نے اوائل عمر مین علوم دینیہ کی تحصیل فرمائی پہر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی زیارت سے شرف اندوز ہوے - عالم شباب مین آپ کی ملازمت کا سلسلہ برٹش انڈیا کے صیغہ پولیس ضلع نیلور مین حکام وقت کے نہایت اصرار کی وجہ سے قایم ہوا - ہتہم کو توالی ضلع کا عہدہ آپکو دیا گیا لیکن بہت تہوڑے عرصہ مین جس جس طرح جدید قواعد

کی پابندی ہونے لگی آپ اوس عہدہ سے متنفر ہوتے گئے۔ نیک نفس حکام نے آپکی دلجوئی کے لحاظ سے بہت سے قیود اور قواعد سے آپکو مستثنیٰ کیا لیکن صرف ۶ سال کی ملازمت کے بعد آپ نے نوکری سے استعفا دیدیا اور اپنے جواہر علوم کی بدولت مدراس کی نوابی مین مدرسۂ اعظم کے عربی پروفیسر مقرر ہوے اور چند سال اس ملازمت مین بسر کرنے کے بعد اپنے آبائی و اجدادی اصول پر تجارت کا ارادہ کیا اور اوس مین کامیاب رہے حتے کہ ۱۲۸۰ھ مین بعہد ریاست حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ مغفور نوراللہ مرقدہ سید عبدالوہاب حسینی مدراسی اور آپ کے بنی عم وجیہ الدین خان معنی کی تحریک اور نواب سر سالار جنگ مختار الملک وزیراعظم حیدرآباد کے ارشاد پر آپ حیدرآباد تشریف لائے اور ابتدائً ضلع پالم مین اور پھر مولوی سید محمد مودودی مرحوم معتمد صدرالمہام عدالت کے انتخاب سے دارالقضاء بلدہ اور عدالت دیوانی بزرگ کے مہتمم اور بالآخر عدالت دیوانی بزرگ کے تخفیف کے بعد عدالت دیوانی بلدہ کے ناظم دوم مقرر ہوے اور اپنی مدت ملازمت کو نہایت نیک نامی اور

آب و تاب کے ساتھہ ختم کرنے کے بعد بعہد وزارت نواب سر آسمانجاہ مغفور وظیفہ حسن خدمت سے کامیاب ہو کر بتاریخ ۳ شوال ۱۳۱۱ھ دفعتاً قلبی عارضہ سے نماز شام مین رحلت فرمائی۔ دروازہ چادر گھاٹ سے متصل مسجد الماس مین خاندانی چبوترہ پر آپ کا مزار ہے۔ مولف کے اجداد کی سُسرال ہر ایک درجہ مین اپنے ہی خاندان سے متعلق رہی ہے اور یہہ نتیجہ ہے پابندی کفو کا۔ مولف کی حقیقی والدہ مکرمہ مولوی محی الدین ابن محمد علی ابن محمدؐ سعید ٹیپو لقب کی حقیقی نواسی ہین۔ مولوی محی الدین ٹیپو لقب اور دبیر الملک مشیر الدولہ محمود علی خان بہادر ناظم دار الانشاء خاص دربار والا جاہی دونون حقیقی بہائی تہے۔ منشی محمود علیخان مغفور کے اولاد مین رئیس الامرا نواب محمد علی خان مغفور اور منشی الملک دبیر الدولہ نواب غلام علی خان بہادر صاحب تخلص دربار والا جاہی مین ممتاز ہے آخر الذکر نواب مولف کی والدہ ماجدہ کے ماموں ہونے کے علاوہ حقیقی خالو بہی تہے جن کے صاحبزادے احتشام الدولہ محمد صبغۃ اللہ خان بہادر صوبہ مدراس مین بقید حیات ہین۔ مولف کے والد ماجد کے پانچ فرزندون سے مولف کے حقیقی برادر مولوی احمد اللہ مرحوم ناظم سوم فوجداری بلدہ نے

بتاریخ ۱۷ ماہ شعبان ۱۳۱۷ھ بعد نماز عشا اپنے والد ماجد کے حیات او رعین شباب مین انتقال فرمایا۔ کسی غیر محتاط حکیم نے کونین کے خیال سے مارفیہ ہیڈ روکلورس اونکو کہلا دیا تہا۔ ۳ گہنٹہ مین وہ دنیا سے چل بسے آپ نہایت ذکی اور لایق۔ ریونیو اور جوڈیشل امتحانات مین بدرجہ اعلےٰ کامیاب۔ نہایت دیندار اور باخدا اور نیک نام شخص تہے۔ اسی صدمہ جانکاہ نے فاتحہ چہلم سے متصل میرے والد ماجد کا کام تمام کر دیا۔ برادر مرحوم ذی اولاد تہے۔ اونکے کم سن پانچ صاحبزادے اپنے مقدر کے انتظار مین تعلیم پا رہے ہین۔ غرض ان سانحون نے خاندان کو پریشان کر دیا۔ افراد خاندان کا بڑا حصہ ذرائع معاش کو کہو بیٹہا۔ اللہم اغفر وارحم بحبیبک علیہ السلام

مولف کے دوسرے حقیقی برادر عبدالودود مادرزاد مجذوب ہین اور سرکار نظام خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے شاہی خزانہ سے رعایتی وظیفہ پاتے ہین۔ باقی ماندہ دو علاتی برادرون سے (۱) مولوی عبدالستار سرکار عالی کے سررشتہ عدالت مین ملازم اور (۲) ڈاکٹر محمد عبدالرحمن فوج نظام محبوب کے مڈیکل سرجن ہین۔

دوسری فصل متعلق بہ سوانح عمری مولف

ولادت اور تعلیم | مولف کی ولادت بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۷۰ھ ضلع نیلور
صوبہ مدراس کے مستقر پر واقع ہوئی۔ مولف اپنے والد ماجد کے ساتھ ۱۲۸۱ھ
مین حیدرآباد آیا۔ مولف کی ابتدائی تعلیم مولف کے نانا مولوی محمد غازی الدین
غازی تخلص نے آغاز کی تھی۔ زمانہ مابعد مین نواب محمد حسین خان قادری راقم
تخلص المخاطب بشیرین سخن خان بہادر میرمجلس شعراء دربار والاجاہی اور
آپکے صاحبزادے مولانا مولوی محمد نجم الدین حسن خان قادری صبغۃ اللہی
اور مولوی محمد حبیب اللہ ذکا نایطی شاگرد رشید مرزا اسد اللہ خان غالب
اور حضرت ذکای مغفور کے فرزند ارجمند مولوی محمد میران سُہا تخلص سے
مولف نے فارسی کی تحصیل کی اور مولانا محمد شہاب الدین اور مولوی سید
وجیہ الدین اور مولوی سید غلام دستگیر مدراسی کی توجہ سے عربی مین طالب العلمی کا
شرف حاصل ہوا۔ شعر وسخن کا بہی مذاق ہے۔ ولا تخلص رکھتا ہے۔ فن
جُمل کے ساتھہ خاص دلچسپی ہے۔ فن سخن مین قدر بلگرامی اور مولوی سید علی
کامل لکہنوی اور مولوی نجم الدین حسن خان مسبوق الذکر سے تلمذ کا افتخار
حاصل ہے۔ خطاطی کی نعمت سید شاہ عبد القادر اودگیری۔ سید رضا علی
حیدرآبادی۔ مولوی سید شجاعت علی الموسوی حال اول تعلقدار ضلع لنگسگور

اور حافظ محمد باقر زرین قلم کی فیضان صحبت سے حاصل ہوئی۔ فن سیاق کے ساتھہ مولف کی طبیعت کو مناسبت خاص تھی۔ پنڈت رام کرشن مولانا مولوی سجاد حسین اور مولوی ولی اللہ نیوتنوی کے التفات خاص سے بہرہ اندوز ہوا۔

ملازمت | سنہ ۱۲۹۰ھ میں مولف کی ملازمت سرکار نظام کے صیغہ عدالت میں خوشنویسی کی خدمت پر ۵۰ روپیہ ماہوار سے قایم ہوئی فن سیاق کی مہارت نے محکمہ صدر المہام عدالت میں ۶۰ ماہوار کے ساتھہ ترقی کے زینہ پر پہنچایا اس عرض مدت میں سنہ ۱۲۹۶ف کے حسابات قحط کی خاص ذمہ داری ناظم محتاج خانجات کے دفتر کی مولف سے متعلق ہوئی یہہ وہ زمانہ ہے جسمین نواب وقار الملک بہادر امرو ہوی معتمد صدر المہام عدالت۔ و ناظم انتظام قحط تھے۔ قحط سالی کے خاتمہ پر نواب محسن الملک بہادر معتمد مالگزاری نے ۱۰۰ روپیہ پر ترقی دی اور صیغہ بندوبست و جمعبندی کے حسابات کی تنقیح کو مولف سے متعلق کیا۔ پھر نواب اول الذکر کے انتخاب سے جبکہ وہ رکن مجلس مالگزاری تھے مجلس مالگزاری کی محاسبی نظامت کا عہدہ ماہ ۱۵۰ ماہوار کا عنایت ہوا اور اوسی سے متصل محاسبی مجلس کا عہدہ ماہ ۲۰۰ ماہوار کا مولف کو ملا مجلس

کی تخفیف کے بعد صوبہ شرقی مین تعیناتی ہوئی جہان مولوی عبدالباقی اول تعلقدار ضلع ورنگل کی تحریک پر تعلقہ کہمم کی تحصیلداری درجۂ اول کا عہدہ ماہ ماہوار کے ساتہہ مولف کو عطا ہوا۔ بہت ہی تہوڑے عرصہ مین مجلس انتظام صرفخاص نے ماہ ماہوار سے مولف کو اپنے دفتر کی منتظمی کی خدمت پر لیا مجلس صرفخاص کی تخفیف کے بعد نواب مقرب الدولہ مشہور الملک وحید منور خان مقرب جنگ بہادر صدر محاسب سرکار عالی نے دفتر صدر محاسبی کے صدر منتظمی پر بمشاہرہ ماہ مولف کو مامور فرمایا اور پہر اپنا پرسنل اسسٹنٹ بنایا۔ جسکے بعد دفتر ممدوح کی عہدہ مددگاری شاخ موازنہ پر ترقی ملی جہان ماہ ماہوار ہوئی اور بالآخر دفتر ممدوح کی اول مددگاری کا اعزاز ماہ ماہوار کے ساتہہ عطا ہوا اس عرصہ مین عالیجناب نواب سر آسمانجاہ بہادر مدارالمہام وقت کے ہمراہ بحیثیت محاسب وخزانہ دار سفر شملہ بمبئی اور کلکتہ کے سفر کا اتفاق ہوا اسی عرصہ مین عارضی طور پر کارخانہ حسین بن محسن مرحوم کا انتظام بہی منجانب سرکار عالی مولف کے تفویض رہا۔ جب مولف نے سررشتہ مالگذاری اور عدالت وحساب کی سرکاری امتحان مین کامیابی حاصل کی تو نواب وقار الملک بہادر معتمد مالگذاری نے

صماہ ماہوار سے اپنی مددگاری پر مولف کا تقرر کیا۔ اور جاگیرات و انعامات کی سماعت اپیل کا کام مولف کے تفویض فرمایا۔ ایک عرصہ تک اس عہدہ کی ذمہ داریون کو سرانجام دینے کے بعد نواب مقتدر جنگ بہادر معتمد مالگذاری کی تحریک پر چہہ سو روپیہ ماہوار سے مولف کی تعیناتی عہدہ اول تعلقداری ضلع میدک پر ہوئی۔ اور اس عہدہ کے استقلال کے بعد جسکی ماہوار آٹھہ سو روپیہ تھی مولف کو حسن خدمت کا چار سو روپیہ وظیفہ عطا ہوا۔ عالیجناب نواب سر وقار الامرا بہادر امیر پائیگاہ و مدارالمہام وقت کے انتخاب سے مولف کو تقریباً آٹھہ سال تک علاقہ پائیگاہ ممدوح مین معتمدی و صدر تعلقداری کا عہدہ تفویض رہا جہان الـ ماہوار پایا اسی عرض مدت مین علاقہ ممدوح الشان کی پلیگ اور ۱۳۰۹ف کے قحط کی کمشنری کا کام بھی مولف سے متعلق رہا بالآخر جب مولف نے علاقہ ممدوح سے سبکدوشی حاصل کی تو علاقہ ممدوح سے ماص حسن خدمت کا وظیفہ مولف کو عطا ہوا۔

پبلک خدمات | اسی عرض مدت مین تین سال تک مولف کو لیجس لیٹو کونسل سرکار نظام کی رکنیت صفائی چادر گہاٹ کی کمشنری اور صفائی بلدہ

کی وائز پرزیڈنٹی کا اعزاز حاصل ہو چکا ہے۔ دو سال تک مدسالہ تکمیل الاحکام کا پروپرائیٹر اور عزیز الاخبار کا اڈیٹر رہ چکا ہون۔

مقامی یادگار مولف کی اون تمام خدمات سے جو اپنے زمانہ ملازمت مین مولف نے سرانجام دین۔ تعلقہ کویکٹر علاقہ پائیگاہ ممدوح مین موضع عزیز آباد ڈپٹی چنکڈہ مین قصبہ وقار آباد اور بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد مین محلہ سلطان پورہ کی آبادی مولف کا مقامی یادگار رہے۔ اول الذکر موضع ایک جنگل مین آباد ہوا ہے۔ اور مابعد الذکر قصبہ نظام گیارنٹیڈ ریلوی کا ایک نامی اسٹیشن ہے اور باعتبار اپنے خوش آب وہوا اور سطحی بلندی کے حیدر آباد کا ساسینٹیریم۔ نظام گیارنٹیڈ ریلوی کو جسقدر امداد آبادی اوسط الذکر کی وجہ سے ملی اوسکے معاوضہ مین بورڈ آف دائرکٹرس نے بطریق یادگار کے سلو رفری پاس مولف کو عطا کیا ہے جسکے ذریعہ سے واڑی سے اورنگ آباد اور بجواڑہ تک بلاادائے کرایہ اول درجہ مین مع دو ملازمین کے مولف سفر کرسکتا ہے۔

اولاد خداوند کریم نے اپنے افضال وکرم سے مولف کو چار فرزند اور چار لڑکیان عطا فرمائے ہین (۱) مولوی غازی الدین احمد یہ سرکار عالی کے

صیغہ عدالت مین ماہوار یاب آنریری مجسٹریٹ اور منصفی کے امیدوار ہین
(۲) محی الدین احمد وظیفہ رعایتی کے ساتھہ تحصیل علوم مغربی مین متوجہ ہین
(۳) علی الدین احمد خزانہ شاہی کے وظیفہ خوار اور زیر تعلیم ہین (۴) رکن الدین
احمد ہنوز کم سن ہین (۵) عزیز النسا بیگم جن کا عقد اپنے ہی قوم مین مولوی
محمد یعقوب حسین جدی لقب کے ساتھہ ہو چکا ہے (۶) رشید النسا بیگم۔
جو سید ابوالحسن منصبدار سرکار عالی سے بیاہی گئی ہین (۷) سعید النسا بیگم۔
(۸) ممتاز النسا بیگم ہنوز صغیر سن ہین۔ اول الذکر دو لڑکے اور دختر نمبر ۵
ایک مادری اور آخر الذکر دونون لڑکے اور دختر نمبر (۷) دوسرے بطن سے
ہین اور یہہ دونون اپنی قوم کے بیاہی ہین۔ دختر نمبر (۶) کی والدہ مرحومہ
حضرت مولانا مولوی حسن الزمان محمد دام ظلہ حنفی المذہب شیخ صدیقی کی
نواسی۔ ممتاز النسا بیگم نمبر (۸) کی والدہ مولوی محمد محبوب علی ڈپٹی کمشنر گروری
کی صاحبزادی ہین آپکا خاندان مولوی قاضی ارتضا علیخان مغفور گوپاموی سے
تعلق رکھتا ہے۔ آپکے والد ماجد مولوی مفتی یعقوب علی العثمانی شیوخ قریشی سے
تھے جنکا ننہیال خواجہ عبداللہ خان عالم گیری سے ملتا ہے۔

تالیفات تقریباً ۲۵ سال سے تالیف و ترتیب کا شغل جاری ہے۔ بقائے

ملازمت تک قوانین مال و فنانس و حساب کے متعدد مجموعے مرتب کرنیکا اتفاق ہوا اور اوسکے بعد بلحاظ دلچسپی خاص فن فلاحت کے متعلق چند کتابین تالیف کین فی زماننا فن تاریخ کے ساتھہ زیادہ دلچسپی ہے۔ جسقدر کام مینے فن تاریخ کی تالیفات کے متعلق کیا ہے جسکی اشاعت کی نوبت ہنوز نہین آئی اوسکی یہہ پہلی کتاب ہے جو شائع ہو رہی ہے۔ مندرجہ ذیل فہرست سے مجموعی تالیفات کی تفصیل معلوم ہو سکتی ہے مع اس صراحت کے کہ کس تالیف کی اشاعت ہو چکی اور کس کی اشاعت باقی ہے اوسیکے ساتہہ اون قدردانیون کا بہی تذکرہ ہوا ہے جو قدردان سرکار کی جانب سے مولف کے مبذول حال ہوئین۔

(۱) منتخب احکام مالگذاری۔ یہہ کتاب سنہ ۱۳۰۴ھ مین شائع ہوئی سرکار عالی نے اسکے صلہ تالیف مین تین سو روپیہ کا انعام عطا فرمایا۔

(۲) مجموعہ قوانین مالگذاری جلد اول۔ یہہ کتاب سنہ ۱۳۰۵ھ مین شائع ہوئی تالیف کا صلہ سرکار عالی سے بقدر تین سو روپیہ عطا ہوا۔

(۳) مجموعہ قوانین مالگذاری کا دوسرا اڈیشن۔ یہہ سنہ ۱۳۱۰ف مین شائع ہوا اسکے صلہ تالیف مین مبلغ تین سو روپیہ کا انعام سرکار سے ملا۔

(۴) مجموعہ قوانین مالگذاری کا تیسرا اڈیشن۔ اسکی اشاعت سنہ ۱۳۰۴ف مین ہوئی اسکا تالیفی صلہ بقدر تین سو روپیہ سرکار عالی سے عطا ہوا۔

(۵) مجموعہ مالگذاری کا چوتہا اڈیشن۔ جسکی اشاعت سنہ ۱۳۰۶ف مین ہوئی اور سرکار عالی سے بصلہ تالیف مبلغ تین سو روپیہ کا انعام ملا۔

(۶) مجموعہ مالگذاری کا پانچوان اڈیشن۔ جو سنہ ۱۳۱۰ف مین شائع ہوا جسکی تالیف کا صلہ قدردان سرکار نے بقدر تین سو روپیہ عطا فرمایا۔

(۷) صدر مجموعہ قوانین مالگذاری۔ اسکو مولف نے سنہ ۱۳۱۱ف مین شائع کیا اور اپنے قدردان سرکار سے مبلغ تین سو روپیہ کا صلہ پایا۔

(۸) خزینۃ الحساب۔ اسکی اشاعت سنہ ۱۲۹۶ف مین ہوئی اور سرکار عالی سے تین سو روپیہ کا صلہ ملا۔

(۹) عمدۃ القوانین متعلق بہ فینانس اسکی اشاعت سنہ ۱۲۹۸ف مین ہوئی اور سرکار عالی نے ایک ہزار روپیہ کا انعام سرفراز فرمایا۔

(۱۰) اعظم العطیات۔ متعلق بسررشتہ انعام۔ اسکی اشاعت سنہ ۱۲۹۸ف مین ہوئی اور سرکار عالی نے بصلہ تالیف دو ہزار کا انعام عطا فرمایا۔

(۱۱) شیرازہ دفاتر۔ متعلق بہ طریقہ کارروائی دفاتر و فرایض اہلکاران

اسکی اشاعت ۱۳۱۰ھ ف مین ہوئی اور سرکار عالی نے اپنے تمام دفاتر کے لئے اسکی خریداری منظور فرمائی اور نواب سر وقار الامرا بہادر مدار المہام وقت نے پانچسو روپیہ کا انعام ایک طلائی چھڑی کی صورت مین عنایت فرمایا۔

(۱۲) عطیات آصفیہ۔ اسکی اشاعت ۱۳۱۱ھ ف مین ہوئی اور پبلک نے اسکی قدر کی۔

(۱۳) مُصطلحات دکن۔ اسکی تالیف ہوچکی ہے زیر طبع ہے۔

(۱۴) سیاق دکن۔ اسکی تالیف ہوچکی ہے زیر طبع ہے۔

(۱۵) ذخیرۂ کہاد۔ ہنوز اسکی طبع کی نوبت نہین آئی۔

(۱۶) امراض الفصول۔ ہنوز اسکے طبع کی نوبت نہین آئی۔

(۱۷) ترکاریونکی کاشت۔ یہہ رسالہ زیر طبع ہے۔

(۱۸) تاریخ النوایط۔ تالیف ہذا۔

(۱۹) محبوب السیر الموسوم بہ تاریخ عزیزیہ۔ یہہ ہنوز ناتمام ہے اسکے طبع کی نوبت نہین آئی۔

سرفرازی خطاب | ۱۳۱۲ھ مین عالیجناب نواب سر وقار الامرا بہادر مدار المہام

وقت کو جب شاہی بارگاہ سے استقلال وزارت کا خلعت ملنے لگا تو آپکے چار ہمراہین مین بہ حیثیت آپکے معتمد اور صدر تعلقدار پائیگاہ کے مولف کو بارگاہ شاہی ادام اللہ اقبالہم سے خانی و بہادری کے ساتھہ عزیز جنگ کا خطاب عطا فرمایا گیا جس کا اعزازی لوازم منصب ۲ ہزاری و یکہزار سوار علم ہے۔

مقام حالیہ اسوقت مولف بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین اندرون فصیل شہر محلہ سلطان پورہ مین سکونت گزین ہے۔ یہہ محلہ مولف ہی کا آباد کیا ہوا ہے جو ۱۳۱۵ھ مین بنام نامی عالیجناب نواب سلطان الملک بہادر خلف ارشد عالیجناب نواب سروقارالامرا بہادر آباد ہوا۔ اسکی نزولی آمدنی سالانہ آٹھہ سو روپیہ ہے اس محلہ مین مولف کی بنا کی ہوئی ایک پختہ مسجد ہے جسکو ۱۳۱۷ھ مین مولف نے بحکم نواب ممدوح تعمیر کی اسی محلہ مین ایک قطعہ اراضی کا بصلہ آبادی محلہ مذکور نواب ممدوح نے پن کی معافی کے ساتھہ مولف کو عطا فرمایا جو تقریبا تین بیگہ پر شامل ہے جس مین مولف نے ایک باغ لگایا ہے۔ اور وہ عزیز باغ سے مشہور ہے اسی باغ مین مولف کا مکان واقع ہے۔

دوسرا باب قوم نایطہ کے نسب اور ہجرت کے

متعلق مشتمل بر دو فصل

فصل اول مین قوم نایط کا نسب
مع وجہ تسمیہ قوم

وجہ تسمیہ قوم | قوم بالفتح زبان عربی کا لفظ ہے جسکے معنے گروہ مردان کے ہین اردو بول چال مین اسم مونث ہے۔ آدمیون کا گروہ۔ فرقہ۔ خاندان خانوادہ۔ نسل۔ نژاد کے معنون مین مستعمل ہے۔ نائط بکسر ہمزہ وسکون طاء مہملہ۔ زبان عربی مین رگِ پشت کے معنون مین بولا جاتا ہے بدینوجہ کہ اس قوم کا اتفاق زمانہ سلف مین حد سے زیادہ تھا۔ اور ایک جزو ضعیف کی پشتی پر ساری قوم ٹوٹ پڑتی تھی اور اسی اتفاق کی وجہ سے قوم کامیاب رہی۔ غالباً اسی لئے عربون نے قوم نائط کو اس نام سے موسوم کیا۔ مولوی قادر عظیم خان بہادر جن کا تعلق ریاست کرناٹک کے دربار سے رہا ہے اور امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی مدراس کی عہد میمنت عہد مین منصب دوہزاری اور پالکی سے سرفراز اور اسی قوم کے عالم تھے اپنی تصنیف گلستان نسب مین فرماتے ہین

کہ نایط گفتن اینہا را بسبب نسبت فرزندی از وایط نبیرہ جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

است بسبب کثرت استعمال واو مبدل بنون شدہ۔ محمد قاسم ابن محمد ہاشم صاحب تذکرہ مشاہدۃ الاصفیا نے بہی انہین الفاظ کے ساتہہ قوم نایط کی وجہ تسمیہ کا بیان فرمایا ہے اتحاد لفظی سے پایا جاتا ہو کہ صاحب گلستان نسب نے اسی تذکرہ سے اپنی کتاب مین عبارت نقل کی ہے مصنف گلستان نسب نے آگے چلکر کتاب کشف الانساب سے استدلال فرمایا ہے جو فاضل متبحر علامہ شیخ جلال الدین سیوطی محدث شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہی جسمین شیخ نے اس قوم کو بنو الوایط لکہا ہے اور عبداللہ الوایط کی اولاد قرار دیا ہے۔ صاحب کشف الانساب ایک مقام پر فرماتے ہین کہ اس قوم کا مقام مدینہ مطہرہ سے ہجرت واقع ہونے کے بعد موضع وایط مین ہا ہے جو بغداد سے تین دن کی راہ تہی مولف کہتا ہے کہ اس موضع کا نام بہی قوم کی وجہ تسمیہ مین کچہہ دخل رکہتا ہو مصنف توزک والا جاہی نے بضمن تذکرہ نظامت نواب سعادت اللہ

خان نایطی لکہا ہے کہ نوایط صیغہ جمع و مفروش نایط قومی ست از عرب الخ حقایق دستگاہ مولانا محمد باقر آگاہ نے اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ مین جد قبیلہ کا نام نایط لکہا ہی اور وہ فرزند تھے نضر بن کنانہ جد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے۔ بعض اہل لغت نے اس لفظ کو تائے قرشت کے ساتہہ

نوتی اور اوسکی جمع نوآتی صحیح خیال کیا ہے جسکے معنے ملاحون کے ہین جیسا کہ مجد الدین ابوطاہر محمد بن یعقوب فیروزآبادی مصنف قاموس نے لکھا ہی۔ النواتی الملاحون فی البحر الخ۔ صاحب ماثر الامرا بضمن حالات مُلّا احمد نوائتیہ فرماتے ہین کہ

انانکہ نوایت را ملاحین گویند و سند از قاموس گیرند در غلط افتادہ اند۔

لیکن مولوی عظیم الدین مدراسی کو اپنی تصنیف صحیح النسب مین صاحب قاموس کے ساتھہ اتفاق ہی۔ آپ فرماتے ہین کہ اس قوم کا نام بقول صاحب قاموس نوآتی تسلیم کیا جاوے تو اونکی ملاحی کا ثبوت ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے اس طرح پر کہ ۵۲ھ ہجری کے بعد جب اس قوم نے۔ حاکم الوقت کے مظالم کی وجہ سے بصرہ سے ہند کا ارادہ کیا تو بصرہ کا حاکم جسکے مظالم طشت از بام تھے اونکی ہلاکت کے درپے ہوا جن کشتیون پر یہہ لوگ سوار ہو چکے تھے اون کے ملاح بحکم امیر بصرہ کشتیون سے اُتار لئے گئے۔ سمجھا گیا کہ اب اس قوم کی ہلاکت یقینی ہے۔ لیکن اس قوم کے بعض افراد کشتی رانی سے کما حقہ واقف تھے جنکی مستعدی نے جہازون کو منزل مقصود پر بسلامت پہونچایا اس واقعہ کے بعد اہلِ بصرہ نے انکو نوآتی کا خطاب دیا الخ۔ زمانہ مابعد کے اکثر صاحبان تصنیف نے اس قوم کو تائے قرشت کے ساتھہ نوایت سے موسوم کیا ہے

مثلاً شہنواز خان صمصام الملک نے اپنی تصنیف مین اور خافی خان نظام الملکی نے منتخب اللباب مین نوایت اور نوایتہ کے الفاظ استعمال کئے ہین۔ صاحب کشف النسب نے بحوالہ مصنف جامع العلوم فرمایا ہے

کہ این لفظ در اصل نو آمدہ بود پس بہ تصرف مستعملیان نوایت شد میرا خیال یہہ ہے کہ اہل ہند کا یہہ املائے قرشت کے ساتہہ معنے مین و جہ بے نہین ہے۔ ملیباری زبان مین نوایت کے معنی حاکم اور خداوند کے ہین ملا قاسم ہندو شاہ مصنف تاریخ فرشتہ اپنی تصنیف کی دوسری جلد مین

بہ ضمن تذکرہ وقائع ملیبار فرماتے ہین۔ بعد ازانکہ رفتہ رفتہ تردد مسلمانان

در آن ملک بسیار شد۔ بسیارے از ملوک ملیبار بحلقۂ اسلام درآمدند و راجہائے

بندر گوہ و دابل و جیول وغیرہ بطریق حکام ملیبار مسلمانان را کہ از عربستان

آمدند و در سواحل ان دیار مسکن دارند مخاطب بہ نوایت یعنی خداوند گردانیدند الخ۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

علامۂ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف لب اللباب فی تحریر الانساب مین فرمایا ہے کہ نایت ایک ناحیہ کا نام ہے جو بصرہ مین واقع ہے مصنف تاج العروس فی شرح القاموس نے بہی اسی کو کسی قدر صراحت کے

ساتھہ لکھا ہے۔ آپ فرماتے ہین النائۃ موضع بالبصرۃ والیہ نسب ابوالحسن علی بن عبدالعزیز النایتی المودب محدث عن فاروق بن عبدالکبیر الخطابی وعنہ ابوطاہر الاشنانی ۔ الخ

(ترجمہ) نایط ایک موضع ہے بصرہ کا اور اوسی سے منسوب ہین ابوالحسن علی بن عبدالعزیز نایتی جوکہ ادیب ہین اور وہ حدیث بیان کرنے والے فاروق بن عبدالکبیر خطابی سے ہین اور عبدالعزیز سے حدیث روایت کرنے والے ابوطاہر اشنانی ۔ حاصل یہہ ہے کہ جن اہل تصانیف نے اس قوم کے نام کو تائے قرشت سے خیال کیا ہے من وجہہ اون کا خیال بہی درست ہے اسلئے کہ اسی فصل مین آگے چلکر معلوم ہوگا کہ ہجرت ثانی مین اس قوم کا مقام حدود بصرہ مین واقع تہا پس موضع سکونت سے منسوب کرکے نایتی کہنا بالکل صحیح ہے۔ مولف نے وجہ تسمیہ کے متعلق جس قدر تحقیق کی ہے اوس سے دو نتیجے پیدا ہوتے ہین (۱) یہہ کہ اس قوم کا املا طاء حطی کے ساتھہ موضع نایط اور دوسرے معنون سے متعلق ہونے کے سوا نسب سے بہی تعلق رکہتا ہے اسلئے کہ مولانا باقر آگاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جد قبیلہ کا نام نایط بن نضر کہا ہے لیکن تائے قرشت کا

املا متعلق بہ نسب نہین ہو سکتا یا تو اوسکو بقول مصنف تاریخ فرشتہ ملیباری زبان سے تعلق ہے یا موضع نایت کی سکونت سے منسوب جیسا کہ لب اللباب اور تاج العروس سے موضع کا پتہ چلتا ہے۔ پس اس قوم کو اعتبارات مختلفہ کے لحاظ سے طاء مہملہ کے ساتھہ نایطی کہنا بھی صحیح ہے اور تاء فوقانی کے ساتھہ نائتی بھی۔

نسب قوم نایط کا نسبی شجرہ صاحبان تصانیف معتبرہ کی تحقیق کی روسے تین شاخون پر شامل ہے اور ان تینون شاخون کی اصل نضر بن کنانہ جد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہین۔

پہلی شاخ کی ابتدا، نایط بن نضر سے ہوئی ہے۔ نضر بن کنانہ کو عربون نے جد القریش کہا ہے اور اون کی وہ اولاد جو مالک ابن نضر کے سوا دوسرے سلسلون مین ہے بنو النضر کہلاتی ہے اگرچہ مصنفین کتب انساب نے نضر بن کنانہ کے تین فرزندونکا تذکرہ فرمایا ہے (۱) مالک بن نضر (۲) صلت بن نضر (۳) یخلد بن نضر۔ لیکن محقق کامل ادیب فاضل حقایق دستگاہ جناب مولانا محمد باقر آگاہ کان مثواہ فی قرب اللہ نے اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ

فی مدحت خیر البریہ مین فرمایا ہے کہ۔ النایط جد القبیلۃ

بن نضر بن کنانہ و بقیۃ النسب الشریف معروفۃ

دیکھو خاتمہ کتاب کا ضمیمہ نشان (۱۰) ابو جعفر طبری محدث و محقق کامل نے

سلسلہ دوم کا بیان فرمایا ہے وہ فرماتے ہین کہ النایط طایفۃ من قوم

قریش الخ و قریش اولاد نضر بن کنانہ بن مدرکہ بن الیاس من

اجداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو ثانی عشر منھم ملاحظہ ہو

خاتمہ کا ضمیمہ نشان (۸) یہہ سلسلہ عبد اللہ بن حضرت جعفر طیار رضی اللہ

عنہ تک پہونچتا ہے۔ سلسلہ سوم کی صراحت علامہ جلال الدین سیوطی

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف کشف الانساب مین فرمائی ہے جسکے

متعلق مولف نے بحث کی ہے یہ سلسلہ سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ کے ذیل

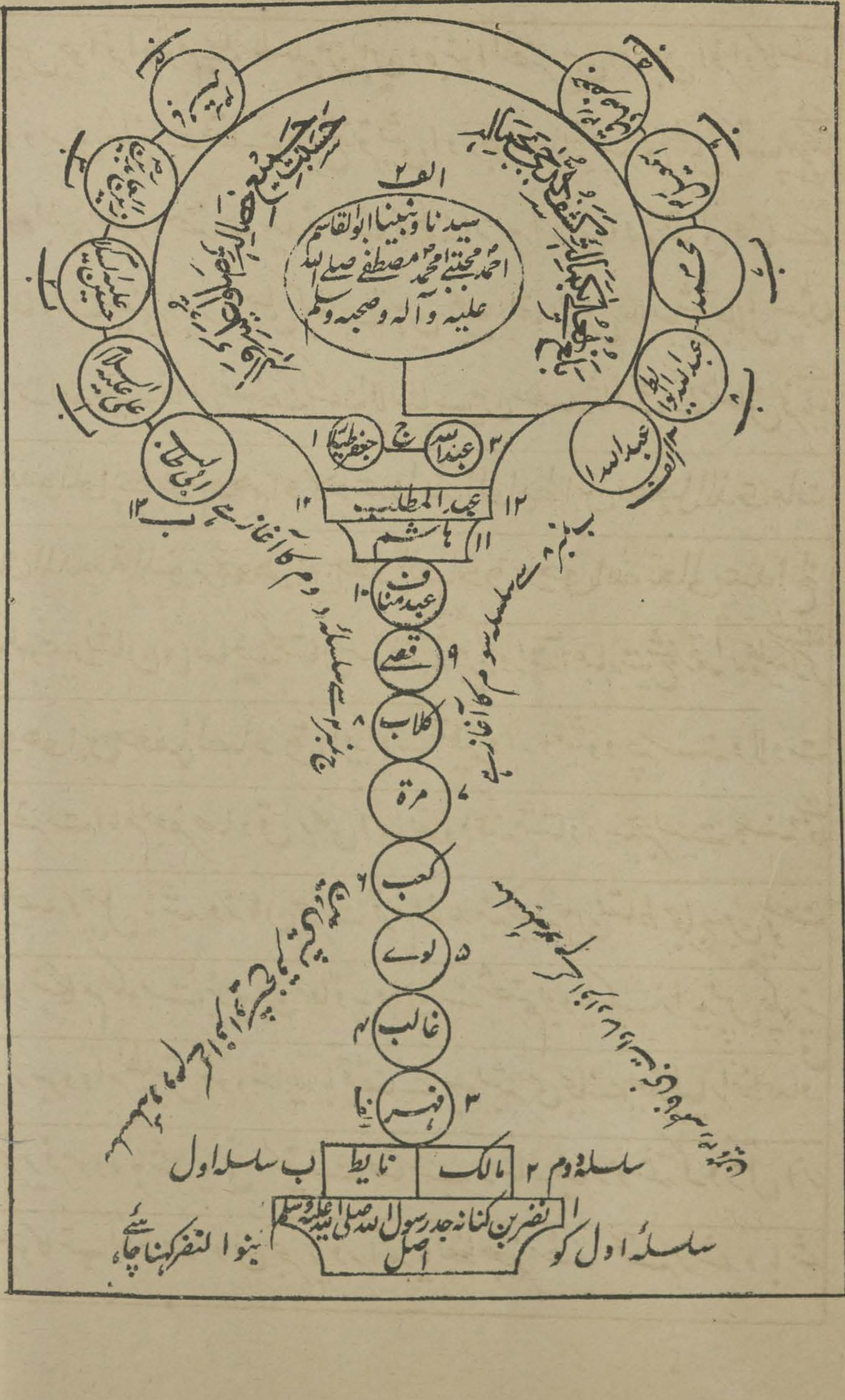
مین آپکے فرزند اسمعیل رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اسمعیل بن جعفر صادق

کی اولاد مین بھی ایک بزرگ عبد اللہ کے نام سے گزرے ہین جو فرزند ہین

محمد بن اسمعیل کے شجرہ ذیل کے ملاحظہ سے ان تینون سلسلون کا

باہمی تعلق اچھی طرح پر معلوم ہوسکتا ہے۔

و ہو ھذا


الف ۲
سیدنا و نبینا ابوالقاسم
احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ و آلہ وصحبہ وسلم
عبداللہ
عبد المطلب ۱۲
ہاشم ۱۱
عبد مناف ۱۰
قصے ۹
کلاب ۸
مرۃ ۷
کعب ۶
لوے ۵
غالب ۴
فہر ۳
سلسلہ دوم ۲ مالک
نایط ب سلسلہ اول
نضر بن کنانہ جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اصل ۱
سلسلۂ اول کو بنوا النضر کہنا چاہیے

پس جو افراد قوم پہلے سلسلہ مین ہین وہ بنو النضر ہین اور جن افراد کا سلسلہ دوسری شاخ سے ملتا ہے وہ شیخ قریشی اور جو سلسلہ تیسری شاخ تک پہونچتا ہے وہ بطن مطہرہ حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا سے سادات حسینی اور اسمعیلی کہلاتے ہین۔ مجمع الفواضل علامہ شیخ جلال سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف کشف الانساب مین سلسلہ ثالث کے متعلق فرمایا ہے

فبنوا الوایط قوم وھم اولاد عبداللہ الوایط ابن اسمعیل الذی مات فی المدینۃ المنورۃ وھو ابن جعفر الصادق رضی اللہ تعالی عنہ الخ

(دیکھو ضمیمہ نشان ۶) صاحب گلستان نسب فرماتے ہین کہ در ابتدا عبارت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کہ گفت

وھو ابن جعفر الصادق ایرادے عظیم وارد میشود چہ سنہ ولادت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ ہشتاد وسہ ہجریست وسنہ وفات یکصد وچہل باشد وزمان ہجرت قوم از مدینہ طیبہ حین تسلط حجاج بن یوسف در ہنگام حکومت یزید بن معاویہ وان سنہ شصتم بود یا یک زاید پس چگونہ در ہر دو امر تطبیق شود شاید باقتضائے سہو بشری بجائے جعفر طیار لفظ صادق تحریر فرمودہ باشد یا فی الحقیقت صاحب رسالہ طیار نوشتہ کہ در نقل از سہو کاتب لفظ صادق بتحریر در آمد یا لفظ جعفر مطلقاً تحریر شدہ باشد

وبعدم فہم وتامل مہرزین لفظ صادق مندرج گردید الخ۔ صاحب گلستان نسب کی اس رائے سے مولف کو اتفاق نہین ہے اسلئے کہ شیخ علامہ نے آگے چلکر جن واقعات کا تذکرہ فرمایا ہے جیسا کہ ضمیمہ نشان ۶ سے معلوم ہو سکتا ہے اون واقعات سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شیخ علامہ کا مقصود جعفر صادق رضؓ ہی سے تہا نہ جعفر طیار رضؓ سے۔ شیخ فرماتے ہین کہ زمانۂ قیام موضع وایط مین امیر اثنا عشریہ نے اس قوم کے نام ایک مراسلہ بہیجا جو شامل تہا دعوت مذہب اثنا عشریہ پر جس مین امیر نے بیان کیا تہا کہ تم سادات ہو پس کیا وجہ ہے کہ اپنے جد علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کا اعتراف نہین کرتے۔

مولف کہتا ہے کہ اگر شیخ کا مقصود جعفر طیار سے ہوتا تو مضمون مراسلہ مین سیادت کی بحث نہو تی اسلئے کہ جعفر طیار کی اولاد پر سادات کا اطلاق نہین ہو سکتا اور پہر آگے چلکر شیخ علامہ نے اوس واقعہ کا تذکرہ فرمایا ہے جو واپسی جزیہ سے متعلق ہے جس مین آپ فرماتے ہین کہ امیر اثنا عشریہ نے جزیہ واپس کیا اور کہا کہ بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جزیہ لینا جایز نہین ہے اس سے بہی یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ شیخ علامہ کو

اس قوم کے نسب مین جعفر صادق علیہ السلام ہی کا نام بیان کرنا مقصود تھا۔اب رہا زمانہ ہجرت کا وہ اختلاف جسکو صاحب گلستان نسب نے ظاہر فرمایا ہے جسکے لحاظ سے ۱۱۶ھ مین حضرت ممدوح کی اولاد کا وجود ناممکن ہے اوسکا جواب یہ ہی کہ جب اوس قوم کا نسبی شجرہ تین شاخون پر شامل ہے اور تینون سلسلون کی ہجرت دو مختلف زمانون مین بروے کتب معتبرہ ثابت ہے تو یہ بات آسانی کے ساتھہ مانی جا سکتی ہے کہ شیخ علامہ نے واقعۂ ہجرت سلسلۂ ثالث کو خلیفہ وقت کے مظالم سے مخصوص فرمایا ہے جس سے حجاج بن یوسف مراد نہین ہے اسلئے کہ وہ نہ کسی زمانہ مین خلیفہ رہا ہی اور نہ ۱۵۲ھ مین اوسکی حکومت کا زمانہ تہا اس بحث کو جس حد تک نسب سے تعلق تہا مولف نے اوسکو اس موقع پر عرض کردیا بلحاظ زمانہ ہجرت اس بحث کی تکمیل اسی باب کی فصل دوم مین جو ہجرت قوم سے متعلق ہی کیجاویگی انشاء اللہ المستعان۔حاصل یہ ہے کہ سلسلہ نسب کے بیان کرنے مین شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی غلطی نہین ہوئی ہے جیسا کہ صاحب گلستان نسب کا خیال ہے

ہندوستان مین جو افراد قوم نایط کے موجود ہین اونکا بڑا حصہ سلسلہ اول و دوم سے تعلق رکہتا ہے یعنے وہ بنو النضر اور شیخ قریش مین بہت

کم لوگ سلسلہ ثالث کے بہی پائے جاتے ہین لیکن آخر الذکر افراد کے بڑے حصے کا یہہ طرز رہا ہے کہ وہ اپنے نامون کے ساتہہ سید کا لفظ نہین لکہا کرتے حضرت امام المدرسین مولانا محمد حسین شہید بیدری رحمۃ اللہ علیہ نے جنکا تعلق سلسلہ ثالث سے ہے اپنی اولاد کو ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے قلم وزبان سے اظہار سیادت نکرین فرمایا کہ گنہ گارون کیلئے سیادت پر فخر کرنا ترک ادب مین داخل ہے۔ مولانا حاجی مفتی محمد سعید خان مغفور کا عملدرآمد بہی اسی احتیاط پر مبنی تہا در حالیکہ آپ شہید مغفور کے بنی عم ہونیکی وجہ سے سلسلہ ثالث سے تعلق رکہتے تہے۔ البتہ بعض افراد قوم نے جنکا واسطہ سلسلہ سوم سے ہے اپنے نامون کے ساتہہ سیادت کا اظہار بہی فرمایا ہے جن کی نسبت کوئی اعتراض قایم نہین ہوسکتا۔ اپنا اپنا خیال ہے ان تینون سلسلون کے افراد قوم مین باہمی اتحاد ہے کسی قسم کا اختلاف نہین ہے ایک دوسرے کو اپنی قوم کا شخص خیال کرتا ہے اور تینون مین باہمی سمدہیانہ ہوتا ہے۔ فی نفس الامر سلسلہ ثالث کی بزرگی باعتبار اعزاز سیادت سلسلہ اول ودوم پر فایق ہے۔

دوسری فصل قوم نایط کی ہجرت کے متعلق

مختلف تواریخ سے ثابت ہے کہ اس قوم کا اصلی مرکز مدینہ منورہ تہا
سنہ ۸۶ ہجری تک اس قوم کا پہلا اور دوسرا سلسلہ مدینہ مطہرہ مین
سکونت پذیر رہا۔ اہل تاریخ نے بالاتفاق لکہا ہے کہ یزید ابن معاویہ
کی عہد حکومت مین حجاج بن یوسف ثقفی کے مظالم نے اس قوم
کو پریشان کر دیا۔ شیخ الافاضل علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ نے
کشف ص الانساب مین فرمایا ہے کہ مورث اعلائے قوم یعنے عبداللہ نے
خلیفہ وقت پر کسی بحث مین غلبہ حاصل کیا اور اوسکو ملزم بنایا
جس کے انفعال سے خلیفہ نے یہہ حکم دیا کہ آپ مدینہ منورہ سے
نکل جاوین آپ اپنے قبایل کے ساتہہ مدینہ مطہرہ کو چہوڑکر بغداد تشریف
لائے اور موضع وایط مین ٹہرے جسکی مسافت شہر بغداد سے تین منزل
کی راہ تہی۔ بغداد کا حاکم مذہب اثنا عشریہ رکہتا تہا جس نے اس قوم
کو قبول مذہب اثنا عشریہ پر مجبور کیا۔ بعض افراد نے اوسکی دعوت
قبول کی باقیماندون کے ساتہہ حاکم مذکور اسلئے بدسلوکی نکرسکا کہ وہ
اجابت دعا مین مشہور رہتے تہا انیکہ حاکم نے غیر مطیعین کے پاس اپنا
قاصد روانہ کیا اور ایک تحریری فرمان بہیجا جس مین سمجہایا گیا تہا

ص بعض قلمی رسایل مین اس کتاب کا نام بحر النسب دیکہا گیا ہے۔ مولف

کہ تم سادات سے ہو اپنے جد علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت
کا اعتراف کرو اور مذہب اثنا عشریہ کے پیرو بنو یا جزیہ دو۔ قوم نے
دونون درخواستون سے انکار کیا اور اوسکے حق مین دعاے بدکی یہانتک
کہ وبا نازل ہوئی جس سے مخالفین کے دلونمین ڈر پیدا ہوا وہ ندامت
کے ساتہہ حاضر ہوے اور معذرت کنان دعائے خیر کی درخوست
کی اور کہا کہ تمہاری عدم اطاعت کی وجہ بعض اور لوگ بہی اطاعت سے
منحرف ہین لہذا یہہ کافی ہوگا کہ تمہارا ہر ایک شخص ایک ایک انڈا
مرغ کا ادا کرے قوم نے باہم مشورت کی اور دفع فساد کے خیال سے
اس درخواست کو قبول کیا اور ہر فرد قوم نے ایک ایک انڈا مرغ کا پیش
کردیا جب وہ تمام انڈے جمع ہوچکے تو حاکم کے حکم سے ایک علیحدہ مکان
مین رکہہ دئے گئے۔ پہر حاکم نے کہا کہ بنی فاطمہ سے جزیہ لینا ناجایز ہے
مناسب ہے کہ تم اپنا مال واپس لیجاؤ۔ قوم نے اوس کی تعمیل کی اور
اعتراف کیا کہ ہم نے اپنا اپنا مال پالیا۔ جب وہ اپنے مقام پر واپس آئے
اور انڈون کو کہائے تب تین دن کے گزرنے کے بعد حاکم نے حجت
پیش کی اور کہا کہ تم سے دو گناہ کا ارتکاب ہوا ایک یہہ ہے کہ تم نے

اپنے اپنے مال کے پانیکا اعتراف غلط بیانی کے ساتھہ کیا دوسرا یہ کہ اکل حرام کے مرتکب ہوے اسلیئے کہ انڈون کے مخلوط ہو جانیکی وجہ سے ہر ایک فرد کے مال مین کوئی چیز ما بہ الامتیاز نہ تھی پس تمہارے لئے یہ حکم ہی کہ قبول کرو ہمارے مذہب کو یا جزیہ دو۔ جب بددعا کی قوم نے دوسرے دفعہ تو کوئی آثار قبولیت کے نہین ظاہر ہوے اسلیئے کہ اکل حلال اور صدق مقال دونون اجابت دعا کے لئے شرط ہین پس قوم نے مجبوری کے ساتھہ بغداد کو چھوڑ دیا اور بصرہ کا ارادہ کیا۔ جہان امیر قوم سید عبد الرحمن نایطی نے ۱۵۲؁ ہجری مین رحلت کی۔ قوم نے اپنے رئیس کی رحلت کے بعد بصرہ کو چھوڑا اور دریائے ہند کے اطراف و جوانب مین سکونت اختیار کی۔ الخ یہ مولف خیال کرتا ہے کہ شیخ علامہ نے ہجرت کے جن واقعات کو خلیفہ وقت کے مظالم سے متعلق فرمایا ہے اوس مین اہل تاریخ کو کسی قدر دہوکہ ہوا ہے بقول شیخ یہہ امر مسلم ہے کہ یہہ تمام واقعات قوم نایط کے اوس گروہ سے متعلق ہین جو اسمعیل بن جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد مین ہے ہر گاہ جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا میلاد ۸۳؁ ہجری مین ثابت ہی اور آپکی وفات ۱۴۸؁ مین تو اس گروہ کے واقعہ ہجرت اولین کا وجود حجاج بن یوسف

کے عہد مین نہین مانا جاسکتا اسلئے کہ حجاج خلیفہ نہ تہا اور اوسکی حکومت کا زمانہ جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت سے پہلے گزرچکا تہا واقعات اور سنین کی مطابقت اسبات کی مقتضی ہے کہ اس گروہ کی ہجرت مدینہ مطہرہ سے خلافت عباسیہ کے زمانہ مین واقع ہوئی ہو۔صاحب قلاید الجواہر نے ذکر کیا ہی کہ اسمعیل ابن جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہما اور آپ کی اولاد کے ساتہہ حکومت وقت کا سلوک کچہہ عمدہ نہ تہا دار وگیر کا بازار گرم تہا پس ممکن ہے کہ حجاج بن یوسف کے زمانہ مین قوم نوایط کے سلسلہ اول و دوم کے ساتہہ سختی ہوئی ہو جن سلسلون کو مین نے فصل اول مین صراحت کے ساتہہ دکہلایا ہی اور سلسلۂ سوم کی ہجرت خلافت عباسیہ کے زمانہ مین واقع ہوئی ہو۔یورپ کے ایک محقق (بارک ولکس) نے ہسٹری آف میسور (تاریخ میسور) مین اس قوم کے متعلق اپنی تحقیق کو دلچسپ طریقہ سے بیان کیا ہے۔یہہ کتاب ۱۸۱۰ء مین شائع ہوئی ہے وہ واقعہ ہجرت کی ضمن مین لفظ نوایت کو نو آمدہ کے معنے مین تسلیم کرتے ہین جیسا کہ اسی باب کے فصل اول مین مولف نے لکہا ہے

وہ فرماتے ہین کہ ہجرت نبویہ کی پہلی صدی مین حجاج بن یوسف

عراق کا گورنر تہا عبد الملک بن مروان نے اوسکو مقرر

گیا تہا اوس کے ظلم و زبردستی سے مسلمان اوس سے متنفر تہے۔ بہت سے لوگون کو جو خاندان ہاشم سے عزت مند اور مالدار بہی تہے اوس نے نقصان پہونچایا وہ اوسکے ظلم اور زبردستی سے کوفہ چلے گئے (مولف کی راے مین یہہ واقعہ سلسلہ اول و دوم سے متعلق ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا) اہل نایط بہی اپنے عیال و اطفال اور نوکرون کے ساتہہ جہازون پر سوار ہوے بعض خلیج فارس مین پہونچے اور بعض ان مین سے آخر پر ملیبار کے کنارہ پر آئے اور کوکن مین مقیم ہوے۔ جو لوگ کیپ کاموربن مین سکونت پذیر ہوے اون سے لبا بین کا تعلق ہے۔ لایق مورخ نے لکہا ہی کہ لبونکی قوم اپنا سلسلہ قوم نوایت سے جدا بیان کرتی ہے۔ مگر اوس مورخ کی تحقیق مین وہ من وجہہ نوایت ہی سے تعلق رکہتے ہین۔ وہ فرماتے ہین کہ لبّے کا لفظ لبیک سے بنا ہے جسکے معنے حاضر ہون کے ہین۔ لبون کو قوم نوایت سے محکومی تعلق تہا (یہ انکی محض رائے ہے۔ مولف کو اس سے اتفاق نہین ہے) لبون کے رنگ وروپ سے آجکل بہی اسکی شہادت ملتی ہے نوایتونکی شکل و شباہت اہل فرنگ سے کم نہین ہے۔ وہ باہمی رشتہ داری رکہتے ہین۔ ہند کے معزز خاندانون کے ساتہہ بہی وہ اپنی اولاد کا نسبتی

تعلق نہین پسند کرتے۔ ہندوستانی دولتون مین یہ لوگ اپنی عجیب
شجاعت۔ تہذیب اور لیاقت کی وجہ سے مشہور ہین۔ مورخ نے
اس قوم کی اخلاقی تمثیل اس طرح پر بیان کی ہے کہ جب مین ایک
اندھیری رات مین راستہ بہولکر بہٹکتا ہوا کرناٹک کے ایک موضع
مین جا پہونچا تو موضع اوّل کنڈہ جو اس قوم کی جاگیر تہی میرے مقام
سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع تہا۔ جب میری پریشانی اور سرگردانی
کی خبر اونکو ملی تو اس قوم کے ایک صاحب نے اپنے دو فرزندونکو
بہیجکر مجھکو بلوایا اور اپنا مہمان بنایا۔ جو خلق و مروت اونہون نے مسافر
نوازی مین صرف کی اوس کی تعریف بیان سے باہر ہے۔ اسکے بعد
لایق مصنف نے بکمال خوبی کے ساتہہ اس قوم کے بعض امرا کا تذکرہ
اپنی تصنیف مین کیا ہے اور نام بنام اونکی اور اونکے کامونکی
تعریف کی ہے۔ جس سے مولف نے اس کتاب کے باب چہارم
فصل دوم مین بعض مشاہیر قوم کے احوال مین مدد لی ہے ــ
یورپ کے ایک دوسرے محقق (ڈاکٹر جی۔ یو۔ پوپ) نے بہی سنہ ۱۸۸۰ع
مین برسبیل اجمال اس قوم کا احوال اور بعض مشاہیر قوم کے حالات

لکہے ہین جو بر سر حکومت تہے یہہ معزز تصنیف لسٹ بک آف انڈین ہسٹری کے نام سے مشہور رہے۔

مصنف رسالہ انساب النایط نے بہی واقعہ ہجرت قوم کو نہایت صراحت کے ساتہہ لکہا ہے اور سر زمین ہند مین اس قوم کے اون تعلقات کا تذکرہ فرمایا ہے جو احمد آباد گجرات مین قایم ہوے۔ محمد ہاشم خان نظام الملکی نے اپنی تصنیف منتخب اللباب کی جلد سوم مین اون مشکلات عبرت انگیز کی تصویر کہینچی ہے جو ورود ہند کے وقت ہندونکی حکومت مین اس قوم کو پیش آئین قوم نے نہایت صبر و تحمل کے ساتہہ اون تمام شرایط کو منظور کیا جو فرمان روایان وقت کے جانب سے پیش ہوئین ایک عرصہ دراز تک گم نامی کے عالم مین انہون نے زندگی بسر کی اور اون تمام قواعد اور قوانین اور رسوم و رواجات کے پابند رہے جو دار الحکومت مین جاری تہے اخفائ اور اشاعت مذہب کی کوشش انہین کا حق تہا اسی احتیاط کا نتیجہ تہا کہ جب تک ہندوئنکی حکومت قایم رہی اہل ملک کے ساتہہ اتحاد و محبت کا رابطہ قایم رہا۔ باہمی اتفاق کی بدولت ان کی ہر ایک ضرورت پر فرمان روایان وقت

کی جانب سے اونکو ہر قسم کی مدد ملتی رہی اکثر خاندانون نے جدا جدا پیشے اختیار کیے بعض نے کاشتکاری اور زمینداری کو پسند کیا بعض افراد نے مختلف اجناس کی تجارت قایم کی اور کامیاب رہے غرض ہر طرح پر رنج وراحت مین ہندؤنکا ساتھہ دیا۔ جب تک ہندؤنکی حکومت قایم رہی اس قوم کے کسی فرد نے ملازمت کو پیشہ وری پر ترجیح ہنین دی سلطان محمود غزنوی کے زمانہ سے انکے عروج کا ستارہ چمکا اسکے بعد ہر ایک زمانہ مین والیان ریاست کی نگاہ انکے محاسن اخلاق اور کارنامون پر پڑنے لگی مختلف مقامات سے انکی طلب مین احکام آنے لگے۔ باوجود اسکے بہت کم افراد نے ملازمت اختیار کی قوم کے بڑے حصہ نے تجارت مین فروغ پایا۔ زمانہ حال تک بھی افراد قوم کی تجارت اور ملازمت کی قریب قریب وہی نسبت قایم ہی بھٹکلہ کوکن۔ اور گووہ مین ہزارہا افراد اس قوم کے اپنے آبائی پیشہ تجارت مین خوشحال ہین بعض اہل تاریخ نے قوم کی ہجرت کو ۱۵۲ھ سے ہی متعلق کیا ہی جیسے ابو جعفر طبری اور نواب شہنواز خان صمصام الملک نے بس ان مجموعی واقعات سے یہ بات صراحت کے ساتھہ معلوم ہو سکتی ہے کہ اس قوم کی ہجرت مدینہ مطہرہ سے دو مختلف زمانون مین واقع ہوئی پہلا زمانہ ۷۶ھ یا ۸۲ھ کا تہا اور وہ سلسلہ اول و دوم سے

مخصوص ہوسکتا ہے اور دوسرا زمانہ ۵۲ھ کا ممکن ہی کہ تینوں سلسلوں کے افراد
سے متعلق ہو. پس بعض اہل تاریخ نے فاش غلطی کی ہی جو بالعموم واقعہ ہجرت کو حجاج ابن
یوسف ہی کے زمانہ حکومت سے مخصوص کیا ہی بہت بڑا تعجب اسپر ہوتا ہے
کہ جس مصنف نے قوم نایط کے نسب کا سلسلہ جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ کے
ساتھہ ملایا ہی اور جس نے ہجرت کا واقعہ ۵۲ھ سے متعلق کیا ہے دونوں نے
مظالم حجاج اور اوسکی حکومت کو ہجرت کا باعث قرار دیا ہے. معلوم ایسا
ہوتا ہے کہ قوم کے دو سلسلوں میں عبداللہ اور جعفر کے نام کے اتحاد سے مصنفین
کے خیال کو دہوکہ ہوا اور مطابقت زمانی کیطرف توجہ نہین کی گئی بہرحال
یہہ واقعہ مسلمہ ہے کہ قوم کی پہلی ہجرت مدینہ مطہرہ سے ہوئی اور دوسری
ہجرت بغداد سے۔ اور تیسری ہجرت بصرہ سے ہندوستان کا ورود ۵۲ھ
کے بعد ہے۔ اسوقت افراد قوم بہٹکلہ۔ کوکن۔ بیجاپور گووہ۔ ملیبار۔ دہلی۔
احمد نگر بمبئی۔ مدراس۔ حیدرآباد۔ جاؤرہ[۲] مین پہیلے ہوے ہین جن کے
اکثر افراد سے مولف نے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے ممکن ہے کہ
ہندوستان کے اور شہرون مین بہی اس قوم کا وجود ہو۔

تیسرا باب قوم نایط کے مذہب مخصوصات قوم

۲۔ کہا گیا ہی کہ جاؤرہ مین اس قوم کے تمام افراد زراعت پیشہ ہین۔

اور رسم و رواج کے متعلق مشتمل بر دو فصل

پہلی فصل مذہب اور مخصوصات قوم کے متعلق

مذہب قوم نایط کا بڑا حصہ مذہب سنت جماعت کا پیرو اور شافعی المذہب ہے
بعض افراد قوم مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرتے ہین شاذ و نادر
افراد تفضیلیہ ہین لیکن اصول مذاہب اربعہ کے تابع ۔ جنکو اسمعیلیہ فرقہ
کے سلیمانیہ گروہ کے مماثل خیال کرنا چاہئیے ۔ بہت کم افراد نے مذہب اثنا عشریہ
کو اختیار کیا ہے ۔ بعض اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ نشکہ ہجری کے بعد ان مین
مذہبی اختلاف پیدا ہوا ۔ بعض تصانیف سے ثابت ہے کہ ہجرت اولے
کے بعد بغداد ہی سے اس کا آغاز ہوا ۔ یعنے اس قوم کی ایک جماعت
نے امیر بغداد کی دعوت قبول کی اور اثنا عشریہ مذہب کو اختیار کرلیا
بعض تاریخون سے اسکا پتہ چلتا ہے ۔ کہ شاہ طاہر دکنی کے زمانہ
مین اس قوم کے ایک خاص گروہ نے شیعیت کا اعتراف کیا اور طاہر
سے ملقب ہوے بعض کو فضیلت سیدنا حضرت علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ
کیطرف میلان تہا جو مایل سے پکارے گئے لیکن اُس حکومت کی اختتام پر اس اختلاف کا

یہی خاتمہ ہوچکا صاحب منتخب اللباب فرماتے ہین کہ چون اینہا قاصد بنادر
دکن کہ درآن زمان بندر دابل وچیول وکنبایت وبہروچ واطراف
مچھلی بندر جاری بود گردیدند بہ ہمعنانی باد موافق و مخالف ہر جہازے
بہ بندرے افتاد ووقت فرود آمدن چون راجہ وزمیندار ہر مکان کہ
فرمانروائے آنجا بودند واسم اسلام درگوش انجماعۃ حکم خلیدن ہزار
خار پاداشت وقت فرود آمدن آنہا مضائقہ می نمودند آن تختہ بندان
دریائے سرگردانی ودریا نوردان بحر حیرانی بہ تملق والحاح پیش آمدہ قرار
عہد وپیمان عدم اظہار دین خود کہ درگوشہ وکنار خانہ خویش ہر یکے
بعبادت معبود برحق رسم وآئین خود بردارد ودر ظاہر وآشکارا موافق
روئیہ آن ملک درلباس ودیگر اطوار بعمل آرد بمیان آوردہ فرود آمدند
وبکمال حزم واحتیاط کہ صدائے اذان وقرارت قران وعادات دیگر بگوش
ہوش آنقوم نرسد زیست می کردند الخ۔ زمانہ حال تک اس قوم کے کل
افراد اپنے مذہبی احکام کی سخت پابندی کرتے ہین اور طہارت کے نہایت
محتاط ہین اکثر افراد قوم ہمیشہ باوضو رہتے ہین۔ ریاضت کے
عادی ہین۔ اس قوم کے بہت کم افراد ایسے پائے جاوینگے جو حرمین شریفین

زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے طواف و زیارت سے مشرف ہوے ہون
صوم و صلوٰۃ کی پابندی انکی بہترین عادت ہے نماز جمعہ ہمیشہ جامع مسجد
مین ادا کرتے ہین۔ تقسیم زکوٰۃ مین تساہل نہین کرتے صلہ رحم کا خیال رکھتے ہین
اپنے خاندان کے مفلوکون کی اعانت اور خبر گیری مین کوتاہی نہین کرتے
میراث کی تقسیم مین بلا لحاظ امیر و غریب بغیر مناقشہ۔ باہمی تصفیہ کر لیتے ہین
علوم دینی کی تحصیل کو دیگر علوم دنیوی پر مقدم جانتے ہین۔ اکثر افراد
حافظ قرآن ہین اور پابندی کے ساتھہ تلاوت کلام مجید کے عادی ہین
تجہیز و تکفین اموات مین نہایت سادہ طریقہ پر عمل کرتے ہین اور شرعی احکام
کا لحاظ رکھتے ہین۔ اپنی قوم کے رنج و راحت کے شریک رہتے ہین
حاصل یہہ ہے کہ اس قوم کا طرز عمل اکثر امور مین احکام مذہب کا
پابند ہے۔

پابندی کفو | کفو کی پابندی اس قوم کی اعلےٰ صفت ہے۔ صاحب
منتخب اللباب نے اپنی تصنیف کی جلد سوم مین فرمایا ہے کہ امادرین
ضمن درصورت احتیاط بعض امور کہ از شرفائے دیار عرب در
غربت بکار رفتہ خلاف طریقہ عجم کہ بحکم ضیعو انسابھم سر رشتہ کفو را

از دست ندادہ اند و در گرفتن و دادن دختر غیر ہم قوم سواے سیدے
کہ صاحب شجرہ و ذی شہرہ باشد تا پنج سلسلہ با وجود کمال پریشانی
و درماندگی نسبت نمی نمایند و از جاریہ این ملک کہ ہیچ مذہب سوای
دار حرب ملکیت آن ثابت نمی گردد و از قوم اراذل و فاحشہ کہ بعاشقی
در خانہ آرند فرزند حاصل نمی کنند و اگر احدے از سلسلہ آنہا مرتکب این
افعال گردد او را از قومیت اخراج نمودہ در شادی و غمی او نفرت و قطع
صلہ رحم می نمایند و با و نسبت نمودن باعث خرابی نسل می دانند الخ

حقیقت یہہ ہے کہ کفو کی پابندی جسقدر اس قوم مین رہی ہے اوسقدر ہندوستان کے اور اقوام مین کم پائی گئی ہے فریق ثانی کیسا ہی مالدار اور کیسا ہی شریف کہلاوے اگر وہ قوم نایط سے نہین ہے تو کسی حال مین نہ اوسکو لڑکی دیجاتی تھی اور نہ اوسکی لڑکی لیجاتی تھی۔ اسی پابندی کی برکت ہے کہ زمانہ حال تک اس قوم کا نسب قایم ہے اگرچہ فی زمانا بعض افراد قوم نے اسکے برخلاف بہی عمل کیا ہے جیسا کہ ڈوگلی کے لقب سے اوس کا پتہ چلتا ہے اور مولف کے ہم عصرون مین بعض ایسے نظایر بہی موجود ہین لیکن وہ الشاذ کالمعدوم کی مصداق ہین اس خلاف

ورزی کا اصلی سبب امارت ہے بعض افراد قوم نے اہل قوم سے محض
اس بنیاد پر سمجہدیا نہ منظور نہین کیا کہ وہ مفلس تہے زمانہ سلف کی تاریخ
سے یہہ بات ثابت ہے کہ افراد قوم کو افلاس اور امارت کا کوئی خیال
نہ تہا بلکہ اونکو صرف اپنی قوم کی تلاش رہتی تہی۔ اس زمانہ مین بہی
بعض خاندان ایسے ہین جو زمانیان سلف کے ہم خیال ہین لیکن طبقہ امرا
کی کم التفاتی نے بعض نظایر اوسکے برخلاف بہی پیدا کر دئے ہین جسقدر
فواید پابندی کفو مین متصور رہین وہ کسیطرح غیر کفو سے متوقع نہین ہوسکتی
قومی شرافت کا یقین۔ اخلاقی معلومات صحت کی حالات جس حد تک
کفو مین معلوم ہوسکتے ہین ناممکن ہے کہ غیر کفو مین اون پر جیسا چاہئے بہروسہ
ہوسکے جن اقوام مین پردہ کی پابندی ہے اون مین ایک اور نعمت صرف
کفو ہی کی بدولت حاصل ہوسکتی ہے۔ ہندوستان کے بعض خاص ملکونکا
رواج لڑکیون کے والدین کو مجبور کرتا ہے کہ وہ لڑکے کے اقربا را تاش
سے بہی اوس لڑکی کو چہپاوین جسکی نسبت کا پیام ہے تا بہ خواہندہ نسبت
چہ رسد نتیجہ اس رواج کا اکثر یہہ دیکہا گیا ہے کہ عقد کے بعد میان نے
اپنی بی بی کی وجاہت کو اسلئے نہین پسند کیا کہ مشاطاون کے مبالغہ سے

سوین حصہ کی بہی اصلیت نہ تہی یہی ایک چیز ہے جو بہت سے خانہ برباد ہونگا باعث قرار پائی ہے مانا کہ مذہب اسلام کے احکام کی پابندی نکرینگا یہہ نتیجہ ہے لیکن کیا کیا جاوے رواج ملک کے لحاظ سے ہندوستان کے خاندانی مسلمانون مین شادی سے پہلے لڑکا اپنے منسوبہ لڑکی کو کسی طرح بچشم خود نہین دیکھہ سکتا پس جو چیز اس نازک مسئلہ رواجی مین ایک حد تک مدد دے سکتی ہے وہ صرف کفو کی پابندی ہے اور بس۔

پردہ اس قوم کے پردہ کا رواج زمانہ سلف مین کس اصول پر تہا اوسکی دریافت تحصیل حاصل ہے۔ عرب مین پردہ کا جو طریقہ رہا ہو یا جو طریقہ اسوقت ہے اوسی پر اس قوم کے پردہ کو محمول کر لینا چاہئے لیکن ہندوستان مین یہہ قوم مستورات کے پردہ مین مسلمانان ہند کے ہم قدم ہے برقعے یا ملایے کے ذریعہ سے کاروبار کرنا اور گہر سے باہر نکلنا شریف عورتون کے لئے معیوب ہے مولف نے بچشم خود دیکہا ہے کہ میانے یا گاڑی کی سواری مین صرف دروازون یا کہڑکیون کے بند کرنے کو کافی نہین سمجہا جاتا تہا بلکہ اوس سواری پر ایک بہت بڑا پردہ یا غلاف ڈالا جاتا تہا جس مین سے ہوا کا گذر بہی قریب قریب ناممکن کے ہو جاتا تہا

اور یہی طریقہ بعض خاندانون مین اتبک چلا آتا ہے لیکن ریل کی سواری نے بہ مجبوری اس مین ترمیم کرائی ہے۔ خاص کر اون مقامات کے لئے جہان میانہ کا بہم پہونچنا مشکلات سے خالی نہین ہے۔ ملایہ یا برقع پر قناعت کیجاتی ہے شہرون مین بند گاڑیان بغیر پردہ کے کافی سمجھے جاتے ہین۔ بند میانہ اگرچہ بند گاڑی کا مشابہ ہے لیکن تاہم میانہ پر پردہ ڈالنے کا رواج ہنوز باقی ہے۔ خاندان کے اون افراد کے روبرو جن سے کوی قرابت ہے جو خاندانی اور ہم قوم سمجھے جاتے ہین اور عزیز کہلاتے ہین باوجود غیر محرم ہونے کے مستورات پردہ نہین کرتین۔ کنواری لڑکیان غیر محرم مردون کے روبرو اگرچہ وہ اپنے خاندان اور قوم سے ہون البتہ چہپتی ہین مگر یہہ حجاب صرف شرم کی حد تک ہے سن طبعی سے پہلے تو اسقدر حجاب بہی نہین رہتا ایک خاندان کا لڑکا کسی ایسی لڑکی کو جو اوسکے ہم خاندان ہے جس سے اوسکی نسبت کا پیام ہے باوجود بعدٗ قرابت وغیر محرمیت کسی نہ کسی موقع پر اکثراً دیکہہ سکتا ہے یا دیکہا ہوا ہوتا ہے احکام شرع محمدی کے برخلاف اگر ملک کا رواج کسی خاص اہتمام کا مانع ہے تو اہل خاندان کے لئے یہہ خاندانی رواج

اوس کا بدل قرار پاسکتا ہے۔

لباس | تاریخ خافی خانی سے ثابت ہے کہ ابتدائی زمانہ مین جب یہہ قوم ہندوستان آئی تو اس قوم کی مستورات نے ضرورت وقت کے لحاظ سے ہندؤن کا لباس اختیار کیا تہا وہ فرماتے ہین کہ در اکثر بنادر لغایتہ حال زنان شرفائے آنجا کہ بقوم عرب و نوئتیہ مشہور اند و جمعی کہ از اولاد عباس و زبیر و طلحہ و دیگر اصحاب کبار خود را می گیر ند رخت و لباس عورات ہنود می پوشند و بہ ہمین دستور بطریق اخفار زندگانی می منوند و بعبادت صانع بیچون می پرداختند الخ لیکن وہ مجبوری کا زمانہ سلطان محمود غزنوی کی حکومت کے بعد ختم ہوچکا۔ عادت ہی کی بدولت اوسکا یادگار اسوقت تک باقی رہا اب اوس عادت مین بہی بہت کچہہ اصلاح ہوچکی ہے فی زماننا مستورات کا لباس مقام سکونت کے لحاظ سے کم کم تبدیلی اختیار کرچکا ہے۔ ساڑی کی پوشاک بلاشک ابتک باقی ہے۔ لیکن صرف شوق کی وجہ سے۔ حیدرآباد مین پائجامہ اور کرتیان اور دوپٹے مدراس مین تہبند اور دامنیان اور راور ملکون مین وہان کی خاص پوشاک مسلمان مستورات کے لئے مخصوص ہوچکی ہے بعض افراد اون مین ایسے بہی

ہین جو عرب کے لباس کو پسند کرتے اور اوسی کو پہنتے ہین بمبئی پریسیڈنسی
کا مقامی لباس خود لباس عرب سے مشابہ ہے حیدر آباد مین کرتہ کا لباس
مستورات کے لئے بلحاظ ستر خاصہ لباس ہے۔ بہ ہیئت مجموعی زمانہ حال مین
مستورات قوم نایط کا لباس ہنود کا لباس نہین کہا جا سکتا۔ خصوصاً
لباس کے مسئلہ مین زمانہ تیزی کے ساتہہ ترقی کر رہا ہے بعض افراد قوم
نے مختصر شیروانیون کا لباس اختیار کیا ہے پائجامہ اور ساڑیون کی
ساتہہ اوسکو پہنتے ہین۔ صرف پائجامہ کے ساتہہ شیروانی پر ایک جدا گانہ
اوڑنی بہی مستعمل ہے جسکو اہل مدراس دامنی کہتے ہین اور حیدر آباد
مین اوسکا نام کہڑا دوپٹہ ہے۔ مردانہ لباس مین اب لباس ہنود کے
مشابہت بہت کم باقی رہگئی ہے اکثر افراد قوم عربی جُبّہ۔ قمیص۔ صدری
شایعہ۔ چُغہ عمامہ استعمال کرتے ہین پائجامہ پہنا جاتا ہے۔ اہل مدراس
مین نیمہ جامہ اور خاندانی دستار یا عربی عمامہ کا رواج ہے علی ہذا حیدر آباد
کی منصبداری پگڑی یا اوسکے بدل مین عمامہ رائج ہے۔ اگرچہ یہہ بات
مانی ہوئی ہے کہ جامہ اور کہڑکی دار دستار کا رواج شہنشاہ اکبر کے
زمانہ مین راجپوتون سے لیا گیا ہے متعدد کتب تاریخ سے اسکا پتہ چلتا ہے

لیکن اس قوم مین جامہ اور گھڑی دار دستار کا رواج صرف مدراس پریسیڈنسی مین کسیقدر باقی رہ گیا ہے۔ ترکی ٹوپی کا رواج کم کم ہو چلا ہے اور اور مقامات پر بہی مسلمان مردون کا لباس مخصوص ہو چکا ہے جو ہندؤنکے لباس سے مابہ الامتیاز فرق رکہتا ہے۔ انگریزی قطع کے لباس کو اس قوم کے اکثر افراد ناپسند کرتے ہین۔ اکثر افراد قوم پاؤن مین ملکی جوتا پہنتے ہین۔ بعض ایسے بہی ہین جو عربی طریقہ پر نعلین کا استعمال کرتے ہین۔

زبان اس قوم کی زبان عموماً اردو ہے۔ بعض مواضع کے باشندے ناگزیر ملکی زبان بولتے ہین اس مین شک نہین کہ ان کی روزمرہ اردو زبان مین صدہا الفاظ تلنگی۔ اروی۔ مرہٹی اور کنڑی کے مخلوط ہین۔ اگرچہ اردو کی بامحاورہ زبان بہی سنسکرت اور دیگر زبانون سے خالی نہین ہے۔ لیکن اس قوم کی اردو زبان عجیب ہے۔ ان کے محاورات خاص ہین۔ حیدرآباد مین جو افراد قوم سکونت پذیر ہین اون کی زبان مین بہی قومی اصطلاحی الفاظ کی جہلک معلوم ہو جاتی ہے بدینوجہ کہ ان کے اسلاف کا

ابتدائی زمانہ عربی زبان پر فاتحہ پڑہنے کے بعد بالکل ہندؤون کے ساتہہ گذرا ہے زبان کی یہہ حالت تعجب خیز نہین ہے۔حیدرآباد کے باشندے بہ نسبت اور ملکون کے باشندون کے کسی قدر درست اردو بولتے ہین مدراس پریسیڈنسی مین اس قوم کی اردو زبان بہت ہی خراب ہے۔علی ہذا بمبئی۔احمد نگر۔گجرات۔کوکن۔گوا۔وغیرہ مین ممالک مغربی وشمالی کے رہنے والی قوم نایط اہل زبان کی صحبت مین البتہ اپنی زبان کو درست کرچکی ہے۔لیکن عورتون کی اردو زبان اسقدر درست نہین ہے جس قدر مردون کی زبان۔

تعلیم و تربیت قوم نایط اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت مین زیادہ سعی کرتی ہے۔لڑکا ہو یا لڑکی اوسکو اول کلام مجید کا درس دیا جاتا ہے اکثر خاندان اپنے لڑکون کو حفظ قرآن سے پہلے کسی اور کتاب کو پڑہانا پسند نہین کرتے۔ختم قرآن کے بعد فقہ اور عقاید کے اردو رسایل پڑہاتے ہین۔پہر انشاء فارسی۔اور عربی کی صرف کا آغاز ہوتا ہے عربی کی صرف ونحو سے فراغت ہونے کے بعد علوم دینیہ سے فقہ اور حدیث کو اور علوم پر ترجیح دیجاتی ہے۔مغربی علوم سے

اکثر خاندانون کو تنفر ہے۔ اون کا خیال ہے کہ مغربی علوم سے اسلامی خیالات مین فرق آجاتا ہے۔ فی زمانا اکثر روشن خیال خاندانون نے تعلیم مذہبی کے بعد علوم مغربیہ کی ضرورت کو بھی تسلیم کیا ہے دنیوی ضرورتون کے لحاظ سے اون کا یہہ خیال بہت درست ہے۔ جہان کہین تعلیم فنون کے مدارس قایم ہین وہان اس قوم کے افراد اپنی اولاد کو خوشی کے ساتھہ تعلیم دلواتے ہین۔ لڑکیونکو ختم کلام مجید کے بعد صرف اردو زبان کی دو چار مذہبی کتابین اور طرز معاشرت کا کوئی ایک رسالہ اور علم حساب کی تعلیم کافی سمجھی جاتی ہے۔ خطاطی کی تعلیم سے اکثر خاندان احتراز کرتے ہین اون کا خیال ہے کہ کتاب کا پڑھ لینا کافی ہے۔ ادائے مضمون کے لئے نامہ نگاری کی مشق بے ضرور اور خطرناک ہے۔ مولف کو اکثر بزرگان قوم سے اس کے متعلق گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا ہے اون کا اصلی خیال یہہ ہے کہ درسی کتابون کی نقل کا کر لینا جو مذہبی تعلیم اور اخلاق سے متعلق ہون اون کو ناپسند نہین ہے خط و کتابت کی زیادہ مشق البتہ وہ ضروری نہین سمجھتے باوجود اس خیال کے

اکثر لڑکیان بہت اچھی طرح پر لکھہ پڑہنے کے قابل ہو جاتی ہین علم حساب کی تعلیم اگرچہ ادنے درجہ مین دیجاتی ہے مگر خداداد ذہانت کی وجہ سے حسابی سوال کا جواب بغیر کسی تحریری عمل کے صرف زبانی حساب سے صحیح ادا کرتی ہین۔ بعض خاندانون کی لڑکیان اپنے والد یا بہائیون کے تعلیم سے خوشنویس بہی ہوگئی ہین لڑکیون کو لکہنے پڑہنے کے سوا سینے پرونے کی تعلیم بہی اہتمام کے ساتہہ دیجاتی ہے مختلف قسم کی کاری گری سوئی کے کام مین اونہین سکہلائی جاتی ہے۔ زمانہ حال کے بعض روشن خیال افراد نے اپنی لڑکیون کی تعلیم مین انگریزی طریقہ پر۔ جُرابے۔ گلوبند۔ نقشی تور وغیرہ کا بنانا بہی شامل کر لیا ہے۔ پہر کہانی پکائی کی تعلیم مین معمولی پخت و پز پر اکتفا نہین کیا جاتا بلکہ مختلف قسمون کے پکوان اونکو سکہلائے جاتے ہین۔ اس قوم کی خانہ ساز مٹہائیان مشہور ہین جن کی تعلیم نہ صرف لڑکیون کو بلکہ لڑکون کو بہی دیجاتی ہے۔ یا یون سمجہنا چاہئیے کہ لڑکے اپنے بہنون کی تعلیم کے زمانہ مین ایک حد تک اوس سے خود واقف ہو جاتے ہین۔ مولف

تاریخ نے اپنی والدہ مکرمہ کے اس کمال کو ہمیشہ دیکھا ہے اور ایک حد تک اکثر مٹھائیون کی تیاری سے خود واقف ہے ایسی عمدہ اور مختلف اقسام کی شیرینی جیسی کہ اس قوم کی خانہ ساز شیرینی ہوتی ہے ہندوستان کے اور قومون مین بہت کم دیکھی گئی ہے مٹھائیون کے مختلف نام ہین ہر ایک کا ذایقہ اور ہر ایک کی لذت خاص ہوتی ہے اوس کے ظاہری اشکال مین کاریگری اور کمال سے کام لیا جاتا ہے۔ بعض مٹھائیون کی حقیقت اور اون کے نامون کو مولف نے ذیل مین لکھے ہین جو مشت نمونہ از خروارے کا حکم رکھتے ہین۔ ناظرین کے لئے اوس کا ملاحظہ غالباً خالی از دلچسپی نہوگا۔

(۱) **اشرفی**۔ یہہ ایک نہایت نفیس مٹھائی ہے جو سکہ اشرفی سے مشابہ بنائی جاتی ہے جس کے دونون جانب الفاظ ذیل کا ٹھپہ لگایا جاتا ہے۔ یہہ الفاظ دو مصرعون کے ذریعہ سے موزون کئے گئے ہین جس مین اون اجناس کے نام ہین جن سے یہہ مٹھائی بنتی ہے۔

وہو ہذا

گلاب و مشک و بادام و نبات است غلط کردم تمام آب حیات است

کہا جاتا ہے کہ اس مٹھائی کے موجد اور اس شعر کے مصنف امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس ہین۔ مولف نے اس کا تذکرہ باب سوم کی دوسری فصل اور قوم نایط کی منگنی کی تقریب مین کیا ہے اس مٹھائی کو غربائے قوم تقاریب مروجہ مین روپیون کی عوض استعمال کرتے ہین۔ یہہ نہایت لذیذ مٹھائی ہے۔

(۲) امرود پہل۔ امرود ایک پہل کا نام ہے۔ یہہ مٹھائی کہوئے سے بنائی جاتی ہے جو امرود سے مشابہ ہوتی ہے یعنے کہوئے کے امرود شکر کے شیرے مین چہوڑے جاتے ہین۔ بعض نے اس کو امرت پہل کہا ہے۔ زبان سنسکرت مین اَمرِت کی معنی شہد کے ہین اور پہل سے وہ مصنوعی پہل مراد ہے جو کہوئے سے بنایا جاتا ہے بدینوجہ کہ کہوئے کے مصنوعی پہل شکر کے شیرے مین ڈوبے ہوے رہتے ہین اس کا نام امرت پہل رکہا گیا۔

(۳) انڈے کی پیوسی۔ پیوسی زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اوس گاڑہے دودہ کو پیوسی کہتے ہین جو بچہ ہونے کے گئے روز بعد تک

غلیظ رہتا ہے اور آگ پر رکھنے سے منجمد اور کھیل کھیل ہو جاتا ہے اس مٹھائی کو شکر۔ کھویا۔ اور انڈوں کو حل کر کے زعفران مشک اور مغزیات کی شرکت کے ساتھہ بناتے ہین۔ ان مخلوطی اجزا کو لگن مین آگ پر دم دینے سے جب وہ جم جاتے ہین تو اس کو مربع یا مستطیل یا مخروطی ٹکڑون مین کاٹ کر استعمال کرتے ہین۔ یہہ نہایت خوش ذایقہ اور مقوی مٹھائی ہے۔

(۴) **بادامی پوریان**۔ اس کی بڑی کاری گری نقش و نگار سے تعلق رکھتی ہے۔ نقروی ٹھپے مختلف قسم کے تیار رہتے ہین بادامی ورق پر باریک سے باریک جال اور پھول اون ٹھپون کے ذریعہ سے بناتے ہین اور اوس کے نیچے طلائی یا نقروی ورق جما کر کنگورہ دار پوریون کی شکل قایم کیجاتی ہے۔ پھر اون کو کوئلون کی آگ پر دم دیا جاتا ہے جس مین ورق کی چمک بہت بھلی معلوم ہوتی ہے اور ذایقہ مین ایک قسم کا سوندھا پن نہایت خوشگوار ہوتا ہے۔

(۵) **بادامی حلوا**۔ یہہ بڑی مقوی اور لذیذ مٹھائی ہے

ایک مٹھائی کا نام ہے جو سوجی کے نہایت باریک مانڈون مین تہہ بہ تہہ بہرا ہوا حلوا اور مسکہ کی پرت جما کر بنائی جاتی ہے۔ چینی کی تشتریون مین متعدد پورن پوریان جمائی جاتی ہین اور بہت بہلی معلوم ہوتی ہین۔ یہہ بڑی مقوی اور دیر ہضم مٹھائی ہے۔ ہندؤن مین اس کا بہت رواج ہے غالبًا ہم نے اونہین سے اسکو سیکھا ہے۔

(۱۱) **پہینی**۔ زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اوس مٹھائی کا نام جو سوجی کے تارون سے بنائی جاتی ہے جیسے سینویان اس کو دودہ مین بہگو کر پکاتے ہین بہت بامزہ مٹھائی ہے۔ بعض لوگ پہینی کو کدو کے تارون سے بناتے ہین۔

(۱۲) **پیوسی**۔ یہہ مٹھائی اوس دودہ سے بنائی جاتی ہے جو گائے یا بہینس کے بچہ دینے سے چہہ دن تک دوہا جاتا ہے جس کو چیکا دودہ کہتے ہین یہہ ایسا گاڑہا ہوتا ہے کہ شکر ملانے اور گرم کرنے سے جم جاتا ہے اس قوم کے بعض بی بیان معمولی دودہ کو کہٹائی سے پہوڑ کر ہر وقت اوسکی پیوسی بنالیتی ہین۔ اور پیوسی بڑی لذیذ چیز ہے۔ اگرچہ اوسمین اور کسی چیز کی شرکت نہین ہوتی۔ صرف دودہ اور شکر ہی سے کام

لیا جاتا ہے۔ لیکن تیاری کے طریقہ خاص سے اوس مین ذائقہ خاص پیدا ہو جاتا ہے۔

(۱۳) **جالی**۔ زبان ہندی مین مشبّک چیز کو جالی کہتے ہین۔ جالی ایک بادامی مٹھائی کا نام ہے۔ جس مین باریک باریک نقشی سوراخ کئے جاتے ہین۔ دودہ انڈے کی سپیدی۔ پسا ہوا بادام۔ شکر۔ گلاب ان اجزا سے اوس کو بناتے ہین۔ کوئلون کی آگ پر دم دینے سے اوس مین سختی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا گِرد و بہت نازک ہوتا ہے ذرا سے دھکّے سے توٹ جاتا ہے۔ ذایقہ دار مٹھائیون مین اس کا شمار ہے۔ تھوڑے سے صرفہ مین زیادہ مٹھائی تیار ہوتی ہے۔

(۱۴) **حَب کی لوز یا حَب کا حلوا**۔ یہہ مٹھائی بادام مصری نشاستہ اور گلاب سے بنائی جاتی ہے۔ حَب عربی زبان کا لفظ ہے۔ دانہ اور تخم کے معنون مین بولا جاتا ہے۔ لوزا ور حلوا دونون عربی زبان کے الفاظ ہین۔ لوز کے معنے بادام اور حلوا سے میٹھا یا میٹھی چیز یا نرم شیرینی مراد ہے۔ حَب کے لوزاون محرّف تراشیدہ کھجورون کا نام ہے جن کے اندر دانہ دار شیرینی بھری ہوئی ہو ظاہر مین وہ خشک

میدے سے بنے ہوے اور سفید رنگ معلوم ہوتے ہین اور اندر دانہ دار شیرہ بہرا ہوتا ہے۔ حَب کے حلوے مین بہی یہی صفت ہوتی ہے۔ جس سے حَب کے لوز آسانی کے ساتہہ بن سکتے ہین۔ اسکی لطیف شیرنی اور عطریت اور ذایقہ مولف کی رائے مین تمام مٹہائیون پر فایق ہے حضرت اختر فرماتے ہین۔ ؎

حُسن کی لوز جب نظر آئی عشق مین بوی نشکر آئی

(۱۵) **حلوا سوہن** ۔ زبان اردو مین ایک قسم کی مٹہائی کا نام ہے۔ یہہ ابتداءً ایسا سخت پایا جاتا ہے جس کی نسبت مبالغتً کہا جاتا ہے کہ بغیر سوہان کے نہ ٹوٹیگا۔ مگر جب دانتون مین دا جاتا ہے تو خستگی کے ساتہہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ بزرگان قوم نے کہا کہ ضعیفون کے خاطر ہم نے اسکو ایسا بنانا شروع کیا ہے دراصل اسکی تیاری مین بڑی صفت یہی تہی کہ لوہے کے ہتوڑے سے توڑا جاتا تھا اور اوسکے ریزے منہہ مین مثل سخت مصری گہولے جاتے تہے۔ اس مین شکر اور میدے اور مسکہ سے کام لیا جاتا ہے بعض لوگ مغزیات بہی شریک کرتے ہین۔ بڑی ذایقہ دار ار

لطیف شیرینی ہے۔

(۱۶) خشتِ عَدَن۔ یہہ ایک نفیس مٹھائی ہے جو منجمد حلوائ کو مستطیل ٹکڑون مین کاٹ کر بنائی جاتی ہے۔ بے شک اسکی وضع اینٹ سے مشابہ ہوتی ہے اسکے موجد قومی باشندگان عَدَن کہے جاتے ہین۔ لیکن اس کے نام مین عَدَن کا لفظ بفتح اول وسکون دال بہشت کے معنون مین مستعمل ہے۔ کدو۔ کہویا۔ مصری۔ مغزیات کیوڑا۔ زعفران کی شرکت سے ایک حلوا تیار ہوتا ہے جس کا قوام سخت رکہا جاتا ہے اور حالت انجماد مین اسکو مانڈے کی شکل پر پہیلاکر اوس سے مستطیل ٹکڑے کاٹ لئے جاتے ہین۔ اس مٹھائی مین ذائقہ لطیف کے سوا ترتیب بدن کا اعلے جوہر ہے۔

(۱۷) دہی بڑے۔ بڑی بیائے معروف زبان ہندی مین ایک قسم ہے غذا کی جسکو دہوئی ہوئی مونگ یا اوڑد کی دال پیسکر چہوٹی چہوٹی ٹکیاؤن کی شکل مین بناتے ہین اور سُکہا کر اوس کا سالن پکاتے ہین۔ اسی اسم مونث کا مذکر بڑا ہے اور بڑے اوسکی جمع یہ تذکیر اور جمع اردو محاورہ مین نہین بولی جاتی قومی زبان مین

مستعمل ہے۔ ٹرا بہ نسبت ٹری کے کسی قدر بڑا ہوتا ہے اور یہہ خالصًا دہی سے بنایا جاتا ہے۔ دہی کو ایک دبیز کپڑے مین چہان کر اوسکا پانی جدا کر لیتے ہین اور پہر اوس کی ٹکیائین بنا کر مسکہ مین تلتے ہین اور پہر شکر کے شیرے مین وہ تلی ہوئی ٹکیائین چہوڑ دیجاتی ہین ایک دن کے بعد یہہ مٹہائی قابل استعمال ہو جاتی ہے اور دہی کی ترشی کے ساتہہ عجیب ذایقہ پیدا کرتی ہے۔

(۱۸) روٹ۔ زبان ہندی مین بڑی روٹی کے معنون مین مستعمل ہے ہندون مین دیوتا کا روٹ مشہور ہے جو بہیک مانگے ہوے آٹے سے پکایا جاتا ہے قوم نوایط مین اسی نام سے ایک مٹہائی بنائی جاتی ہے جسکو ایک وسیع لگن مین کوئلون کی آگ پر دم دیتے ہین اور پہر اوسکو مربع چہوٹے چہوٹے ٹکرون مین تقسیم کرتے ہین۔ سوجی۔ قند۔ زعفران مغزیات اور گلاب سے روٹ بنایا جاتا ہے۔ یہہ مٹہائی یوم عاشورہ کے فاتحہ سے مخصوص ہے۔

(۱۹) کڑاہی کی کہیر۔ درحقیقت یہہ ایک اعلے قسم ہے۔ شیر برنج کی جس مین ہاہیا۔ اور کدو کے اوبلے ہوے تار شریک نکئے جاتے ہین

اور کڑاہی مین دیر تک پکہائی جاتی ہے۔ دودہ کی نصف مقدار باقی رہ جانے پر تیار ہو جاتی ہے۔

(۲۰) کُونڈا۔ زبان ہندی مین آٹا گوندنے کے ظرف کو کونڈا کہتے ہین کونڈے کے نام سے جو مٹہائی بنائی جاتی ہے درحقیقت وہ ایک رقیق حلوا ہے۔ جو کورے گلی کونڈون مین بہر دیا جاتا ہے۔ اس مٹہائی کے موجد نے یہہ حکم لگا دیا ہے کہ چینی کے ظرف سے مٹی کا کونڈا اسکے لئے مفید ہے۔ یہہ حلوا نرم خشکہ کو حل کر کے بنایا جاتا ہے جس مین بالائی قند کہویا۔ گلاب۔ زعفران۔ مشک۔ مغزیات شریک ہوتے ہین اور اوس کے بالائی سطح پر بالائی کی ایک پرت جمائی جاتی ہے۔ اسکا ذایقہ قابل تعریف۔ یہہ بڑی ہی مقوی مٹہائی ہے اس کی شیرینی تمام مٹہایون پر غالب رہتی ہے۔ میٹہے کے شوقین بہی اس کو زیادہ مقدار مین نہین کہا سکتے

(۲۱) گاجر کا حلوا۔ کدوکش یا کہیاکش پر گاجر کا بُرادہ نکال کر تازہ کہوپرے کی قاشین دودہ اور شکر کے ساتہہ اوس مین ملادیتے ہین اور قوام دیتے ہین۔ منقہ اور چلغوزے بہی اوس مین شریک

کئے جاتے ہین۔ یہہ حلوا نہ صرف ذایقہ دار ہوتا ہے بلکہ ترتیب جسم کے لئے معجون مرکب کا حکم رکہتا ہے۔ یہہ بات مشہور ہے کہ چالیس دن تک غذائے معمولی کے ساتہہ اس کا استعمال انسان کو تیار اور فربہ بنا دیتا ہے۔

(۲۲) گل فردوس۔ یہہ ایک لطیف حلوے کا نام ہے جو کہویا بادام۔ قند۔ گلاب۔ زعفران۔ مغزیات کی قاشون کو باہم ملاکر دودہ کے ساتہہ پکاتے ہین۔ اور ایک چینی کی قاب مین جماتے ہین۔ چمچون سے اسکا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہہ نہایت خوش مزہ اور مقوی چیز ہے اسکا نام بہ ترکیب فارسی رکہا گیا۔

(۲۳) لوز۔ لوز عربی زبان کا لفظ ہے بمعنی بادام و حلوا۔ یہہ درحقیقت بادامی سادہ حلوا ہے جس کو قوام پر لاکر مثل مانڈے کے پہیلاتے ہین اور اوس کے محرف ٹکڑے کاٹکر۔ سفوف قند۔ سے خشک کر لیتے ہین۔ لوز کی مٹہاس معتدل ہوتی ہے۔ اور بادام کا ذایقہ شکر پر غالب رہتا ہے خفیف سا نشاستہ بہی اس مین شریک کیا جاتا ہے۔ سادہ مٹہائیون مین اسکا شمار ہے۔

(۲۴) مالیدا۔ یہہ فارسی زبان کا لفظ ہے جسکو ملیدہ بہی کہتے ہین روغنی روٹی کو چورا کرکے شکرا ور کہانڈ اوس مین ملانے سے مالیدہ بنتا ہے۔ بعض لوگ معزیات کے باریک باریک قاش بہی اوس مین ملاتے ہین اور پہر اوسکو مسکہ مین بہون لیتے ہین۔

(۲۵) موصوف۔ عربی زبان کا لفظ ہے بمعنے تعریف کیا گیا۔ ملیبار کے رہنے والی قوم اسکی موجد ہے۔ تازے کہوپرہ کو مصری یا قند کے ساتہہ پیسکر اوسکو پکاتے ہین جس مین گلاب یا کیوڑا بہی ملا یا جاتا ہے۔ جب قوام آجاتا ہے تو اوسکو ایک چینی کی رکابی مین پہیلا دیتے ہین اور اوسکے مربع ٹکرے یا مدور قرص کاٹ کر استعمال کرتے ہین۔

(۲۶) نان خطائی۔ یہہ ایک قسم کی مٹہائی ہے جو بڈہون کو زیادہ پسند ہے۔ بعض صاحبان تصنیف نے لکہا ہے کہ اس کی ایجاد شہر خطا سے ہوئی ہے جو ترکستان کا مشہور ایک شہر ہے میدے اور مسکہ مین سمندر جہاگ کا خمیر ملاکر کاغذ پر اوس کے پیڑے جماتے ہین اور پہر تنور مین دم دیتے ہین اسمین مٹہاس بہت

کم ہوتی ہے اس قدر نرم مٹھائی ہے کہ بزرگان خاندان نے اس کو ہونٹھون سے کہانے کی مٹھائی کہا ہے۔

(۲۷) ورقی سموسہ۔ ورقی سموسہ اور ورقی کہجور مین صرف مٹھاس کا فرق ہے۔ ورقی سموسہ بہ نسبت ورقی کہجور کے زیادہ میٹھا ہوتا ہے اسلئے کہ اوسکے اندر بادامی حلوا شریک کیا جاتا ہے۔ سموسہ بنانے سے پہلے میدہ کے متعدد اوراق شکر کے ساتھہ تہہ بہ تہہ ایک دوسرے پر جمائے جاتے ہین اور پہر اوس کے مدور مانڈے سے مثلث سموسہ بنایا جاتا ہے۔ آخر پر اوس کو کوئلون کی آگ پر دم دیتے ہین۔

(۲۸) ورقی کہجور۔ یہہ ادنےٰ درجہ کی مٹھائی ہے جو کم صرفہ مین تیار ہوتی ہے۔ میدہ کے باریک ورقون کو ایک دوسرے پر جماتے ہین اور دو ورق کے درمیان خفیف سی شکر پہیلائی جاتی ہے اور آخر پر اوس کو مربع یا مستطیل حصون مین کاٹ کر کہجور سے موسوم کرتے ہین اور پہر مسکہ مین اون کہجورون کو تل کر استعمال کرتے ہین۔ اس مین زیادہ شیرینی نہین ہوتی۔ ہلکی مٹھاس بہت

بہلی معلوم ہوتی ہے۔

قوم کی صدارت

قوم کی صدارت کا خاتمہ ۱۲۵۲ھ کے بعد رئیس قوم سید عبدالرحمن کی رحلت کے ساتھہ ہوچکا اوس کے بعد کسی تاریخ سے اس بات کا پتہ نہین چلتا کہ قوم نایط نے اپنا کوئی قومی امیر یا رئیس مقرر کیا ہو بعض مقامات پر انکی قومی پنچایتین البتہ قایم تہین اور تمام مناقشات کا باہمی تصفیہ اوس پنچایت کے ذریعہ سے کرلیا کرتے تہے۔لیکن زمانہ حال مین پنچایتون کا طریقہ بہی باقی نرہا جسطرح بواہیر مین نائب داعی یا عامل کے ذریعہ سے قوم کی صدارت ہر ایک ملک مین قایم ہے اوسطرح کوئی انتظام قوم نایط مین نہین ہے صوبہ مدراس مین باوقات مختلفہ قوم نے اپنا امیر مقرر کرنا چاہا لیکن بعض افراد قوم کی اختلاف رائے کی وجہ سے وہ منصوبہ چل نہ سکا۔مولف کہتا ہے کہ اس کا انتظام کوئی مشکل چیز نہین ہے۔ہر ایک مقامی گروہ کے لئے کسی قومی امیر کا مقرر کرلینا قوم کے حق مین نفع بخش ثابت ہوگا پادشاہ یا شہنشاہ وقت کے ساتھہ وفاداری پر ثابت قدم رکہنے اور مستحق افراد قوم کی خبرگیری کرنے کے لئے امیر قوم کا وجود نہایت ضروری خیال کیاجاتا ہے

دوسری فصل رسوم و رواجات قوم نایط کے متعلق

الف۔ شادی کے رسوم

قوم نایط کے رواجات شادی مین ہندوستان کے رسم و رواج کا بہت کچہہ اثر باقی ہے۔ جس کی اصلاح قریب قریب ناممکن کے ہے۔ اسکی بڑی وجہ یہہ ہے کہ کفو کی پابندی مین فرق آگیا ہے۔ مسلمانان ہند کے اکثر اقوام اپنے رواجات مین مبتلا ہین۔ دانشمند افراد قوم خاندانی بیبیون کے اصرار پر مجبور رہوتے ہین اور اونکا اصرار ایک حد تک بامعنے ہے۔ نکاح سادہ اور شادی مین ابتک بہت بڑا فرق قایم ہے۔ اگرچہ ان رسوم کے متعلق بہ نسبت گذشتہ صدی کے زمانہ موجودہ مین بہت بڑا تفاوت پیدا ہوچکا ہے۔ تاہم قوم کا بڑا حصہ رواجی اور رسمی پابندیون پر اسلئے مجبور رہے کہ اوسکو دیگر اقوام اسلامی کا ہم خیال ہونا خاص کر اسلئے ضروری ہے کہ اون کے ساتہہ سمدہیانہ کی ضرورت ہوتی رہتی ہے بعض مواقع پر فریق ثانی جو دوسری قوم اور خاندان کے ہین اوسوقت تک تقرر نسبت پر رضامند نہین ہوتے جب تک رواجی رسوم کی پابندی کے ساتہہ

تقریب شادی کا وعدہ ہنوا اور بعض وقت خود اسی قوم اور خاندان
کیطرف مقابل اصرار کرتے ہین کہ اگر رسم و رواج کی پابندی ہنوگی
تو اس تقریب پر شادی کا اطلاق نہوگا نتیجہ یہہ ہوگا کہ اس مناکحت اور
مواصلت سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ نکاحی اولاد کہلائے گی جن اقوام مین
شادی کی اولاد اور نکاحی اولاد مین فرق قایم ہے اون کے نظرونمین
ایسی اولاد کی بے حرمتی ہوگی بدینوجہ کہ قوم اپنی کفو کی پابندی کم کرتی
جاتی ہے اور اسکا لازمی نتیجہ یہہ ہے کہ دوسرے اقوام سے تعلقات
بڑہتے جاتے ہین۔ یہہ بات ضروری خیال کی جاتی ہے کہ دیگر اقوام کے
رسم و رواج کی پابندی مساوات کے ساتہہ لازمی گردانی جائے۔
جو خاندان کفو کا پابند ہے وہ بہی اسی آفت مین مبتلا ہے اسلئے کہ اپنے
ابنائے جنس اور اقربائے دیگر اقوام کے ساتہہ مساوات قایم کرنے کا
یہی ایک ذریعہ ہے۔ لیکن باوجود ان مشکلات کے اس قوم کے بعض
خاندانون نے ایک حد تک رسم و رواجات کو ترک کر دیا ہے سمجہہ دار
بیبیان ترک رسوم کی ساعی ہین اور اس بات پر پابندی کے ساتہہ قایم
ہوچکی ہین کہ ہم اپنی قوم کے اونہین افراد کے ساتہہ اپنی اولاد کا

لین دین قایم کرینگے جنکو ہمارے اصول سے اتفاق ہے۔ لیکن ایسے بااثر خاندان الشاذ کالمعدوم کا حکم رکہتے ہین مولف کو اونکی کامیابی مین بہت کچہہ کلام ہے۔ جب تک قوم کا بڑا حصہ اونکا ساتہہ نہ دے اونکو رواجی مشکلات سے نجات حاصل نہین ہوسکتی اگرچہ خود مولف کے خاندان کا شمار اونہین معدودے چند مین ہے لیکن مولف کو اسیبات کا خطرہ ہے کہ اگر قوم کے بڑے حصہ نے اتحاد خیالات مین انکی مدد نہ کی تو کفو کی رہی سہی پابندی بہی بالکل رخصت ہوجاویگی۔ اسطرح پرکہ اس گروہ کو ناگزیر اقوام غیر کے اون افراد سے تعلق بڑہانا پڑیگا جن کے خیالات ان کے ساتہہ متحد ہین۔ ورنہ اولاد کے لین دین مین بڑے بڑے مشکلات کا سامنا ہوگا۔ اگر قوم نایط کے مجموعی افراد یا کم سے کم اونکا بڑا حصہ ترک رسوم مین کامیاب ہوا توآیندہ نسلون کو اوس قدر دقت باقی نرہےگی جس قدر دقت مین ہمارے معاصر مبتلا ہین۔ مولف نے رواجات اور رسوم جاریہ کو اسی فصل مین صراحت کے ساتہہ بیان کرنے کی کوشش کی ہے جسکا نتیجہ دونون فریق کے لئے من وجہ مفید ثابت ہوگا۔ ان رسوم کی ابتداء شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے کہی جاتی ہے۔ اور بے شک اسکی

کچھہ اصلیت بہی ہے اہل تاریخ نے لکہا ہے کہ بعض رسوم کی پابندی جسکا آغاز شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے ہے بہت مفید ثابت ہوئی اکثر رسوم کو شہنشاہ اکبر نے ہندؤن کی دلجوئی کی غرض سے اختیار کر رکہا تہا اوسکا خیال اوسکے باپ ہمایون کے وقت سے اس اصول پر جما ہوا تہا کہ مسلمان حکم رانون کو اہل ملک کی دلجوئی سے غافل نہ رہنا چاہیئے ہندوستان ہندؤن کا ملک ہے ہندؤن کے رسم ورواج کو مٹانے کی فکر اور تعصب کا اظہار سلطنت کے لئے کسیطرح مفید نہین ہوسکتا شہنشاہ اکبر ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتا رہا کہ مذہب اسلام کی وجہ سے ہندون پر کوئی سختی نہ ہونے پاوے ہندؤن کا جزیہ اسکے عہد حکومت مین معاف کردیا گیا دربار شہنشاہی مین بہت سے ایسے دستورات جاری کئے گئے جو ہندو راجاؤن کے دربار مین مروج تہے اسمین کچھہ شک نہین ہے کہ اوسکے اس خیال سے سلطنت کو ضرور فائدہ پہونچا اقوام ہنود نے عموماً اور راجپوتون نے خصوصاً اوسکو دلی رغبت کے ساتہہ اپنا شہنشاہ تسلیم کیا اکبر کی زندگی تک کبہی اونکو اپنی قوم کے ہاتہہ سے سلطنت کے جانیکا افسوس نہین رہا۔ شہنشاہ اکبر معاملات

شادی مین سات قواعد کا پابند تہا۔ ایک یہہ کہ معنوی نسبت اور ذاتی ہمسری مین فرق نہ آوے۔ دوسرا چہوٹی عمر مین شادی نہو۔ تیسرا قریب کے رشتہ دارون مین سمدہیانہ قایم نہ کیا جائے۔ چوتہا مہر کی زیادتی سے اوسکو نفرت تہی اوسکا مقولہ تہا کہ جہوٹے اقرار سے مہر کا بڑہانا پیوند کا توڑنا ہے۔ پانچوان ایک مرد کے لئے متعدد بی بیان اوسکو ناپسند تہین جسکو طبیعت کی پریشانی اور خانہ ویرانی کہتا تہا۔ چہٹا بڈہے کو جوان کے ساتہہ شادی کرنا اوسکو پسند نہ تہا جسکو وہ بے حیائی نام رکہتا تہا۔ ساتوان ستّی کا مخالف تہا اور بیوہ کے عقد ثانی کا طرفدار۔ اوسکے زمانہ حکومت مین مردون اور عورتون کی تحقیقات حالت کے لئے ایک دیانت دار عہدہ دار مقرر تہا۔ طوی بیگی اوسکا خطاب تہا۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ صدر الصدور۔ قضاۃ۔ اور مفتیون سے اوسکی رضاجوئی کی آڑ مین ہمیشہ احکام شرع کی ترمیم پیش ہوا کرتی تہی جنکے تاویلات نامناسب کے ذریعہ سے احکام شرعی کے معنے اور مقصود کو نقصان پہونچتا رہا اور یہہ نقصان اکبر کے اون رواجات سے بدرجہا بڑہا ہوا تہا جو ہندؤن کی خاطر سے جاری تہے

جب ستی کی موقوفی اور بیوہ کے عقد ثانی کا مسئلہ ہندؤن کے رواج کے
برخلاف طے ہوا تو ہندوا و سپرڑکے اوس نے صاف الفاظ مین کہدیا
کہ اگر بیوہ کا عقد ثانی ناگوار ہے تو رنڈوے مرد بہی دوسری شادی
نکرین اور ستی کا طریقہ بیوہ عورت اور رنڈوے مرد دونون کے لئے
مساوی سمجھا جاوے حاصل یہہ ہے کہ موجودہ رسوم مروجہ کو تمام تر
شہنشاہ اکبر کے سر تہوپنا یا ہندؤن کو اوسکا موجد قرار دینا بڑی
ناانصافی کی بات ہے۔ ایک حد تک البتہ رسم ورواج کا سبق ہم نے
ہندؤن سے سیکہا ہے لیکن اوس سے زیادہ ہمارے علماء کا سکوت
اور اکبر کے زمانہ مین اونکا طرز عمل موجودہ رسم ورواج کا باعث ہے
جو مشکلات اسوقت رسم ورواج کے ترک کرنے مین درپیش ہین اونکی
نسبت ہمکو شہنشاہ وقت کی رضاجوئی کا بہانہ تک باقی نہین ہے
مقامی حکمرانون نے ہر ایک قوم کو کامل آزادی دے رکہی ہے
علماء قوم کو ایسے کسی اصلاح کے لئے کوئی امر مانع نہین ہے باوجود
اسکے اگر سربرآوردہ افراد قوم اور علماء کے جانب سے اسمین
پیش قدمی نہو تو کسیطرح امید نہین کیجاسکتی کہ قوم اپنے اس منصوبہ مین

کامیاب ہو سکے ۔ مولف نے رسم و رواج شادی کے بیان مین حتی الوسع
اس بات کی کوشش کی ہے کہ ہر ایک رسم اور ہر ایک رواج کے متعلق
تاریخی واقعات بیان ہون اور اوسی کے ساتھہ اوسکو ہندؤن کے شاستر
سے مطابق کر کے دکہلایا جائے جس سے اسقدر فائدہ ضرور حاصل
ہوگا کہ ہماری موجودہ رسم و رواج کے مقابل ہندؤن کے رسم و رواج
کا فرق آسانی کے ساتھہ معلوم ہو سکے کا آج کل تہذیب نے اسقدر
ترقی کی ہے کہ خود ہندؤن نے اپنے ناپسند رواجات کے مٹانے کی
کارروائی شروع کر دی ہے ۔ مختلف مقامات پر اون کے سوسائٹیان
قایم ہو چکی ہین متعدد سبہائین شب و روز اسی فکر مین مستغرق ہین ۔
اور ایک حد تک اونکو اپنے خیالات مین کامیابی کے آثار بہی نظر
آنے لگے ہین جیسا کہ زمانہ حال کے واقعات سے ظاہر ہو رہا ہے
اخباری دنیا مین بہت سی ایسی مثالین نظر آوین گی جن مین ہندؤن کے
بعض فرقون نے عقد بیوہ کے مسئلہ مین اپنی روشن خیالی کی وجہ سے
کامیابی حاصل کی ۔ اور بہت پرانے رواج کو مٹایا جسکا مٹنا اسی
صدی کے اوائل مین بہت مشکل اور قریب ناممکن کے

سمجھا جاتا تہا کیونکہ اونکا شاستر اس خاص مسئلہ مین اون کا طرفدار نہ تہا۔ ہمکو اپنے غیر مفید بلکہ نقصان بخش رواجات کے ترک کرنے مین اسلئے بہت آسانی ہے کہ ہمارے مذہبی احکام تمام تر ہمارے موید ہین۔

منگنی کی رسم منگنی بیائے معروف ہندی زبان کا لفظ اور بول چال مین اسکا محاورہ ہے منگنی اوس تقریب کا نام ہے جس مین شادی سے قبل نسبت کا قرارداد ہوتا ہے دولہا دولہن کے والدین جب اپنے پاس قرارداد نسبت کا تصفیہ کر لیتے ہین تو اس رسم کے لئے ایک تاریخ مقرر کی جاتی ہے جس پر لڑکے کے اولیا اور عزیز و اقارب وقت مقررہ پر لڑکی کے مکان پر جاتے ہین جہان اون کے ساتھہ نہایت اخلاق کا برتاؤ کیا جاتا ہے اور ہر ہر فرد کو پہول۔ پان عطر دیا جاتا ہے اور ایک دوسرے کو اس مبارک قرارداد پر مبارکباد دیتا ہے جسطرح مردون مین یہہ رسم سرانجام پاتی ہے اوسی طرح عورتون مین بہی اسی قسم کا برتاؤ ہوتا ہے یعنے دولہا کی والدہ مع اپنی خاندانی عورتون کے دولہن کی والدہ کے گہر جاتی ہین اور خواستگاری کی اجازت لیکر ایک یا کئی زیور اپنے ہاتہہ سے لڑکی کو پہناتی ہین اسی زیور کا نام چڑہاوا ہے

جو بہ تقریب خاص چڑہایا جاتا ہے۔ چڑہاوا۔ اسم مذکر ہندی زبان کا
لفظ ہے جسکے لغوی معنے نذر کے ہین اور اصطلاحی معنے وہی ہین جو اوپر
بیان ہوے۔ اس تقریب کے دوسرے دن دولہن کے لوگ دولہا کے
گہر آتے ہین۔ مرد اور عورت دونون۔ یہہ گویا جواب ہے روز گزشتہ
کا۔ اونکے ساتہہ بہی اوسی طرحکا اخلاقی برتاؤ ہوتا ہے جسطرح پچہلے دن
اونہون نے کیا تہا۔ عطر لگایا جاتا ہے پہول پہنائے جاتے ہین۔ پاندان
دئے جاتے ہین۔ اور باہمی ایک دوسرے کو مبارکباد کہتا ہے۔ یہ تقریب
قوم نایط مین ملکی رسم و رواج کے خفیف سے فرق کے ساتہہ عموما رائج ہی
صوبہ مدراس مین ایک چیز البتہ زاید ہے یعنے جسطرح دولہا کی والدہ
دولہن کو چڑہاوا چڑہاتی ہین اوسیطرح دولہن کے والد ایک معینہ رقم
اپنے جانب سے دولہا کے لئے بہیجدیتے ہین جسکا نام پینڈ ہے یہہ غالبا
تلنگی زبان کا لفظ ہے تلنگی زبان مین شادی کو پنڈلی کہتے ہین اور
پینڈ اوسی پینڈلی کا مخفف معلوم ہوتا ہے یہہ رقم گویا تیاری سامان
شادی کے لئے دیجاتی ہے یا دولہا کی قیمت ہے۔ اگر دولہا کے والدین
کم مقدرت ہین تو مٹہائی کی اشرفیان بناکر پینڈ کے نام سی بہیجدیتے ہین

تاکہ رسم ترک ہونے نہ پاوے ہندوؤن مین بہی اسکا رواج ہے جسکو واگدان
کہتے ہین۔ جسکے معنے زبان دینے کے ہین ہنڈا یا ور وکہشنا کے نام سے ایک
رقم معینہ دولہن کے باپ کے جانب سے دولہا کو دیجاتی ہے اور یہہ
عطیہ ایک قسم کا انعام سمجہا جاتا ہے۔ یہہ صرف رواجی رسم ہے واگدان
کے ہوجانے کے بعد اگر کسی اتفاق سے قرارداد قایم نرہی تو شاستر
کی روسے بلاتکلف دوسرا قرارداد ہوسکتا ہے۔ قوم نایط مین بہت سے
خاندان ایسے ہین جن مین نسبت کا تقرر اپنے اپنے پاس ہولیتا ہے
مگر منگنی کی رسم کے لئے اسلئے سالہائے سال گذرتے چلے جاتے ہین کہ
نہ دولہا والون کے پاس چڑاوے کا زیور ہے اور نہ دولہن والون کے
پاس پینڈ کی رقم۔ جس موجد نے غریبون کے لئے مٹہائی کی اشرفیون کا
طریقہ ایجاد کیا ہے وہ نہایت قابل تعریف ہے۔ اور ایسی ہی کسی موجد
کی ضرورت ہے جو چڑاوے کے لئے بہی کم بیتر ون کیواسطے کوئی
سستا اور ہلکا سا معاوضہ ایجاد کرے۔ سال خورد افراد قوم کا
بیان ہے کہ مٹہائی کی اشرفیون کی ایجاد امیرالہند نواب غلام غوث خان
مغفور والی دربار والاجاہی نے کی تہی جو غربا کے لئے نہایت پر معنے اور

پر مذاق ثابت ہوی۔ قوم نایط کے بعض خاندانون نے منگنی کی رسم کو
بالکل ترک کردیا ہے باہمی قرار داد کے بعد شادی ہی کا آغاز کردیا جاتا ہے
اس اصلاح کی توفیق زمانہ کے بعض واقعات کے بدولت پیدا ہوئی۔
چند ایسے قرار دادون مین دولہا کی رحلت یا خاندانی نااتفاقی کی وجہ سے
نسبت کا قرار داد باقی نرہا لیکن بدقسمت لڑکی کو محض اس شہرت کیوجہ سے
دوسرا پیام نہین آیا کہ ایک دفعہ اوسکی نسبت فسخ ہوچکی تہی یا یہہ کہ
قرار داد کی بدمینی سے لڑکا شادی سے قبل مرچکا تہا اون روشن خیالون پر
آفرین ہے جنہون نے ایسی عمدہ ترمیم کی۔ لیکن باوجود ایسے اتفاقات
کے پیش ہونے کے بہت سے خاندان اوسی پرانی لکیر پر قایم ہین۔ سیدہی
بات یہہ ہے کہ یا تو عقیدہ کی اصلاح کرو یا اس رسم کو ترک۔ محتاط
طریقہ وہی ہے جو معدودے چند خاندانون نے اختیار کیا ہے۔ موٗلف
تسلیم کرتا ہے کہ منگنی کی رسم مین کوئی گناہ نہین ہے لیکن ہندوستان
کے کم تعلیم یافتہ عورتون کی خام عقیدت کی وجہ سے واہمہ کا انسداد
ناممکن ہے۔ افراد قوم کی ان مشکلات کا علاج اگر ممکن ہے تو اوسی ایک
طریقہ سے ممکن ہے جسکو خاص افراد نے اختیار کیا ہے۔ جزاہم اللہ خیر الجزا

شادی کا آغاز بدینوجہ کہ شادی کی ابتدا رسوم و رواجات کی پابندی ہی اور احکام مذہب کی سادگی رسم و رواج دنیا مین حرمت کا حکم رکھتی ہے افراد قوم نایطہ اعم از ینکہ غریب ہون یا امیر نہایت فکر و تردد مین مبتلا ہو جاتے ہین۔ بی بی فرماتی ہین کہ خدا رکہے صرف ایک اولاد ہے اگر اسکی آرزو نہ نکلی اور اسکے کاج مین ہم نے تکلفات سے کام نہ لیا تو افراد قوم کے آگے بڑی ندامت حاصل ہوگی اہل قوم کیا کہین گے اولاد کے دل کی آرزو دل ہی مین رہ جاویگی اگر میان نے اپنی بی بی سے اتفاق کیا تو خیر ہے ورنہ بی بی ملول ہین رنجیدہ ہین اونکا دل دنیا سے اوچاٹ ہے میان سے بات نہین کرتین کہانا پینا بند ہے۔ اودہر اونکی مٹی خراب ہے اور ادہر میان کی جان عذاب مین اگر دونون ہم خیال ہین تو استقراض کی فکرین ہو رہی ہین۔ سودی قرضہ کا لینا جائدادکا رہن کرنا کچھہ فکر کی بات نہین ہے۔ غرض اور ضرورت پر مہاجن نے روپیہ سیکڑہ کے عوض دو یا چار روپیہ سیکڑے کا نرخ بتایا تو بسر و چشم قبول ادائی مین اپنی تمام آمدنی لکھدی جاتی ہے اسکی مطلق فکر نہین ہے کہ آیندہ ہمارے ضروری اور لابدی مصارف کا کیا سامان ہوگا۔ دل یہہ کہتا ہے

کہ خدا مالک ہے آیندہ جیسا ہوگا دیکھہ لیا جائیگا۔ بالفعل اس کار خیر سے سبکدوشی حاصل ہونا چاہئے۔ بعض دور اندیش خاندانون کو اگر اس ضرورت کے ساتھہ آیندہ کا بہی خیال ہے تو برس دو برس۔ دس برس تک شادی کو ملتوی کر دینا اون کے پاس کچھہ مشکل نہین ہے۔ کرین گے تو اوسی ٹہاٹ سے کرین گے ورنہ کیا جلدی ہے لڑکی جوان ہے تو کیا ہوا زندگی باقی ہے تو سب کچھہ ہوگا۔ بہت سے واقعات ایسے دیکہے گئے ہین کہ اِنہین خیالات مین ماں باپ دنیا سے چل بسے اور آرزو اپنے ساتھہ لے گئے۔ بےشک ایسے بہی چند خاندان ہین جو اپنی موجودہ مقدرت کے لحاظ سے زیادہ فکر اور تکلفات سے باز آکر اپنے متاع موجودہ کو ٹکے لگا کر پابندی رسوم کے ساتھہ کار خیر سے سبکدوش ہوے ہین۔ بعض ایسے بہی خاندان ہین جو میان بی بی کے اتفاق یا صرف میان کے جبر سے التوا رسم پر اِسکو ترجیح دیتے ہین کہ سادہ طریقہ پر کار خیر کو سرانجام دیدین بہت کم ایسے خاندان بہی ہین جو باوجود اسکے کہ رواجی رسوم اور تکلفات کے لئے کافی سرمایہ رکہتے ہین مگر سادگی کو دل سے پسند کرتے ہین اور لغویات اور تکلفات رواجی سے روپیہ بچا کر اپنی اولاد کے لئے اوسکو سرمایہ

بنا دیتے ہین۔ یہہ وہی لوگ ہین جنکا اشارہ مولف نے آغاز فصل مین کردیا ہے
جن کو آگے بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔ جسطرح ہمارے شرع محمدی کے احکام
سادگی سے مملو ہین وہی کیفیت احکام شاستر کی ہے۔ ہندوؤن مین بہی تکلفی
مشکلات رسم و رواج کی بدولت قایم ہین۔

بیوی کی صحنک بیوی کی صحنک ایک نہایت متبرک رسم ہے جسکو آغاز شادی
کا پیش خیمہ کہنا چاہئیے۔ اس رسم کو گہر کی بی بی نہایت عقیدت کے ساتہہ
سر انجام دیتی ہین۔ یہہ خاتون جنت کی فاتحہ کی رسم ہے جو ہر کار خیر کے
آغاز مین نہایت ادب کے ساتہہ کی جاتی ہے۔ اس نیاز کا کہانا کوری
صحنکون مین جمایا جاتا ہے۔ جسکو خاندانی۔ پارسا سہاگن عورتون کے سوا
کسی اور کو نہین کہلایا جاتا۔ منتخب دعوتی باوضو ہر ہر نوالہ پر بسم اللہ فرماتے
ہوے اسکو نوش جان فرماتے ہین۔ تاریخ سے اس رسم کا پتہ چلتا ہے
یہہ رسم جہانگیر کے زمانہ مین قایم ہوئی۔ جہانگیر کی چہیتی بیوی اجودہیا بائی
قوم کی راجپوت تہین جن کو نورجہان کے ساتہہ موافقت نہ تہی بدین وجہ
کہ نورجہان بیگم۔ کم نصیب شیر افگن خان کی بیوی تہین اور جہانگیر نے
اوسکو اپنے گہر ڈال لیا تہا اور وہ جہانگیر کی مقبولہ نظر کہلاتی تہین بنا بریں

اجودہیا بائی کے ساتہہ گویا سوت کا درجہ رکہتی تہین۔ نورجہان بیگم کی عادت تہی کہ وہ غریب راجپوتنی کو ہمیشہ دہقان زادی کے نام سے چہیڑا کرتی تہین اور اوس بیچاری کی جان نورجہان بیگم کی وجہ سے عذاب مین مبتلا تہی۔ اجودہیا بائی نے تنگ آکر ایک منصوبہ سوچا یعنے ایک دن حضرت خاتون جنت کے نام سے فاتحہ دلانا تجویز کیا۔ کوری صحنکون مین فاتحہ کا کہانا چنا گیا اور بہ آواز بلند حکم دیا گیا کہ تمام بیگمات جو اپنے خاوند پر قایم ہین اس متبرک فاتحہ کا کہانا کہا سکتی ہین۔ اس دعوت مین نورجہان بیگم شریک نہو سکین اسلئے کہ شرط کے لحاظ سے اون کی شرکت ممنوع تہی۔ اوس دن سے نورجہان بیگم نے اجودہیا بائی کا نام لینا چہوڑ دیا اور پہر کبہی اوس نے اجودہیا بائی کے ساتہہ آنکہہ نہ ملایا۔ غرض اوسوقت سے اس صحنک کا رواج قایم ہوا جسکو ایک سو پچپن سال سے زیادہ زمانہ گذرا ہے قوم نوایط کے بعض افراد نے اس فاتحہ کو اسطرح پر جاری رکہا ہے کہ وہ قیود مزید کی پابندی نہین کرتے دعوتیون کو دسترخوان پر با وضو رہنا البتہ ضروری خیال کرتے ہین۔ بعض خاندان اس صحنک پر فاتحہ پڑہنے کے بعد جدا جدا حصے اہل خاندان پر تقسیم کردیتے ہین بعض خاندان اس دسترخوان پر صرف مسلمان فقرائے اثناعشری

کو بہلاتے ہین اس فاتحہ کا التزام برابر جاری ہے۔ شادی کے سوا دیگر تقریبات کے آغاز مین بہی اس فاتحہ کا دستور قوم نایط مین رایج ہے بہت کم ایسے خاندان بہی ہین جو شادی کے پہلے دن فاتحہ کے نام سے صرف فقرا کی دعوت کرتے ہین اور پر تکلف کہانے پکاتے ہین اور دسترخوان پر فقرا کو کہلاتے ہین۔ صاحب مکان اپنی اولاد کے ساتہہ سیلاب چی لئے ہوئے خود اپنے ہاتہہ سے فقرا کے ہاتہہ دہلواتے ہین۔ بی بی کی صحنک کی رسم دولہا اور دلہن دونون کے گہر لازمی ہے۔ اس رسم کے نام اور وجہ تسمیہ سے خود یہ بات ظاہر ہے کہ اسکو ہنود سے کچہہ تعلق نہین ہے۔ اجودہیا بائی ملکہ شہنشاہِ جہانگیر۔ اسلامی عقیدت کے ساتہہ اسکی موجد ہین۔ مذہب ہنود مین دیوی برہمن اور دیوی کی انبل کی رسم اگرچہ اسکے مماثل ہے لیکن اوسکے قواعد بی بی کی صحنک سے کوئی مناسبت نہین رکہتے۔ دیو برہمن کی رسم آغاز تقریب مین ادا ہوتی ہے برہمنون اور سہاگن عورتون کو کہانا کہلایا جاتا ہے۔ اسیطرح دیوی کے نام سے انبل تیار کرکے۔ صادر وارد اور غربا کو پلاتے ہین۔ ان رسوم کا پتہ دہرما سد ہو۔ سے ملتا ہے۔ ہندو نکے پاس رسم اول الذکر فرایض مین داخل ہے۔ لیکن آخر الذکر طریقہ صرف رواجی ہے۔

رت جگہ کی رسم بی بی کی صحنک کے بعد رت جگہہ کی باری ہے۔ رت جگہہ رات جاگے کا مخفف ہے جسکے معنے شب بیداری کے ہین۔ ہر ایک تقریب تہنیت مین عموماً اور شادی مین خصوصاً یہہ رسم اداکیجاتی ہے۔ عورتین رات بہر جاگتی ہین۔ کڑائی کیجاتی ہے۔ گلگلے اور پوریان بنائی جاتی ہین۔ جن پر فاتحہ کے وقت اللہ میان کی سلامتی کا ورد پڑہا جاتا ہے اور پہر خشکہ یا میٹھے چانول پر خاتون جنت کے نام فاتحہ پڑہکر صبح اوس کے حصے اہل خاندان مین تقسیم کئے جاتے ہین یہہ رسم قوم نایطہ کے اونہین خاندانون مین زیادہ مروج ہے جو نواح دکن مین سکونت پذیر ہین بعض خاندانون نے اسکے عوض مولود شریف کا جلسہ قایم کیا ہے جس مین شب بہر جاگنے کے پابند نہین ہین نصف شب کے بعد سو رہتے ہین۔ یہہ رسم بہی دولہا اور دولہن دونون کے مکان مین لازمی ہے۔ رت جگہہ کا پتہ ہندو شاستر سے نہین چلتا بعض اقوام ہنود مین البتہ اسکا رواج ہے جو صرف پوجے کی غرض سے ہے شہنشاہ اکبر کی تاریخ مین بہی کہین رت جگے کا تذکرہ نہین ہے۔ حامیان اصلاح تمدن کو اون افراد قوم کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جنہون نے رت جگہ کو نیم شبی جلسہ مولود شریف سے بدل دیا ہے۔

منجے کی رسم

رت جگہہ کے بعد منجے کا نمبر ہے۔ منجہ ہندی زبان کا لفظ ہے جسکے معنے پلنگ کے ہین۔ پنجاب مین اس لفظ کا زیادہ استعمال ہے۔ دولہا ہو یا دولہن اوسکو آغاز شادی کے دن رت جگہہ کے بعد غسل تہنیت دیکر لباس زرد یا سرخ پہنانا اور ایک تخت یا چارپائی پر جو اسی خاص غرض سے سجائی گئی ہو بٹہلانا منجے کی غرض کو پورا کرتا ہے۔ بعض خاندانون مین منجے کی رسم آغاز شادی سے دس دن پیشتر آغاز کیجاتی ہے۔ منجہ بٹہلانیکی اصلی غرض یہہ ہے کہ دولہا اور دولہن خانگی کاروبار سے سبکدوش ہوکر تقریب شادی کے پابند ہو رہین۔ منجہ بٹہلانے کے بعد دولہا اپنے گہر سے باہر نہین جاسکتا اور دولہن کو اپنے کمرہ سے بہی باہر نکلنے کی اجازت نہین ملتی وہ اپنے گہر مین بہی چلنے پہرنے نہین پاتین نقل مقام کی ضرورت پر پردہ نشین اقارب اوسکو اپنے گودمین اوٹہالیجاتی ہین۔ گویا اسی دن سے دولہن کے شرم کا آغاز ہے۔ وہ اپنے اقربا بعیدہ اناث سے بہی چارچشمی کی جرٔت نہین کرتین۔ منجے کے دن دونون جانب پرُتکلف مہمانی ہوتی ہے بعض خاندانون مین منجے کی برات دولہا کے گہر سے دولہن کے گہر اور دولہن کے گہر سے دولہا کے گہر لیجانیکا دستور ہے۔ متمول افراد اس رسم کے

ساتہہ ایک ایک لباس بہی روانہ کرتے ہین جسکو منجے کا جوڑا کہتے ہین۔ اسی رسم کے ساتہہ پسی ہوئی ہلدی اور خوشبو دار بیسن بہیجا جاتا ہے۔ منجے کی شب مین دولہا کے جانب سے دولہن کے گہر اور دولہن کے جانب سے دولہا کے گہر مخصوص کم سن مہمان سمدہیون اور سمدہنون کے نام سے آتے ہین جنکی اقل تعداد دو ہے۔ میزبان کے جانب سے ان کمسن مہمانون کو تکلف کے ساتہہ خاصہ پیش ہوتا ہے اور عطر۔ پہول پان دئے جاتے ہین دولہن کے گہر سے آئی ہوئی سمدہنین دولہا کے محلسرا مین خاصہ سے فراغت پانے کے بعد دولہا کو پہول پہناتین ہین اور اوسیکے ساتہہ ایک زیور یا اقلاً ایک انگوٹہی دولہا کو پہنائی جاتی ہے اسیطرح دولہا کی بہیجی ہوئی سمدہنین دولہن کی گلپوشی کی رسم ادا کرتی ہین اور زیور چڑہاتی ہین۔ دونون کے رسم گلپوشی کے وقت تہوڑی سی ہلدی دولہا دلہن کے ہاتہہ پاؤن پر ملی جاتی ہے۔ اسی بنیاد پر اس رسم کو ہلدی کی رسم بہی کہتے ہین۔ ہلدی کی رسم بلاشک ہنود سے سیکہی ہوئی ہے ہندو مذہب مین یہہ رسم صرف رواجی ہے۔ شاستر مین اسکی نسبت کوئی تاکید نہین ہے۔ قوم ہنود مین اس رسم کا نام اوشٹی ہلد ہے اوشٹی مرہٹی زبان کا لفظ ہے بمعنے بچی ہوئی اور ہلد سے

ہلدی مراد ہے۔ دولہن کو چڑہائی ہوئی ہلدی سے جو حصہ بچ رہتا ہے وہ دولہا کے لئے بہیجا جاتا ہے۔ ہلدی کا استعمال دولہا دولہن کے نہانے مین بطور علامت یکرنگی لازمی سمجہا گیا ہے۔ قوم نایط کے بعض خاندانون نے ہلدی کی رسم کو قطعاً ترک کردیا منجے کے تکلفات اون کے پاس البتہ باقی ہین لیکن اوسمین بہی مہمانی اور ضیافت کے سوا سمدہیون اور سمدہنون کی آمدورفت موقوف ہوچکی ہے۔

ساچق کی رسم اسکے بعد ساچق کی تقریب ہے۔ اسی کو بعض خاندانون نے تیل سے موسوم کیا ہے۔ اسی کو بری بہی کہتے ہین لفظ ساچق زبان ترکی مین حنابندی کے معنون مین مستعمل ہے۔ اردو بول چال مین بری سے ساچق مراد ہے۔ شب گشت سے ایک دن پہلے اس رسم کی برات کو دہوم دہام کے ساتہہ دولہا کے گہر سے دولہن کے گہر لیجاتے ہین جسکے ساتہہ نُقل میوہ۔ بادام۔ مصری۔ خوانون یا ٹہلیاؤن مین رکہتے ہین۔ دولہن کا لباس۔ پُہلیل۔ عطر۔ سُہاگ کا پڑا۔ اسی رسم کا لوازمہ ہے۔ ذی مقدرت خاندانون مین اسی رسم کے ساتہہ زیورات بہی بہیجے جاتے ہین۔ رنگ بہرے ہوئے شیشے پسی ہوئی مہندی بہی ساتھ ہوتی ہے۔ مولف کا خیال ہے

کہ حنابندی کی یہی وجہ تسمیہ ہے۔ آرایش کا تکلف سب سے سوا ہوتا ہے۔
دولہا کے جانب سے معزز مہمان ساچق کے ساتہہ دولہن کے گہر جاتے ہین
جہان اونکو پہول۔پان۔عطر دیا جاتا ہے۔ اسی شب مین دولہا کے گہر سے
اقلاً چار سمدہنین دولہا کے ہمرتبہ قرابت دار دولہن کے گہر آتی ہین اور
خاصہ سے فارغ ہونے کے بعد دولہن کی گلپوشی کی رسم اپنے ہاتون
ادا کرتی ہین۔ دولہن کے ہات پاؤن اور سر مین پہلیل ملتی ہین۔ ساچق
کا جوڑا پہناتی ہین۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ یہہ رسم ہندوستان مین
ترکون کے ساتہہ آئی۔ اور برات ساچق کی دہوم دہام اور پر تکلف جلوس
بہی ترکون ہی کی ایجاد ہے۔ صاحب دربار اکبری فرماتے ہین کہ شہنشاہ
اکبر نے اپنے پوتے کی شادی مین ساچق کی رسم کو نہایت پر تکلف طریقہ
سے ادا کی تہی۔ ساچق کیا ہتی ایک شاہانہ سواری تہی۔ اوسکا اندازہ
اس سے قیاس کرنا چاہئیے کہ جہان آرایش کے ہزارون سامان گران بہا
تہے وہان ایک لاکہہ روپیہ نقد تہا۔ امراے دربار ساچق کے ساتہہ حاضر
تہے۔ بعض خاندانون نے ساچق کی برات اور اوسکے تکلف کو برطرف کردیا ہے
پردہ نشینون کی آرزو کے خاطر صرف ملبوس اور میوے کی ارسال

خوانون کے ذریعہ سے باقی رکھی ہے۔

مہندی کی رسم سانچق کے دوسرے دن مہندی کی تقریب ہے۔ مہندی کی برات دولہن کے مکان سے دولہا کے گھر آتی ہے جسکے ساتھہ پسی ہوئی مہندی اور پھلیل اور دولہا کے لئے ملبوس اور میوہ بھیجا جاتا ہے۔ اس رسم کی ہمراہی مین دولہن کے قرابت دار اور دعوتی دولہا کے گھر آتے ہین۔ اور پھول۔ پان۔ عطر لے جاتے ہین۔ رات مین دولہن کے چار بزرگ اقربا اناث دولہا کے گھر مہمان ہوتے ہین جنکی ہر طرح پر خاطر مدارات کی جاتی ہے۔ خاصہ سے فارغ ہوکر دولہا کی گلبوشی کی رسم انہین مہمانون کے ذریعہ سے ادا ہوتی ہے۔ اگر دولہا ان سمدھنون کے روبرو پہلے سے بے پردہ نہین ہے تو ادائے رسم کیوقت درمیان ایک پردہ قایم کیا جاتا ہے۔ جو شرعی پردہ سے موسوم ہوتا ہے۔ دولہا کو اسی طرح تیل چڑہایا جاتا ہے جسطرح ایک دن پہلے دولہن کو۔ اس رسم کا فارسی نام حنابندی ہے اسکے موجد ایرانی ہین آجکل بھی ایران مین اس رسم کے ساتھہ ایک تعزیہ یا کاغذ کا ڈہانچ جسکے چارون گوشون پر شمع روشن رہتی ہے رکھا جاتا ہے۔ اہل ہند اوسی کو مہندی کہتے ہین اہل ایران اوسکے ساتھہ حضرت قاسم علیہ السلام کی رسم حنابندی کی یادگار مین

اشعار پڑہتے جاتے ہین۔ اہل ہنداوسکے عوض باجے بجاتے ہین ؎ مصرع
ببین تفاوت رہ از کجاست تابکجا۔ موجد کا مقصد کیا تہا اور ہم نے اوسکو
کیا سمجہا۔ آفرین ہے اون افراد خاندان پر جنہون نے مہندی کی برات
اور دہوم دہام کو مطلقاً ترک کردیا ہے۔ جب سمدہنین دولہا کی گلپوشی
سے فارغ ہوکر اپنے گہر سدہارتی ہین تو دولہا کے گہر شب بیداری
رہتی ہے مسرت اور خوشی کے ساتہہ مہمانون کی مدارات مین وقت
گذرتا ہے نصف شب کے بعد دولہا کے غسل تہنیت کا سامان کیا جاتا ہے
غسل کے بعد دولہن کے گہر کا جوڑا اوسکو پہناتے ہین اور شب گشت کی
تیاری کا آغاز ہو جاتا ہے۔ ہندو شاستر مین شب گشت کے قبل دولہن
کے اقربا بزرگ بطور استقبال دولہا کے گہر آتے ہین۔ اور شب گشت
کا انتظام اون کے فرایض مین داخل ہے۔ کچہہ تعجب نہین کہ ہم نے
چار سمدہنون کی آمد کا طریقہ اونہین سے سیکہا ہو۔

شب گشت کی رسم شب گشت زبان فارسی کا مرکب لفظ ہے۔ لیکن
یہہ لفظ فارسیونکے محاورہ مین اس رسم کے لئے بولا نہین جاتا۔ اہل لغت
نے بہی اس اصطلاحی لفظ سے کنارہ کشی کی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے

کہ مخصوص مقامات کی ہندیون کی گہڑت ہے۔ یہہ رسم ہندؤن مین مروج ہے جسکو ورپاچارن کہتے ہین۔ یہہ زبان سنسکرت کے الفاظ ہین ورپا سے دولہا مراد ہے اور چارن کے معنے مطالبہ کے ہین یعنے یہہ وہ رسم ہے جسمین دولہن کے جانب سے دولہا طلب کیا جاتا ہے۔ قوم نوایط مین تین پہر رات کے بعد طلوع صبح صادق سے پہلے شب گشت کی برات نہایت تکلف کے ساتہہ قایم کیجاتی ہے۔ روشنی کا سامان مشعلون اور قندیلون کے ذریعہ سے مہیا ہوتا ہے۔ دولہا کے عزیز واقارب اور اہل قوم کی ایک بڑی جماعت ہمراہی کے لئے پیادہ پا جمع ہوتی ہے۔ نہایت سہانے مجمع کے ساتہہ دولہا کو گہوڑے پر سوار کر کے دولہن کے گہر لیجاتے ہین راستہ پر آتش بازی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ نوبت۔ نقارہ۔ بیانڈ۔ تاشا مرفہ روشن چوکی وغیرہ مختلف قسم کے ساز اور باجے سواری کے آگے بجائے جاتے ہین اور نماز صبح کے متصل شب گشت کی برات دولہن کے گہر پہونچ جاتی ہے۔ جہان استقبال کے لئے دولہن کی برادری دروازہ مکان پر موجود رہتی ہے۔ دروازہ مکان اوسوقت تک نہین کہولا جاتا جب تک کہ دولہا کے جانب سے دولہن کے چہوٹے بہائی یا اوسکے قایم مقام

کو ایک خاص رقم نہین دیجاتی جسکو عام و خاص دہنگانہ سے موسوم کرتے ہین۔ اس لفظ کا صحیح املا دہنیانہ ہے لفظ دہنی سے بنایا گیا ہے۔ دہن کے معنے زبان ہندی مین مال و دولت کے ہین۔ یہہ ایک قسم کا جرمانہ ہے جو دلخوش کن الفاظ مین دہنیانہ سے موسوم ہوا ہے۔ بدینوجہ کہ نوشاہ نے غیر معمولی وقت مین عروس کے گہر پر اوسکے لیجانے کی غرض سے چڑہائی کی ہے۔ لہذا دربان (دولہن کا چھوٹا بہائی) کو یہہ حق ت۔ یا ہے کہ وہ دہنیانہ کی رقم وصول کرکے دروازہ کہولے۔ ہندؤن مین بہی دہنگانہ یا دہنیانہ کا رواج ہے جسکو زبان سنسکرت مین مدہو پرک یا مرہٹی مین بہینٹ بکرا کہتے ہین۔ یہہ ایک قسم کا انعام سمجہا جاتا ہی جو دولہا کی والدہ کے جانب سے دولہن کی والدہ یا بہائی کو اوس وقت ادا ہوتا ہے جبکہ دولہا کی والدہ عقد کے بعد اپنی بہو کے لیجانے کے لئے دولہن کے گہر آتی ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ قوم نایط نے دہنگانہ یا دہنیانہ کی رسم کو ہندؤن کی اسی رسم و رواج سے بترمیم خفیفہ اخذ کیا ہے الحاصل دہنیانہ یا دہنگانہ کی رقم ادا ہونے کے بعد دولہا دیوانخانہ مین داخل ہوکر ایک پر تکلف مسند پر رونق افروز ہوتا ہے۔ جو خاص کر اسی غرض سے سجائی جاتی ہے

اسی قوم کے بعض خاندانون نے رسم شب گشت کے تکلفات کو سادہ طریقہ کے ساتہہ بدل دیا ہے۔ نوبت۔ نقارہ۔ آتش بازی وغیرہ کو موقوف کرکے قریب وقت نماز یا بعد نماز صبح دولہا کو گہوڑے یا میانہ کی سواری مین اہل خاندان اور افراد قوم کے ساتہہ دولہن کے مکان پر پہونچا دیتے ہین۔ بعض افراد قوم نے وقت مین بہی ترمیم کردی ہے یعنے اول شام یا بعد نماز مغرب شب گشت کی برات نہایت سادگی کے ساتہہ سنواری جاتی ہے بعض روشن خیال حضرات نے مجلس عقد کے لئے مسجد متصلہ کو بہترین مقام قرار دیا ہے اور دولہا اپنے گہر سے اوسی مقام پر پہونچ جاتا ہے۔

سہرے کا رواج | قوم کے بڑے حصہ مین سہرہ کا رواج باقی ہے سہرا موتیون یا مقیش کے تارون یا صرف پہول کی لڑیون سے بنایا جاتا ہے جو بطریق نقاب دولہا کے سر پر بوقت شب گشت اور دولہن کے سر پر جلوہ کیوقت باندہا جاتا ہے۔ کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ قطعہ

اے جوان بخت مبارک ترے سر پر سہرا ٭ آج ہے یمن سعادت کا ترے سر سہرا

ایک کو ایک پہ تزئین ہے دم آرایش ٭ سر پہ دستار ہے دستار کے سر پر سہرا

بعضون نے لکہا ہے کہ یہہ لفظ درحقیقت شوہر تہا۔ پہر شہرہ ہوگیا اور

آخر پر سہرا بنگیا۔ بعضون کا خیال ہے کہ یائے مجہول کے ساتھہ سیرا کہنا چاہئیے۔ بعض اہل لغت کا ارشاد ہے کہ یہہ لفظ سہ ہار سے مرکب ہے شاید ابتدائی زمانہ مین صرف تین ہار کا سہرا باندہا جاتا تہا۔ لیکن یہہ اسلئے ٹہیک نہین خیال کیا جاتا کہ اسمین ایک لفظ فارسی ہے اور دوسرا ہندی صاحب فرہنگ آصفیہ کی رائے من وجہہٍ درست معلوم ہوتی ہے کہ سرہار سے سہرا بنا ہوگا۔ آپ فرماتے ہین کہ سر بمعنے فرق ہندی بول چال کا لفظ ہے اور ہار سے مرکب ہوا ہے اول اول اسکا نام سرہار رہا ہوگا اور پہر ہائے مہملہ گر کے سہار رہوا ہوگا اسکے بعد الف نے قلب مکانی پیدا کر کے سہرا نام حاصل کیا۔ صاحب بہار عجم نے زبان فارسی کا محاورہ قرار دیا ہے اور ہائے ہوز آخر کے ساتھہ سہرہ لکھا ہے۔ امتیاز خان خالص تخلص کی ایک نظم سے اس لفظ کا استعمال دکہلایا ہے۔

وہو ہذا

ماہ من از حیا رخش بسکہ بآب و تاب شد ٭ سہرہ چو بست عارضش پنجہ آفتاب شد

اگر اس لفظ کو زبان فارسی کا لفظ قرار دیا جاوے تو سارا جہگڑا مٹ جاتا ہے لیکن تعجب اسکا ہے کہ اکثر صاحبان لغت فارسی نے اس لفظ کو چہوڑ دیا ہے

اور یہہ مانی ہوئی بات ہے کہ مسلمانان عجم مین سہرا باندہنے کا رواج کسی زمانہ مین نہین رہا۔ اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ قوم نایط نے سہرہ کا دستور ہندؤن ہی سے سیکہا ہے جسطرح قوم ہنود سہرہ کو دولہا دلہن کے لئے نہایت ضروری خیال کرتی ہے۔ اوسیطرح قوم نایط کے اکثر افراد سہرے کے سخت پابند ہین بعض افراد قوم نے نہایت مشکل کے ساتہہ سہرہ کے رواج کو ترک کیا ہے۔ ہندون مین سہرہ کا رواج احکام شاستر کی رو سے قایم ہوا جسکو بہال سنگ کہتے ہین۔ بہال بمعنی پیشانی اور سنگ سے دونون کنپٹیون کا فاصلہ مراد ہے۔ شادی کی تقریب مین بروی احکام شاستر دولہا اور دولہن کے لئے بہال سنگ کا ہونا فرض ہے جس سے دونون کے چہرے خاص وعام کی نظرون سے کسیقدر مخفی رہین ہندو شاستر مین شادی کے وقت دولہا دولہن دونون معمولی انسان نہین سمجہے جاتے بلکہ قدرت الہی کے مظہر مانے جاتے ہین دولہن کو لکشمی کہتے ہین۔ اور دولہا کو پرمیشر۔ یہہ خیال اس بنیاد پر ہے کہ مخلوق کی پیدایش انہین دونون کی وصلت کا نتیجہ ہے۔ سہرہ کا نقاب اسلئے ضروری سمجہا گیا ہے کہ ناظرین کے خیال مین اون دونون کی تشخیص کسیقدر محجوب رہے

اور شاستر کے عقیدہ کے طرف رجحان ہو۔ مسلمانان ہند کو عموماً اور قوم نایط کو خصوصاً اگر سہرہ کی علت غائی سے آگاہی ہوتی تو وہ بلحاظ اپنے اسلامی عقیدے کے سب سے پہلے سہرے کی رسم کو ترک کرتے فی زماننا اس خاص رسم کے ترک کرنے مین جن افراد نے کوشش کی اور کامیاب ہوے اوس کا سہرا مولف کے سر ہے۔ مولف اسی ایک بہانہ سے پروردگار عالم کی بارگاہ سے اپنی مغفرت کا امیدوار ہے۔ ع
رحمت حق بہا نمی جوید * رحمت حق بہانہ می جوید۔ مؤلف کو کامل توقع ہے کہ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد اہل اسلام عموماً اور قوم نوایط کے افراد خصوصاً سہرے کے رواج کو ترک کرنے مین کوشش بلیغ فرماوین کے اسلئے کہ تمام رسوم مین یہی ایک رسم ہے جسکو مسلمانونکا مذہب اوسکے جاری رکہنے کی اجازت نہین دیتا۔

مجلس عقد مجلس عقد مین اس قوم کے لئے حکومت وقت کا قاضی یا نائب قاضی کافی نہین ہے۔ رئیس قوم سید عبد الرحمن نایطی کی زندگی تک عقد کا خطبہ اونہین کے فرایض خدمت مین داخل تہا۔ جیسا کہ فرقۂ اسمعیلیہ مین آجتک یہہ خدمت نائب داعی یا عامل کے تفویض ہے۔

لیکن سید عبد الرحمن رئیس کی رحلت کے بعد جب امارت اور صدارت قوم کا خاتمہ ہو چکا تو ہر ایک خاندان اپنے اپنے عقیدت کے لحاظ سے اپنی قوم کے کسی متبرک قومی عالم کو خطبۂ نکاح کے لئے منتخب کرنے لگا۔ سیاہہ کی ترتیب قاضی یا نائب قاضی کے ہاتھہ رہتی ہے۔ اور اونکا مقررہ حق اونکو دیدیا جاتا ہے۔ مجلس عقد مین شرع محمدی کے احکام کی سخت پابندی کی جاتی ہے۔ اکثر خاندانون مین دولہن کے والد ماجد شریک مجلس رہتے ہین۔

مہر کا رواج | مہر کا قرار داد اس قوم نے کر لیا ہے۔ اونتالیس تولہ زر خالص سے زیادہ مہر کسی حالت مین نہین باندہا جاتا بعض غریب خاندانون مین اسکی مقدار نہایت خوشی کے ساتھہ گہٹائی جاتی ہے۔ لیکن دولہا کی عمارت کے لحاظ سے کبہی اسبات کی خواہش نہین کی جاتی کہ اونتالیس تولہ زر خالص سے مہر بڑہایا جائے۔ جن خاندانون نے اپنے کفو کی پابندی سے کنارہ کشی کی ہے اون کے لئے یہہ قرار داد محض بے اثر ہے۔ غیر کفو کے ساتھہ سمدہیانہ قرار پانے کی حالت مین فی زمانا یہہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ مہر کا قرار داد دولہا کی حیثیت معاش کے لحاظ سے آغاز شادی

سے پہلے کرلیا جاتا ہے حیدرآباد کے بعض امرائے قوم نایط البتہ اس طریقہ کے پابند نہین ہین۔ مہر کی مقدار دولہا کی حیثیت کے مقابلہ مین بہت بڑہی ہوئی تجویز کرتے ہین ہماری شریعت غرا کا حکم اونکی اس عمل درآمد کی تائید نہین کرتا۔ شہنشاہ اکبر کی تاکید تہی کہ مہر کی مقدار زیادہ نہو وہ کہا کرتا تہا کہ جہوٹے اقرار سے مہر کا بڑہانا پیوند کا توڑنا ہے احکام شرع محمدی کے ساتہہ ہماری خلاف ورزی نے برٹش قانون کو مداخلت جایز کا موقع دیا ہے۔ ممالک مغربی وشمالی مین بعض ایسے مناقشات کا تصفیہ برٹش انڈیا نے منصفانہ اصول پر سیاہہ نکاح کے برخلاف کیا اور اونکا فیصلہ علمائے مذہب کے فتوے پر مبنی تہا قوم نایط کے ان افراد کو جنکو مہر کے مسئلہ مین دولہا کی حیثیت کا اندازہ ناپسند ہے ان واقعات پر غور فرمانا چاہیئے جن افراد قوم کو مہر کی زیادتی پر اصرار ہے غالباً اونکا خیال ہے کہ مہر کی زیادتی استحکام تعلقات باہمی کا ایک عمدہ ذریعہ ہے اور اسی ایک چیز کی بدولت شوہر ہمیشہ اپنی بی بی کا رضاجو اور خیر طلب رہتا ہے۔ لیکن ادنے غور کے ساتہہ یہہ بات سمجہہ مین آتی ہے کہ قضیہ اسکے بالعکس ہے۔ جن خاندانون نے انتخاب مین غلطی کی ہے اونکو مہر کی زیادہ مقدار نے کسی قسم کی مدد نہین کی متعدد مثالین ایسی ہین جنمین مہر کی مقدار معتدل تہی

مگر شوہر کی اہلیت اور قابلیت نے اوسکی بی بی کیلئے ہر ایک قسم کی راحت کا
سامان مہیا کر دیا اکثر خاندانوں میں جہاں انتخاب میں غلطی ہوئی ہے باوجود زیادتی
مہر بی بی کے تعلقات اُسکے شوہر کے ساتھہ اچھی حالتمیں نہیں رہے ہے حاصل یہہ ہے
کہ مولف کی رائے میں لیاقت و اہلیت کا انتخاب اصل اصول ہی۔ مہر کی زیادتی
محض فضول۔

جلوہ کی رسم انعقاد نکاح کے بعد دولہا محل میں طلب ہوتا ہے اور دولہن
کی رونمائی کی رسم جسکو جلوہ کی رسم کہتے ہین ادا کیجاتی ہے۔ جلوہ زبان عربی
کا لفظ ہے بمعنے دیدار۔ نظارہ۔ زبان اردو مین دولہا دولہن کو آمنے سامنے
بٹھلا کر آرسی اور کلام مجید کے دکھلانیکو جلوہ کہتے ہین جلوہ کیلئے ایک خاص
چارپائی یا تخت آراستہ کیا جاتا ہے جسپر دولہا دولہن آمنے سامنے بٹھلائے
جاتے ہین۔ اور مستورات سے دولہا کی ماں یا دادی یا پھپی جنکا انتخاب بلحاظ بزرگی
اہل خاندان نے کیا ہو رونمائی کی رسم ادا کرتی ہین سب سے پہلے کلام مجید دونون کو
دکھلایا جاتا ہی۔ اور پہر آرسی یا آئینہ دکھلایا جاتا ہے۔ یہی وقت ہے جسمین
دولہا رونمائی کے نام سے کوئی خاص زیور دولہن کو پہناتا ہی جسکے بعد مصری
چنائی جاتی ہے۔ جسکا نام نوباتی کی رسم ہے۔ اسکی وجہ تسمیہ بعض اہل تصنیف

نے یون بیان کیا ہے کہ نون لیان مصری کی دولہن کے ہر ایک اعضا مونڈہون۔کہنیون۔ گہٹنون۔ پیٹ۔ اور ہاتون پر رکہکر عین ریت رسم کے وقت دولہا کے منہہ سے بغیر ہات لگائے کہلواتی ہین۔ چونکہ عربی مین نبات مصری کو کہتے ہین اور مسلمانون ہی کی یہہ رسم ہے معلوم ہوتا ہے کہ عوام نے نبات کا نوبات کر لیا ہے۔ یہہ ایک فرمانبرداری کا امتحان خیال کیا جاتا ہے۔ اس مین دولہا کو عورتین خوب حیران کرتی ہین قوم ہنود مین رونمائی کی رسم نہایت پر تکلف رسم مانی گئی ہے۔ لیکن رونمائی کی رسم مین بہت بڑا ٹہاٹ دولہا کی والدہ کا ہے۔ نکاح کے دوسرے دن اون کے لانے کے لئے دولہن کے معزز اقربا جاتے ہین اور بڑی خوشامد کی جاتی ہے۔ جب اونکی سواری دولہن کے مکان کے قریب آتی ہے تو دولہن کی والدہ اپنے دروازہ تک استقبال کرتی ہین اور اپنے ہاتون سمدہن کے پاؤن دہلواتی ہین اور انتہا درجہ کی خاطر و مدارات کی جاتی ہے اون کے نشست کے لئے ایک بلند مقام تجویز کیا جاتا ہے جہان ایک بڑا آئینہ قایم کیا جاتا ہے اور پہر ہُوا اون کی خدمت مین پیش کیجاتی ہے اور اوس بڑے آئینہ مین اونکو بہو کی رونمائی کیجاتی ہے

وہ اپنی بہو کو دولہا کے جانب سے متعدد زیور چڑہاتی ہین اور یہہ دولہن کا استری دہن - ہے زبان سنسکرت مین اس رسم کا نام دوہومکہہ اولوکن ہے - دوہو کے معنے دولہن - مکہہ بمعنے چہرہ - اولوکن سے نمائش مراد ہے -

شرم وحیا کی رسم دولہن کی شرم قوم نایط کی شادی کا جزو اعظم ہی شادی کے بعد عرصہ تک اقربا کی مجلس مین دولہا یا اوس کے عزیزون کے آگے - دولہن آنکہین بند کی ہوئی - جہکی رہتی ہین تا بوقت جلوہ چہ رسد بعض خاندان جنہون نے رسوم کے بڑے حصہ کو ترک کردیا ہے وہ بہی اس رواج کے پابند ہین -

رونمائی اور سلامی کی رسم جلوہ کے مراسم ادا ہونے پر دولہا کے اقربائے اناث اپنے اپنے رتبہ کے مطابق رونمائی کی رسم ادا کرتے ہین یعنے زیور یا نقدی کا عطیہ دولہن کو دیتے ہین - پہر دولہا اپنے تخت کے بازو کہڑا ہو جاتا ہے - اور نہایت ادب کے ساتہہ اپنی خوشدامن کی خدمت مین تسلیم عرض کرتا ہے - سب سے پہلے دولہن کی والدہ کی جانب سے سلامی کا پاندان اوسکو دیا جاتا ہے یہہ درحقیقت رخصتی پاندان ہے -

جس مین نقروی لوازمہ کے علاوہ نقدی بہی ہوتی ہے۔غریب
سے غریب خاندان بہی بقدر مقدرت اس پاندان کے ساتہہ نقدی
کا دینا ضروری خیال کرتا ہے جس کا نام سلامی ہے۔ پہر علے سبیل الترتیب
دولہن کے تمام اقربائے اناث کے جانب سے سلامی کے پاندان باری
باری سے دئے جاتے ہین اور ہر ایک سلامی کے ملنے پر دولہا کمال انکسار
کے ساتہہ معطی کی خدمت مین تسلیم بجالاتا ہے۔سلامی کے ختم ہونے پر
دولہن کے والد تشریف لاتے ہین اور نہایت رقت کے ساتہہ جسکی
ہمدردی مین تمام محفل شریک ہوتی ہے دولہن کا ہات دولہا کے والد
کے ہات مین دیکر قبلہ رو ہوکر بارگاہ صمدیت مین دعا کے لئے ہات
اوٹہاتے ہین۔ساری محفل سے آمین گوئی کی صدا بلند ہوتی ہے۔اوسوقت
واقعی ایک موثر سمان بندہجاتا ہے۔آپ کی واپسی کے بعد دولہن کی والدہ
بہی اسی رسم کو اپنی سمدہن کے ساتہہ ادا کرتی ہین جس کے اختتام
پر سامان جہیز کی ایک مُفصّل فرد دولہن کے تفویض کردیجاتی ہے
اور اسکے بعد بازگشت کی تیاریان شروع ہوجاتی ہین۔جن افراد قوم
کی سکونت مغربی شمالی ہند مین ہے اونکی پاس چاردن تک دولہا کی مہمانیکا

رواج ہے اور اسکے بعد بازگشت کی نوبت آتی ہے۔ نایطیان جُھرمی لقب اپنے وطن کا رواج اسطرح بیان کرتے ہین کہ تقریب عقد کے بعد دولہا قبل از رونمائی اپنے گھر واپس ہوجاتا ہے اور دولہن کے عزیز واقارب جنمین دولہن کے والدین شریک نہین ہوتے نہایت سادگی کے ساتھہ دولہن کو دولہا کے مکان پہونچا آتے ہین جسکی تفصیلی کیفیت رسم بازگشت کے ساتھہ بیان ہوگی۔

بازگشت کی رسم بازگشت زبان فارسی کا لفظ ہے جسکے معنے مراجعت کے ہین۔ لیکن اصطلاحی معنون مین اہل زبان اوسکا استعمال نہین کرتے۔ جلوہ کے بعد جب دولہا دولہن کے ساتھہ اپنے گھر واپس ہوتا ہے تو اس واپسی کی رسم کو افراد قوم بازگشت سے موسوم کرتے ہین۔ بازگشت مین وہی تمام تکلفات ہوتے ہین جنکا بیان شب گشت کی رسم مین ہوچکا ہے۔ قوم نوائط کے بعض خاندانون مین بازگشت کی برات دن مین قبل ظہر قایم ہوتی ہے اور اکثر بعد عصر قبل مغرب۔ اور کبھی بعد نماز مغرب۔ سامان جہیز برات بازگشت کے ساتھہ رکھا جاتا ہے۔ بازگشت کی برات دولہا کے گھر پہونچنے کے بعد جو رسم نہایت ضروری خیال کی گئی ہے وہ یہہ ہے کہ دولہا اور دولہن کے پیر دہلواتے ہین اور اوسکا پانی دولہا کے مکان کے چارون گوشون مین

چہرکا جاتا ہے جسکو میمنت اور خانہ آبادی کا نشان سمجھتے ہین۔ بازگشت کی رسم مذہب ہنود کے احکام شاستر مین داخل نہین ہے بلکہ صرف رواجی رسم ہے جسکا سنسکرت مین دوہو پرپیشن نام ہے جس سے یہہ مراد ہے کہ دولہن کا اوس منڈوے مین داخل ہونا جو دولہا کے گہر مین باغراض تقریب شادی بنایا گیا ہے خانہ آبادی اور میمنت کی علامت ہے۔

ہندؤنکی بازگشت کا وقت اکثر عقد سے چوتہے دن اور بعض فرقون مین پندرہوین دن نیک ساعت مین تجویز کیا جاتا ہے اور یہہ منجمین اور جوتشیونکا اختیاری امر ہے۔ قوم نوایط کے وہ افراد جن کی سکونت ممالک مغربی و شمالی ہندمین ہے عقد کے چوتہے دن دولہن کو دولہا کے گہر روانہ کرتے ہین اور اس عرصہ مین دولہا اپنی سُسرال کا مہمان سمجھا جاتا ہے اسی قوم کے بعض افراد جو ممالک عرب مین سکونت پذیر ہین وہ انعقاد نکاح کے بعد اوسی وقت دولہن کو لئے ہوے اپنے گہر واپس ہو جاتے ہین۔ نایطیان جُہرمی لقب جنکی سکونت ممالک محروسۂ ایران سے متعلق ہے۔ اس رسم کی عجیب دلچسپ داستان بیان کرتے ہین۔ وہ فرماتے ہین کہ نکاح کے بعد دولہا کو زیادہ ٹہرنے کی اجازت نہین ہے وہ فورًا اپنے گہر واپس چلا آتا ہے

اور اوسکے عزیز و اقارب بہی اوس کے ساتہہ چلے آتے ہین اور شام سے دولہن کی آمد کا انتظار شروع ہو جاتا ہے۔ مکان کی آرایش مین اہتمام بلیغ اور پر تکلف روشنی کا سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ شام کے کہانے سے فارغ ہونے پر نماز عشا کے بعد دولہن کے اقربا ردولہن کے لے چلنے کا انتظام شروع کرتے ہین براتی لوگ اپنے ہاتون مین لمبی لمبی فانوسین لٹکاے دُہری قطار باندہکر آگے چلتے ہین اون کے بعد اقربا ر اُناث کے بیچ مین دولہن ملایہ اوڑہے ہوئی اپنے گہر سے روانہ ہوتی ہے ایک عورت کے ہاتہہ مین کسی قدر بڑا آئینہ ہوتا ہے جسکا رخ دولہن کیطرف رہتا ہے۔ دولہن نہایت آہستہ آہستہ قدم اوٹہاتی ہین اور چند قدم چلکر رک جاتی ہین۔ ساتہہ کی عورتین قلی للی للی کا شور مچاتی چلتی ہین۔ یہہ آواز بڑی خوشی کی آواز سمجھی جاتی ہے۔ اس آواز کو سنکر گہرون مین لوگ جان جاتے ہین کہ کوئی برات جا رہی ہے۔ مردون کی جماعت بلند آواز سے درود شریف پڑہتی ہوئی چلتی ہے۔ اور رہ رہ کر ٹہر جاتی ہے۔ اور عورتون کے گروہ کا انتظار کرتی ہے۔ ہر رکاؤ پر قدم بڑہانے کا تقاضا ہوتا ہے اور بسم اللہ کی آواز مردون کے گروہ سے بلند ہوتی رہتی ہے۔ تب دولہن

بڑی مشکل سے چند قدم تیز چلتی ہین اور پہر ٹہر جاتی ہین۔ اسی طرح یہہ
برات بڑی دیر مین دولہا کے گہر تک پہونچتی ہے۔ فانوس بردارون کے
سوا اور کوئی باجے گاجے ہمراہ نہین ہوتے۔ جب یہہ برات دولہا کے
محلہ مین داخل ہوتی ہے تب دولہن کا قدم تقاضہ پر بہی نہین اوٹہتا
براتی مرد درود شریف کا وِرد اور عورتین قلی للی للی کا شور اس قدر
مچاتی ہین کہ دولہا کو برات پہونچ جانے کی اطلاع ہو جاتی ہے۔ پہر کیا
دیکہتے ہین کہ سامنے سے چند آدمی دولہا کو کہسیٹے ڈہکیلتے لا رہے ہین وہ
مارے شرم کے پیچہے ہی ہٹا جاتا ہے۔ لیکن جب وہ براتیون کے قریب
پہونچتا ہے تو براتی گروہ راستہ کے دونون جانب کسی قدر ہٹ کر
ٹہر جاتا ہے۔ اور دولہا کے لئے درمیان مین راہ قایم کر دیتا ہے۔
جب دولہا اس قدر قریب ہو جاتا ہے کہ جہان سے دولہن نظر آسکے اوسوقت
سلام کے لئے سر جہکا کر فوراً اوسی راستہ سے اپنے گہر بہاگ جاتا ہے
جس کے بعد دولہن آگے بڑہتی ہے لیکن بڑی آہستگی سے قدم اوٹہاتی
ہے۔ ہر ہر قدم پر ہمراہین اوسکی خوشامد کرتے ہین۔ جب براتی مرد
دولہا کے گہر تک پہونچ جاتے ہین تو وہ راستہ کے دونون طرف

ہٹکر عورتون کے لئے راہ قایم کردیتے ہین۔ اس موقع پر دولہا کے والد استقبال کے لئے آگے بڑہتے ہین اور فرماتے ہین کہ بخشیدم تبو باغی ومکانی اس بخشش کی آواز اون کی زبان سے نکلتے ہی ہر ایک براتی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ دولہن کی رونمائی مین باغ و مکان ہبہ کیا گیا۔ قریب کی عورتین دولہن کو مبارکباد دیتی ہین اور آگے بڑہنے کی التجا کرتی ہین وہ دو قدم چلکر پہر ٹہر جاتی ہے۔ اور اوسیکے ساتہہ یہہ آواز آتی ہے کہ زیور و لباس بخشیدم۔ جس پر مبارکباد کی صدا پہر بلند ہوتی ہے۔ اور دو چار قدم چلکر پہر سواری رُک جاتی ہے۔ ہر ایک وقفہ پر خسر صاحب کو کچہہ نہ کچہہ سلوک کرنا پڑتا ہے جسکے بغیر قدم آگے نہین بڑہتا۔ ہمراہین بالکل تہک جاتے ہین۔ اور خسر صاحب قریب آجاتے ہین اور فرماتے ہین بسم اللہ۔ دیگر چہ میخواہی۔ تب براتی عورتون سے ایک چُلبلی عورت کہدیتی ہے کہ عروس کنیزک میخواہد۔ تب خسر صاحب ظاہر مین کسیقدر متفکر ہوکر نہایت زور کے ساتہہ۔ لا الہ الا اللہ پڑہکر فرماتے ہین کہ بلے بخشیدم تبو فرخندہ کنیزک ہم یہہ سنتے ہی سب کے سب اصرار کرتے ہین کہ اب چلنا چاہئیے۔ مردون کے گروہ سے یہہ آواز بلند ہوتی ہے۔ کہ موذن صبح سر منار ست

(نماز صبح کا وقت آپہونچا) پہر توکشان کشان دولہن کو آگے بڑہاتے ہین دروازۂ مکان مین دولہا کے جانب سے صدقات پیش ہوتے ہین نقدی کا نچہاور ہوتا ہے۔ شاباش کی صدا چارون طرف سے بلند ہوتی ہے۔ غرض بڑی مشکل سے خدا خدا کر کے دولہن مکان مین تشریف لیجاتی ہین اور براتی خدا حافظ اور فی امان اللہ کہکر واپس چلے آتے ہین۔ سامان جہیز سے کوئی چیز اوسوقت دولہن کے ساتہہ نہین بہیجی جاتی۔

چوتہی کی رسم چوتہی اسم مونث زبان ہندی مین ایک رسم کا نام ہے جو ساچق سے چوتہے روز ادا کیجاتی ہے۔ بعض خاندانون مین بازگشت کے چوتہے دن اس تقریب کا دن مقرر ہے۔ اسی کو قوم نوایط کنگن کی رسم کہتے ہین۔ کنگن ایک زیور کا نام ہے جو کلائی مین پہنا جاتا ہے۔ دولہا کی والدہ کی جانب سے بہو کی چوڑیون کی تکمیل کے لئے اوسوقت پہنایا جاتا ہے۔ جبکہ دولہن اپنی والدہ کے گہر جاتی ہین۔ بعض قانون گویان قوم کا بیان ہے کہ جب دولہن بازگشت یا ساچق کے چوتہے دن اپنے والدین کے گہر جاتی ہین تو یہہ زیور دولہا کے جانب سے اوسکو پہنایا جاتا ہے اسی لئے چوتہی کی رسم کو کنگن کی رسم کہنے لگے

بہرحال چوتہی کی رسم کے لئے دولہن کا چہوٹا بہائی اور بہن دولہا کے گہر آتے ہین اور دعوت پہونچا جاتے ہین جسکے بعد دولہا اپنی دولہن اور اہل خاندان کے ساتہہ سسرال مین جاتا ہے جہان تکلف کے ساتہہ مہمانی ہوتی ہے۔ اور دونون کی گلپوشی کی رسم ادا کیجاتی ہے۔ سلامی دیجاتی ہے اور اوسی شب مین واپسی ہو جاتی ہے۔ دولہن کے مکان پر جب چوتہی کی رسم کے لئے دولہا پہونچ جاتا ہے تو وہان ایک دل خوش کن لڑائی قایم کرتے ہین جس مین دولہن کے عزیز و اقارب دولہا کے عزیز و اقارب کے ساتہہ منقش کار۔ باریک چہڑیون اور پہولون سے لڑائی لڑتے ہین اور سمجہا جاتا ہے کہ یہہ درحقیقت دولہا والون کے لئے ایک مہذب سزا ہے۔ اوس مبارک قصور کی پاداش مین کہ وہ بازگشت کے دن دولہن کو اپنے ساتہہ لے گئے۔ پہر ہنسی خوشی کے ساتہہ صُلح ہو جاتی ہے۔ بعض افراد خاندان نے اس رسم کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ یہہ رسم نہ ہندؤن کی شاستر مین داخل اور نہ رواج مین مسلمانان ہند کی ایجاد پائی جاتی ہے۔

دسندانہ کی رسم دسندانہ کی رسم دولہا کی سسرال سے متعلق ہے یعنے

دولہا اپنی سُسرال کے گہر دولہن کے ساتہہ دس دن تک مہمان رہتا ہے
اسکا وقت اختیاری ہے بعض افراد قوم چوتہی کے دوسرے دن سے
اسکا آغاز کرتے ہین اور بعض کچہہ دن بعد۔ یہہ رواج ہند و شاستر مین
نہین ہے اور نہ عرب وعجم مین اسکو مستحسن خیال کرتے ہین۔ بلکہ بعض
ایرانی اقوام کے پاس داماد کی مہمانی سُسرے کے گہر مکروہ اور ناقابلِ
برداشت مانی گئی ہے۔ نایطیان جہرمُی لقب سے اسکی تصدیق ہوتی ہے
کہ اہل عجم داماد کا خسر کی خدمت مین حاضر ہو کر سلام کرنا بہی پسند نہین کرتے
بہ مہمانی چہ رسد۔

ہات برتانہ کی رسم ہات برتانہ کی رسم شادی کی آخری رسم اور نہایت
پُر معنے ہے۔ اسی کو سَمَدھ ہِلاوا کہتے ہین۔ یہہ تقریب دولہا کے گہر جائی
جاتی ہے۔ دسندانہ کے کچہہ دن بعد دولہن کے والدین مع اپنے خاندانی
اقربا کے دولہا کے گہر مہمان ہوتے ہین اور دولہن کو کاروبار خانہ داری
کی نصیحت کرتے ہین۔ اور سامان خانہ داری کا برتاؤ سکہلاتے ہین
یہی اس رسم کی وجہ تسمیہ ہے۔ خاندان کے تمام معزز افراد اناث اوسدن
اپنے ہاتون مہمانی کا سامان تیار کرتے ہین۔ پوریان کچوریان مختلف قسم کی

مٹہائیان نباتے ہین اپنے اپنے کمالات پخت وپز کا نمونہ دکہلاتے ہین کوئی خاص کام اسی قسم کا دولہن کے بہی تفویض ہوتا ہے۔ سمجہا جاتا ہے کہ اس تاریخ سے دولہن کی شرم اور گوشہ نشینی کو اوس کے والدین نے گہٹا دیا۔ سمدھ ملا وا کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ یہہ حقیقی سمدہیون اور سمدہنون کی ملاقات کی تقریب ہے یعنے دولہن کی والدہ دولہا کی والدہ سے ملتی ہین۔ علے ہذا دولہن کے والد دولہا کے باپ سے ملاقات کرتے ہین جسکے بعد پہر کوئی ضمیمہ رسوم شادی کا باقی نہین رہتا الا یہہ کہ ہر ایک جمعہ کو کبہی دولہا کے گہر اور کبہی اوسکے سُسرال مین صرف دولہا دولہن اور اون کے والدین کی مہمانی ہوتی رہتی ہے۔ اسکا سلسلہ عرصہ تک قایم رہتا ہے اسکا نام جمعگی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ محبت ہائے باہمی کے بڑہانے اور ایک دوسرے کے طرز معاشرت سے واقف ہونے کا یہہ ایک عمدہ ذریعہ ہے بدینوجہ کہ سمدہیانہ کی قرابت قایم ہونے کے بعد بزرگان خاندان کی باہمی ملاقات تقریب خاص کے بغیر متعذر اور ایک دوسرے کے خلاف شان سمجہی جاتی ہے اسلئے جمعگی کے بہانہ سے باہم ملنے جُلنے کا موقع دیا گیا ہے۔ ہندو شاستر سے اس رسم کا پتہ نہین چلتا۔

البتہ آٹھہ نہان (ہفتہ کا غسل) کے نام سے دولہن کی آمد و رفت اپنے والدین کے گہر قایم رہتی ہے۔ ان مواقع پر دولہا بہی اپنی سسرال کا مہمان ہوا کرتا ہے یہہ طریقہ صرف رواجی ہے نہ شاستری۔

بیوہ کے عقد ثانی کا رواج | صاحب منتخب اللباب بضمن احوال قوم نایط فرماتے ہین

کہ اگرچہ بعد از فوت شوہر زنان جوان در مکہ متبرکہ و مدینہ منورہ و تمام روم و ایران و توران و ہمہ قلمرو اسلام از زمان قدیم لغایتہ حال شوہر دیگر می نمایند بل وارثان آنہا بزور بعقد کفوی می آرند اما در ہندوستان کہ میانِ شرفاء اسلام کہ مراد از عرب اند این عمل را قبیح و عیب دانستہ ترک رویہ آبا و اجداد کہ موافق حکم خدا و رسول و مطابق شرع محمد نعت نمودہ اند و ہمین است کہ بعد امتداد ایام کہ درین غربت میان کفرا توالد و تناسل واقع شد و ملاحظہ نمودند کہ از جملہ اقسام ہنود کہ تعداد آنہا انتہا ندارد۔ پنج قوم برہمن و کہتری۔ و راجپوت و بقال و کایت باشند از نجبائے کفرا اند اگر دختر شیرخوارہ را بہ عقد احدے در آرند و شوہر او درہمان شب بمیرد باز بہ نکاح دیگر در نمی آرند چون شرفاء قوم را با شراف ہر دیار ہم چشمی بمیان می آید بہ تقاضائے غیرت کہ ما از ان جرأت

کم تر از ین جماعہ باشیم طبیعت این رسم را سرمایہ آبرو و عزت و نشان شرافت و نجابت دانستہ ترک رویہ بزرگان سلف نمودہ اند۔ این طریقہ عقلاً و شرعاً محمود نیست و درین ضمن مفسدہ بسیار حاصل می گردد کہ بتوضیح آن نپرداختن اولے الخ۔

قوم کے بعض خاندانون نے نہایت آہستگی کے ساتہہ اس طریقہ کو ترک کرنا شروع کر دیا ہے۔ اصل یہہ ہے کہ ہندوستان مین قوم ہنود کے بعض فرقون نے بہی بیوہ کے عقد ثانی پر توجہ کی ہے۔ آثار سے اسبات کی امید ہو چلی ہے کہ نہ صرف اس قوم مین بلکہ عموماً اہل اسلام اور ہنود کے تمام فرقون مین اسی صدی کے آخر تک بیوہ کے عقد ثانی کا رواج ایک حد تک قایم ہو جاویگا۔ مسلمانون کے متعدد علما اور ہنود کے اکثر سبہاؤن نے اس ترمیم کے متعلق متعدد تصانیف اور ارتکلز شایع کئے ہین اور شب و روز اس رواج کے بڑہانے اور پچہلے خیالات کے مٹانے کی کوشش کر رہے ہین اور یہہ کوشش بہ نسبت موجودہ زمانہ کے آیندہ زمانہ مین زیادہ موثر ثابت ہوگی۔ اکبر کے زمانۂ شہنشاہی مین جسکو اکثر رسوم و رواجات کا ماخذ خیال کیا جاتا ہے

خود اس بات کی تاکید تہی کہ بیوہ کے عقد ثانی کو نہ روکا جاوے شہنشاہان
کو اس مسئلہ مین اسقدر اصرار رہا ہے کہ وہ مخالفین عقد ثانی اور طرفدار
ستی کو حکم دے رکہا تہا کہ اگر شوہر کی موت کے بعد بیوہ کی ستی پر اصرار
ہے تو عورت کے مرنے پر بہی اوسکے شوہر کو ستی ہونا چاہئیے۔ علی ہذا
مخالفین عقد بیوہ کو رنڈوے کے عقد ثانی سے بہی احتراز لازم ہوگا۔ یہہ تاکید درحقیقت ایک قسم
کی تہدید تہی۔ اسی اصول نے ستی کے رواج کو مٹایا اور اسی نے اکثر
افراد قوم ہنود کو باوجود اختلاف احکام شاستر۔ بیوہ کے عقد ثانی
پر آمادہ کیا وائے بحال ما۔ کہ باوجود اسکے کہ ہماری شریعت بیوہ کے
عقد ثانی کی اجازت دیتی ہے اور ہمارے شہنشاہ دین و دنیا اوسکا
حکم موکد فرما چکے ہین۔ اور موجودہ زمانہ کے دنیوی شہنشاہ اوسکی ممانعت
نہین کرتے بلکہ اون کی قوم اپنے مذہب کے حکم سے اوسی پر عمل پیرا ہے
لیکن ہم اپنی ایک ناقابل تعریف عادت پر جمے ہوے ہین۔ ہم تسلیم
کرتے ہین کہ ہمارے لئے ایک زمانہ وہ تہا جس مین ہمکو اپنے مذہب
اور احکام مذہب کا اخفا مجبوری کی وجہ سے ناگزیر تہا اور ہم اپنے
معاصرین قوم ہنود کے رسم و رواج کی پیروی مین عقد بیوہ کو نامناسب

خیال کرتے تھے اور کچھہ عرصہ کے بعد اگرچہ ہماری مجبوریان باقی نہین رہین
لیکن اس مسئلہ مین ہندو شاستر کی پیروی کو ہم نے شرفاء اہل ہنود کے
نگاہون مین اپنی شرافت کی ایک نشانی قرار دے رکھی تھی لیکن جبکہ وہ
زمانہ بھی باقی نہین رہا اور بعض اقوام ہنود اس رواج کی اصلاح مین
عملی طور پر کامیاب ہو رہے ہین اور ہماری شرافت کا انحصار کسی دوسری
قوم کے رسم و رواج کی پیروی پر باقی نہین رہا تو پھر کیسی بدقسمتی کی
بات ہے کہ ہم خواب غفلت سے بیدار نہین ہوتے اور اپنی بھلائی
اور برائی کا اندازہ نہین کر سکتے اور اپنے ہادی برحق علیہ الصلواۃ
والسلام کے مبارک احکام کی خلاف ورزی کرتے ہین۔ قوم کے جن افراد
نے اس مسئلہ خاص مین سبقت کا اعزاز حاصل کیا ہے اون کو ہم اپنی
نگاہون مین ذلیل سمجھتے ہین اون کے ساتھہ اپنی اولاد کا لین دین ہمکو
ناگوار ہے۔ آفرین ہے اون مستقل مزاج معدودے چند خاندانون پر
جنہون نے مطلق ہماری پرواہ نہین کی اور اپنے آپکو تباہی اور خطرہ سے
بچایا مولف کی رائے مین اگر قوم کا بڑا حصہ اس مسئلہ پر توجہ کامل مبذول
نکرے گا تو بہت تھوڑے عرصہ مین کفو کی رہی سہی پابندی بھی رخصت

ہو جاویگی۔ جس سے اندیشہ ہے کہ قوم کو نقصان پہونچے پس علماء قوم اور سربرآوردہ افراد کو خصوصیت کے ساتھہ اسطرف متوجہ ہونا چاہئے جنکی بزرگی اور وجاہت کے اثر سے ہر طرح پر کامیابی کی توقع ہے۔

ب۔ متفرق رواجات قوم کے متعلق

عیادت اور تعزیت کا رواج اس قوم مین ابتک یہہ رواج جاری ہے کہ عیادت اور تعزیت مین افراد قوم نہایت ہمدردی کرتے ہین عموماً یہہ دستور ہے کہ جب کبھی بیمار کی خبر گیری کے لئے اہل قوم کی زنانہ سواریان کرایہ کی گاڑیون مین آتی ہین تو آمد کا کرایہ اخلاقاً صاحب مکان کے جانب سے ادا ہوتا ہے۔ لیکن یہہ طریقہ تعزیت مین مروج نہین ہے قوم اور خاندان کے اکثر افراد بیمار کی خدمت یا غم رسیدے کی دلجوئی اور تسکین کے لئے دو چار دن تک اوسکے پاس رہ جاتے ہین اور یہہ رواج خصوصیت اور قرب قرابت کے ساتھہ مخصوص ہے جس مکان مین رحلت کا سانحہ گذرا ہے اوسکے لئے اہل خاندان باری باری سے کئی روز تک سادہ طریقہ پر روٹی بھیجا کرتے ہین اور سب سے زیادہ قابل تعریف دستور یہہ ہے کہ سامان تجہیز و تکفین مین ساری قوم عملی

امداد پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ اہل قوم ۔میت کے غسل ۔جنازہ کے لے چلنے۔ اور دفن کی امداد مین غیر اشخاص یا غسالان اجیر کی شرکت کو پسند نہین کرتے بلکہ خود اپنے ہاتون نہایت سلیقہ کے ساتہہ ہر ایک کام کو انجام دیتے ہین فاتحہ اور درود خوانی ۔ختم کلام مجید مین افراد قوم کی شرکت سے نہایت مدد ملتی ہے۔ امیر وغریب علی قدر مراتب ان ضروریات مین مستعد نظر آتے ہین۔

متفرق تقاریب تہنیت کا رواج

متفرق تقاریب تہنیت مین جنکی تفصیل ذیل مین بیان ہوئی ہے قوم کے اکثر افراد مدعو ہوتے ہین۔ بعض افراد خاندان کے تقاریب مین جن کی دعوت کا دسترخوان وسیع نہین ہوتا مبارکباد کے حیلے سے افراد قوم کا گزر وقت بوقت ہوتا رہتا ہے۔ ہر ایک تقریب مین صاحب تقریب کی گلپوشی کی رسم لازمی ہے جس مین افراد قوم اپنے اپنے رتبہ اور قرب قرابت اور خصوصیات کے مطابق ایک رقم معینہ۔ صاحب تقریب کے ہاتہہ مین رکہدیتے ہین جس کا نام قومی اصطلاح مین بے سودی قرضہ ہے۔ قوم کا عام خیال یہہ ہے کہ اس قرضہ کے ادای کا وقت اوسوقت آتا ہے جبکہ دینے والے کے گہر

کوئی ایسی ہی تقریب قایم ہو۔ اکثر افراد قوم نے اس لین دین کے طریقہ کو مکروہ سمجہکر مٹا دیا ہے۔ مولف کی رائے مین یہہ طریقہ بُرا نہین ہے قوم کے کم تیسیر افراد کے ساتہہ متمول افراد کو مدد دینے کا عمدہ حیلہ ہے اور یہہ رواج قابل تعریف ہے کہ حاضرین جلسہ سے اکثر مہمانان قوم جن کو اوس خاندان سے کم خصوصیت ہے جس مین تقریب قایم ہے اس طریقہ کی پابندی نہین کرتے اور بعض اہل خاندان اور قرابت قریبہ رکہنے والے غریب افراد بہی اس طریقہ مین شریک نہ ہونے کی وجہ سے ذلیل نہین سمجہے جاتے۔ بعض غیر متمول افراد صرف نچہاور پر قناعت کرتے ہین جسکا نام رختنی ہے۔ یہہ لفظ نچہاور کے معنون مین مستعمل ہے۔ ممکن ہے کہ رخت افگندن سے بنایا گیا ہو۔ جسکے اصطلاحی معنے زبان فارسی مین عاجز آمدن کے ہین اگر فی الحقیقت یہہ لفظ اسی مصدر سے بنایا گیا ہو تو خود نچہاور کرنے والون نے اپنی مجبوری اور انکسار کے لحاظ سے اسکو بنایا ہو گا۔ لیکن اگر یہہ لفظ رخت سے بنایا گیا ہو تو کسی قدر معنے ٹہیک ہوتے ہین۔ رخت زبان فارسی کا لفظ ہے اردو مین لوازمہ کے معنون مین بہی اوسکا استعمال ہے بدین وجہ کہ نچہاور کا طریقہ۔ تقریب تہنیت کا لوازمہ ہے اوسکو رختنی سے موسوم

کر سکتے ہین۔

(الف) چوماسا۔ یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنے برشکال کے ہین اصطلاحاً اوس تقریب کا نام ہے جو چار مہینہ کے حمل کے بعد رچائی جاتی ہے۔ عورتون کا مقولہ ہے کہ ابتدائی چار مہینہ تہنڈے تہنڈے گذر جاتے ہین جسکے اختتام پر خوشی منائی جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ اسی وجہ سے اس تقریب کا نام چوماسا رکہا گیا ہو۔ اس کا رواج ہندؤن مین نہین ہے قوم نایط کے اہل خاندان اس تقریب مین جمع ہوتے ہین اور حاملہ کی گلپوشی کی رسم ادا کرتے ہین۔ تکلّف کے ساتہہ مہمانی ہوتی ہے۔

(ب) ستواسا۔ یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے حمل کی ایک رسم کا نام ہے جو اکثر پہلی زچگی مین برتی جاتی ہے۔ جس مین حاملہ کے میکے سے حاملہ کے لئے جوڑا۔ مسی۔ عطر۔ پہلیل۔ کنگی۔ جوتی۔ پہولون کا گہنا۔ مہندی۔ چاندی کی نہرنی اور کٹوری بہیجی جاتی ہے۔ تقریب کے دن قوم کی مہمانی اور حاملہ کی گلپوشی لازمی ہے۔ اس تقریب مین حاملہ کا گود۔ میوے سے بہرا جاتا ہے اور پہر وہ میوہ اہل خاندان پر تقسیم ہوتا ہے اسکو گود بہرائی کی رسم بہی کہتے ہین۔ حاملہ کو دولہن بناکر اوسکی گود مین سات قسم کا میوہ۔

سات قسم کی ترکاریان۔ سات پان اور سات روپے ایک کپڑے مین باندہکر رکہتے ہین۔ بزرگان خاندان دعا دیتے ہین کہ اس حاملہ کی گود ہمیشہ اولاد سے بہری پُری رہے۔ میوہ مین ناریل کا وجود ضروری سمجہا جاتا ہے۔ اگر ناریل کے اندر سے گلا ہوا کہوپرا نکلا تو بیٹے کی فال ہے۔ اگر اچہا کہوپرا نکلا تو بیٹی ہونے کی علامت کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ ؎

آج دروازہ پہ نوبت جو دہری جاتی ہے ؎ میری کوکا کی اجی گود بہری جاتی ہے

مذہب ہنود مین ستواسے کی رسم شاستر کے احکام مین داخل ہے۔ رسمی پوجا کے وقت پجاری حاملہ سے پوچہتا ہے کہ وہ کیا چاہتی ہین۔ وہ جواب دیتی ہین کہ پُم ساونم یعنے لڑکے کی پیدائش۔ شاستر مین اس رسم کا نام پُم ساونم ہے۔ اور یہی اوسکی وجہ تسمیہ ہے۔ یہہ زبان سنسکرت کے الفاظ ہین۔ بعض خاندان قوم نوایط نے اس رسم کو قطعاً ترک کردیا ہے۔

(ج) **نوماسا**۔ یہہ زبان ہندی کا عام محاورہ ہے قوم نایط نے بہی حمل کے نوین مہینہ کی تقریب کو اس نام سے موسوم کرلیا ہے۔ یہہ تقریب آغاز ماہ نہم مین سرانجام پاتی ہے۔ اسکی بنیاد بہی ہندو شاستر سے ہے جس کا نام سنسکرت مین سیمونتو نیئم ہے جس کے معنے حاملہ کی

مانگ مین اوسکے شوہر کے ہاتہہ سے گہانس لگاتے ہین یعنے حمل کے نوین مہینہ مین حاملہ کا شوہر خود پوجا کرتا ہے اور اپنے ہات سے حاملہ کی مانگ مین گہانس کے تنکے جماتا ہے اور یہہ سرسبزی کا شگون سمجہا جاتا ہے۔ قوم نوایط مین نو ماسے کی رسم مین صرف اہل خاندان کی مہمانی اور حاملہ کی گلپوشی ہوا کرتی ہے۔

(د) **بانگ کا گڑ** - یہہ روز ولادت کی رسم ہے۔ بہ مُجرّدِ ولادت اذان دیجاتی ہے اور موذن کا منہہ گڑ سے میٹہا کرتے ہین اور اوسیکے ساتہہ تمام افراد قوم پر گڑ کے حصّے تقسیم ہوتے ہین۔ جس سے اعلان ولادت مقصود ہے۔ بانگ زبان فارسی کا لفظ ہے بمعنے آواز۔ صدا۔ اذان۔ گڑ زبان ہندی مین قند سیاہ کو کہتے ہین۔ متمول خاندانون نے بہی گڑ ہی کی تقسیم کا طریقہ جاری رکہا ہے مصری یا بتاسون کی تقسیم اس موقع پر نہین کیجاتی۔ قوم کے ایک بزرگ نے اسکی نسبت اپنا یہہ خیال ظاہر کیا تہا کہ گڑ کی تخصیص یا تو اسلئے ہے کہ بہت ارزان چیز ہے جو غربا قوم بہی اسکو تقسیم کرسکتے ہین یا اسوجہ سے کہ پرانے لوگ اور متقی افراد قند یا شکر کو اسلئے کراہت کی نظر سے دیکہتے ہین کہ اوسکی تیاری مین ہڈّی سے

کام لیا جاتا ہے۔ یا یہہ کہ دیہاتی مقامات پر گذشتہ زمانہ مین قند و نبات کا میسر آنا خالی از دشواری نہ تہا۔ آج کل بہی راجایان قوم ہنود و امرائے صاحب تقویٰ عمدہ قسم کے گڑ کو قند و نبات پر ترجیح دیتے ہین۔ بعض خاندانی دفاتر سے پتہ چلتا ہے کہ اس رسم کی ابتدا ۸۵۰ھ ہجری مین ہوئی۔ فی زماننا قوم نوایط کے اکثر خاندان اس رسم کی پابندی نہین کرتے۔

(۵) چھٹی۔ یہہ تقریب ولادت سے چھٹے دن کی جاتی ہے۔ یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے۔ یعنی چھہ سے نسبت رکہنے والی تقریب جس مین مہمان جمع ہوتے ہین۔ زچا کے میکے سے اس تقریب مین۔ جوڑا۔ کھٹری طشت چوکی اور کہلونے زچا کے گہر بہیجی جاتی ہین۔

(۶) مُنڈن۔ یعنی سر مونڈی کی تقریب جس سے عقیقہ مراد ہے مُنڈن ہندی محاورہ مین بولا جاتا ہے۔ عقیقہ عربی زبان کا لفظ ہے جسکے لغوی معنے موی شکم کے ہین یعنے وہ بال جو بچے کے سر پر وضع حمل سے پہلے ماںکے پیٹ مین پیدا ہو جاتے ہین۔ وضع حمل سے ۷ دن بعد اس تقریب کا وقت ہے جس مین مولود کے سر کے بالون کی ہم وزن چاندی۔ حجام کو دیجاتی ہے۔ اور بکرے ذبح کئے جاتے ہین۔ بیٹے کے لئے دو۔ اور

بیٹی کے لئے ایک بصفات معینہ ذبح کرنے کا حکم ہے۔ یہہ مسلمانونکی مذہبی رسم ہے۔ اس ذبیحہ سے یہہ مقصود ہوتا ہے کہ بچہ کے بالون کے عوض بال۔ گوشت کے عوض گوشت۔ پوست کے عوض پوست علی ہذا تمام جسم کی چیزون کے بدلے تمام چیزون کا صدقہ دیا جاوے تاکہ بچہ آفات دنیوی سے محفوظ رہے اس تقریب مین اہل خاندان کی دعوت ہوتی ہے۔ حصے تقسیم کئے جاتے ہین۔

(ز) نام رکہائی۔ جس کو تسمیہ کی تقریب بہی کہتے ہین۔ بعض افراد قوم عقیقہ ہی مین اس تقریب کو سرانجام دیتے ہین اور بعض افراد روز ولادت سے گیارہوین دن کسی ایک بزرگ قوم کے ذریعہ سے وہ نام بچہ کے کان مین کہدیا جاتا ہے جس سے اوسکو موسوم کرنا مقصود ہو اس تقریب مین مہمانی کا طریقہ نہین ہے۔ بلکہ نام کے بتاسے یا نام کی مصری اہل خاندان کے گہر بہیجدی جاتی ہے بتاشا یا بتاسے کے لغوی معنے حباب کے ہین ہندی بول چال مین بتاشا یا بتاسا اوس مٹھائی کا نام ہے جو بشکل حباب۔ ہوا بہر کر بنائی جاتی ہے۔

(ح) چہلہ۔ یہہ زبان فارسی کے لفظ چہل سے بنایا گیا ہے

ہندی بول چال مین چلّہ یا چہلّہ زچہ کے اوس غسل کو کہتے ہین جو زچگی سے چالیسوین دن دیا جاتا ہے یہی اوس کی وجہ تسمیہ ہے۔ جس مین مہمانی کے سوا زچہ اور اوسکے شوہر کو پھول پہناتے ہین۔ رسم کے وقت بچہ اوسکی مان کی گودی مین ہوتا ہے۔ دادی اور نانی کے جانب سے بچہ کو جوڑا گہوارہ عنایت ہوتا ہے۔ بچہ کے دادا اپنی بہو کو اور نانا اپنے داماد کو جوڑا عطا فرماتے ہین۔ فقرا کو خیرات تقسیم کیجاتی ہے۔

(ط) جہولے کی تقریب۔ چہلہ کے بعد جہولے کی رسم منائی جاتی ہے یعنے بچہ کو جہولے مین سُلاتے ہین اور لوریان گاتے ہین۔ اہلِ خاندان کی مہمانی ہوتی ہے۔ لوری زبان ہندی کا لفظ ہے۔ لار یعنے لاڑ سے بنایا گیا ہے۔ اون سریلے اور پیارے الفاظ کا نام لوری ہے جو بچّے کے بہلانے کے لئے گیت کے طور پر دہیمے سرون مین گائے جاتے ہین۔ ایک اہل زبان نے لکہا ہے۔ ؎

آجاری نندیا تو آکیون نہ جا ؏ میرے بالے کی آنکہون مین گہل مل جا

آتی ہون بیوی آتی ہون ؏ دو چار بالے کہلاتی ہون

(ی) چٹانا۔ یہہ اسی قوم کا محاورہ ہے۔ چٹانا اوس تقریب

کا نام ہے جو بچے کے چار مہینہ کی عمر مین سرانجام دیجاتی ہے۔ جس مین فیرنی یا چاول یا اور کسی قسم کے اناج کو جو دودہ مین پکا ہوا ہو بچہ کو چٹواتے ہین۔ اہل خاندان اور قوم کی اوسدن ضیافت ہوتی ہے جسمین کہیر پوریون کا دسترخوان پر ہونا لازمی ہے۔ بعض اقربا رقوم بلحاظ خصوصیات اپنے جانب سے بچہ کو کُرتہ۔ ٹوپی عنایت کرتے ہین اور بعض کہیر اور پوریونکا تحفہ اپنے ساتہہ لاتے ہین۔

(ک) سالگرہ۔ یہہ زبان فارسی کا لفظ ہے۔ سالگرہ سے وہ کلاوہ مراد ہے جسمین بچے کی عمر یاد رہنے کے لئے سال بسال اوسکی ولادت کی تاریخ مین گرہ لگاتے جاتے ہین۔ اسی کا نام جنم دن۔ رشتہ عمر۔ برس گانٹ ہے۔ یہہ اہل عجم کی رسم ہے جسکو قوم نایط نے اختیار کیا ہے۔ غنی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

گشت چون رشتہ عمرم کوتاہ		معنی سالگرہ فہمیدم

فارسیون نے سالگرہ کو تسبیح سال سے بہی موسوم کیا ہے۔ صائب شیرازی نے کہا ہے۔ ؎

چہ حاجت است بہ تسبیح سالِ عمر مرا ؛ کہ میشود بہ یک انگشت این حساب تمام

قوم نوایط کے پاس یہہ رسم نہایت مبارک رسم ہے جس مین غربا کو خیرات تقسیم کیجاتی ہے کہانا کہلایا جاتا ہے بزرگان خاندان نہایت خضوع وخشوع کے ساتہہ سجدۂ شکرانہ ادا کرتے ہین اور صاحب تقریب کے لئے بارگاہ ایزدی مین دعا فرماتے ہین۔

دل) **دود بڑہائی** ۔ جسکو دودھ چہڑائی بہی کہتے ہین یہہ رسم بچہ کے ایک یا ڈیڑہ سال کی عمر مین ادا کیجاتی ہے۔ جس مین اہل قوم کی ضیافت اور اہل خاندان کی مہمانی ہوتی ہے اسی مین مختلف قسم کی مٹہائیان کم سن بچون کو تقسیم کرتے ہین فقرا کو شیر برنج کہلواتے ہین۔ بچہ کی انّا کو نیا لباس اور انعام دیا جاتا ہے۔ انّا۔ زبان ترکی کا لفظ ہے۔ انّا کے معنی ترکی بول چال مین مادر کے ہین دودہ پلانے والی عورت کو انّا بولتے ہین۔ یہہ لفظ آنا سے بنایا گیا ہے۔ انّا کے اوس بچہ کو جس کی رضاعت بچہ کے ساتہہ قایم ہے۔ بچّے کا کوئی ایک قیمتی لباس دیا جاتا ہے۔ اور وہ بچے کا کوکہ کہلاتا ہے۔ کوکہ بہی زبان ترکی کا لفظ ہے۔

دم) **مکتب** ۔ عربی زبان کا لفظ ہے بمعنے پڑہنے کی جگہہ۔ مدرسہ اسی کو بعض اہل قوم نے بسم اللہ خوانی کہا ہے۔ بدینوجہ کہ اس تقریب

کے بعد بچہ کی تعلیم اور مکتب نشینی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس رسم کو رسم مکتب کہنا نادرست نہین ہے۔ یہہ ایک مذہبی رسم ہے۔ جب بچے کا سن چار سال چار مہینہ۔ چار دن کا ہوتا ہے تو اوسوقت اس تقریب کا وقت آتا ہے۔ یہہ تقریب اور تقاریب کے مقابلہ مین بڑی بہاری تقریب ہے بعض افراد قوم چار دن تک اسکی خوشی مناتے ہین۔ گلپوشی کے دن افراد خاندان وقوم کی مہمانی ہوتی ہے بچہ کو پرُتکلف لباس پہناتے ہین۔ امیر قوم یا قوم کا عالم یا خاندان کے بزرگ۔ بچے کی زبان سے بسم اللہ اور اقراء کا لفظ یا اقراء کا کامل سورہ پڑہاتے ہین۔ اس رسم کے اداکرتے وقت بچے کے دونون ہات دو لڈو پر رکہتے ہین لڈو زبان ہندی کا لفظ ایک قسم کی مٹہائی کا نام ہے جو بیسن یا مونگ کے آٹے وغیرہ سے مدور شکل پر بنائی جاتی ہے۔ مولف کو اچہی طرح یاد ہے کہ وہ اپنے مکتب کی رسم مین اپنے نانا جان کے حکم کی تعمیل اچہی طرح پر سورۃ اقراء کے پڑہنے کے وقت انہین لڈون کی خوشی مین کی تہی اور مجہہ سے وعدہ کیا گیا تہا کہ حکم کی تعمیل اچہی طرح پر کیجاویگی تو ایک سالم لڈو مجہکو دیدیا جاویگا۔ الحاصل ادائے رسم کے بعد وہ مٹہائی

اہل خاندان پر تقسیم کردیجاتی ہے۔

دن) کان۔ ناک چہدائی۔ لڑکیون کے لئے پانچ سال کی عمر کے بعد اس تقریب کا رواج ہے جس مین میوے کی تقسیم اہل خاندان اور اہل قوم پر کی جاتی ہے یہہ رواج زیورات کے استعمال کے لئے قایم ہوا ہے اردو محاورہ مین اسکو کان بیدنا کہتے ہین۔ بلاد عرب وعجم مین اسکا رواج بہت کم ہے۔ ہندوستان اور خصوصاً مدراس اور ملیبار مین غالباً ہندون سے اس کا سبق ملا ہے۔ قوم نوایط کے لڑکیون کے لئے نتھنے کا سوراخ بضرورت استعمال زیور (نتھہ) لازمی ہے۔ نتھہ زبان ہندی مین اوس نقروی یا طلائی حلقہ کا نام ہے جو سُہاگنین پہنا کرتی ہین۔ اِس زیور کا استعمال قوم نوایط مین جلوہ کے دن دولہن کے لئے نہایت ضروریات سے ہے۔ اور یہہ بات ضروری سمجھی گئی ہے کہ نتھہ کا زیور دولہا کے طرف سے بہیجا جاوے۔ عورتین اِسکو سہاگ کی علامتہ خیال کرتی ہین۔ بیواؤن کو اسکے استعمال کی اجازت نہین ہے۔ اسی طرح بناگوش کا سوراخ اودراج یا چاند بالیان۔ یا کرن پہول کے لئے مخصوص ہے۔ یہہ تینون نام مرصع زیورات کے ہین علی ہذا کان کے سرے کا

سوراخ بہیتے یا بگڑون کے لئے وضع ہوا ہے۔ یہہ دونون موتیون کے زیور ہین کان کے کنارون پر جو سوراخ کئے جاتے ہین وہ پہول بالیونکے لئے کام مین لائے جاتے ہین یہہ ایک ہلکا سازیور ہے جو غربا مین اکثر استعمال کیا جاتا ہے۔

(۳) ختنہ۔ یہہ عربی زبان کا لفظ ہے جسکو اردو مین سنت کہتے ہین اسکی تقریب دو وقتون مین رایج ہے۔ (۱) ختنہ کے دن جس مین صرف اہل قرابت قریبہ جمع ہوتے ہین جن پر بتاشون اور پان کی تقسیم ہوتی ہے۔ (۲) گلپوشی کے دن بہت بہاری مہمانی ہوتی ہے جس مین افراد قوم مدعو ہوتے ہین یہہ مسلمانون کی مذہبی رسم ہے۔ تقاریب متذکرۂ بالا مین جو حصے تقسیم ہوتے ہین اون مین چینی کی رکابیون کا استعمال ہوا ہو تو خاص کر اون رکابیون مین جن مین مٹہائیان یا مصری یا گڑ کی تقسیم ہوئی ہے اہل خاندان حصہ کو لے لینے کے بعد نقد رقم رکہہ دیتے ہین جسکی تعداد کم سے کم ایک روپیہ مقرر ہے اور زیادہ سے زیادہ پانچ روپیہ۔ لیکن اگر چینی کی رکابیون کے عوض مٹی کی صحنکون کا استعمال کیا گیا یا چینی ہی کی رکابیون کی نسبت کہدیا گیا کہ وہ رکابیان بہی حصہ مین داخل اور ناقابل واپسی ہین تو پہر کوئی نقدی

سلوک نہین کیا جاتا۔ لیکن یہہ طریقہ لازمی نہین ہے تخصیصات قرابت کے لحاظ سے مرعی ہے بعض متمول افراد خاندان کو غربا ر خاندان کی تقاریب مین اون کے ساتہہ سلوک کرنے کا عمدہ بہانہ ہے فی زماننا اکثر خاندانون نے اس طریقہ کو ترک کیا ہے مولف کی رائے مین یہہ طریقہ برا نہین ہے۔ مولف اس مین کسی ترمیم کی ضرورت نہین خیال کرتا۔

نہاوا یا الایچی کی رسم

ہر ایک تقریب مین قوم کی بی بیون کو مدعو کرنے کے دو طریقے ہین اکثر افراد قوم اپنے عزیزون سے کسی ایک بی بی کو پیام دعوت کے ساتہہ روانہ کرتے ہین۔ اسی طریقہ کا نام نہاوا ہے۔ یہہ طریقہ مدراس پریسیڈنسی مین عموماً جاری ہے اور ملکون مین کم۔ ملیباری زبان مین نہوے کی معنی انکار کے ہین۔ نہاوا النسداد انکار کے معنون مین مستعمل ہوا ہے۔ یعنے جب داعی کے جانب سے اوسکا ایک عزیز دعوت پہونچانے کے لئے خود حاضر ہوتا ہے تو اخلاقاً قبول دعوت سے انکار نہین کیا جاتا اور قوم کی اون بی بیون کو جنکو داعی کے مکان پر کسی تقریب مین شریک ہونے کا اتفاق نہین ہوا ہے، یہہ عذر بہی باقی نہین رہتا کہ جدید طریقہ آمد و رفت کا کیونکر جاری ہو،

اسلئے کہ جب داعی یا اوس کے قایم مقام قرابت دار نے مدعو کے گہر آنے کی تکلیف گوارا کی ہے تو مدعو نہایت خوشی کے ساتہہ داعی کے گہر جانے کے لئے امادہ ہو جاتا ہے کم مقدرت افراد قوم کے دل سے یہہ خیال بالکل مٹ جاتا ہے کہ متمول داعی کو غریب مدعو کے گہر کسی غریبانہ تقریب مین شریک ہونے مین تامل ہو۔ بعض خاندانون مین اسی کا نام بلاوا ہے اور اسکے معنے ظاہر ہین۔ قوم کے بعض افراد صرف الائچی بہیجکر بلاوے کا مقصد پورا کرتے ہین۔ اس طرح پر کہ خوبصورت کاغذی ڈبیاؤن مین مصری اور الائچی کے چند دانے رکہے جاتے ہین اور اون پر مدعو کا نام لکہکر ایک خوبصورت خوان کے ذریعہ سے وہ ڈبیائین گہر گہر روانہ ہوتی ہین۔ ہمراہی خدمتی یعنی ما ما اون ڈبیاؤنکی تقسیم کرتی ہے اور دعوت کی تاریخ اور وقت سے مطلع کر جاتی ہے۔ معذرت یا اقبال کا زبانی جواب اوسی کو دیا جاتا ہے اس طریقہ کا رواج حیدرآباد مین زیادہ ہے جہانکی عورتین اور ملکون کے مقابلہ مین سادگی کو زیادہ پسند کرتی ہین اور اقرباء قوم کے ساتہہ زیادہ ملنسار ہین۔ بعض خاندانون نے آجکل یہہ طریقہ جاری کیا ہے کہ وہ بی بیون کے جانب سے مدعو بی بیون کے نام

دعوتی رقعے جاری کرتے ہین۔ مولف کی راے مین اس طریقہ کو الایچی کے طریقہ پر ترجیح ہے اسلئے کہ تاریخ و وقت دعوت سے ہر ایک مدعو کو تحریرًا اطلاع ہو جاتی ہے۔ جسکے جواب مین وہ معذرت یا قبول دعوت کی اطلاع دیتا ہے۔ اس مفید ترمیم کو لڑکیون کی تعلیم سے بہت بڑا تعلق ہے۔ الایچی کا دستور اور ماما کے ذریعہ سے تاریخ اور وقت کی زبانی اطلاع غالبًا اسلئے پسند کی گئی تہی کہ داعیون اور مدعوون مین بہت کم افراد لکہنے پڑہنے کے عادی تہے بدیوجہ کہ زمانہ حال مین تعلیم اناث کے جانب قوم نایط زیادہ متوجہ ہے غالبًا یہہ ترمیم اوسی کا لازمی نتیجہ ہے۔

نیوتہ کا رواج نیوتہ زبان ہندی کے محاورہ کا لفظ نہین ہے بلکہ بگڑی ہوی ہندی کا لفظ ہے جسکے معنے تحفہ کے ہین۔ مرہٹی زبان مین بہی یہہ لفظ بولا جاتا ہے۔ ترکون نے اس کا نام سوغات رکہا ہے۔ حیدرآباد مین اسکو منجا کہتے ہین۔ منجے کی اصلی معنے کے لحاظ سے جسکو مولف نے اسی باب کے فصل اول مین بیان کیا ہے منجے کا لفظ نیوتہ کے ہم معنے نہین ہے غلط العوام مین داخل ہے۔ نیوتہ سے وہ رواج مقصود ہے جو شادی یا

اور کسی تقریب تہنیت مین اہلِ خاندان یا افراد قوم کے جانب سے
مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے یعنے اہلِ قوم اپنے خصوصیات قرابت
اور تعلقات محبت کے لحاظ سے صاحب تقریب کے لئے جوڑا یا شیرخواران
کے تقاریب مین جہولا۔ نہایت تکلف کے ساتہہ لے جاتے ہین۔ متمول
افراد اپنے حوصلہ اور مقدرت کے مطابق زیورات۔ میوہ۔ عطر۔
پہول پان وغیرہ بہی نیوتہ مین شامل رکہتے ہین۔ بعض تصانیف سے
اسکا پتہ چلتا ہے کہ یہہ طریقہ ترکون مین جاری ہے یعنے صاحب تقریب
کے احباب اور اقرباء خاص اپنے مکانون مین ضیافت کرتے ہین
اور وہ ضیافت کسی محب یا عزیز کی شادی یا اور کسی تقریب کی خوشی
کے ساتہہ موسوم ہوتی ہے۔ قوم نوایط کے اکثر خاندانون نے اس کو
ترک کیا ہے بعض متمول افراد قوم نے یہہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ
ایسے مواقع پر اپنے عزیز یا قومی محب کی خاطر ایک رقم معینہ کسی اسلامی
کالج یا بیت المعذورین کے پاس بہیجدیتے ہین اور ظاہر کردیتے ہین
کہ فلان دوست یا عزیز کی کامیابی کی مسرت مین ہم نے یہہ رقم بہیجدی
ہے۔ ماشاء اللہ کیا اچہا نیوتہ ہے جسکی نسبت کامیاب دوست اور

عزیز بہی شکر گذار رہتا ہے اور مستحقین قوم و مذہب بہی اوس سے متمتع ہوتے ہین۔ مولف اپنے مقلب القلوب سے التجا کرتا ہے کہ قوم کے تمام افراد کو ایسے عمدہ اور شایستہ ترمیمات کی توفیق عطا کرے۔

باجون اور قوالی کا رواج | جملہ اقسام تقاریب مین نوبت۔ نقارہ۔ روشن چوکی۔ طاسا مرفہ۔ انگریزی بینڈ اور قوالی کا رواج ہے۔ زنانہ مکان مین میراثنین طبلہ کے ساتہہ گاتی ہین۔ ہر ایک رسم کے لئے مخصوص اشعار دوہرے اور ٹہمریان گائی جاتی ہین۔ قوم کا بڑا حصہ تقاریب تہنیت مین ان چیزون کا پابند ہے۔ وہ تقریب تقریب نہین سمجہی جاتی جس مین انکی شرکت نہو۔ نوبت اور روشن چوکی کے لئے ایک بلند مقام دروازہ مکان پر بنایا جاتا ہے۔ اور پنج وقتہ یعنے صبح مین پہر دن چڑہے۔ دوپہر سہ پہر اور شام۔ دو پہر رات مین نوبت اور روشن چوکی بجا کرتی ہے بدینوجہ کہ بادشاہون کے دولت خانہ پر پنج وقتہ نوبت اور روشن چوکی بجنے کا دستور ہے۔ نوشاہ کے شادی خانہ پر بہی اوسکی نقل اوتاری گئی ہے۔ اور اسی کے ساتہہ تقریب کی شہرت کے لئے یہہ ایک عمدہ ذریعہ سمجہا گیا ہے۔ طاسا مرفہ براتون کی ہمراہی کے لئے تیار رہتا ہے

متمول افراد قوم براتون کے ساتہہ روشن چوکی اور انگریزی بینڈ بہی رکہتے ہین ہاتہیون یا گاڑیون پر نوبت بہی ساتہہ رہتی ہے۔ بعض خاندانون نے ان لغویات کو ممنوعات مذہب اسلام سے قرار دیکر ترک کردیا ہے اور مصارف بے نتیجہ سے سبکدوشی حاصل کی ہے۔ وہ ضیافت کے دن مکان مین پر تکلف روشنی کرتے ہین۔ قوم کے علاوہ احباب دیگر اقوام کو بہی بلاتے ہین جن کے ساتہہ پہول۔ پان۔ عطر۔ مصری۔ بادام کی مدارات ہوتی ہے۔ سچ یہہ ہے کہ شہرت تقریب کا مقصد جس شائستگی کے ساتہہ اس طریقہ سے حاصل ہوتا ہے اوسکو طریقہ اول الذکر پر ترجیح ہے۔ یہہ طریقہ ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے اور اوسکو نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ خیال کرنا چاہئے۔ ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ مولف کے ایک عنایت فرما کسی مرض مہلک مین مبتلا ہوے جن کا علاج نہایت احتیاط کے ساتہہ کیا جا رہا تہا اتفاقاً اوسی علالت کے زمانہ مین ہمسایہ مین شادی رچائی گئی نہچو قتہ نوبت نقارہ روشن چوکی۔ بینڈ کی دہوم دہام ہونے لگی۔ صاحب تقریب اپنے قواعد شادی کے لحاظ سے ان تکلفات پر مجبور رہتے تہے جس سے ہمارے بیمار کی جان سخت عذاب مین مبتلا

ہوئی مُنَوِّم دواؤن کے ذریعہ سے بیمار کے نیند کے لئے بہت کچہہ فکرین
کی گیئین مگر ہمسایہ کی دہوم دہڑ کے کیوجہ سے تمام تدبیرین بیکار ثابت
ہوئین نوبت بدینجا رسید کہ بیمار کا حال روز بروز ابتر ہونے لگا۔حکیمون
نے اس علاج کو مقدم قرار دیا کہ بیمار کو اوسکے مکان سے لے بہاگین
اور اسی ایک تدبیر سے اوسکو آرام ملا اس عرض مدت مین بار ہا صاحب
تقریب سے التجا کی گئی کہ وہ رحم کرین اور نوبت نقارہ کو روکین مگر وہ
بیچارے مجبور رہتے ہے۔شادی کا ملتوی ہونا ناممکن تہا۔اور شادیکانہ
کا سکوت امر محال۔اگرچہ صاحب تقریب قوم نایط سے نہ تہے لیکن اگر ہوتے
بہی تو اون کی مجبوری کا اندازہ خود ہم کر سکتے تہے۔خیال کرنے کی
بات ہے کہ بیمار کے لئے اوسکے ذاتی مکان اور اوسکے آسایش کا چہوڑنا
اور دوسرے مقام پر منتقل کیا جانا کچہہ آسان کام نہ تہا۔ایسے وقت مین
ہماری قوم کے ایک ہمدرد بزرگ نے فرمایا کہ ناحق پریشان ہوتے ہو
تقدیر الہی پر شاکر ہوکر اسی مکان مین ٹہرے رہنا چاہیئے۔یہہ دوسرا
صدمہ تہا جس نے مولف کے دل کو ہلا دیا۔ہمارے شارع علیہ السلام نے
ہمیشہ یہہ تاکید فرمائی ہے کہ تقدیر کے بہروسہ پر تدبیر کو ہات سے نہ دینا چاہیئے

نہ دینا چاہئے جس بات کی احتیاط ہمارے امکان مین ہے اوس سے غفلت کر کے تقدیر پر شاکر رہنا بہت بڑی غلطی ہے۔ بر توکّل زانوے اُشتر بہ بند۔ کے معنے پر غور کرنا چاہئے۔ قوم کے اکثر افراد اس مسلہ مین غلطی کرتے ہین۔ علماء قوم کو اسطرف توجہ خاص فرمانا چاہئے۔ آمدم بر سر مطلب۔ اون افراد قوم کی ترمیم بلاشک قابل تعریف ہے جنہون نے دہوم دہام کی لغویت کو ترک کیا ہے اور سادگی سے کام لیا ہے قوم کے تمام افراد کو کوشش کرنا چاہئے کہ اس ترمیم کو قبولیت کی نگاہ سے دیکہین اور اوسپر عمل کرین۔

رنگ کہیلنے کا رواج مختلف رسوم تہنیت مین عموماً اور شادی کی تقریبات مین خصوصاً افراد خاندان رنگ کہیلنے کے عادی ہین روز مقررہ پر تبدیل لباس کے ساتہہ شہاب کی پچکاریون سے رنگ کہیلا جاتا ہے بزرگان خاندان البتہ اس رواج مین شریک نہین ہوتے۔ مولف خیال کرتا ہے کہ غالباً ہندؤن کی ہولی سے ہم نے یہہ طریقہ سیکہا ہے تاریخ سے البتہ اسکا پتہ چلتا ہے کہ اکبر کے زمانہ مین عید نوروز اور ہندؤن کے تہوارون مین اہل اسلام برابر اون کا ساتہہ دیتے تہے

تعزیت کے مواقع پر شہنشاہ اکبر نے اپنی داڑہی مونچہہ کا صفایا فرمایا تہا جن کے ساتہہ سارے درباری داڑہی مونچہہ سے ہات دہو بیٹہے تہے۔ ایک مسلمان شہنشاہ کا طرز عمل اوسکے عہد حکومت مین اوسکے پولیٹکل مقاصد سے جیسا کچہہ رہا ہو مگر آج ہمکو کوئی ایسی مجبوری نہین ہے جو کسی ایسے رواج کی پیروی کرین جو ہمارا مذہبی یا قومی رواج نہین ہے۔ آفرین ہے اون افراد قوم پر جنکے پاس رنگ کہیلنے کا طریقہ مسدود ہو چکا ہے وہ اپنی ترمیم پر اسقدر استقلال کے ساتہہ عمل کرتے ہین کہ جن خاندانون مین رنگ کہیلا جاتا ہے وہ اونکی دعوت مین شریک نہین ہوتے۔

سُہاگ کا رواج قوم نایط مین شوہر دار عورت سہاگن کہلاتی ہے سہاگن زبان ہندی کا لفظ ہے۔ سو ہاگ سے بنایا گیا ہے۔ سو کی معنی خوش اور ہاگ بمعنی طالع۔ جس عورت کا خاوند زندہ ہے اوسکو سُہاگن کہتے ہین۔ کسی اہل زبان نے کہا ہے ؎

سرخ جوڑا جو پہنکر مرا قاتل آیا ٭ موت تو آئی مگر خوب سُہاگن آئی

سُہاگ کی تین علامتین رکہی گئی ہین (۱) گلے مین سیاہ پوت سے پرویا ہوا لچہہ (۲) ہات مین چوڑیان (۳) لباس مین رنگینی۔ جس عورت کا

خاوند مرجاتا ہے وہ اپنے گلے سے لچھہ۔ ہاتون سے چوڑیان اوتار دیتی ہی
اور سپید لباس پہن لیتی ہے۔ قوم کے تمام افراد اس طریقہ کے پابند ہین
بعض غربا قوم نے بحالت بیوگی سیاہ لباس کو بہی اختیار کیا ہے اکثر مالدار
بیوائین زیور کا استعمال ہات پاؤن مین بہی مکروہ خیال کرتی ہین۔
کاجل۔ مسّی کو بہی معیوب سمجھتی ہین۔ قومی تقاریب مین اگرچہ وہ شریک
ہوتی ہین لیکن رسمی کاروبار سے الگ تہلگ رہتی ہین۔ اسلئے کہ بیوہ
کے ہاتہہ کسی رسم تہنیت کے ادا ہونے کو بدشگونی مین داخل کیا جاتا ہے
سخت نگرانی کے ساتہہ رسم ورواجی کا مین سُہاگنون سے کرائے جاتے ہین
بیواؤن کے ساتہہ کا یہہ برتاؤ ہم نے ہندؤن سے سیکہا ہے۔ ہندو
بیوہ بعض خاص پوجاؤن مین بروئے احکام شاستر شریک نہین ہوسکتی
اور اونکی ہر ایک رسم پوجا کے ساتہہ ادا ہوتی ہے۔ پس ہندو بیوہ کا
کاروبار شادی سے کنارہ کش رہنا من وجہ درست ٹہرا برخلاف اسکے
ہمارے مذہب نے بیوہ کا رتبہ کسی طرح سہاگن سے کم نہین قرار دیا پہر
کیا وجہ ہے کہ ہم صرف دیکہا دیکہی مقصد و معنے سے بے خبر بیواؤن کی ذلت
کو گوارا کرین۔ خوشی کی بات ہے کہ بعض روشن خیال افراد قوم نے اسکو بہی

نہین چھوڑا وہ ایسے کامون مین بیواؤن کو ترجیح دیتے ہین اور ہر قدم پر اون سے دعا لیتے ہین اور سمجھا جاتا ہے کہ بیواؤن کی دعا بہ نسبت سہاگنون کے زیادہ موثر ہے۔ اس مین کچھہ شک نہین کہ اس ترمیم کی وجہ سے بعض سن رسیدہ افراد خاندان سے سخت مقابلہ رہتا ہے تقاریب مین وہ اپنی شرکت سے معافی چاہتے اور علانیہ بول اوٹھتے ہین کہ ہماری آنکھین ان نئی باتون کو دیکھہ نہین سکتین اور ہمارا دل ایسے ترمیم سے دُکھتا ہے۔ بعض وقت بزرگون کی کنارہ کشی سے سخت مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور بزرگون کا شریک نہونا صاحب تقریب کے ذلت کا باعث قرار پاتا ہے لیکن بھائیو یہہ ذلت بہ نسبت اوس ذلت کے ہزار درجہ کم ہے جو بیواؤن کو نصیب ہوتی تھی۔ یہہ مشکلات صرف موجودہ طبقہ کے حصہ مین ہین جن کو استقلال کے ساتھہ برداشت کرنا چاہئے اور یقین ماننا چاہئے کہ تمہاری بدولت آئندہ نسلون کو ان مشکلات سے ہرطرح پر نجات حاصل رہے گی۔

زیور کا رواج۔ زیور زبان فارسی کا لفظ ہے بمعنی چیز۔ رقم۔ گہنا آرایش۔ قوم نایط مین صرف گہنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ خواہ وہ مرصع ہو

یا طلائی یا نقروی۔ قوم نوایط مین زیور کا رواج غالبًا ورود ہندوستان
کے بعد قایم ہوا ممالک عرب مین بہت کم رواج ہے۔ بعض زیورات
کے استعمال کا طریقہ ہندؤون سے سیکہا گیا ہے جیسا کہ بعض نامون سے
معلوم ہوتا ہے۔ افراد قوم زیورات کو مکان یا دیگر سامان ضروری
پر ترجیح دیتے ہین اور یہہ سمجہا جاتا ہے کہ زیورات کا استعمال اعزاز
کی نشانی ہے۔ بی بیون کے زیور کی تکمیل سے پہلے اپنے سرمایہ کو کسی
دوسرے کام مین صرف کرنا یا جمع رکہنا عمومًا ناپسند ہے۔ استعمال زیور
مین بعض خاص قواعد اس قوم نے مقرر کر لئے ہین مثلاً مدراس پریسیڈنسی
مین غربا، قوم کی بی بیان خالی پاؤن رہنا پسند کرتی ہین مگر نقروی زیور
کا استعمال اونکو نہین بہاتا۔ دیگر ممالک مین پاؤن کے لئے نقروی زیور
کا رواج بہی ہو چکا ہے علیٰ ہذا کان اور گلے کے لئے مرصع زیور مخصوص ہے
جہوٹے نگینون کے استعمال پر ترکِ زیور کو ترجیح دیجاتی ہے۔
لڑکیون کی شادی مین بعض زیورات کو قوم نے دولہا سے مخصوص
کر دیا ہے۔ یعنے دولہا ہی کے جانب ہی سے وہ دولہن کو عطا ہوتے ہین
غریب سے غریب افراد بہی اپنی لڑکی کو گلے کا لچھہ دینا ضروری خیال

کرتے ہین مالدار تو مالدار ہی ہین لیکن متوسط افراد قوم کے پاس بہی یہہ بات ضروریات مین داخل ہے کہ اپنی لڑکی کو اوسکے سامان جہیز مین کم سے کم کان۔ گلا۔ ہات۔ پاؤن کا ایک ایک زیور دیا جاوے جن بی بیون کے متعدد لڑکیان ہین اور وہ زیور کی اقل تعداد یعنے ہر ایک عضو کے لئے صرف ایک ایک زیور رکہتی ہین تو اونکی یہہ خواہش ہوتی ہے کہ اپنا موجودہ زیور اوس لڑکی کو عطا کر دین جسکی شادی ہو رہی ہے اور اون کے لئے خدا پر بہروسہ کرتی ہین۔ افراد قوم کا خیال ہے کہ لڑکی کو زیور دئے بغیر شادی کر دینا والدین کے لئے نہایت سبکی اور لڑکی کے لئے بڑی شرم کی بات ہے۔ دوسرے جانب یعنے دولہا والون کو لڑکی کے زیور کا خیال اوسکے دیگر خوبیون پر غالب رہتا ہے لڑکی کی قابلیت اور اخلاق کی دریافت سے پہلے اون کا سوال یہہ ہوا کرتا ہے کہ کسقدر زیور والدین کے جانب سے لڑکی کو عطا ہوگا۔ اس غلطی کی اصلاح بعض افراد قوم نے نہایت استحکام کے ساتھہ کی ہے یعنے وہ ہمیشہ یہی جواب دیا کرتے ہین کہ زیور کچہہ ندیا جائیگا بعض روشن خیال افراد نے لڑکی کے والدین کی غربت کا لحاظ کرکے

یہہ شرط لگا دی ہے کہ ہم اس شادی سے اوسی حالت مین خوش ہونگے جب کہ دولہن کے والدین اُسکی عہدہ برائی مین قرض دار نہ بنین۔ سچ یہہ ہے کہ ایک جانب کے عمدہ خیالات کا اثر دونون جانب کو نفع پہونچاتا ہے اور جہان دونون جانب کے خیالات روشن ہون اوسکا کیا کہنا۔ بہت کم افراد ایسے بہی ہین جو مالدار رہنے پر بہی زیورات کا تکلف زیادہ پسند نہین کرتے بلکہ اپنی اولاد کے ساتہہ زیور کے بدلے نقدی کی امداد یا کسی ایسی جائداد کا سلوک کرتے ہین جس سے آمدنی کے ذرائع قایم ہوسکین۔ اون کے اس طرز عمل سے اونکی اولاد کو اور خوبیون کے سوا یہہ ایک فائدہ ضرور نصیب ہوا ہے کہ زیور کے استعمال کا رواج اور اوسکی پابندیان غالباً آیندہ نسلون مین باقی نرہینگے جس کی وجہ سے اصلی خوبیون کی منزلت پر توجہ بڑہتی جاویگی ایک شایستہ خاندان اپنی لڑکی کے لئے زیور کی تکمیل سے زیادہ زیور علم وہنر کے جانب متوجہ ہوگا۔ مغربی خیالات کی ترقی نے بہی کسی قدر زیور کی اصلاح کی ہے یعنی تعلیم یافتہ افراد اپنی بی بیون یا لڑکیون کے لئے زیورات کی کثرت نہین پسند کرتے بلکہ کم تعداد مین خوشنما زیور کو کافی خیال کرتے ہین۔

امراء کے طبقہ مین جب ایسے خیالات ترقی پذیر ہون گے تو غربا کے لئے اونکی کم مایگی مشکلات کا مقابلہ کر سکے گی۔ ابہی ابہی زمانہ حال مین جب ایک غریب خاندان سے دولہا کے والد نے یہہ سوال کیا کہ لڑکی کو کیا کیا زیور دئے جاوینگے تو دولہن کے والد نے یہہ جواب دیا کہ اوسی قدر جسقدر نواب عزیز جنگ بہادر نے اپنی لڑکی کو دئے اسپر بڑی ہنسی ہوئی نتیجہ یہہ نکلا کہ تعداد زیور کی شرط منسوخ کی گئی۔ اور خوشی خرمی کے ساتہہ عقد کی تقریب قرار پاگئی۔ الحاصل مولف نے ذیل مین اون زیورات کی تفصیل بیان کی ہے جو قوم نایط مین مروج ہین۔ ہر ایک زیور کی وجہ تسمیہ کے ساتہہ یہہ بہی دکہلایا ہے کہ کس قوم سے ہم نے اسکا رواج سیکہا۔ اس تفصیل سے اسقدر فائدہ ضرور حاصل ہو گا کہ مصلحان قوم کو ترمیم زیورات کے وقت اپنے پرائے مال کا خیال پیش نظر رہیگا۔

سر کے زیور

(۱) جہومر۔ زبان ہندی مین اوس زیور کا نام ہے جو موتیونکی لڑیون اور مرصع آویزون سے بنایا جاتا ہے۔ بالون سے متصل لب ابرو اوسکو لٹکاتے ہین یہہ کسیقدر فرق کے ساتہہ مرزا بے پرواسے مشابہ ہوتا ہے

کسی اہل زبان نے فرمایا ہے ؎		
موی سر کو نہ سواد شب یلدا پہونچے		اور نہ جہومر کو ترے عقد ثریا پہونچے

قوم نوایط کی بی بیان اسکا استعمال مرزا بے پرواکے سا بہت کم کرتی ہین۔

(۲) چاند چین پہول۔ جسکو بعضون نے چاند شش پہول اور بعض نے چاند سورج پہول کہا ہے۔ اردو بول چال مین اسکا صحیح نام چاند سورج ہے۔ یہہ ایک مرصع زیور ہے جو دو حصون پر شامل ہوتا ہے۔ ایک حصہ ہلال سے مشابہ ہوتا ہے اور دوسرا حصہ بالکل مدور جیسے آفتاب۔ حصۂ آخرین کی شکل سورج مکہی کی سی ہوا کرتی ہے جسکے اطراف چہہ کنگورہ ہوتے ہین۔ سونے سے بنایا جاتا ہے اور اوس پر موقع موقع سے نگینے جڑے جاتے ہین۔ قوم نایط کی بی بیان اسکو ماتہے سے اوپر سید ہے جانب بالون مین جمایا کرتی ہین۔ اسطرح پر کہ نیچے کے حصہ مین ہلال ہوتا ہے اور اوسکے اوپر سورج۔ یا سورج مکہی اسقدر تفصیل کے ساتہہ مختلف نامون کی وجہ تسمیہ آسانیکے ساتہہ سمجہہ مین آسکتی ہے۔ ہندوستانی بی بیان اسکو اپنی چوٹی کیجانب

لٹکاتی ہین۔ حضرت آتش نے فرمایا ہے ؎

بنینگے کس کا زیور چاند سورج	گھڑا کرتے ہین زرگر چاند سورج

بعض اہل تصنیف نے اس زیور کو لکھنو کی ایجاد قرار دی ہے لیکن مولف اوس سے اتفاق نہین کر سکتا۔ چوٹی مین اس زیور کا استعمال لکھنو کی ایجاد مانی جا سکتی ہے۔ اس زیور کو ہندؤون سے تعلق نہین ہے۔ نہ اون کے یہان اسکا رواج ہے۔

(۳) لاکڑی۔ جس کا صحیح املا راکڑی ہے یہہ مرہٹی زبان کا لفظ ہے اوس زیور کو راکڑی کہتے ہین جو سونے سے گھڑا جاتا ہے جسکی شکل خوبصورت مدور سرپوش سے مشابہ ہوتی ہے اوسپر منبت نقش و نگار کے علاوہ نگینے جڑے جاتے ہین۔ ہندو عورتین اسکو بطریق زیور اپنی تالو پر لگاتی ہین۔ قوم نایط کی بی بیان اس زیور کو نہایت رغبت کے ساتھہ پہنتی ہین۔

(۴) مرزا بے پروا۔ اردو محاورہ مین بے فکرا اور لاپروا شخص کو مرزا بے پروا کہتے ہین۔ قوم نایط مین یہہ ایک خاص زیور کا نام ہے جو تین چھوٹے چھوٹے مرصع پھولون کو تین طلائی زنجیرون مین لٹکا کر

پیشانی سے اوپر بائین جانب سر کے بالون مین جاتی ہین بعض پرانے افراد قوم کا بیان ہے کہ ہم نے اسکے استعمال کو نایطیان جُھرمی لقب سے سیکھا ہے یہہ عجمی زیور ہے اسکے استعمال سے ایک گونہ متانت اور لاپروائی چہرہ سے ٹپکتی ہے۔ کہتے ہین کہ اس زیور کو پہننے کے بعد کسی اور زیور کی پروا نہین رہتی یہہ نہایت رودار اور نمود کا زیور ہے صاحبان مصطلحات زبان فارسی نے اس سے سکوت فرمایا ہے۔ بہرحال اس کے نام سے اسبات کا پتہ ملتا ہے کہ ہندوونکی ایجاد نہین ہے اور نہ ہندو عوتون مین اسکا استعمال ہے بعض نے اسکا نام لاپروار کہا ہے۔ بعض کہتے ہین کہ زیورہ لاپروا اور مرزا بے پروا مین حقیقت سا فرق ہے۔ مولف کی رائے مین دونون ایک ہین اور دونون کا استعمال یکسان ہے۔

چوٹی کے زیور

(۵) چوٹی کا تعویذ۔ تعویذ عربی زبان کا لفظ ہے جسکے لغوی معنے امان۔ بچاو۔ حرز۔ نقش۔ آیت یا اسماء الہی کو گلے مین ڈالنے کے ہین جس کی حفاظت کیلئے مختصر سی ایک مستطیل یا مربع طلائی یا نقرئی

ڈبیہ بنائی جاتی ہے جس پر منبت نقش و نگار رہوا کرتا ہے۔ یہہ ڈبیہ جس کا وجود ہمیشہ جسم پر ضروری سمجھا جاتا ہے۔ زیورات مین داخل کر لی گئی ہے۔ یک کرشمہ دو کار کا مصداق ہے جسکو نہایت خوبصورتی کے ساتہہ بناتے ہین اور طلائی نازک زنجیر مین لگاتے ہین تعویذ خواہ گلے مین لٹکا یا جاوے یا چوٹی مین یا بازو پر باندہا جاوے اوسکا شمار زیورات مین ہے۔ طلائی زنجیر مین تین چہوٹے چہوٹے تعویذون کے آویزے مجموعاً چوٹے کے تعویذ کہلاتے ہین جنکا مقام یا تو چوٹی کے آخر پر ہوتا ہے یا سر سے متصل یہہ زیور بڑا متبرک زیور مانا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ بزرگی اوس نقش یا آیت کی بدولت ہے جو اوس مین ملفوف ہے۔

(٦) چوٹی کے قبے۔ چوٹی کے آخر پر چار قبون کا ایک جہومر لٹکا یا جاتا ہے۔ ہر ایک قبہ نصف گنبد کی صورت مین سونے سے بنایا جاتا ہے جسمین ریشمین پہند نا لگا رہتا ہے۔ اس زیور کا رواج ہندؤن مین نہین ہے۔ دیگر اقوام اہل اسلام ہی اسکو نہین پہنتے۔ غالباً اسی قوم کی ایجاد ہے۔

(۷) چوٹی کی لاکڑیان - لاکڑی کی تعریف نمبر تین پر بیان ہو چکی ہے۔ لاکڑی یا راکڑی سے متصل ایک سلسلہ طلائی راکڑیون کا چوٹی پر قایم ہوتا ہے اور اوسکے اختتام تک مسلسل چلا جاتا ہے۔ اسطرح پر کہ پہلے نمبر سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا اور تیسرے سے چوتہا الے آخرہ۔ باعتبار قد گہٹا ہوا ہوتا ہے۔ اسی کا نام چوٹی کی لاکڑیان رکہا گیا ہے۔ اس زیور کا رواج قوم نایط کی بی بیون نے ہندو عورتون سے سیکہا ہے۔

ماتہے کا زیور

(۸) ٹیکہ - جس کا صحیح املا نون کے ساتہہ ٹینکا ہے زبان ہندی کا لفظ ہے مرہٹی زبان مین اسکو ٹِکّا کہتے ہین۔ اسکے لغوی معنے قشقہ اور تِلک کے ہین جسکو اقوام ہنود پوجا کے بعد اپنے ماتہے پر لگاتے ہین۔ مجازًا اوس زیور کا نام ہے جو مانگ کے مقابل ماتہے پر لگایا جاتا ہے بیضاوی شکل کی ایک ٹکیا ہوتی ہے جس مین قیمتی نگینے جڑے ہوے ہوتے ہین اور اوسکے اطراف موتیون کی جہالر۔ یہہ بہت خوبصورت زیور ہے۔ قوم نایط کی بی بیان دولہن کے لئے اس زیور کے سخت

پابند ہین صرف دولہن ہی کے لئے یہہ زیور مخصوص ہے۔ کتخدا بی بیان
جب صاحب اولاد ہو جاتی ہین یا شادی ہو کر عرصہ گذر جاتا ہے
تو ٹیکہ کا استعمال پسند نہین کرتین۔ ہندؤن مین اسکا رواج ہے
ایک پنڈت جی کی رائے ہے کہ زیور ٹیکہ درحقیقت ایک طلائی
قشقہ ہے جو عمدہ لباس اور زیورات کے استعمال کے وقت لگایا
جاتا ہے۔ یہہ پوجا کے خاص علامت ہے عجیب بات یہہ ہے کہ
خاتونان فارس بہی اس زیور کو پہنتی ہین جسکو تیتہ یا طیطہ کہتی ہین

کان کے زیور

(۹) اَنتی۔ زبان سنسکرت مین اَنت کے معنے آخر کے ہین۔ اَنتی
سے وہ زیور مراد ہے جو کان کے آخر حصہ مین پہنا جاتا ہے۔ یہہ صرف
ایک حلقہ طلا کا نام ہے جس مین دو موتی اور دونون کے بیچ مین
ایک رنگین نگینہ پروتے ہین۔ ہندو عورتین اسکو بنا گوش مین
پہنتی ہین اور قوم نایط کی بی بیان کسی قدر اوپر۔ ہندوستان کے
سوا دیگر ممالک مین اس کا استعمال نہین ہے۔

(۱۰) اُدراج۔ اس کا صحیح اِملا اودیراج ہے۔ زبان سنسکرت مین

اودیراج آفتاب کو کہتے ہین۔ یہہ ایک مرصع زیور ہے جو کان کے حصہ زیرین مین پہنا جاتا ہے۔ حلقہ طلا مین یا قوت یا نیلم یا زمرد کا ایک بڑا سا منکا موتیون کی جہالر کے ساتہہ لٹکا یا جاتا ہے جسکی چمک دمک مثل افتاب کے روشن رہتی ہے اسی وجہ سے اس کا نام اودیراج رکہا گیا یہہ زیور ہندؤن کا ہے قوم نایط کی بی بیان اسکے استعمال کو بہت پسند کرتی ہین۔

(۱۱) بہٹے بہٹا۔ زبان ہندی مین مکئی کی ککڑی۔ خوشہ زرت کو کہتے ہین۔ قوم نایط نے اوس زیور کو بہٹے سے موسوم کیا ہے جسکی ساخت اگرچہ مثل بگڑون کے ہوتی ہے لیکن اوسکے اطراف موتی کی سلک بالاتصال لپیٹی جاتی ہے۔ اور موتیون کی جہالر اوسکے نیچے لٹکاتے ہین بہیئت مجموعی اوسکی شکل جوار کے بہٹون سے مشابہ ہو جاتی ہے یہہ بہ نسبت بگڑون کے بہت قیمتی زیور ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ متمول افراد قوم نے بگڑے کے زیور مین کسی قدر ترمیم کرکے اوسکا نام بدل دیا ہے۔ ہندو عورتین اسکا استعمال کم کرتی ہین۔ کہا جاتا ہے کہ یہہ۔ نواب محمد غوث خان مغفور والی ریاست مدراس کی

ایجاد ہے۔ کان کے حصۂ بالائی مین پہنا جاتا ہے۔

(۱۲) بگُڑے۔ اس کا صحیح املا یائے معروف کے ساتھہ بگُڑی ہے مرہٹی زبان مین بگُڑی اوس مرصع زیور کا نام ہے جو کان کے حصۂ بالائی مین پہنا جاتا ہے۔ اس کی شکل کلس کی سی ہوتی ہے جسکے اطراف موتیون کی جہالر اور اسکے سر پر ایک بڑا موتی لگا یا جاتا ہے۔ ہنود مین عموماً اس کا رواج ہے۔ ہم نے ہنود ہی سے اسکا استعمال سیکہا ہے یہہ نہایت قیمتی زیور ہے۔

(۱۳) پنکہے۔ یہہ ایک مرصع اور نہایت قیمتی زیور ہے جو انگریزی عاجی پنکہے کی شکل مین بیضاوی شکل پر بنا یا جاتا ہے جسمین یک رنگی نگینے جڑے جاتے ہین اور اطراف عمدہ قسم کے موتی کی جہالر۔ کنارہ گوش کے وسطی حصہ مین پہنا جاتا ہے جسکی جہلک بہت بہلی معلوم ہوتی ہے بدینوجہ کہ یہہ زیور پہیلاؤ مین کان کے کل زیورات پر فایق ہوتا ہے اوسکا دکہاوہی بہت بہلا معلوم ہوتا ہے۔ ہندؤن سے اسکو کچہہ تعلق نہین ہے۔ مدراس پریسیڈنسی کے بعض برہمنیون نے بہی اسکے استعمال کو اختیار کیا ہے۔ حیدرآباد مین اسکا رواج کم ہے۔ اسکے جگہہ مین

چاند با لیون کا استعمال ہے۔

(۱۴) **پہول بالیان**۔ بالیان جمع ہے بالی کی۔ بالی زبان ہندی مین اوس چہوٹے سے طلائی یا نقرئی حلقہ کو کہتے ہین جو کان مین پہنا جاتا ہے۔ قوم نایط نے اس زیور مین مرصع پہولون کے آویزے بڑہا کر اوس کا نام پہول بالیان رکہا ہے۔ کنارۂ گوش کے درمیانی حصہ مین دو دو چار چار پہول بالیان پہنے جاتے ہین۔ اس زیور کے موجد افراد قوم ہین۔ یہہ زیادہ قیمتی زیور نہین ہے غربا ء قوم اسکا استعمال اکثر کرتے ہین کم خرچ بالانشین کا مصداق ہے۔

(۱۵) **جہلملی**۔ یہہ زبان ہندی کا لفظ ہے بمعنی چلمن۔ دہیمی چمک ہلکی چاندنی۔ کان کے ایک زیور کا نام ہے جسکو دہلی اور لکہنو کی بی بیان اکثر استعمال کرتی ہین۔ چمک دار زیورات مین اسکا شمار نہین ہے۔ قوم نایط کی بی بیان اسکو صرف اپنے گہرون مین پہنا کرتی ہین تاکہ کان خالی نہ رہین۔ باریک باریک مرصع پہول چکریون سے مشابہ بنائے جاتے ہین جن مین قیمتی اور چمک دار نگینے نہین جڑے جاتے بدینوجہ کہ اکثر اسکی تیاری مین خام الماس سے کام لیا جاتا ہے۔

اسکی چمک دہیمی ہوتی ہے اور یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔

(۱۶) جُہمکہ۔ زبان ہندی مین اوس زیور کا نام ہے جو موتیون کی متعدد لڑیون پر شامل ہوتا ہے یا طلائی لٹکنون سے بنایا جاتا ہے۔ بنا گوش مین اسکا استعمال اور بہت خوبصورت زیور ہے۔ یہہ مسلمانونکا خاص زیور ہے جسکو فارسیون نے زیور ہندی نام کہا ہے یہ زیور ایران مین مستعمل ہے اور آویزے کے نام سے مشہور۔ مُلّا عبد اللہ ہاتفی فرماتے ہین۔ ؎

چہ گوش خدیوا ز لآلی ہپند ٭ شد از روی اخلاص آویزہ بند

(۱۷) چاند بالیان۔ بالیان کیا چیز ہین نمبر ۱۴ پر معلوم ہو چکا ہے۔ چاند بالیان ایک مرصّع زیور کا نام ہے جو ہلال کی شکل پر بنایا جاتا ہے جسکے نیچے موتیون کی جہالر نہایت خوشنما نظر آتی ہے۔ اسکو قوم کی بی بیان خصوصًا حیدر آباد مین بہت رغبت کے ساتہہ استعمال کرتی ہین۔ ٹپکہون کے عوض یہہ زیور پہنا جاتا ہے۔

(۱۸) چکریان۔ بدینوجہ کہ یہہ زیور ایک مدوّر حلقہ مین بنایا جاتا ہے اوسکا نام چکری رکہا گیا۔ چکریان اوسکی جمع ہے۔ یہہ بہی کانکا

زیور ہے جسکو بنا گوش مین پہنتے ہین اسکی ساخت طلا یا نقرہ سے اور اوس مین موقع موقع سے قیمتی نگینی جڑے ہوتے ہین اور اطراف مین موتیون کا حلقہ ہوتا ہے تقاریب مین پہنا جاتا ہے اسلامی زیور ہے ہنود کو اس سے کچھہ تعلق نہین۔ بعض اقوام ہنود کی عورتین اسکو پہنتی ہین۔

(۱۹) **چولا پہول**۔ یہہ زبان تلنگی کے الفاظ ہین۔ چو کی معنی کان کے ہین اور چولا پہول سے وہ پہول مراد ہے جو کان مین پہنا جاتا ہے یہہ ہندؤن کا ایک خاص زیور ہے جو چکریون سے کسیقدر مشابہ ہوتا ہے فرق اسقدر کہ چولا پہول کنگورہ دار ہوتا ہے اور چکریان بغیر کنگورون کے قوم نایط کی بی بیان بہی اسکو پہنتی ہین یہہ زیور کان کے اوسی حصہ مین مستعمل ہے جہان چکریون کا زیور۔

(۲۰) **کرن پہول**۔ یہہ سنسکرت کے الفاظ ہین۔ کرن کے معنی کان کے ہین۔ یعنے وہ مرصع پہول جسکو کان مین پہنتے ہین۔ اگرچہ چولا پہول۔ اور کرن پہول کے لفظی معنے ایک ہین۔ لیکن کرن پہول کی شکل چولا پہول سے سوا ہوتی ہے۔ ہندی بول چال مین بہی یہہ نام بولا جاتا ہے

یہہ ہے تو ہندؤن کا زیور مگر نہایت خوبصورت اور خوشنما۔ اس زیور کے نیچے کنگورہ دار جھکے بہی لگائے جاتے ہین۔ پہر یہہ کرن پہول جھمکے کہلاتا ہے۔ اسکے ساتھہ ایک موتیون کی لڑی اور اوسکے آخر پر ایک طلائی کانٹہ لگا ہوتا ہے جسکو پس گوش بالون مین لگا دیتے ہین اسی لڑی کو قومی بی بیان لرزک کہتی ہین حضرت آتش فرماتے ہین ؎

کانون مین ترے دیکھہ کے سونیکے کرن پہول
اے سرو روان بہول گئے مرغ چمن پہول

بعض اہل قوم نے اسی کا نام گل گوشے رکہا ہے۔ اور وضع مین بہی کسیقدر تبدیل کی ہے لیکن اس ترمیم کو خوشنمائی مین اوسکی اصلی شکل پر کبہی ترجیح نہین ہوسکتی۔

(۲۱) **لونگ کے پہول**۔ یہہ بہت ہلکا طلائی زیور ہے جسکی شکل لونگ سے مشابہ ہوتی ہے۔ اسکو قوم نوایط کی بی بیان اپنے مکان مین صرف اس غرض سے استعمال کرتے ہین کہ کان کے روزن محفوظ رہین۔ ہر ایک روزن مین ایک ایک لونگ کا پہول پڑا رہتا ہے اور بہ ہیئت مجموعی کان زیور سے بہرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

ناک کا زیور

(۲۲) **بُلاق** - ترکی زبان مین ایک خاص زیور کا نام ہے جو دیوار بینی مین پہنا جاتا ہے۔ ایک طلائی حلقہ مین موتی کا آویزہ لگا ہوا ہوتا ہے۔ ترکون مین اس زیور کا رواج ہے۔ آرکاٹ اور ملیبار کے ہنود نے بہی اپنی بی بیون اور لڑکیون کے لئے اسکو پسند کیا ہے قوم نایط مین بلاق کا رواج صرف ناکتخدا لڑکیون کے لئے باقی رہ گیا ہے شادی کے بعد بہت کم خاندان اس زیور کے استعمال کو پسند کرتے ہین۔ عجمی بی بیون مین بہی اسکا رواج ہے۔

(۲۳) **بیسر** - یہہ زبان ہندی مین ایک حلقہ طلا یا نقرہ کا نام ہے جو بلاق کے عوض پہنا جاتا ہے۔ جس طرح بلاق مین موتی کا لٹکن ہوتا ہے۔ اوس طرح بیسر مین نہین ہوتا۔ گویا اس زیور کو سر نہین ہے ہندنیان اسکو پہنا کرتی ہین۔ قوم نوایط کے بعض خاندان اپنی کم سن لڑکیون کو صرف اس غرض سے پہناتی ہین کہ بلاق کا وزن اوسکی وجہ سے محفوظ رہے۔

(۲۴) **ڈال** - زبان ہندی کا لفظ ہے معنی ڈلے ہوئے چنبے۔

اور دو وغیرہ اہلِ قوم نوایط اوس زیور کو دال کہتے ہین۔ جو معمولی وقتون مین رات دن نتھنے مین پڑا رہتا ہے۔ یہہ زیور نہایت مختصر درحقیقت دال کے برابر ہوتا ہے جس مین ایک قیمتی نگینہ جڑا رہتا ہے پشت پر ایک مختصر سا پیچ ہوتا ہے جسکو پرّہ بینی کے سوراخ مین جما دیتے ہین اسی زیور کو اہلِ قوم ناک کی پُھلّی کہتے ہین۔ اس کا رواج ملیباری برہمن عورتون مین زیادہ ہے۔ ہماری قوم نے غالباً اونہین سے اس کا رواج سیکھا ہے۔ اسی زیور کو اہل ہند کیل سے موسوم کرتے ہین اور یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ ؎

آبلے پہوٹین اُتارو کان سے موتی کہین ؎
دل مین چہبتی ہے نکالو کیل اپنی ناک سے

(۲۵) نتھہ۔ زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اُس حلقہ طلا، یا نقرہ کو نتھہ کہتے ہین جو بطریق زیور استعمال کیا جاتا ہے۔ جس مین دو موتی اور دونون کے درمیان ایک زمرّدی یا یاقوتی منکہ کا ہونا لازمی ہے۔ نتھہ ایک خاص قسم کا زیور ہے جو دولہا کے جانب سے دولہن کو عطا ہوتا ہے۔ اور سہاگ کی نشانیون مین اس کا شمار ہے۔

سید ہے نتھنے مین پہنا جاتا ہے۔ عورتین اس زیور کی بڑی تعظیم کرتی ہین۔ بیوہ عورتون کے لئے اسکا استعمال قطعاً ممنوع ہے۔ قوم نوایط کی سہاگنین اولاد کے ہو جانے کے بعد اسکو نتھنے مین کم استعمال کرتی ہین بلکہ تیمناً اوسکو سید ہے کان پر لگا لیتی ہین۔ یہہ زیور عرب و عجم دونون مین مروج اور مسلمانون کا خاص زیور سمجھا جاتا ہے۔ اہل عجم اسکو حلقہ بینی سے موسوم کرتے ہین۔ اور محاورہ عرب مین اس کا نام زمام ہے۔ اشرف ایرانی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

باز اعرابی بتے از جلوہ ام مدہوش کرد ٭ حلقہ در بینی نگارے حلقہ ام در گوش کرد

ہندوؤن مین بھی اسکا رواج ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ہندوؤن نے اسکا سبق مسلمانون سے سیکھا ہے۔

گلے کے زیور

(۲۶) **تلسی**۔ ہندی زبان مین ایک پودہ کا نام ہے جسے ہندو لوگ پوجتے ہین اور متبرک جانتے ہین۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ تلسی ایک عورت کا نام تھا جس پر کرشن جی عاشق تھے جسکو اُنھون نے تبدیل ہیئت کر کے ایک پودے کی شکل مین بنا دیا اور اوسکی پرستش کا حکم دیا۔

ہندؤن نے اسی پودے کی بیج کے مشابہ طلائی دانے بنوا کراون کو ایک تاگے مین پرویا اور بشکل زیور استعمال کرنے لگے یہہ زیور نہایت متبرک مانا جاتا ہے اردو کے اہل زبان اسکو تلسی دانہ کہتے ہین قوم نوایط کی بی بیون مین اس زیور کا رواج عموماً جاری ہے پانچ سے گیارہ تک اسکی لڑیان بناتی ہین ایک لڑی سے دوسری لڑی کسی قدر لمبی ہوتی ہے جس سے زیور بہیئت مجموعی عریض نظر آتا ہے۔

(۲۷) **جگنی** - جگنے کی تانیث بمعنی کرم شب تاب۔ ہندی مین اوس زیور کو جگنی کہتے ہین۔ جو گلے مین پہنا جاتا ہے۔ بادامی شکل مین ٹیکہ سے مشابہ بنایا جاتا ہے جس مین چمکیلے نگینے جڑے جاتے ہین ہر ایک نگینہ مثل جگنو کے چمکتا ہے۔ اس زیور کو قوم نوایط کی بی بیان سادہ طریقہ پر بھی گلے مین باندہتی ہین اور لچہ مین بہی لگاتی ہین۔ ہندؤن مین بہی اوسکا رواج ہے۔

(۲۸) **چمپا کلی** - ہندی زبان مین اوس مرصع زیور کا نام ہے جسکے دانے چمپا کے کلیون سے مشابہ ہوتے ہین یہہ زیور مسلمانان ہند کا زیور ہے جس کو قوم نوایط کی بی بیان عموماً استعمال کرتی ہین

بعض کلیان صرف طلائی ہوتی ہین اور بعض مرصع۔ ہر ایک کلی کے
سرے پر ایک موتی لگایا جاتا ہے۔ اور تمام کلیان ایک ہار کی
شکل مین پروئے جاتے ہین۔ رند فرماتے ہین۔ ؎

تم جاتے جاتے کس لئے پھر آئے خیر ہے؛
چمپا کلی کہ موتیون کا ہار رہ گیا؛

(۲۹) چنتاک۔ زبان تلنگی مین ایک خاص زیور کا نام ہے جو مثل لچہ کے گلے مین پہنا جاتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی خوبصورت مرصع تعویذون کو ڈوریون مین پرو کر بنایا جاتا ہے۔ تلنگانہ کی عورتین عموماً اسکو پہنتی ہین قوم نایط کی بی بیون نے اس کے استعمال کو اونہین سے سیکھا ہے۔

(۳۰) چندن ہار۔ اسکا صحیح املا چندر ہار ہے۔ سنسکرت مین چندر کے معنے چاند کے ہین۔ زبان ہندی مین اوس زیور کا نام ہے جو سونے کی ٹکیاؤن سے بنایا جاتا ہے۔ ہر ایک ٹکیا مُدوّر ہوتی ہے جسکو چاند سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ہندؤن مین عموماً اسکا استعمال ہے۔ یہہ درحقیقت اونہین کا زیور ہے قوم نایط

کی بی بیان اسکے استعمال کے عادی ہین اور بہت پسند کرتی ہین۔ اسکے متعدد ہار ہوتے ہین طولاً ایک ہار دوسرے سے بڑا ہوا ہوتا ہے بہ ہیئت مجموعی یہہ زیور نہایت خوبصورت زیور ہے۔ بعض افراد قوم نے اسکے ٹکیاؤن کو ہلالی شکل پر بہی بنایا ہے یہہ اونکی ایجاد ہے۔ بہر حال ہلالی شکل ہو یا مدّور دونون پر چندر کا اطلاق ہوسکتا ہے اور دونون کا نام چندر ہار ہے۔

(۱۳) سَتلڑا۔ زبان ہندی مین سَتلڑ سات لڑی رکہنے والے زیور کا نام ہے۔ یہہ لفظ مرہٹی زبان مین بولا جاتا ہے۔ مرہٹے اوس زیور کو سَتلڑا کہتے ہین جس مین موتیون کے سات لڑیان ہوتی ہین ہر ایک لڑی کو طولاً دوسری لڑی سے کسی قدر لانبی رکہتے ہین اور بالآخر دونون جانب اون کے سرون کو ایک ڈوری مین گہوا کر اوسیطرح گلے مین باندہتے ہین جیسا کہ تُلِسّی یا چندر ہار۔ اسکا استعمال قوم نایطہ کے متمول بی بیان صرف لچہہ اور مرصع ہار کے ساتہہ کرتی ہین۔ جن افراد قوم نے زیور کی تعداد گو گہٹانے کی کوشش کی ہے اونہون نے صرف سَتلڑے یا مرصع ہار کو

گلے کے لئے کافی خیال کیا ہے۔ واقعی صرف اس زیور سے گلا بھرا ہوا نظر آتا ہے البتہ فوق البھڑک خیالات اس زیور کو کافی نہین سمجھتے ہین۔

(۳۲) گٹلہ۔ اس کا صحیح املا گاٹھلہ ہے۔ مرہٹی زبان مین گاٹھلہ اوس زیور کا نام ہے جو طلائی دانون کو سیاہ پوت کے ساتھہ جالدار کیسہ کی شکل مین پروتے ہین جس کے بیچ مین ایک طلائی بڑا منکا رکھا جاتا ہے منکا زبان ہندی مین اوس مُہر کو کہتے ہین جو فقیر اپنے گلے مین ڈالتے ہین کسی اہل زبان نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

کہو کچھہ اے تجر حال اپنا فقیر کس نے تمہین بنایا

جبین پہ قشقہ کمر مین تسمہ بغل مین مینا گلے مین منکا

یہہ زیور غربا ء قوم اکثر استعمال کرتے ہین اسلئے کہ یہہ سستے دامون تیار ہو جاتا ہے۔ بعض متمول افراد طلائی دانون کے عوض موتیون سے گٹلہ پروتے ہین اور منکہ کے عوض ایک بڑا موتی لگاتے ہین بہر حال اس زیور کے موجد ہندو ہین۔ قوم نایط کی بی بیون نے غالبًا کوکنی برہمنیون سے اسکو سیکھا ہے۔

(۳۳) گلسر۔ یا گلسری۔ اسکا صحیح املا گرسوڑی ہے۔ یہہ

زبان مرہٹی کے الفاظ ہین۔ گرٹ سے گلا مراد ہے اور سوٹری کے معنے گھیرا ہوا۔ یہہ ایک قسم کا ہندی زیور ہے۔ جسکے موجد ہندو ہین۔ مرہٹواڑی مین اسکا زیادہ رواج ہے۔ کوکنی برہمنیان اسکو بہت پسند کرتی ہین۔ ہماری قوم نے اس کے رواج کو غالبًا انہین سے لیا ہے۔ گُلسیر یا گلسری گلے کا زیور ہے طلائی دانون اور پوت کی شرکت سے صرف لڑیون مین پرویا جاتا ہے جس مین متعدد مقامات پر منکے شریک کئے جاتے ہین یہہ کوئی خوبصورت زیور نہین ہے۔ غربا قوم مین اکثر اسکا رواج ہے۔

(۴۳) لچھا۔ یہہ لفظ ہندی زبان کا ہے بمعنی ریشم یا سوت اور بہت سے تاگون کا بنا ہوا حلقہ۔ اور زیور خاص کا نام ہے جو گلے مین باندہا جاتا ہے۔ مختلف شکل اور مختلف قسم کی کاریگری سے اسکو بناتے ہین۔ یہہ بڑا ہی خوبصورت زیور ہے گلے سے چسپیدہ باندہا جاتا ہے ہندوستان کے ہندو اور مسلمان دونون مین اس کا رواج ہے۔ قوم نوایط کی بی بیون نے اسکی شکل مین مختلف طریقہ پر تراش وخراش کیا ہے۔ نئی نئی ایجادین ہوئی ہین۔ لچھہ کے سیکڑون نمونے بن چکے ہین اور بنتے جاتے ہین۔ ہر ایک نمونے کے جدا جدا نام ہین جیسے چوکڑیونکا

لچھا- تعویذ ونکا لچھا- سمو سونکا لچھا- لہر یلا لچھا- سادہ کا لچھا- آویزونکا لچھا- جہالر دار لچھا- چوگوشی لچھا وغیرہ وغیرہ- لچھہ کا رتبہ گلے کے تمام زیورات مین معزز مانا گیا ہے اسلیئے کہ یہہ سہاگ کا زیور ہے-

(۳۵) مَالَاْ- ہندی زبان کا لفظ ہے بمعنی پہولون کا ہار- سونے یا موتی کا ہار- حمایل- مصحفی فرماتے ہین ؎

سینے پہ تو بنانا اک موتیونکا مالا ؛ نقاش کہینچیو یون تصویر اشک جانان

عرب مین اس زیور کے استعمال کا رواج ہے جس کو سبحہ کہتے ہین- اور صرف موتیون یا زمرّدی- یا فیروزئی- یا عقیقی منکون سے پرویا جاتا ہے- جسکو مرد عورت دونون گلے مین پہنتے ہین- اور ضرورت کے وقت اوس سے تسبیح کا کام بہی لیتے ہین- فارسیون نے اس کا استعمال تسبیح کے نام سے کیا ہے- پادشاہان سلف و والیان ریاست نے بہی موتیون کا مالا اپنے گلے مین رکہّا ہے- ہندؤن مین مالے کا رواج بہت قدیم زمانہ سے ہے- رُدّراکش ایک خاص قسم کا نباتی نازک تخم ہے جس پر قدرت نے ایسی لکیرین پیدا کیے ہین جو انسانی شکل سے کسی قدر مشابہ ہوتی ہین- برہمن- جوسی- اس تخم کو نہایت

متبرک مانتے ہین اور اسی کی تسبیح بناتے ہین اسی کا مالا ہنود وعورتین اپنے گلے مین پہنتی ہین اور طلائی مالے کے منکون پر بہی اوسی قسم کا نقش بنا کر بطریق زیور پہنا جاتا ہے۔ ہر ایک طلائی منکہ کے ساتہہ سبز پوت کا ایک منکہ یا زمرّدی دانہ پروتے ہین۔ زبان سنسکرت مین اس زیور کا نام جپ مال ہے جس سے تسبیح مراد ہے بدینوجہ کہ تسبیح کا رواج ہنود ومسلمان دونون مین ہے یہہ زیور دونون اقوام کا زیور سمجہا جاتا ہے۔ قوم نایط کی بی بیان مالہ کو متعدد لڑیون مین پروتی ہین ایک لڑی دوسری سے مساوی ہوتی ہے۔

(۳۶) ہنسلی۔ زبان ہندی مین اوس ہڈّی کا نام ہے جو گلے کے اطراف ہوتی ہے۔ مجازاً اوس زیور کا نام بہی ہنسلی رکہا گیا ہے جو گلے مین پہنا جاتا ہی جس کو سونے سے بطریق ایک طوق کے بناتے ہین فارسیون نے اسکو طوق زرین کہا ہے۔ عجم مین اسکا استعمال صرف گہوڑون کے لئے ہے۔ حافظ شیراز فرماتے ہین۔ ؎

اسپ تازی شدہ مجروح بزیرِ پالان ؏
طوق زرین ہمہ در گردنِ خرمی بینم

ہنسلی کا زیور کرخت ہوتا ہے یعنے مختلف اجزا پر شامل نہین ہوتا بلکہ ایک طلائی یا نقرئی موٹے تار کا حلقہ ہوتا ہے جس مین نقش ونگار کے سوا نازک گہنگرو بطریق جہالر لٹکائے جاتے ہین۔ اس کا استعمال اکثر کم سن بچون کے لئے ہے قوم نوایط کے بعض ناکتخدا لڑکیان بہی اسکو پہنتی ہین۔

(۳۷) ہار۔ زبان ہندی مین پہولون یا موتیون کے مالے کو ہار کہتے ہین۔ عام معنون مین ہر ایک حمایل کے لئے بولا جاتا ہے۔ زیورات مین ہار ایک مرصع اور قیمتی زیور کا نام ہے۔ جو طلائی پہولون یا تعویذن سے پرویا جاتا ہے جس مین الماس جڑے جاتے ہین۔ اور ہر ایک پہول یا تعویذ کے آخر پر ایک موتی لٹکایا جاتا ہے۔ شہنشاہ اکبر پہول کے ہار کو ہار کہنا پسند نہین کرتے تہے بلکہ اوسکو پہول مال کہتے تہے یہہ لفظ حکومت اکبر کے بعد پسندیدہ نہ ٹہرا اور رواج نہ پایا۔ شہنشاہ اکبر کے پاس پہول کا ہار کہنا شگون بد مین داخل تہا اسلئے کہ وہ بہت تہوڑے عرصہ مین کمہلایا جاتا ہے اور ہار کے لئے پژمردگی عیب ہے۔ نہ معلوم اونکا یہہ خیال کس بنیاد پر تہا۔ مگر فی زمانناً۔ زبان اردو کے متقدمین اور متاخرین دونون نے پہول کے لئے ہار کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور یہی بول چال

مین مروج ہے حضرت آصف فرماتے ہین۔ ؎

ودمری قبر پہ اک پہولون سے چادر ہوتی ٭

ہار باسی نہ وہان تم نے اُتارے پیارے

مصنف بہار عجم و منتخب النفایس نے لفظ ہار کو خواہ وہ موتیون کی سلک کے لئے کہا جاوے یا پہولون کے ہار کے لئے زبان فارسی کا لفظ قرار دیا ہے ملا منیر کے کلام سے اوسکا استعمال دکہلایا ہے ع

گسستہ ہار مروارید در بر (ولہ) ؎

بذکر خلق شاہنشاہ دوران ٭ زہار گل ملایک سبحہ گردان

ہار کو زبان عرب مین عِقد کہتے ہین جس کا تلفظ عین کے کسرہ اور قاف اور دال کے سکون کے ساتہہ ہے۔

بازو کے زیور

(۳۸) **بازو بند**۔ یہہ زبان فارسی کے الفاظ ہین۔ بازو سے کہنی اور مونڈہے کا درمیانی مقام مراد ہے۔ بند کے معنے بندش بازو بند اوس زیور کا نام ہے جو کہنی اور مونڈہے کے درمیان باندہا جاتا ہے۔ یہہ زیور چہوٹی طلائی یا مرصع تعویذون یا پہون پر

شامل ہوتا ہے جو بالاتصال گتھوائی جاتی ہین اور بہیئت مجموعی وہ ایک مستطیل شکل کا زیور ہو جاتا ہے جسکو ڈوریون کے ذریعہ سے بازو پر باندہ دیتے ہین عجم مین اسکا استعمال صرف سید ہے بازو پر ہے۔ اور قوم نایط کی بی بیان دونون بازو پر اوسکو باندہتی ہین شفائی نے مجید شوستری کی ہجو مین کہا ہے۔ ؎

بستہ بر خود بجائے بازو بند ؎ . . . . . . مجید شوستری

اسی زیور کا رواج عرب مین بہی پایا جاتا ہے جسکو زبان عرب مین مِعضَد۔ اور دُملوج کہتے ہین۔ ہند کے عام لوگون نے اسی زیور کا نام بجُبند رکہا ہے۔ اس زیور کو ہندؤن سے کسی قسم کا تعلق نہین ہے

(۳۹) بازو کے تعویذ۔ یہہ ایک مربع طلائی یا مرصع تعویذ کا نام ہے جس کے بازؤن مین دو سمو سے لگائے جاتے ہین جن مین ریشمی ڈوریان لٹکی ہوتی ہین۔ قوم نایط مین اسکو صرف سید ہے بازو پر باندہنے کا رواج ہے۔ بعض دیگر اقوام اسلام نے اسکا استعمال دونون بازؤن پر پسند کیا ہے۔ یہہ مسلمانون کا زیور ہے۔

(۴۰) بازو کے کڑے۔ کڑا اوس حلقۂ طلا یا نقرہ کا نام ہے

جو بازو یا کلائی یا پاؤن مین پہننے کی غرض سے بنا یا جاتا ہے۔ بازو کے کڑے سے وہ مخصوص دو حلقے مراد ہین جو مُنبّت نقش و نگار کے ساتھہ صرف ایک بازو کے لئے بنائے جاوین۔ بازو کے کڑے مرصع بھی ہوتے ہین اور سادہ بھی اسکی ساخت اندر سے خالی ہوتی ہے جس مین لاکھہ بھری جاتی ہے۔ کفایت شعاری کے علاوہ نقش و نگار کی ضرورت سے بھی خلا ضروری سمجھا گیا۔ قوم نوایط کی بی بیون نے اس طریقہ کو دکھنیون سے سیکھا ہے۔ دکھنی اقوام مین بازو کے کڑون کا عام رواج ہے۔ اس زیور کو دکھنی اور پٹھان عورتین سپاہیانہ زیور سے موسوم کرتی ہین اور بعض دکھنی مرد بھی اسکو اپنے بازو پر چڑہاتے ہین۔ مولف خیال کرتا ہے کہ اس زیور کی کرختی اور سختی جو لفظاً اور معناً ثابت ہے غالباً اس وجہ تسمیہ کا جوہر ہے۔ اسکے استعمال مین کوئی تکلف یا نزاکت درکار نہین ہوتی۔

(۱۴) گنگنی ٹپری۔ یہہ زیور جواب ہے بازو کے کڑون کا یعنی ایک بازو پر کڑے پہنتے ہین اور دوسرے بازو پر گنگنی ٹپری یہہ زیور دو لفظون سے بنایا گیا ہے۔ ایک لفظ گنگنی۔ یہہ زبان ہندی مین

ایک چہوٹے سے اناج کا نام ہے جسکو دکن مین رالہ کہتے ہین۔ طلائی یا نقرئی دو حلقون پر باریک باریک نگینے اس طرح پر جڑتے ہین جیسا کہ کسی نے کنگنی جما دیا ہے۔ جن افراد کو مرصع زیور مقصود نہین ہے وہ صرف طلائی یا نقرئی حلقون پر نقش کے ذریعہ سے نگینون کی نقل اوتارتے ہین۔ یہہ نقش نگینون سے زیادہ بہلا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا لفظ پٹری ہے۔ زبان ہندی مین پٹری چوڑی چُوڑی کا نام ہے جس سے پٹّہا مراد ہے بدینوجہ کہ بازو کی طلائی یا نقرئی پٹری اوسی چوڑی چوڑی سے مشابہ ہوتی ہے اس کا نام بہی پٹری رکہا گیا۔ ایک پٹری کے دونون جانب دو کنگنیان جڑہانے کا رواج ہے۔ یہہ زیور بہی مثل کڑون کے دکہینون کا زیور سمجہا جاتا ہے۔

(۲۴) **نورتن**۔ ہندی زبان مین رتن کے معنی قیمتی پتہرا اور جواہرات کے ہین۔ نورتن سے بازو کا وہ زیور مراد ہے جسمین نون قسم کے جواہرات جڑے جاوین۔ بعض صاحبان تصنیف نے لکہا ہے کہ نورتن کے نون اقسام سے (۱) یاقوت (۲) موتی (۳) پکہراج (۴) زمرّد (۵) مونگا (۶) لاجورد (۷) نیلم

(۸) الماس (۹) فیروزہ۔ مراد ہے۔ الحاصل نورتن اوس زیور کا نام ہے جس مین نون قسم کے جواہر جڑے ہوے ہون جسکو بازو پر کڑے اور گنگنی پٹری سے اوپر باندہا جاتا ہے اوسی طرح جسطرح بازوبند۔ یہہ زیور درحقیقت ہندو راجاؤن کے آرایش لباس کا ایک جزو ہے۔ جسکو بی بیون نے اپنے زیور مین شامل کرلیا ہی۔

کلائی کے زیور

(۴۳) بجر بٹو۔ بجر زبان ہندی مین جواہر کو کہتے ہین۔ بجر بٹو بھی زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اوس جنگلی پہل کا نام جس کا مالا ہندون مین مروّج ہے۔ بجر بٹو کے نام سے ایک زیور کلائی مین پہنا جاتا ہے جس مین ایک سیاہ رنگ کا قیمتی منکہ طلا کاری کے ساتہہ ریشم مین گٹہا ہوا ہوتا ہے۔ یہہ زیور ہندؤن کا ہے۔ لیکن قوم نایط کی بی بیون نے اس کا استعمال نظر بد کے دفع کے لئے تجویز کیا ہے۔ یہہ بہونڈی شکل کا زیور ہے اور مقصود کے لئے موضوع خیال کیا گیا ہے۔

(۴۴) پہنچی۔ ایک طلائی یا مرصع زیور کا نام ہے جو پہنچے مین پہنا جاتا ہے۔ جسکو زبان فارسی مین دستبند اور دستینہ کہتے ہین۔

صاحبان مصطلحات ولغت نے اسکو لکہا ہے اور اوسکا استعمال دکہلایا ہے۔ طالب آملی۔ گہوڑے کی تعریف مین فرماتے ہین۔ ؎

درشکیلش پابسان ساقِ خلجال آشنا ؏

درچدارش دست ہمچون ساعدِ دستینہ دا

اوستاد فرخی

ارغوان بینی چو دست نیکوان پُر دستبند ؏

شاخِ گل بینی چو گوشِ نیکوان پُر گوشوار

بلاد عرب مین بہی اس زیور کا رواج ہے جسکو شُوالی کہتے ہین یہہ زیور انار کے دانون کی شکل مین بنایا جاتا ہے جسکے ہر ایک دانہ مین ایک ایک قیمتی نگینہ جڑا جاتا ہے یا سادگی کے ساتہہ صرف طلائی یا نقرئی دانے بنائے جاتے ہین ہر ایک دانہ کے نیچے ایک باریک سا حلقہ ہوتا ہے جس مین ریشم پروکر ایک دانہ کو دوسرے دانہ کے ساتہہ جماتے ہین۔ یہہ نہایت خوبصورت اور مرغوب زیور ہے۔

(۴۵) **سُمرن** ۔ سُمَرنی کے معنے زبان سنسکرت مین تسبیح کے ہین سُمرن زبان ہندی مین یاد خدا کے معنون مین مستعمل ہے اردو بول چال

مین سُمرن اوس زیور کا نام ہے جو بلور یا کانچ یا مونگے یا موتیون کے چند دانون کو پروکر بناتے ہین۔ قوم نایط کی بی بیان اس کے متعدد لڑیون کو اپنی کلائی مین پہنچی کے زیور کے ساتہہ پہنتی ہین۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ہندوستان کے دیگرا قوم اہل اسلام مین بہی اسکا رواج ہے۔ میر حسن فرماتے ہین۔ ؎

زمرّد کے سُمرن کو ہاتون مین ڈال اوراک بین کا نذہے پہ اپنے سبنہال

متمول راجپوت عورتین بہی اسکا استعمال کرتی ہین اونکا خیال ہے اور ایک حد تک اوس کے نام سے صحیح معلوم ہوتا ہے کہ یہہ زیور راجا یان قوم ہنود کے لئے بنایا گیا جسکو ہندیون نے بہی اختیار کیا۔

(۴۶) **کنگن**۔ زبان سنسکرت کا لفظ ہے۔ یہہ لفظ کر اور کہن سے مرکب ہے۔ کر کی معنی کلائی اور کہن سے گہنا مراد ہے۔ اس زیور کو ہندوستان مین چوہے دتیان بہی کہتے ہین اُسکی ساخت دو طرح پر ہوتی ہے ایک سادہ جو صرف چاندی یا سونے سے بنایا جاتا ہے دوسری مرصع جس مین رنگ برنگ نگینے جڑے جاتے ہین۔ یہہ ایک کرخت حلقہ اور ایک جسم ہوتا ہے جسکا استعمال چوڑیون کے عقب

مین ہوتا ہے۔ عورتون کا مقولہ ہے کہ دولہن کی ناقص چوڑیونکی
بہرتی کنگن سے۔ اسی کو مولف نے چوہتی یا کنگن کی رسم مین بہی بیان
کیا ہے۔ قوم نایط کا خیال ہے کہ اس زیور کا استعمال ہم نے ہندؤن
سے سیکہا۔ اس کے نام سے بہی اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ
غالبًا یہہ اونہین کا زیور ہے۔ لیکن حیرت اسپر ہوتی ہے کہ ایران
مین بہی اس کا رواج ہے جسکو وہ دست برنجن کہتے ہین۔ اور مرصع کنگن
کا نام فارسی زبان مین گوہر کش ہے۔ رفیع الدین لسانی فرماتے ہین

ز بہر ساعد+ شاخ ابر ساخت گوہر کش

کہ قطرہ دُرِ خوش آبست و سبزہ شبہ در آن

عربستان مین بہی یہہ زیور پہنا جاتا ہے جسکو محاورہ عرب مین سوار
و قُلب کہتے ہین۔ معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ قریب قریب ایک ہی
قسم کا زیور ہے جس کا نام عربون نے اپنی زبان مین رکہدیا اور

+ ساعد کی معنی زبان فارسی مین بازو کے ہین لیکن فارسیون کے استعمال مین ساعد سے وہ مقام مراد ہے جو ہتیلی اور کُہنی کے درمیان ہے۔ (دیکہو غیاث اللغات)

ایرانیون اور ہندیون نے اپنے اپنے محاورہ کے مطابق اسکو موسوم کیا۔
(۷۳) گوٹ۔ زبان ہندی کا لفظ ہے۔ بمعنی۔ سنجاف۔ مغزی۔ حاشیہ۔ لیس۔ مجازاً اوس طلائی زیور کو قوم نوایط نے گوٹ سے موسوم کیا ہے جو کلائی کے لئے چوڑیون کے شکل مین بنایا جاتا ہے۔ ہر ایک کلائی مین کم سے کم دو گوٹ چوڑیون کے دونون طرف پہنے جاتے ہین گویا یہہ زیور چوڑیون کا طلائی سنجاف اور حاشیہ ہے۔ قوم نوایط کی متمول بی بیان چوڑیون کے عوض طلائی گوٹ کا زیور پسند کرتی ہین جو متعدد حلقون پر شامل ہوتا ہے جن کے بیچ مین بعض بی بیان صرف دو چار بلورین چوڑیان رکھتی ہین۔ اس زیور کا رواج صوبہ مدراس مین بہ نسبت اور مقامات کے زیادہ ہے۔ ہندوٗن سے اس کو کچھہ تعلق نہین ہے۔ بلکہ ہندوٗن مین طلائی چوڑیون سے شگون بدلیا جاتا ہے بلوری یا کانچ پر اوسکو ترجیح نہین دی جاتی۔ ایک ذی علم بی بی کا خیال ہے کہ بلوری چوڑیون کے عوض طلائی گوٹ کا ایجاد درحقیقت پر معنے ہے۔ یہہ بات ظاہر ہے کہ چوڑیان سہاگ کی علامت سمجھی گئی ہین بیوہ چوڑیون کا استعمال نہین کر سکتی۔ پس بلوری یا لاکھی چوڑیون کے

استعمال مین ہمیشہ یہہ بدشگونی ہوا کرتی ہے کہ جب کبھی وہ کسی اتفاق
سے ضائع ہو جاتی ہین تو نئی چوڑیان پہننا ناگزیر ہوتا ہے۔ جس چیز
کو ہم نے سہاگ کی علامت قرار دی اوسکو بار بار بدلنا سخت ناگوار
گزرتا ہے۔ لہذا طلائی چوڑیان اختیار کی گئین تاکہ بقائے سہاگ
تک اپنے آب و تاب کے ساتہہ قایم رہین اونکی شکل بعینہ ویسی ہی
ہوتی ہے جیسے کہ لاکہی اور بلوری چوڑی کی شکل ہے۔ چمکیان کٹوریان
جسطرح چوڑیون مین چمکتی رہتی ہین اوسیطرح طلائی چوڑیون مین بہی۔ اون تمام
مصنوعات کی چمک دمک بالاستقلال قایم رہتی ہی۔ قوم نوایط کی بی بیان
اس زیور کو بہت عزیز رکہتی ہین اور رات دن پہنتی ہین۔ مولف نے
دیکہا ہے کہ ایک شریف بی بی نے اپنے ہات کی ایک گوٹ کو جسکا جوڑ
کسی قدر ضائع ہو گیا تہا ترمیم کی غرض سے اوتار کر سُنار کو دینا پسند
نہ کیا بلکہ اوس کے عوض ایک دوسری گوٹ بنوائی گئی جب وہ
تیار ہو چکی اور پہن لی گئی تب ترمیم طلب گوٹ کو ہات سے اُتارا۔

پنجہ کے زیور

(۸۴) آرسی۔ زبان ہندی مین منہہ دیکہنے کے شیشہ اور آئینہ کو

آرسی کہتے ہین۔ آرسی۔ ایک قسم کی انگوٹھی کا نام ہے جس پر بجاے نگینہ کے ایک چھوٹا سا گول آئینہ جڑا ہوتا ہے تاکہ ہر وقت بناو سنگار کی درستی اوس سے ہو سکے اس کا نام زبان فارسی مین انگشتر آئینہ دار ہے میرزا داراب جو یا فرماتے ہین ؎

می نماید عارضش از حلقۂ زلفِ سیاه
یا نشانیدست بر انگشتری آئینه را

صائب

این قوم خود آرا که کنون بر سر دست اند
وقت است نگینِ خود از آئینه بسازند

اس زیور کو قوم نوایط کی بی بیان انگوٹھے مین پہنا کرتی ہین یہہ مسلمانون کا زیور ہے۔ جسکو ہندؤن نے بھی اختیار کیا ہے (۹۴) انگوٹھی۔ اُس مرصع یا طلائی یا نقروی زیور کا نام ہے جو ہات کے اونگلیون مین پہنا جاتا ہے۔ جسکو فارسی زبان مین انگشتری کہتے ہین۔ انگوٹھی کی شکل مثل ایک حلقہ کے ہوتی ہے جس پر ایک یا کئی نگینے جڑے جاتے ہین قوم نایط کی بی بیون مین

انگوٹھی صرف چھنگلیا مین پہنی جاتی ہے۔ بعض افراد اُس کے بازو کی اونگلی مین بھی پہنتے ہین۔ لیکن بیچ کی اونگلی بالکل خالی رکھی جاتی ہے اور یہہ کہا جاتا ہے کہ اوسکے لئے یہہ تفوق اور زیور کافی ہے کہ وہ اورون سے بڑی ہے۔ کلمہ کی اونگلی مین بھی انگوٹھی پہنتی ہین۔

(۵۰) چھلّا۔ ہندی زبان کا لفظ ہے بن نگینہ کی انگوٹھی کو چھلّا کہتے ہین۔ چھلون کا استعمال انگوٹھے اور بیچ کی اونگلی کے سوا باقی تینون اونگلیون مین ہوتا ہے۔ قوم نوایط کی بی بیان ہر ایک انگوٹھی کے دونون بازو دو چھلّے پہنا کرتی ہین۔ بعض چھلّے انگلیون کے جوڑون مین بھی پہنے جاتے ہین جنکا نام پھیری رکھا گیا ہے۔ پھیری اردو کے محاورہ مین اس زیور کے لئے نہین بولا جاتا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہہ قوم کی بگڑی ہوئی زبان کا محاورہ ہے۔

کمر کا زیور

(۵۱) زرکمر۔ زرکمر فارسی زبان کا لفظ ہے جس سے کمر بند مراد ہے۔ جو کمر بند طلائی یا نقروی تار سے تیار ہوتا ہے جسکو عورتین اپنے لباس کے اوپر کمر مین باندہتی ہین اوسکا نام زرکمر ہے۔ ہندو عورتین

اسکو اپنی ساڑہی پر استعمال کرتی ہین جسکا نام کردہنی ہے۔ یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے بمعنی پٹکا۔ ہندوئنین کردہنی طلائی تارون سے ہنین بنائی جاتی بلکہ طلائی تعویذون کا سلسلہ مثبت نقش ونگار کے ساتھ قایم کرکے ساڑہی پہ باندہا جاتا ہے۔ ہر ایک تعویذ پر ایک نگینہ بہی جڑا جاتا ہے۔ عجم مین زر کمر کا استعمال مرد اور عورت دونون کے لباس پر ہوا کرتا ہے۔ جس سے لباس ہوا سے ہٹنے نہین پاتا کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ ؎

بربود دلم عشوہ گرے آفتِ جانے
زرین کمرے سیمبرے موئے میانے

پاؤن کے زیور

(۵۲) بیڑی۔ ہندی زبان مین بیڑی زنجیر پا کو کہتے ہین جس کا فارسی ترجمہ جولان ہے۔ لیکن پاؤن کے زیورات مین طلائی یا نقروی بیڑی اوس زنجیر کا نام ہے جو بوضع خاص بنا کر ہر ایک پاؤنین جدا جدا پہنی جاتی ہے۔ کم سن بچون کے پاؤنین عموماً بعض بی بیون نے اپنے زیور مین خصوصاً اسکا استعمال پسند کیا ہے یہہ کوئی

خوبصورت زیور نہین ہے۔ اس کا استعمال صرف منّت کے طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ بدینوجہ کہ اشقیا نے سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام کو حلقہ حفاظت اور حراست کا پابند کیا تھا اوسکی یادگار مین بعض محبّان اہل بیت نے اپنے بی بیون اور بچون کے لئے یہہ زیور تجویز کیا۔ اس زیور سے ہندؤن کو کوئی تعلق نہین ہے۔

(۵۳) **پازیب**۔ زبان فارسی کا لفظ ہے یعنی وہ زیور جس سے پاؤن کو زیب و زینت ہے۔ اسی کو فارسیون کے محاورہ مین پائے برنجن کہتے ہین۔ اور عربی مین خلخال۔ اسیر ہندی نے خوب کہا ہے۔ ؎

اسقدر رو یا مین آنکھین ملکے اوسکے پاؤن پر
یار کی خلخال پا گرداب دریا ہوگئی

زبان فارسی مین خواجہ نظامی فرماتے ہین۔ ؎

ہمہ عنبرین خال و خلخال پوش ٭ سر زلف پیچیدہ بالائے گوش

پازیب نہایت خوبصورت زیور ہے جس کو متعدد سادہ کڑیون سے

بنا کر اوس کے نیچے گہونگرو لٹکاتے ہین۔ اس زیور کو پہن کر چلنے سے
گہونگرو کی دہیمی آواز آتی ہے۔ بعض مرصع پازیب مین نگینے بہی جڑے
جاتے ہین۔

(۵۴) **پایل**۔ زبان ہندی مین ایک طلائی زیور کا نام ہے
جسکو پاؤن مین پہنتے ہین۔ پازیب سے مشابہ ہوتا ہے۔ فرق اسقدر ہے
کہ یہہ کڑیون سے نہین بنایا جاتا بلکہ اوس کی ساخت تعویذی ہوتی ہے
اوس کے اطراف گہونگرو کی جہالر ویسی ہی ہوتی ہے جیسے پازیب
مین۔ ہندوستان مین عموماً اس کا رواج ہے فارسیون نے بہی
اس کو پسند کیا ہے۔ اور اس کا نام پااورنجن رکہا ہے۔

(۵۵) **توڑا**۔ زبان ہندی مین اوس طلائی یا نقروی زنجیر کا
نام ہے جو پاؤن مین پہنی جاتی ہے۔ اگرچہ بعض اہل زبان نے اسکو
زنجیر لکہا ہے مگر مولف کی رائے مین وہ زنجیر نہین ہے بلکہ طلائی یا
نقروی تار کو پیچ دیا ہوا ایک خاص شکل کا زیور ہے۔ توڑا دو قسم
پر بنایا جاتا ہے۔ ایک زُلفی جس مین طلائی یا نقروی تارون کو
بشکل زلف پیچ دیکر بناتے ہین۔ دوسرے لہسنی۔ یہہ طلائی یا نقرئی

لہسن کی ایک سلک ہوتی ہے۔ قوم نوایط مین زلفی توڑون کا زیادہ رواج ہے۔ حیدرآبادیون کو لہسنی توڑے پسند ہین۔ مرہٹی قوم کی عورتین لہسنی توڑونکو زیادہ پہنتی ہین۔ اون کا خیال ہے کہ یہہ اون کا قومی زیور ہے۔ ہندوستان کی بی بیان زلفی توڑے کو نزاکت کے ساتہہ مطول بنا کر اپنے گلے مین پہنا کرتے ہین جسکو گلے کا توڑا کہتے ہین۔ بعض لوگ اسی توڑے کو اپنی گہڑی کے ساتہہ لگاتے ہین۔ جو گہڑی کا توڑا کہلاتا ہے کسی اہل زبان نے کہا ہے۔ ؎

گلے کا ہین تمہارے آج اس مین سر اگر جاوے
نکالے بن نہ چہوڑون آپکی سر کی قسم توڑا

(۵۶) رم جہول۔ اس کا صحیح تلفظ رن جوڑوے ہے۔ یہہ مرہٹی زبان کا لفظ ہے۔ رن کے معنی ہندی بول چال مین آبلہ کے ہین جیسے ماتا کا رن۔ بدینوجہ کہ اس زیور مین طلائی موتی کو باہم جوڑ کر یا ٹہسے کے ذریعہ سے اوسپر موتیون کی شکل بنائی جاتی ہے۔ اسکا نام مرہٹون نے رن جوڑوے رکہا۔ یہہ زیور پاؤن مین پہنا جاتا ہے اور اوسکے نیچے گہونگرو کی قطار لگائی جاتی ہے۔ قوم نایط نے

اس کا استعمال غالباً کوکن کے مرہٹون سے سیکھا ہے۔

(۵۷) **گجرے** - ایک طلائی یا نقرئی زیور کا نام ہے جو مثل توڑون کے پاؤن مین پہنا جاتا ہے۔ گجرا زبان ہندی کا لفظ ہے اوس ہار کو گجرا کہتے ہین جو پاس پاس گٹھا ہوا ہو۔ بدینوجہ کہ اسکی ساخت طلائی یا نقروی تار سے پاس پاس گٹھی ہوئی ہوتی ہے جیسے گوپ۔ مجازاً اسکو گجرا کہا گیا اہل ہند اس زیور کا استعمال گلے سے مخصوص کرتے ہین۔ جس کو وہ نزاکت کے ساتھہ ایک زنجیر کی شکل مین بناتے ہون لیکن قوم نوایط کی بی بیون نے اوس کو پاؤن کا زیور قرار دیا ہے۔ ہندون مین اسکا استعمال نہین ہے۔

(۵۸) **لُول** - بروزن پہول۔ لولو کا مخفف ہے۔ مگر زبان اردو مین نہین بولا جاتا۔ یہہ ایک خاص زیور ہے جو طلائی باریک منکون سے بنایا جاتا ہے اور قوم نوایط کی بی بیان اوسکو اپنے پاون مین پہنتی ہین۔ یہہ زیور بہت ہلکا اور کم وزن ہوتا ہے۔ سونے کا ورق مثل کاغذ کے گہڑ کر اوس سے لول بناتے ہین جس کے اندر لاکہہ بہر دی جاتی ہے۔ کم مقدرت بی بیان اپنے پاؤن مین نقروی زیور

کے مقابلہ مین صرف اس زیور کا استعمال پسند کرتی ہین۔

(۵۹) منکلے۔ منکہ کی جمع۔ اوس زیور کا نام ہے جو پاؤنین پہنا جاتا ہے جسکو ہندی مین ہَٹر کہتے ہین۔ ہٹر ایک قسم کے کیسلے پہل کا نام ہے طلائی منکلے بڑے بڑے بشکل ہٹر بناتے ہین اور اون کو ایک ڈوری مین پروکر اوس کا حلقہ پاؤنین پہنا جاتا ہے۔ قوم کی بی بیون کا مقولہ ہے کہ نقروی پازیب سے طلائی منکلے بہلے۔ اس کا یہہ مطلب ہے کہ ایک نقروی پازیب کی جوڑی جس قیمت مین تیار ہوتی ہے طلائی منکون کی لڑی اوسی قیمت مین بن سکتی ہے پہر کیا وجہ کہ پیر مین سونا نہ پہن کر چاندی پہنین۔ منکلے بالکل کاغذی ہوتے ہین اندر سے لاکہہ بہری ہوئی ہوتی ہے جو کاریگری کم خرچ بالانشینی کے لئے لول مین کیجاتی ہے۔ وہی کاری گری منکون کے تیاری مین ہوتی ہے۔ اس زیور کو ہندؤن سے کچہہ تعلق نہین ہے۔

پاؤن کے انگلیونکا زیور

(۶۰) گہول۔ اسکو غلط العام کہنا چاہیئے پاؤن کے انگلیون مین جو چہلے پہنے جاتے ہین اوسکو عام و خاص گہول کہتے ہین۔ یہہ لفظ اردو

بول چال مین مستعمل نہین ہے مدراس اور حیدرآباد مین بولا جاتا ہی بعض ممیز اور ذی علم عورتین اس کو گول کہتی ہین۔ یہہ نام بلحاظ اس زیور کی گولائی کے کسی قدر بامعنی ہے۔ گہول کا لفظ توکسیطرح معنے دار نہین ہے

چوتھا باب قوم نایط کے القاب اور مشاہیر قوم کے متعلق

پہلی فصل القاب قوم کے متعلق

قوم نوایط مین ہر ایک خاندان کے لئے جدا جدا لقب مشہور ہین لقب زبان عربی کا لفظ ہے۔ لقب سے وہ نام مراد ہے جس سے موسوم کی مدح یا ذم پائی جاوے۔ یا وہ لفظ مدح یا ذم پر دلالت کرے یا وہ نام جو کسی خاص صفت یا خاص عزت کے باعث پڑ گیا ہو۔ ناسخ فرماتے ہین۔ ؎

یہہ اوس کے ہے ساعدون کا عالم کہ جس نے دیکہا ہوا وہ بیدم
نیام تیغ قضا سے مبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا

اوستاد فرخی نے زبان فارسی مین کہا ہے ؎

را سخن فروش ہنادی لقب چہ سود
خواجہ زما بزر نخریدی ہمی سخن

لقب کے جو معنے اہل لغت نے لکھے ہین اور اس لفظ کا استعمال جس طرح استادون نے کیا ہے اوسکے لحاظ سے قوم نوایط کے بعض القاب پر البتہ لقب کی تعریف صادق آسکتی ہے۔لیکن اون کے بہت سے ایسے القاب مشہور رہین جنکو مولف کی رائے بین القاب سے موسوم نہ کرنا چاہئیے۔عموماً اہل تاریخ نے ایسے کل الفاظ کو القاب قوم ہی کے نام سے لکھے ہین جیسے صمصام الدولہ شہنواز خان اپنی کتاب ماثر الامرا مین فرماتے ہین کہ برائے شناسائی ہر فرقہ را باندک ملابست

باچیزے نسبت باآن چیز ملقب ساختہ اند وغریب لقب ہا درین گروہ شائع است۔معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اہل تصانیف اور خود قوم کے افراد کو اون الفاظ کی وجہ تسمیہ اور تعریفات کی اطلاع بہت کم ملی ہے یہی وجہ ہے کہ عام طور پر اون الفاظ کا نام القاب قوم رکھا گیا ہے بعض اہل تصنیف نے القاب کے چند الفاظ بھی لکھے ہین اور اونکے وجہ تسمیہ پر بھی طبع آزمائی کرنا چاہا ہے۔جیسے اکرم خان شاہجہان آبادی

نے اپنے مختصر رسالہ مین القاب کی تعریف مین بہت کچھ زور مارا ہی
لیکن اون کے طرز بیان سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اون کو ان
الفاظ کی حقیقت پر بہت کم آگاہی ہوئی یہی وجہ ہے کہ نہ صرف اون
الفاظ کو القاب سے موسوم کرنے مین غلطی کی گئی ہے بلکہ اصل الفاظ
کی تعریفات مین بہی کامل توجہ نہین فرمائی گئی۔ کسی لفظ کو لقب سے
موسوم کر دینا اور اوسکی تعریف مین کسی لغوی یا اصطلاحی معنی یا وجہ تسمیہ
کی حقیقت کے ساتہہ مطابق کر کے نہ دکہلانا اور اپنی محض رائے سے
کسی لفظ کو شرافت کی علامت قرار دینا یا کسی لفظ کے متعلق یہ کہدینا
کہ اسکو اپنے نام کے ساتہہ استعمال کرنے والون کا درجہ شرافت مین
گہٹا ہوا ہے ایک مصنف کی شان سے بعید ہے۔ مولف کو جسقدر مدد
اس کتاب کی تالیف مین اور مصنفین سے ملی ہے جنکی فہرست دیباچہ
مین لکہہ چکا ہون اون سب مین اکرم خان شاہجہان آبادی کا ایک
رسالہ ہے جس نے القاب قوم کی تحقیق کی نسبت مجہکو زیادہ توجہ
دلائی۔ مین نے اسکو مناسب نہ جانا کہ ایک مصنف کی رائے مجرد سے
کام لون اور ایسی بہاری ذمہ داری کے کام مین جیسا کہ یہہ کام ہے

اپنی تحقیق سے بحث نکرون۔ اگرچہ مین اوپر لکھہ چکا ہون کہ اکثر الفاظ کو بلحاظ اون کے معنون کے القاب قوم سے موسوم کرنا میری راے مین درست نہین ہے۔ لیکن بدینوجہ کہ یہہ لفظی غلطی کئی صدیونسے چلی آتی ہے اور اسوقت الفاظ کی تفریق کے ساتہہ اون کے لئے کسی نئے نام کا تجویز کرنا اور ایک مشہور و معروف نام سے قطع نظر کرنا اس موقع پر ٹہیک نہین ہے مین نے اپنے آیندہ بیان مین ناگزیران الفاظ کو القاب قوم ہی سے تعبیر کیا ہے۔ مولف خیال کرتا ہے کہ قوم نایط نے ہر ایک خاندان کے لئے القاب کی ضرورت کو پابندی کفو کے اغراض سے تسلیم کیا تہا اور مندرجہ ذیل چہہ اصول پر القاب وضع ہوے تہے

(۱) عام معنون مین جنکو ہر فرد قوم اپنے نام کے ساتہہ استعمال کرسکتا ہے جیسے قریشی یا مہاجر کا لقب۔

(۲) پیشہ کے لحاظ سے جنکو وہی خاندان اپنے نامونکے ساتہہ لکہہ سکتے ہین جنکے مورثین اعلے کو اوس پیشہ کے ساتہہ تعلق تہا یا اونہون نے بہی اوسی پیشہ کو اپنی وجہ معیشت کر رکہا ہے۔ جیسے پالکریا پی لے کا لقب

(۳) مقام سکونت کے لحاظ سے۔ جس سے فوراً یہہ بات معلوم ہوسکتی ہے

کہ اس خاندان کے مورثین اعلےٰ نے مدینہ طیبہ سے ہجرت کرنیکے بعد فلان مقام پر سکونت اختیار کی تہی۔ جیسے۔ مکی۔ جہرمی۔ لوکہری کا لقب۔

(۴) اعزازات حاصلہ کے علامت کے طور پر۔ یعنے جن خاندانون کے مورث اعلےٰ نے کوئی خاص اعزاز پایا ہے اوس کا اشارہ جیسے چیدہ یا برادر کا لقب

(۵) بطریق علامت خاص یعنے جن خاندانون کے مورث اعلےٰ کسی خاص نام یا خاص صفت سے مشہور رہے ہون اونکی آل اولاد نے اوسی صفت یا نام کو اپنے نام کے ساتہہ محض اس غرض سے قایم رکہا کہ موجودہ نسل اور آیندہ نسلون مین اوس نام یا صفت کی وجہ سے مورث اعلےٰ کا پتہ ملجاوے۔ جیسے دلوائی اور سعید کا لقب۔

(۶) جن خاندانون نے کفو کی پابندی نہین کی اون کی شناخت کے لئے جیسے۔ ڈوگلے اور ماکے اور پاپا کا لقب۔

اس مین کچہہ شک نہین ہے کہ بعض القاب کے الفاظ رکیک ہین اور اپنے معنا دمقصود پر حاوی نہین نظر آتے جن کی صراحت آیندہ کی جاویگی۔ لیکن اس مین واضعان القاب کا کچہہ قصور نہین ہے اسلیئے

کہ جن قوموں کے ساتھہ اون کو بسر کرنا پڑا ہوا ور جن زبانوں مین وہ اپنے کاروبار کے لئے مجبور رہے ہون اور جن مقامات پر اونکی سکونت رہی ہوا ونہین کے لحاظ اور مناسبت اور ضرورت پر انہون نے لقب تجویز کرلیا ہوگا۔ صاحب ماثرالامرا کا خیال بالکل درست ہے کہ اونکا مقصد القاب سے صرف اسی قدر رہا ہے کہ کسی ایک علامت کے ذریعہ سے اپنی قوم کی شناسائی اور ہر فرقہ کا پتہ معلوم ہو جائے۔ اکثر لقب ایسے ہین جن کے ساتھہ ایک واقعہ کا تعلق ہے یعنے قصہ طلب واقعات پر اونکی بنیاد قایم ہوئی ہے بعض لقب ایسے بہی ہین جو بغیر کسی پیچ پاچ کے بالکل صاف معنون مین وضع کئے گئے ہین۔ اسی ایک قوم پر کیا منحصر ہے مسلمانون کے بہت سے ایسے اقوام پائے جاتے ہین جنکا ہر ایک خاندان ایک مخصوص لقب سے مشہور ہے۔ ہندؤن مین الک کی حقیقت ایسی ہی ہے جیسے کہ اہل نوایط کے القاب۔ عربون کے بہت سے قبیلے خاص نامون سے پکارے جاتے ہین اور اونکی وجہ تسمیہ کسی نہ کسی تاریخی واقعہ سے تعلق رکہتی ہے الغرض خاندان ہائے قوم نوایط کے القاب تعجب خیز نہین ہین اسلئے کہ

ہندوستان کے مختلف مقامات مختلف زبانین اور مختلف اقوام کے لحاظ سے القاب کے بعض الفاظ کا رکیک یا محاورہ اردو کے برخلاف ہونا اوسی اختلاف کا لازمی نتیجہ ہے۔ القاب کا انحصار قریب قریب ناممکن کے ہے اسوجہ سے کہ اول الذکر تین اصول مین وجہہ اصول عامہ مین داخل ہین۔ مولف نے صرف چند القاب معروفہ کی تعریف اور اونکی وجہ تسمیہ کو ذیل مین بیان کی ہے جسکو اصول متذکرۂ بالا کی تمثیل خیال کرنا چاہیئے۔

ردیف الف

آگ لاوے۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا ہے جنہون نے آہنی کارخانے قایم کر رکہے تہے۔ بدینوجہ کہ شبانہ روز انکے کارخانون مین آگ روشن رہتی تہی اونکو عام لوگ آگ لاوے کہنے لگے۔ افراد قوم کے ایک کہن سال بزرگ نے بیان کیا کہ آپ نے اپنے بزرگون سے اس لقب کا تلفظ آگ الاوے سنا ہے۔ وہ فرماتے تہے کہ آگ الاؤ سے یہہ لقب تجویز کیا گیا۔ الاؤ فارسی زبان کا لفظ ہے بمعنی تودۂ آتش۔ اس قوم کے بعض افراد نے نواح گوکن مین کاشتکاری کیلئے

دیہات حاصل کئے تہے جب اپنی مقبوضہ اراضی مین مکان بنا کر رہنے لگے تو بہیڑیون نے انکو بہت ستایا ان کے بچّے بہیڑیون کے نذر ہونے لگے اوسوقت مکان دارون نے حفاظت کے لئے ہر ایک مکان کے پاس ایک الاؤ تیار کیا جس مین ہمیشہ آگ جلا کرتی تہی اور اوسی سے آہنی آلات کشاورزی کی تیاری اور ترمیم کا کام ہوا کرتا تہا۔ ہندؤنکی حکومت تک انکا نام اگنی ہوتری رہا۔ اگنی ہوتر ہندؤن مین ایک خاص قسم کی پوجا کا نام ہے۔ جو میان بی بی دونون آتش سلگا کر کرتے ہین۔ اگنی ہوتر۔ اگنی دوہوتر کا مخفف ہے۔ زبان سنسکرت مین اگنی سے آگ اور دوہوتر سے زن وشوہر مراد ہین۔ اس پوجا کے لئے یہہ شرط ہے کہ پوجا کی آگ ہمیشہ روشن رکہی جاوے۔ میان بی بی سے جب کوئی مرجاتا ہے تو اوس کی لاش اسی آگ سے جلائی جاتی ہے۔ الغرض الاؤ کی آگ کی وجہہ جو ہر ایک مکانکے پاس دہکتی رہتی تہی سارا قریہ اگنی ہوتریون سے معروف ہوا ہندؤنکا خیال اون کے نسبت یہی تہا کہ یہہ چہپے ہوے اگنی ہوتری ہین

جب مسلمانون کی قوت بڑہنے لگی تو اگنی ہوتری کی شہرت گھٹنے لگی پہر اگنی الاؤ کے نام سے شہرت ہوئی آخر پر آگ الاوے مشہور ہوے اور پہر کثرت استعمال سے آگ لاوے کہے گئے اہل تصانیف نے اس لقب کا کوئی تذکرہ نہین کیا ہے اس لقب کے افراد ابتک موجود ہین اور مولف سے اونکی ملاقات ہے بعض افراد قوم نے اسی لقب کو آتش خانیکے الفاظ سے بدلدیا ہے۔

ردیف ب

باجتری۔ اس لقب کی وجہ تسمیہ بعض رسایل مین یون بیان ہوئی ہے کہ ان افراد قوم کا نسبی سلسلہ شاہان بیجاپور کے ناقوس نوازون تک پہونچتا ہے۔ حقیقت یہہ ہے کہ شاہان سلف کے پاس یہہ دستور تہا کہ اپنے خاصہ کے ہاتی کا مہاوت اور اپنے ناقوس نواز یعنے بیوگلچی کو قوم سادات اور شرفا سے مقرر کرتے تہے بدیوجہ کہ مہاوت کی پشت ہمیشہ عماری نشین کے طرف ہوتی ہے اور وہ بادشاہ کی جان کا محافظ سمجہا جاتا ہے اور حکم رسان ناقوس نواز جادتگا بادشاہ کے بازو حاضر رہا کرتا تہا جس کے ذریعہ سے فوج کو حکم سنایا جاتا تہا لہذا اونکو ان دونون خدمات پر معمولی درجہ کے لوگو نکا

مقرر کرنا پسند نہ تھا۔ پادشاہی سواری کا مہاوت زمانہ حال تک
سادات ہی سے مقرر ہونے کا دستور ہے شاہی ہیوگلر یا ناقوس نواز
کی ضرورت موجودہ زمانہ مین باقی نہین رہی۔ تاہم فوجی سردار اپنے
ایک بہروسہ کے شخص کو ہیوگلری کی خدمت عطا کرتے ہین۔ بعض
مورخین نے لکہا ہے کہ شہنشاہ اکبر کے ساتہہ ہمیشہ اوسکا ناقوس نواز
لگا رہتا تہا جب فتح نصیب ہوتی تہی تو شہنشاہ اپنے ناقوس نواز کو یہ
حکم دیا کرتا تہا کہ ناقوس سے یا اللہ یا اللہ کی آواز نکالے جس آواز
پر سارا لشکر جان جاتا تہا کہ اکبر کی فتح ہوئی اور لڑائی اوسی کے
ہاتہہ رہی۔ متعدد لڑائیون مین خاص کر ایسے وقت پر جبکہ دونو
لشکر باہم مل چکتے تہے اور تلوار سے کام لیا جاتا تہا۔ اپنے اور پرائے
کی خبر نہوتی تہی اور معلوم نہ ہوتا تہا کہ پادشاہ کس حالت مین
ہین ناقوس ہی کے ذریعہ سے احکام شاہی اور نتایج جنگ کی
اطلاع دیجاتی تہی اور مخصوص الفاظ کا استعمال جنکا قرار داد جنگ سے
پہلے ہولیتا تہا موقع موقع سے بذریعہ ناقوس کیا جاتا تہا پس
اسبات کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ ناقوس نواز شاہی کا کیا درجہ تہا

اور وہ اصول کس حد تک صحیح تھے۔ جو شخصی انتخاب کے متعلق مدنظر
تھے۔ اس لقب کے ایک فرد قوم سے مولف نے بمبئی مین ملاقات
کی ہے۔

برادر۔ اس لقب کے افراد قوم سے مولف کو ملاقات کا اتفاق
نہین ہوا۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے اپنی مختصر سی تصنیف مین
اس کی وجہ تسمیہ یون بیان کی ہے کہ راجایان وقت بعض اپنے
مصاحبین اور ملازمین کو جو قوم نایط سے تھے برادر کے نام سے
بلایا کرتے تھے۔ اور اس برتاؤ کی وجہ سے دربار مین اون کی بڑی
عزت ہوا کرتی تھی اون کی آل اولاد نے اپنے نامون کے ساتھ
اوسی لفظ کو بطریق لقب قایم کر لیا۔ مولف کہتا ہے کہ اس مین لفظی
تغیر ضرور ہوا ہے۔ مولف کو حیدرآباد مین بعض ایسے امراء سے
ملاقات کا اتفاق ہوا ہے جو قوم نوایط ہی سے ہین اور اونکا خاندانی
لقب مامون ہے جب مین نے اوسکی حقیقت دریافت کی تو اونھون نے
اسناط سلطنت پیشوا مین اپنے مورثین اعلے کا نام مامون کے
لقب کے ساتھ دکھلا دیا اور کہا کہ بزرگان خاندان فرمایا کرتے تھے

کہ سرکار پیشوا سے یہہ اونکا خطاب تہا۔ اس خطاب کی منزلت یہہ تہی
کہ وہ راجہ کے دربار مین بلحاظ مراتب و اعتبار راجہ کے مامون کے
مساوی سمجہے جاتے تہے اور مامون ہی کے نام سے راجہ اون کو
بلایا کرتا تہا اوس زمانہ مین بعض کا خطاب بہاؤ تہا جسکی معنی برادر
کے ہین کوئی امیر مولگے سے مخاطب تہا جسکا ترجمہ بیٹا ہے یہہ سب
مرہٹی زبان کے الفاظ ہین۔ یہہ خطاب ویسے ہی تہے جیسے کہ زمانہ
حال مین بعض والیان ریاست کو برٹش انڈیا نے فرزند ارجمند کا
خطاب عنایت فرمایا ہے۔ الحاصل مولف کا خیال یہہ ہے کہ ان
افراد قوم کے مورث اعلےٰ غالبًا بہاؤ کے خطاب سے سرفراز ہوے ہون
جسکو اون کی اولاد نے فارسی زبان کے لفظ سے بدل دیا۔
ترکون کی حکومت مین برادر یا فرزند کا خطاب کسی ملازم کو دیا جانا
تاریخ سے نہین پایا جاتا۔ مولف نے اپنے والد ماجد سے بارہا سنا ہے
کہ افراد قوم سے ایک صاحب علاء الدین نام تہے جن کا عُرف
اپنی تمام برادری مین بہاؤ صاحب تہا۔ علی ہذا خود مولف نے
ایک بزرگ قوم کو دیکہا ہے جن کو تمام اہل برادری چچا صاحب

بلایا کرتے تھے۔ میری کم عمری کا زمانہ تھا بار بار خیال اوسطرف رجوع ہوتا تھا کہ یہہ چھوٹے اور بڑے سب کے چچا کیون کر ہوسکتے ہین خود اون بزرگوار سے مولف نے اسکے متعلق کوئی گفتگو نہین کی

بدَری ۔ یہہ مشہور لقب ہے۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے بہی اس کا تذکرہ فرمایا ہے اس کا صحیح اِملا بیدری ہے۔ یعنی محمد آباد بیدر کے رہنے والے۔ جن افراد قوم کے مورث شاہان سلف کے زمانہ مین بیدر مین نام آور اور بیدری کہلاتے تہے اونکے نسلون نے اپنے نامون کے ساتہہ اوسی لفظ کا استعمال کیا حقیقت سے ناواقف افراد نے صحت لفظ کا خیال نہ رکھا۔ بدَری کہنے لگے مولف نے اس قوم کے اکثر افراد سے ملاقات کی اور لقب کی وجہ تسمیہ کو دریافت کیا لیکن اونہون نے اپنی لاعلمی ظاہر کی جب اونکے بزرگون کے حالات دریافت ہوے تو معلوم ہوا کہ وہ عالمگیر کے زمانہ مین محمد آباد بیدر مین مراتب عالیہ سے سرفراز رہے ہین۔ جیسے امام المدرسین مولانا مولوی محمد حسین الشہید البیدری قادری رحمۃ اللہ علیہ۔

بہانڈے بہونڈے۔ اس لقب کا صحیح املا پانڈا پونڈا ہے صاحب تذکرۂ اعظم نے لکھا ہے کہ پانڈا پونڈا ایک خاص مقام کا نام ہے جن افراد قوم نے اوس مقام پر نام آوری کے ساتھہ اپنا زمانہ بسر کیا اونکی آل اولاد نے اپنے نامون کے ساتھہ اونہین الفاظ کو بطور لقب قایم کرلیا۔ اس لقب کے اکثر افراد حیدرآباد اور مدراس مین موجود ہین۔

ردیف پ

پالکر۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے لکھا ہے کہ پالکر لقب کرنے والے افراد زراعت پیشہ تہے۔ آبپاشی کا کام اون کے تفویض تہا۔ مولف کو اس وجہہ تسمیہ سے اتفاق ہے۔ نشان حیدری (تاریخ ٹیپو سلطان) مین متعدد مقامات پر پالکرون کا تذکرہ ہے کرناٹک مین زمیندار ونکا نام پالکر تہا متعدد اہل تصانیف نے لکھا ہے کہ اس قوم کے اکثر افراد زمیندار اور زراعت پیشہ تہے پالکر لقب کرنے والی قوم سے مولف کو ملاقات کا اتفاق نہین ہوا لیکن بعض افراد قوم نے کہا کہ رائے ویلور۔ بنگلور اور ریاست میسور مین یہہ لوگ

موجود ہین اور بعض اون مین سے کافی کی کاشت کرتے ہین اور بڑے مالدار ہین۔

ریتّو۔ اس لفظ کا صحیح املا ریّر ہے۔ بکسر اول وتشدید تا وفتح وسکون آخر۔ یہہ زبان سنسکرت کا لفظ ہے بمعنی بزرگ میغفور رو دیوتا ومربی یہہ اون بزرگون کا لقب ہے جوکوکن مین زہد وتقوے سے مشہور تھے۔ سلوک وطریقت مین کامل سمجھے جاتے تھے۔ اُنہون نے اپنی زندگی تک قریشی لقب کیا بعض کا لقب مکّی اور جدّی تھا انکی رحلت کے بعد اہلِ کوکن اون کے نامون کو ریّر کے ساتھہ منسوب کرنے لگے اون کی نسلون نے اپنے نامون کے ساتھہ بھی اسی لفظ کو بطور لقب استعمال کیا۔ محمدؐ سعید اور محمدؐ محی الدین ریّر کی اولاد حیدرآباد مین موجود ہے وہ اپنے مورثین اعلےٰ کو مشایخین سے کہتے ہین کثرت استعمال اور ناواقفیت حقیقت کی وجہ سے بعض افراد اپنا لقب ریتّو بیان کرتے ہین اور بعض ریتّور۔ اکرم خان شاہجہان آبادی نے اس لفظ کی املا مین ہائے ہوز کو شریک کیا ہے اور ریتّھو لکھا ہے مگر لفظی تحقیق اور اوسکے معنے پر مطلق غور نہین فرمایا۔

پہانٹو۔ اس لفظ کی تحقیق اور اوسکے معنی مین مولف کو کامیابی نہین ہوئی۔ بعض مصنفین نے لکہا ہے کہ نایطیان چودہری لقب کو پہاٹوہی کہتے ہین۔ مارواڑ مین تاجران پہاٹکہ۔ پہانٹو سے مشہور ہین پہاٹکے کی تجارت وہ ہے جو صرف بولی پہ ہوتی ہے۔ یعنے اجناس کی عرض بازار ہونے سے پہلے باہمی معاہدات کے ذریعہ سے اونکا نرخ فرضی مقرر کرلیا جاتا ہے اور یہی طریقہ بعض وقت سکہ کے بٹاون مین بہی مستعمل ہوتا ہے۔ مثلاً ربیع کی فصل تیار ہے ہنوز اوسکی کٹائی کی نوبت نہین آئی ہے زید نے عمرو سے یہہ معاہدہ کرلیا کہ یکم ماہ آئندہ کو وہ ۵ فی کہنڈی کے حساب سے پانچہزار کہنڈی جوار عمرو کے ہاتہہ فروخت کریگا اور عمرو نے اسکو قبول کرلیا تو یہہ معاملہ پہاٹکہ کہلایا۔ علی ہذا بکر نے خالد سے کہا کہ ماہ آئندہ کی ۲۰ تاریخ کو دس ہزار کلدار سکہ فیصد ۱۰ حالی کے بٹاون سے خالد کے ہاتہہ فروخت کریگا اور خالد نے اوسکو قبول کرلیا تو کہا جاویگا کہ ان دونون مین باہم پہاٹکہ ہوچکا ہے۔ کچہہ عجب نہین ہے کہ افراد تجارت پیشہ جنکی سکونت مارواڑ مین رہی ہو اس تجارت کی وجہ سے پہانٹو کے لقب سے

مشہور ہوئے ہون یا اس نام سے پکارے گئے ہون۔ اسی قوم کے
ایک بزرگ امام صاحب جوہری کے نام سے مشہور تھے جن کے
بعض کاغذات مین اون کے بزرگون کے ساتھہ پہانٹو کا لقب لکھا ہوا
تھا لیکن وہ اوس کے ظاہر کرنے مین شرماتے تھے۔ مولف نے اونسے
گفتگو کی اونہون نے کہا کہ مجھکو اپنے بزرگون سے معلوم ہوا کہ پشتین سے
وہ جواہر کی تجارت کرتے تھے مدراس پریسیڈنسی اور گوہ مین طرح
کی تجارت مین اونکو بڑی کامیابی ہوئی تھی۔ بلور کی تجارت بھی
اونہون نے کی ہے نہ معلوم اون کے نام پر جوہری کے عوض پہانٹو
لقب کیونکر لکھا گیا جو ایک رکیک اور بے معنے لفظ ہے۔ مدراس
اور ملیبار مین طرب الماس خام کو کہتے ہین۔ مولف نے اون کو
صلاح دی کہ وہ بزرگون کے لقب کو اپنے نام کے ساتھہ لکھا کرین
اگرچہ ہندی زبان مین پھٹک کے معنے بلور اور کچے ہیرے کے ہین
مگر کچھہ سمجھہ مین نہین آیا کہ پھٹک یا پہاٹکے سے پہانٹو کا لقب کیونکر
قرار پایا۔ دنیا مین ہزارہا مثالین ایسی ہین جو واضع کے وضع کئے
ہوے نامون مین کثرت استعمال و عدم واقفیت وجہہ تسمیہ کی وجہ

سے بہت بڑا اختلاف ہو گیا ہے۔ پس کوئی تعجب نہین کہ پہانکو یا پہنکو کو پہانٹو کہنے لگے ہون۔

پُہٹانے۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا تہا جنکے پاس نخود کی تجارت جاری تہی کرناٹک کے لوگ دلے ہوے چنون کو پُہٹانے کہتے ہین۔ صاحب توزک والاجاہی نے بہی اسکو لکہا ہے۔ اکرم خان شاہجہان ابادی نے بہی اس سے اتفاق کیا ہے۔

پی لے۔ بیای اول معروف و یائے ثانی مجہول۔ اون افراد قوم کا لقب تہا جو توت کے باغات مین ریشم کی تجارت کیا کرتے تہے۔ زبان فارسی مین پیلا۔ کو یہ ابریشم اور ریشم کے کیڑے کو کہتے ہین اسی تجارت کی وجہ سے غالبًا اونکا لقب پی لے ہوا ہو۔ انہین کو بعض نے جہُرمی سے موسوم کیا ہے۔ جہُرم ایک شہر کا نام ہے جو سلطنت ایران مین واقع ہے۔ اسی لقب کے بعض افراد زمانہ گزشتہ مین چومکرو سے مشہور رہے۔ چومکرو کا لقب بعض شاخ شجرون مین پایا جاتا ہے۔ یہہ زبان سنسکرت کا بگڑا ہوا لفظ ہے۔ سنسکرت مین اگچموکرہ۔ ریشم باف کو کہتے ہین۔ ممکن ہے کہ جب تک یہہ لوگ جہرم مین

سکونت پذیر رہے ہون. فارسی بول چال مین بلحاظ اپنے پیشہ کے پی لے
سے مشہور ہون جب ہندوستان مین آئے تو ہندیون نے اون کا
نام اچمو کرہ رکہا ہو جس کا مخفف چومکرو رہ گیا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال
حیدرآباد مین پی لے لقب افراد موجود ہین اور مولف کو اون سے ملنے
کا اتفاق ہوا ہے. لیکن وہ خود اپنے لقب کی وجہ تسمیہ سے ناواقف ہین۔

ردیف ت

تانتلی۔ بیائے معروف اون افراد قوم کا لقب ہے جو بندر
کوکن کے قصبہ تانتلا مین سکونت پذیر تہے بعض مصنفین نے لکہا ہے
کہ یہہ اعلےٰ درجہ کی تیر و کمان بنانے مین مشہور تہے. تانت زبان
ہندی کا لفظ ہے جسکے معنے رودہ کے ہین. رودہ سے زہ کمان مراد ہے
پچہلے زمانہ کے سامان حرب مین بندوق کے عوض تیر و کمان کی
زیادہ قدر تہی. لڑائیون مین اسی سے زیادہ کام لیا جاتا تہا. ممکن ہے
کہ اسی پیشہ کی وجہ سے انکا لقب تانتلی ہوا ہو لیکن موضع تانتلا کا
وجود وجہ تسمیہ لقب کو زیادہ تر اپنے جانب متوجہ کرتا ہے۔
اس لقب کے افراد حیدرآباد مین موجود ہین خود مولف تاریخ کا

قومی لقب تانتلی ہے۔ مصنف انساب النایط نے اس لقب کو قصبہ تانتلہ سے منسوب فرمایا ہے۔

ردیف ٹ

ٹینڈاسی۔ بیای آخرہ معروف ٹینڈاسی یا ٹینڈا ایک خاص قسم کی ترکاری کا نام ہے۔ یہہ ہندی زبان کا لفظ ہی ممکن ہے کہ نایطیان پالکر لقب سے کسی نے اسکی کاشت کو رونق دی ہوا ور اسی لقب سے پکارے گئے ہون مولف کو اس لقب کی حقیقت اس سے زیادہ معلوم نہو سکی اور نہ اس لقب کے کسی فرد سے ملنے کا اتفاق ہوا۔

ردیف ج

جَدّی۔ بیاے معروف۔ اون افراد قوم کا لقب ہی جو جَدّہ کے رہنے والے تھے۔ اس لقب کے افراد حیدرآباد اور مدراس مین پائے گیے ہین مولف تاریخ کو اون سے ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔

جَہُرمی۔ جَہُرم کی رہنے والی قوم۔ جَہُرمی سے موسوم ہوئی۔ ممالک فارس مین جَہُرم ایک خاص مقام کا نام ہے۔

ردیف چ

چکنے۔ بکسر اول و یائے مجہول۔ وس مالدار گروہ کا لقب تہا جسکا سرمایہ ترقی کر چکا تہا۔ اس لقب کے اکثر افراد نے اپنے آپکو رئیس سے ملقب کیا ہے چکنے کے معنے ہندی زبان مین تیلیا۔ مرغن۔ چربی دار کے ہین۔ دکہنی لوگ مالدار کو چکنا آسامی کہتے ہین۔ اور مرہٹی مین بہی اس لفظ کا استعمال اہنین معنون مین ہے بعض اہل تصنیف نے اس لقب کا ذکر کیا ہے مگر اوسکی حقیقت نہین بیان کی مولف کو اس لقب کے افراد سے ملات کا اتفاق نہین ہوا۔

چندی۔ بکسر اول و یائے معروف۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا تہا جو کشمیر مین رہتے تہے۔ شالبافی اور رفوگری کرتے تہے راجایان سلف نے اپنی قیمتی پوشاکون کے لئے ان کاریگرون کی بہت قدر کی جسکا داخلہ بعض تصانیف سے ملتا ہے۔ لیکن بعض بزرگان قوم کو جو زندہ تاریخ کا حکم رکہتے ہین اس وجہ تسمیہ سے اختلاف ہے۔ وہ فرماتے ہین کہ شالگر کے لقب سے بعض خاندان گزرے ہین اور وہ چندی لقب سے جدا تہے۔ چندی لقب سے وہ خاندان مشہور تہے جو دیسی پارچہ بناتے تہے۔ اور اون کا عروج اپنے اسی پیشہ کی وجہ سے رہا۔ انکا اصلی لقب ماگہے تہا غالباً جلاہو نکے ماگہہ سے یہہ لقب مشہور ہوا ہو مگر ہمنے

مین جُلائی جاہا گ اوس آلہ کا نام ہی جس سے پارچہ بافی کا کام لیا جاتا ہے۔

چوُدْھَرِی۔ یہہ ہندی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہر گروہ ہم پیشگان کے ہین۔ گاؤن کا سردار۔ میر محلہ۔ میر بازار بہی چودہری سے موسوم ہوتا ہے۔ بنگالی زمینداروں مین یہہ لفظ بطریق خطاب اعزازی مستعمل ہے۔ بعض کا مقولہ ہے کہ قوم نایط کے جن افراد نے بنگالہ مین کاشتکاری اختیار کی تہی یہہ اونکا لقب ہے۔ بعض نے لکہا ہے کہ تجارت مین جو افراد سربرآوردہ ہوے وہ چودہری کہلائے بعض واقعات سے اس لقب کا پتہ اسطرح چلتا ہے کہ کوکن مین قوم نایط کے افراد نے اپنے مناقشات کے تصفیہ کے لئے ایک پنچایت مقرر کر رکہی تہی جسکے ارکان کل افراد قوم کے مقبولہ اور منحصر علیہم تہے اہل قوم اونکو چودہری کے نام سے پکارا کرتے تہے۔ مصنف انساب النایط نے لکہا ہے کہ چودہری مخفف ہے چوتہہ دہری کا نواب فیروز جنگ نایطی اس نام سے مشہور تہے اسلئے کہ لطایف الحیل کے ساتہہ چوتہہ کی رقم زمینداران سرکش سے دہروا لیتے تہے۔ چونکرو۔ اس لقب کا صحیح اِملا اُگچموکرہ ہے۔ جس کی تعریف مولف

نے پی لے کے بیان مین لکھی ہے۔ ان کی وجہ معیشت ریشم کے کار
خانون سے تھی۔ مشاہیر قوم مین اس لقب کے ایک بزرگ پائے گئے ہین
چیدہ۔ یہہ زبان فارسی کا لفظ ہے بمعنی مُنتخَب۔ بعض بزرگان قوم
نے اس کی وجہ تسمیہ یون بیان کی ہے کہ زمانہ سلف مین مہاراجہ
کشمیر کو اپنے دربار کے لئے چند ایسے افراد کی تلاش ہوئی
جو فن بنوٹ مین لاثانی ہون۔ اس مین مختلف القاب کے لوگ
منتخب ہوے جن مین بعض افراد جھُرمی لقب نے اپنے آپ کو
چیدہ سے موسوم کیا۔ اکرم خان شاہ جہان آبادی نے اسکی وجہ
تسمیہ قریب قریب ایسکے لکھی ہے۔ اسی گروہ کے بعض افراد نے
اپنا لقب منتخب رکھا۔ جسکا داخلہ بعض تصانیف سے ملتا ہے۔
مولف نے افراد چیدہ لقب سے ملاقات کی ہے

ردیف خ

خَطیب۔ قبایل عرب مین جس شخص کو قانون گوئی کی خدمت
تفویض ہوتی تھی وہ خطیب کہلاتا تھا۔ قومی مساجد کے
خطبہ خوان بھی خطیب سے مشہور رہتے۔ بعضون نے اپنے

آپکو اعلےٰ خطاب سے موسوم کیا ہے۔ مشاہیر قوم مین نائطیان خطیب لقب پائے گئے ہین۔

ردیف د

دَلوائی۔ اس لقب کا اصلی لفظ ڈولچی تہا۔ یہہ اون افراد قوم کا لقب ہے جو حضرت شاہ محمد حسن المعروف۔ بہ ڈولچی شاہ قدس سرہٗ کی اولاد مین ہین۔ یہ بڑے پایہ کے بزرگ تہے حیدرآباد مین آپکا مزار ہے۔ ہر وقت آپ کے کندہے پر ایک چرمی ڈولچی لگی رہتی تہی جس سے کنوے کا پانی اپنے وضو کے لئے اپنے ہی ہات سے نکالا کرتے تہے۔ سفر و حضر مین کسی وقت آپ سے ڈولچی جدا نہین ہوتی تہی۔ صاحب کرامات تہے۔ آپ نے کسی مقام پر اپنی اسی دولچی سے شیر کو مارا تہا جس کے قصہ سے بزرگان خاندان واقف ہین آپ کی اولاد سے بعض نے اپنے آپ کو ڈولچی سے ملقب کر لیا بعض دلوائی کہنے لگے۔ دلو زبان عرب مین ڈول کو کہتے ہین۔ مولف نے خاندانے شجرون مین دلوائی کا لقب پایا ہے۔

ردیف ڈ

ڈوگلے۔ اس کا صحیح املا دال اور غین منقوطہ کے ساتھہ دوغلے ہے۔ یہہ لفظ دوغلہ سے بنا ہے۔ دوغلہ فارسی زبان مین اوس شخص کو کہتے ہین جسکے مان اور باپ دو مختلف قومون سے ہون۔ جن افراد قوم نے اپنی اولاد کی شادی غیر کفو مین کی اون کی اولاد ڈوگلے سے ملقب ہوئی۔ مولف کو ایک گجراتی نایطی سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ جنہون نے بے تکلف اپنا نام ضیاء الدین ڈوگلے بتلایا۔ اگر اس ملاقات کا اتفاق نہ ہوتا تو مولف خیال کرتا کہ یہہ لقب افراد قوم کا اختیار کیا ہوا نہین ہے بلکہ کفو کی پابندی نہ کرنے والون کو نفرت کی راہ سے ڈوگلے کہا جاتا ہے۔ لیکن ضیاء الدین ڈوگلے کے بے تکلف بیان سے معلوم ہوا کہ قوم نے اس لقب کو ضرورتاً استعمال کیا ہے تاکہ پابندان کفو دہوکہ سے بچین۔ ضیاء الدین نے کہا کہ اون کے والد قریشی لقب تھے اور اونکی والدہ قوم نوایہر سے تہین۔ اونہون نے فرمایا کہ ہمکو کسی حالت مین اسکا اخفا منظور نہین ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ واضعین القاب نے بہت بڑی مصلحت اور دور اندیشی کے

خیال سے القاب کو وضع کیا ہے۔اس قوم کے جوافراد اتبک کفو کے پابند
ہین وہ ڈوگلون کو نہ اپنی لڑکی دیتے ہین نہ اونکی لڑکی کے ساتھہ
عقد کرنا پسند کرتے ہین۔جن خاندانون سے کفو کی پابندی رخصت
ہوچکی ہے وہ ڈوگلون کو اپنے مساوی خیال کرتے ہین اسلئے
کہ خود اون پر ڈوگلے کی تعریف صادق آتی ہے۔

ردیف ر

روگھے۔اس کا صحیح لفظ رقعے ہے۔یہہ معتبر تاجرین کا لقب
ہے جن کے پاس سے ہنڈویان جاری ہوتی تہین۔عربی زبان مین
رقعہ کے مجازی معنی ہنڈوی کے ہین۔جب ان افراد کا مقام
کوکن۔صورت اور بمبئی مین قرار پایا تو کثرت استعمال سے
وہان کے باشندے رقعے کو روگھے کہنے لگے۔

رئیس۔عربی زبان مین رئیس کے معنی ریاست رکھنے والے
کے ہین مجازاً امیر اور مالدار کے معنون مین یہہ لفظ مستعمل ہے۔
رئیس فی الاصل اون افراد قوم کا لقب تہا جو امیر عبدالرحمن نایطی
رئیس قوم کی آل اولاد مین تہے۔فی زماننا مالدار اور متمول

افراد قوم نے بہی اس لقب کو اختیار کیا ہے جو مجازی معنون کے لحاظ سے ایک حد تک صحیح ہے۔ اس لقب کے بعض افراد حیدرآباد مین موجود ہین اور مولف کو اون سے ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔

ردیف س

سبّی۔ اس لقب کو صرف اکرم خان نے بیان کیا ہے۔ مولف نے زمانہ حال کے اکثر خاندانون مین اسکی تحقیق کی بزرگانِ قوم نے بالاتفاق کہا کہ سبّی کوئی خطاب نہ تہا۔ ایک بزرگ کے ارشاد نے البتہ مولف کی تسکین کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ ۔ سُنیان ذی تعصّب نے بعض طاہر لقبون کو سبّی سے موسوم کر رکہا تہا اور یہہ اونکی زیادتی تہی۔ طاہر لقب کے بعض افراد شیعی تہے اور ہین۔ لیکن کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اون کو اپنے تعصب سے ایک بُری نام سے موسوم کرین۔ اکرم خان کی اس تحریر سے سخت تعجب ہوتا ہے کہ خود طاہرون نے اپنا لقب سبّی رکہا تہا مین اسکو کسی طرح تسلیم نہین کر سکتا۔ جس لفظ کے معنے قابل تعریف نہین ہین اوسکو وہ خود کیون اختیار کرنے لگے تہے۔ یہہ ہمارے ہی

تعصب کا نتیجہ ہے اسکے ذمہ دار وہی بزرگ ہین جنکی تحریر ہے۔بعض افراد
قوم نے اسکا املا صاد سے لکھا ہے اور اسکو ایک خاص واقعہ سے
متعلق کیا ہے جس کا تذکرہ فصل دوم کے نمبر ۱۴ پر ہوا ہے۔

ردیف س

سعید۔اس لقب کے مورث اعلےٰ قاضی سعید الدین گزرے ہین جنکا
پایہ علوم بہت بلند تہا۔اکرم خان شاہ جہان آبادی نے اپنی تالیف
مین آپکا تعلق ریاست حیدر آباد سے بیان کیا ہے۔ممکن ہی کہ ایسا ہو
لیکن حیدر آباد کی تاریخ سے اسکا پتہ نہین چلتا۔قاضی سعید کی بعد کی
نسلون نے اپنے نام کے ساتہہ لفظ سعید کا استعمال کیا ہے۔بعض اہل
تصانیف نے لکہا ہی کہ انہین کا لقب منتخب ہی۔لیکن وہ اونکی محض
رائے ہے۔منتخب کے لقب کو مولف نے چیدہ کے ضمن مین بیان کیا ہے
یہہ اور بات ہے کہ خاندان سعید سے کسی کا انتخاب ریاست کشمیر مین
ہوا ہو اور اوسکے لحاظ سے وہ منتخب یا چیدہ سے ملقب ہوے ہون۔

ردیف ش

شاکر۔اس لقب کے مورث اعلےٰ شاکر علیخان گوپاموتہے جنکے

بعد کی نسلون نے شاکر کا لقب اختیار کیا۔ اکرم خان نے اپنے رسالہ مین
اس لقب کا تذکرہ نہین کیا۔ مولف نے بعض افراد شاکر لقب سے
ملاقات کی جنہون نے اپنے مورث اعلی کا تخلص شاکر بیان کیا اور
اپنے آپ کو شاکر علیخان کے سلسلہ سے بے تعلق ظاہر کیا۔ لیکن اس سے
اس لقب کی حقیقت پر کوئی اثر نہین پڑتا۔

شکری۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا تہا جنہون نے شکر کے کارخانے
قایم کر رکہے تہے اور شکر کی تجارت کرتے تہے۔ بعض نے لکہا ہے کہ
یہہ قصبہ لوکہر کے رہنے والے تہے۔ اکرم خانی رسالہ مین اسبات کا
اعتراف ہوا ہے کہ وجہ تسمیہ سے اون کو اطلاع نہین ہے۔ مولف
کی تحقیق مین وجہ تسمیہ صرف شکر کی تجارت ہے۔ حیدرآباد مین
نایطیان شکری لقب کثرت سے تہے۔ ایک خاص محلہ شکر گنج کے نام
سے ابتک وہان آباد ہے جہان اکثر شرفاء قوم کی سکونت ہے۔ لیکن
فی زماننا شکر کی تجارت باقی نہین رہی صرف محلہ کا نام اوسکا یادگار رہ گیا
شہراوستاد۔ اس لقب کے صحیح الفاظ کو بعض بزرگون نے
شاہ اوستاد کہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جن خاندانون کے مورث اعلی

والیان ریاست کی اوستادی کا افتخار حاصل کر چکے ہین اون کی
آل اولاد نے شاہ اوستاد کا لقب اختیار کیا بعض کا خیال ہے
کہ شہر اوستاد کے الفاظ ہی صحیح ہین۔ اس لقب کو امام المدرسین حضرت
شاہ محمد حسین شہید بیدری قدس سرہ کے نام کے ساتہہ منسوب
کرتے ہین اس بنیاد پر کہ ہزارہا طالب العلم نے آپ سے تلمذ کا
شرف حاصل کیا ہے۔ آپ پادشاہی دفاتر مین امام المدرسین کے
خطاب سے مخاطب تہے اور عامہ خلایق مین شہر استاد سے معروف
بعض نایطیان مدرس لقب نے بہی اپنے آپ کو حضرت ممدوح
کے سلسلہ مین بیان کیا ہے۔ بعض نے حضرت کا خاندانی لقب
بدری بیان کیا لیکن اوس کا صحیح املا یاکے ساتہہ بیدری ہے جیسا
کہ مولف نے ردیف ب مین لکہا ہے۔ الحاصل یہہ لفظی اختلاف
اصل حقیقت پر موثر نہین ہے۔ اصول القاب کے لحاظ سے جنکو
مولف نے اس فصل کے آغاز مین بیان کیا ہے۔ ایک خاندان
مین مختلف القاب کا ہونا بالکل ممکن ہے۔ اسی باب کے فصل دوم
مین غلام حسین خان جودت کا احوال لکہا گیا ہے جنکا لقب شہر استاد

تہا اور اون کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آپ سے صدہا
عمایدین کو تلمذ تہا۔ آپ کے خاندان مین ہر ایک فرد اپنے آپ کو
شہر استاد سے ملقب کرتا ہے۔

ردیف ص

صابر۔ یہہ لقب اوس گروہ کا ہے جسکے لئے وجہ معیشت کا کوئی
ذریعہ نہ تہا اور نہ اوسکی تجارت کو فروغ تہا باوجود تکالیف
کے وہ لوگ قوم سے استمداد کرنے کو عار سمجہتے تہے اور محض اس لحاظ
سے کہ اپنے فقر و فاقہ سے قوم آگاہ نہ ہو ایک علحدہ مقام پر آباد ہیسے
دور رہنے لگے۔ قوم نے انکو صابر سے موسوم کر رکہا تہا۔ صابر
زبان عربی مین اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ صبر اوسکا مصدر ہے ایک
بزرگ بی بی نے اپنے والد کا چشم دید واقعہ بیان کیا کہ بلدۂ
بیجاپور مین اس خاندان کے چند افراد نہایت غربت مین مبتلا تہے
راوی کے والد ہمیشہ فرماتے تہے کہ خاندانی لقب نے ان
بیچارون کو اپنا مصداق بنا دیا اتفاقاً قوم کو معلوم ہوا کہ
اونکے گہر کسی لڑکی کا عقد ہے قوم کی بی بیان بالاتفاق مبارکباد

کے نام سے اون کے گہر پہونچیں صاحب تقریب سخت پریشان ہوکے دال خشکہ کی تیاری کے لئے دوڑ دہوپ کرنے لگے مگر بے دعوتی مہمانون نے کہدیا کہ وہ کہانے سے فارغ ہوکر آئی ہین۔ جب جلوہ کی رسم ادا ہوئی تو ان مہمانون نے سلامی کے ذریعہ سے سلوک کیا جس سے دولہا کی حالت سنبہل گئی تقریباً دو ہزار کے رقم سلامی ہین جمع ہوگئی اور اوس کے ذریعہ سے اوس نے چہوٹی سی تجارت کرلی۔ افسوس صد افسوس کہ وہ افراد دنیا سے چل بسے جن کی ہمدردی کی یہہ ادنے مثال تہی ہم کو ایسے واقعات تاریخی سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ ہمارے موجودہ اخلاق مین اس کا دسوان حصہ باقی نہین رہا ہے۔ مولف اپنے خداوند کریم کی بارگاہ سے صرف توفیق خیر کا امیدوار ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ حیدرآباد مین جو افراد قوم سر برآوردہ ہین اونکی مالی حالت اپنے قوم کے مستحقین کے لئے بہت کافی ہے بہ ہیئت مجموعی اگر وہ کوئی ایسا انتظام کرنا چاہین جس سے غرباء قوم کو مدد مل سکے تو کچہہ مشکل نہین ہے۔ قوم نوائطہ کی عملی تمثیل ہمارے ہی ملک مین

ہمارے ہی نظرون کے سامنے موجود ہے جس کا کوئی فرد قوم کی بدولت محتاج نہین ہے۔

صلواتی۔ صلواتی وہ افراد قوم تہے جو درودخوانی کے نام سے مشہور رہتے ہے۔ یہہ گروہ اپنے قوم کی تجہیز وتکفین مین زیادہ مدد دیا کرتا تہا۔ اکرم خان شاہجہان آبادی نے اُسکا تذکرہ نہایت سبک الفاظ مین فرمایا ہے اور یہہ اونکی ناانصافی ہے۔ قوم نایط کے اس عمدہ رواج کے لحاظ سے کہ وہ تجہیز وتکفین کے کامونکو اغیار کے سپرد کرنا پسند نہین کرتے اور تمام افراد قوم ہرایک کام کو اپنے ہاتون سرانجام دیتے ہین۔ مولف کہہ سکتا ہے کہ تمام قوم صلواتی کے لقب سے ملقب ہوسکتی ہے۔ اگر بعض افراد مسایل ضروریہ کی مزید واقفیت کے لحاظ سے زیادہ مدد کرتے ہین تو اون کی ہمدردی شکرگزاری کے قابل ہے۔ ایک مصنف کو حقیقت سے بے خبر رہ کر لعن طعن کرنا زیبا نہ تہا۔ اکرم خان مرحوم آخر اسی قوم کے شخص تہے اگرچہ اونہون نے اپنی تصنیف کی ابتدا مین اسبات کو ظاہر کردیا ہے کہ اون کا ننہال شرفاء قوم سے نہ تہا

لیکن بلالحاظ شرافت و نجابت اونکی موت کے دن نایطیان صلواتی لقب نے جو حسن سلوک معاملات تجہیز و تکفین مین خود اون کے ساتہہ کیا ہے وہ قوم کی اخلاق کا اعلے منو نہ ہے۔

ردیف ط

طاہر۔ طاہر زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنے پاک کے ہین طاہر کی وجہ تسمیہ مین اختلاف رہا ہے۔ محمد برہان خان ہانڈے مصنف توزک والا جاہی نے لکہا ہے کہ عادت بسیار خوردن و کوتاہ قامتی وجہہ تسمیہ این لقب است۔ اسی مصنف نے اور معنون مین بہی اس لقب کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ مولف کو اون کی آخری تحقیق سے اتفاق ہے وہ فرماتے ہین کہ قوم مذکور در زمان پادشاہ طاہر دکہنی (نظام شاہ پادشاہ احمد نگر) اعتبار تمام داشت بہ تبدل مشرب سنیئہ شافعیہ خود تصدیق شرایط و ارادت اثنا عشر گزیدند و ملقب بہ طاہر شدند۔ بعد انقضائے ایام طاہری رجعت بہ مذہب چار یاری کردند۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ممکن ہے کہ ایسا ہوا ہو۔ ہر شخص اپنے مذہب کی نسبت مختار رہے۔ یہہ وجہ تسمیہ

بہ نسبت پہلے بیان کے زیادہ متناسب معلوم ہوتی ہے۔ حیدرآباد مین نایطیان طاہر لقب موجود ہین۔ مولف کو جسقدر افراد سے ملاقات کا اتفاق ہوا ہے وہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو پائے گئے۔

ردیف ع

عنبر خالی۔ اس گروہ کے مورث اعلے خواجہ محمد ماثی بیان ہوے ہین جن کا تعلق زمانہ سلطنت مین ملازمت سرکار آصفیہ سے بیان ہوا ہے۔ بعض بزرگان قوم کا بیان ہے کہ نواب صفدر جنگ مرحوم کا لقب یہی تہا۔ حضرت (مغفرت منزل) نواب سکندر جاہ نوراللہ مرقدہ کا ان پر بڑا اعتبار تہا۔ مختلف لڑائیون مین محلات شاہی کی حفاظت آپ نے صفدر جنگ کے تفویض فرمائی تہی والی ریاست نے کبہی صفدر جنگ کو خواجہ معتبر کے نام سے بلایا ہے اور کبہی خواجہ عنبر کہا ہے اسی باب کی دوسری فصل مین اون کے حالات بیان ہوے ہین۔

ردیف غ

غریب۔ اس لقب کے مورث اعلے کوکن مین گذرے ہین

جو نہایت ذی علم اور فاضل تھے۔ آپ ہمیشہ اپنے نام کے ساتھہ غریب الوطن کے الفاظ لکھا کرتے تھے۔ آپ کی آل و اولاد نے ان ہین الفاظ سے سے لفظ غریب کو اپنا لقب قرار دیا۔

غیاث۔ مولف کی تحقیق مین صرف اسقدر پتا چلا ہے کہ اس خاص خاندان کے سربرآوردہ مورث کا نام شاہ غیاث الدین تھا جن کی آل و اولاد نے اپنے نامون کے ساتھہ لفظ غیاث کو بطریق نشان خاندان بطور لقب اختیار کیا۔ اکرم خان مغفور نے کہا ہے کہ نظام الدین نام ایک بزرگ گذرے ہین جو ابتدائً نہایت مفلوک الحال تھے حضرت شاہ منیر الدین اولیاؒ قدس سرہ کی ہدایت سے آپنے ایک عرصہ دراز تک الغیاث کی تسبیح پڑہی اواخر عمر مین آپ نہایت مالدار ہو گئے۔ آپ ہمیشہ اپنی اولاد اور احباب کو اس ورد کی اجازت عطا فرمایا کرتے تھے اور آپ کی زندگی مین آپکا نام الغیاث سے مشہور تہا

ردیف ق

قاری۔ یہہ اوس خاندان کا لقب ہے جس کے افراد لزوماً

حافظ قرآن شریف ہوے ہین۔ حیدرآباد کے امراء نایطی سے
ایک خاندان اس صفت خاص سے مخصوص ہے جس کے مورثین
اعلائے اناث بہی قاری گذرے ہین۔

قریشی۔ یہہ لقب تعمیمی معنون مین ہے ہر ایک فرد قوم اپنے
آپ کو قریشی کہہ سکتا ہے۔ اسلئے کہ ساری قوم قریشی الاصل ہے
بعض افراد قوم نے تخصیص کے ساتہہ اس لفظ کو بطریق لقب
استعمال فرمایا ہے۔ جس کی کوئی وجہ دریافت نہو سکی۔ مولف
کہتا ہے کہ صحیح معنون مین اس قوم کا اصلی لقب یہی ہونا چاہئے
اگرچہ قریب قریب تمام القاب ایسے ہین جو مورثین اعلےٰ کی
جائے سکونت یا پیشہ یا کسی واقعہ مشہور کے اشارہ سے منسوب
ہونے کی وجہ من وجہہٍ صحیح مانے جا سکتے ہین۔ لیکن سلاطین سلف
کے اکثر اسناد سے جن کو مولف نے بچشم خود دیکہا ہے مختلف خاندانون
کے مورثین کے نام کے ساتہہ قریشی کے الفاظ لکھے گئے ہین۔ اور
القاب تو آیندہ زمانون مین متبدل ہو سکتے ہین مگر قریشی کا لقب
اس قوم کے لئے ہر ایک زمانہ مین قایم رہ سکتا ہے۔

ردیف ک

کتاب خوانی - کتاب خوانی فضلائے قوم سے تہے مسجدون مین ہمیشہ وعظ کیا کرتے تہے - اکرم خان نے لکہا ہے کہ اس لقب کے افراد نے دکہنیون کے ساتہہ سمدہیانہ کیا اور کتاب خوانی کا لقب جو دکہنیون کا لقب ہے اختیار کیا۔ واقفین تاریخ و حالات قوم کو اس سے اتفاق نہین ہے۔ کتاب خوانی فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے اصطلاحی معنے اردو بول چال مین واقعہ کربلا کو بیان کرنے والون کے ہین اور یہی معنے اوس تعریف سے مطابق معلوم ہوتے ہین جو ابتدا مین بیان ہوئے۔ ممکن ہے کہ واقعہ خوانان دکن سے اس گروہ نے سمدہیانہ کیا ہو۔ لیکن اس سے اون کے واعظ ہونے کی تردید نہین ہوسکتی۔ مولف نے اس لقب کے بعض افراد سے ملاقات کی ہے جن کے مان اور باپ دونون نایطی بیان ہوے۔ اکرم خانی رسالہ کی تعریف ڈوگلی لقب پر صادق آتی ہے۔

کلان تر - یہہ لقب ملّاجی نواتیہ المخاطب بہ مخلص خان عالمگیری

اور ملا احمد ناتیہ کے افراد خاندان مین پایا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ معاصرین قوم مین بلحاظ عروج دنیوی ملا احمد ناتیہ کا خاندان سب سے بڑا اور سربرآوردہ تہا۔ مولف نے بہی بضمن تحریر احوال مشاہیر قوم ایسا ہی پایا ہے۔ پس یہی وجہ تسمیہ ہے۔ اس لقب کی۔ اگرچہ بعض افراد اس خاندان کے غریب لقب مشہور ہین اور بعض کوکنی کہلاتے ہین۔ مگر اعتبارات مختلفہ کے لحاظ سے وہ القاب بہی صحیح ہین۔ حیدرآباد مین اس لقب کے افراد قوم موجود ہین۔ اسی باب کے فصل دوم مین ایک صاحب کا تذکرہ لکہا گیا ہے جن کا لقب کلان تر ہے۔

کوکنی۔ جن افراد کے مورثین اعلےٰ کی سکونت مستقل کوکن مین رہی ہے وہ کوکنی سے موسوم ہوے۔ جیسے ملا احمد ناتیہ آپ کا لقب کوکنی تہا۔

ردیف گ

گوڈرے۔ بیائے مجہول۔ اس لقب کے اکثر افراد بیجاپور مین موجود ہین۔ بعض اپنے آپکو گودے سے ملقب کرتے ہین۔ مولف

کی رائے مین گودے کا لفظ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہہ عموماً فن نبوٹ سے واقف تھے۔ کُشتی کے ساتھہ انکو زیادہ دلچسپی تھی۔ ہر ایک فرد خاندان نے اپنے گھر مین ایک گودا بنا رکھا تھا اور یہی اس لقب کی وجہ تسمیہ ہے۔ گودا دکھنی بول چال مین اوس نرم زمین کو کہتے ہین جو کُشتی گیر ایک مدوّر حلقہ مین بنا رکھتے ہین بقول صاحب انساب النایط۔ یہہ قصبہ گودڑ علاقہ بیجاپور کے رہنے والے ہین

گوہر۔ اس لقب کے مورث اعلےٰ ایک شاعر گزرے ہین جنکا تخلص گوہر تہا۔ ان کی آل واولاد نے اپنے نامون کے ساتہہ لفظ گوہر کو بطریق لقب خاندان استعمال کیا آیندہ فصل کے مشاہیر قوم مین بعض افراد گوہر لقب پائے جاتے ہین۔

ردیف ل

لوگڑی۔ اس لقب کا صحیح املا کاف عربی اور ہاے ہوز کے ساتہہ لوکھری ہے۔ لوکھر ایک قصبہ کا نام ہے جس مین اس خاندان کے مورثین اعلےٰ کی سکونت تھی اسوقت حیدرآباد مین اس لقب کے اکثر افراد موجود ہین جن سے بعض کا تذکرہ اسی باب کے

دوسری فصل مین ہوا ہے۔

لونیال۔ لون بفتح اول وفتح واؤ وسکون نون آخرہ۔ زبان سنسکرت مین نمک اور کہارہ کو کہتے ہین۔ اردو بول چال مین لام اول نون سے بدل گیا ہے۔ لفظ نون بمعنی نمک مستعمل ہے۔ لونیال اون افراد قوم کا لقب تہا جو نمک کی تجارت کرتے تہے۔ اکرم خان نے لکہا ہے کہ نواح دکن مین انکی تجارت زیادہ تہی۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن فی زماننا نایطیان لونیال لقب کا کوئی شخص نہین دیکہا گیا۔ بزرگان قوم اس لقب اور اوسکی وجۂ تسمیہ کو مانتے ہین۔ انساب النایط مین بہی اس کا ذکر ہے۔

ردیف م

مامون۔ یہہ لقب ویسا ہی ہے جیسا کہ برادر کا لقب جس کی حقیقت مولف نے ردیف ب مین لکہی ہے۔ اس لقب کی تصدیق بعض اسناد راجایان پونہ سے بہی ہوتی ہے جو بعض مشاہیر قوم نایط کے نام نافذ ہوے ہین جنکو مولف نے بچشم خود دیکہا ہے مشاہیر حیدرآباد مین قوم نایط کے ایک امیر مامون لقب موجود ہین

جن کا تذکرہ اسی باب کی دوسری فصل مین ہوا ہے۔
مُدّرس۔ ملاحظہ ہو ردیف ش مین شہر استاد کا لقب جس کے ساتھہ مُدّرس کی حقیقت بیان ہوئی ہے۔
مَڑکے۔ رسالہ اکرم خانی مین مڑکے کا لقب اوس مالدار گروہ کا بیان ہوا ہے جو دکن مین کلالی کے اجارہ دار تھے۔ لائق مصنف فرماتے ہین کہ دکھنی زبان مین کلال کو مرکہ کہتے ہین۔ مولف کی تحقیق مین مرکہ بمعنی کلال ثابت نہین ہوا۔ البتہ زبان ہندی مین مَڑک تمکنت اور توڑ جوڑ کے معنے مین بولا جاتا ہے۔ ایک بزرگ قوم نے اس لقب کے متعلق عجب قصہ بیان کیا وہ فرماتے ہین کہ جہُرم کے رہنے والے ایک بزرگ قوم جن کا لقب پی تہا اپنے سیدہے کان کی لو مین مختصر سا ایک طلائی حلقہ پہنتے تھے نہ معلوم اون کا وہ طرز کس ضرورت اور کس مصلحت پر مبنی تھا، ہندیون سے اگر کوئی مرد اپنے کان مین بالی کا استعمال کرتا تو اہل ہند اوسکو مَنت کی بالی خیال کرتے۔ ہند کے مسلمان بی بیان جن کے بطن سے ہمیشہ لڑکیان پیدا ہوتی ہون۔ زمانہ

حمل مین حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالی عنہا کی منت مناتی
ہین کہ اگر لڑکا تولد ہوا تو اوسکی لو مین بالی پہنائی جاوے گی۔
مولف نے بعض افراد قوم کو اپنی لو مین بالی پہنے ہوے دیکھا ہے
جو منّت کی بالی تہی۔ الحاصل جب عجمی نو وارد نایطی کی لو مین بالی
نظر آئی تو قوم نایط کے افراد نے اون کا نام مُرکی کے نشان سے
لینا شروع کیا۔ مُرکی زبان ہندی کا لفظ ہے جو کان کے طلائی
حلقہ کے لئے بولا جاتا ہے حضرت میر فرماتے ہین۔ ؎

خوش آپ ہین ترے کانونکے مرکیان کیا خوب
صدف سے ہون گے نہ ایسے دُرِ ثمین پیدا

الغرض اون کی زندگی تک اون کے نام کے ساتہہ مُرکی کا لقب
مستعمل رہا کچہہ عجب نہین ہے کہ اون کی وفات کے بعد اون کی
آل اولاد نے اس لفظ کو اپنے نامون کے ساتہہ بطور لقب
اختیار کیا ہو واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ صاحب انساب النایط
نے ان کو موضع مُرکہ سے منسوب فرمایا ہے۔
مکّی۔ جن افراد قوم کی سکونت ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ مین تہے

وہ ممی کہلائے۔ ورود ہند کے بعد ہی اونہون نے اپنے آپ کو ممی سے مشہور ر رکہا۔ نایطیان ممی لقب کو مولف نے دیکہا ہے۔ حیدرآباد مین موجود ہین۔

مَلِک۔ یہہ بہت مشہور لقب ہے نہ صرف قوم نوایط کے بعض خاندان اس سے ملقب ہین بلکہ قوم افغان مین بعض خانوادون کا لقب مَلِک ہے۔ زبان عربی مین مُلک کے معنی فرمانروا کے ہین۔ افغانون کی تاریخ سے ثابت ہے کہ جن خانوادون نے مَلک کا لقب اختیار کیا ہے اون کے مورثین اعلےٰ فرمان روا تہے۔ مولف کا خیال ہے کہ عبدالرحمن نایطی امیر قوم کی اولاد نے جسطرح اپنا لقب رئیس کر لیا ہے اوسی طرح ممکن ہے کہ اون کی اولاد کے بعض خاندان مَلِک کے لقب سے مشہور رہوے ہون۔ مولف نے نایطیان مَلِک لقب سے لقب کی حقیقت دریافت کی بعض بزرگون نے فرمایا کہ کہ ہمارے مورثین اعلےٰ نے افغانان مَلِک لقب سے رشتۂ قرابت قایم کیا تہا اور اوس کا نشان اس لقب سے قایم ہوا۔

مولے۔ بیائے آخرہ مجہول مرہٹی زبان کا لفظ ہے جس کا صحیح املا

مولیا ہے۔ کوکن کی مرہٹے اوس شخص کو مولیا کہتے ہین جس کا دوپال
اور ننہال ایک ہی قوم سے ہے۔ قوم نایط کے وہ خاندان جو اپنی
کفو کے پابند تہے کوکن مین اسی نام سے پکارے گئے۔ یہہ لقب
عام معنون مین ہے جن خاندانون مین کفو کی پابندی باقی نہین
رہی ہے اون پر اس لقب کا اطلاق نہین ہو سکتا۔
مونجے۔ بیائے آخرہ مجہول زبان مرہٹی کا لفظ ہے۔ مونجے اون
افراد قوم کا لقب تہا جن کو اوایل زمانہ ورود ہند مین اخفائ
مذہب کے سوا چارہ نہ تہا۔ اتباع ہنود مین مونج یعنے جنیوا کا استعمال
کرتے تہے۔ دیکہو خاتمہ کتاب کا ضمیمہ نشان ۲ جس مین خافی خان
نظام الملکی نے اپنی تصنیف منتخب اللباب مین فرمایا ہے کہ

آن تختہ بندان دریائے سرگردانی و دریا نوردان بحر حیرانی
بہ تملق و الحاج پیش آمدہ قرار داد عہد و پیمان عدم اظہار دین
خود کہ در گوشۂ و کنار خانہ خویش ہر یکے بعبادت معبود برحق
برسم و آئین خود بردارد و در ظاہر و آشکارا موافق رویہ آن
ملک در لباس و دیگر اطوار بہ عمل آرد بمیان آوردہ فرود آمدند

وبکمال حزم واحتیاط که صدائے اذان وقرائت قران و عادات
دیگر بگوش آن قوم نرسد زیست می نمودند وہر یکی بکسبے وپیشه

بلباس آن ملک مشغول شدند الخ۔ اگرچہ یہ محکومانہ حالتہ بقول صاحب منتخب اللباب سلطان محمود غزنوی کے زمانہ مین باقی ہنین رہے لیکن ان گہرانون کا لقب صفحہ روزگار پر بطریق یادگار اتنک باقی ہے۔ اس لقب کے بعض افراد اتبک باقی ہین جن سے مولف کو ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے وہ اس وجہ تسمیہ سے اختلاف فرماتے ہین۔ لیکن اس لقب کی حقیقت سے بہی بے خبر ہین بعضون نے اپنے لقب کو منجائی کہا ہے۔ رسالہ اکرم خانی مین اس لقب کا تذکرہ ہنین ہے

مہاجر۔ یہہ لقب اوس خاص گروہ کا ہے جو حوالی مدینہ مطہرہ مین سکونت پذیر تہا۔ حجاج بن یوسف کے مظالم سے جب تمام افراد قوم کا اجماع مدینہ مطہرہ مین ہوا تو مہاجر سے موسوم ہوے۔ جب ساری قوم بہئیت مجموعی مدینہ مطہرہ سے ہجرت کر کے بغداد آئی تو کل افراد قوم مہاجرین کہلائے۔ اس لقب کے اکثر افراد حیدرآباد

مین موجود ہین۔

مہکری۔ باشندگان قصبہ مہکر کا لقب مہکری ہے مصنف صبح وطن نے غلام حیدر خان حیدر تخلص کے تذکرہ مین لکھا ہے کہ مہکر قصبہ ایست از توابع کوکن کہ جد و مادرش در آن سکونت میداشت الخ مہکر کے نام سے ایک قصبہ مدراس پریسیڈنسی کے سواد اودگیر مین بہی واقع ہے جو نوابی اودگیر مین اکثر شرفاء قوم کا مستقر رہا۔

مایل۔ زبان عربی کا لفظ ہے۔ بعض بزرگان قوم کا بیان ہے کہ کہ شاہ طاہر دکہنی کے زمانہ مین جن افراد قوم کا رُجحان مذہب تفضیلیہ کے جانب ہوا اونکو قوم نے مایل سے ملقب کیا انہین کے اکثر افراد نے آخر پر طاہر کا لقب اختیار کیا جس کی حقیقت ردِ لف ط مین بیان ہوئی ہے۔ زمانہ حال مین اس لقب کے افراد حیدرآباد مین موجود ہین جو مذہب امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے پیرو اور نہایت ذی علم اور متقی ہین۔ بعض افراد قوم کا خیال ہے کہ مایل اپنے مورث اعلےٰ کا تخلص تہا جس کو اون کی اولاد نے اپنا لقب مقرر کر لیا۔

ردیف ن

نانگر - بعض نے اسکو عین کے ساتھہ نعت گر کہا ہے۔ اور اسکی حقیقت یون بیان کی ہے کہ اون کے مورثین اپنے پیمبر برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت مین قصاید خوانی کرتے تھے۔ بعض بزرگان قوم نے کہا کہ یہہ لفظ درحقیقت تانتگر تہا۔ اور اون افراد قوم کا لقب تہا جو تیر وکمان بنایا کرتے تھے۔ دیکھو ردیف ت مین تانتلی - کثرت استعمال اور حقیقت سے بیخبری نے تا کو نون سے بدل دیا۔ بعض کا خیال ہے کہ بلحاظ اپنے پیشہ کے جس کو عموماً عرب کے رہنے والے چاکری پر ترجیح دیتے ہین۔ اور پیشہ وری کی عزت کرتے ہین۔ ان کا لقب نانگر رہا ہے جیسا کہ بعض خاندانی یورپین بیکر سے مشہور رہین اسلئے کہ ولایت مین اون کے پاس روٹی کا کارخانہ اور اوسکی تجارت قایم ہے۔ کچہہ عجب نہین ہے کہ اخر الذکر خیال بہی صحیح ہو۔ بلاد عرب وعجم مین شرفاء پیشہ ور ایسے ہی نامون سے مشہور رہین۔

ردیف ھ

ہزاری ۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا ہے جن کے مورث اعلےٰ زمانہ عالمگیری اور اکبری مین ہزار سوار کے منصب سے سرفراز تھے۔ اسی باب کے دوسری فصل مین اس لقب کے ایک فرد قوم کا تذکرہ ہوا ہے۔

القاب کا دوسرا حصہ

قوم نایط کے جن القاب کا تذکرہ اوپر ہوا ہے اون کے سوا بعض القاب کو اسی قوم کے تاجرین نے بطور خاص اختیار کیا ہے جن کا تعلق بمبئی پریسیڈنسی کے موضع بھٹکلہ سے ہے ۔ مولف کو مدراس مین ان حضرات سے صرف ملاقات ہی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ مولف نے اون سے خاص کر القاب کی نسبت گفتگو بھی کی ہے جس کو اسی فصل سے تعلق ہے۔ بعض ذی علم افراد نے فرمایا کہ وہ اپنے القاب کی بد ولت اپنے کفو کے پابند ہین۔ اون کو بھروسہ نہین ہے کہ حصہ ماضیہ کے القاب اختیار کرنے والے افراد۔ کفو کے پابند بھی ہین یا نہین وہ سنتے ہین کہ کفو کی پابندی اپنے گروہ کے سوا اورون مین کم ہو چلی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اورون کو اپنے مساوی نہین خیال کرتے

اور بدینوجہ کہ اون کے معلومات اس قوم کی نسبت اور نیز دیگر القاب
متذکرہ صدر کی حقیقت پر حاوی نہین ہین۔ وہ صرف اونہین
افراد کو اپنی قوم سے سمجھتے ہین جن کے نامون کے ساتھہ القاب
ذیل لکھے جاتے ہین۔ اس گروہ کو بالاتفاق اس کا اعتراف ہے
کہ اون کا نسبی سلسلہ جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے
یعنی یہہ سارا گروہ شیخ قریشی ہے۔ اوہنون نے کہا کہ جن افراد نے
ہمارے خاص القاب کے سوا اور القاب کو اختیار کیا ہے ہم سوقت
تک اون کے ساتھہ سمدھیانہ نکرین گے جب تک اون کے نسبی سلسلہ
کی تصدیق اور کفو کی پابندی ثابت نہ ہو۔ مولف۔ محمد عمر اکرم لقب
ابن قاضی۔ حاجی محی الدین نایطی کا شکر گذار ہے جنکی محبت اور مہربانی
نے تحقیق القاب ذیل مین مولف کی مدد کی۔ یہہ بزرگ صوبۂ مدراس کے
محلۂ متیال پیٹہ مکان نمبر ۶۷ مین سکونت پذیر ہین اور جواہر کی تجارت فرماتے ہین۔
اَصرَمنَا۔ یہہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ صرم کے معنی پوست کے ہین اَصرام
اوسکی جمع ہے۔ جن تاجرین نے چمڑون کا بیوپار اختیار کر رکھا تہا
اونکو قوم نے اصرمنا کے لقب سے پکارا۔ اگرچہ فی زمانہا اس لقب کے

اختیار کرنے والی افراد چانول اور ساگوانی چوبینہ کی تجارت کرتے ہین لیکن اپنے مورث اعلےٰ کے کاروبار کے لحاظ سے اوسی ابتدائی لقب سے مشہور ہین اونکو اس لفظ کی حقیقت سے ہی بہت کم واقفیت ہی۔ اس لقب کے اختیار کرنیوالے متعدد افراد سے مولف کو ملاقات کا اتفاق ہوا جنمین بعض ذی علم بہی تہے مگر سب تاجر۔

اَفرِقا۔ ان کے مورثین اعلےٰ کی تجارت ملک افریقہ مین بہت مشہور رہتی موجودہ نسلون کی رنگ و روپ سے بہی اسکی تصدیق ہوتی ہے کہ انکے اجداد افریقہ مین رہے ہون۔ یہہ لوگ بہ نسبت اور لوگون کے بہت مضبوط معلوم ہوتے ہین۔ انکے سر بڑے ہین۔ لیکن ان کے بال گہونگروالے نہین ہوتے اسلئے کہ یہہ حبشی النسل نہین ہین۔

اَفضل۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا ہے جنکے مورث اعلے افضل الدین نام گزرے ہین جنکی تجارت بہت مشہور رہتی۔ کہا جاتا ہے کہ یہہ رنگون کے چوبینہ اور ہاتیون کی تجارت کرتے تہے لک پتی تہے بعض نے کہا کہ اونکا نام افضل الدین نہ تہا بلکہ افضل تہا۔ اس لقب کے اکثر افراد کوکن اور بہٹکلہ مین مالدار تاجر ہین۔ مولف نے بلدۂ مدراس مین بعض افراد سے ملاقات کی ہے۔

اَکرم۔ اس لقب کے مورث اعلےٰ محمد اکرم نایطی تہے۔ جن کی تجارت

نمک کو بڑا فروغ تہا۔ انکا خاندان بہت وسیع تہا۔ موجودہ زمانہ مین
اس لقب کے افراد کثرت سے ہین۔ ایک بزرگ نے کہا کہ گزشتہ زمانہ
مین محمد اکرم نام والے متعدد افراد گزرے ہین جنکا شمار مشاہیر قوم
مین تہا۔ سب کے سب بڑے مالدار تہے۔ آج کل بہی اس لقب کے افراد
متمول اور لکھ پتی تاجر ہین۔ اکثر موتیون کی تجارت کرتے ہین اور
بعض اناج کی۔ جن بزرگ سے مولف کو ملاقات کا اتفاق ہوا اونکی
جداعلےٰ دوسو برس پہلے سورت مین قاضی اکرم کے نام سے مشہور رہتے۔
ایکری۔ بعض افراد قوم نے اس کا صحیح لفظ اغرّی کہا اغرّ زبان
عربی کا لفظ ہے بمعنی شریف ومشہور وسپید بعض افراد قوم نے فرمایا
کہ ایکری لقب وہ لوگ ہین جن کے مورثین اعلےٰ کو بادشاہان وقت
سے جاگیرات مدد معاشی عطا ہوے تہے۔ مابعد الذکر معنون مین اس کا
صحیح املا ایغاری ہونا چاہیئے۔ زبان عربی مین ایغار کے معنے معافی
خراج کے ساتہہ زمین عطا ہونے کے ہین۔ زمانہ حال مین افراد ایکری
لقب تجارت پیشہ ہین جن کے پاس زمینداری بہی ہے اون کے
مقبوضہ زمینات کی حیثیت بدل چلی ہے۔ مولف نے متعدد افراد ایکری

لقب سے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے

پاپا۔ فارسی زبان مین باب کو بابا کہتے ہین۔ انگریزی مین اسکو
پاپا بولتے ہین۔ افراد پاپا لقب سے مولف کو ملاقات کا اتفاق
ہوا ہے اونہون نے اسبات کا اعتراف کیا کہ ہمارے مورثین اعلے
کا ننہال سادات سے تہا۔ صرف اجداد قوم نوایط سے تہے۔ زمانہ
حال مین یہہ اپنے کفو کے سخت پابند ہین اور اون کو نایطیان
کوکن و بہٹکلہ اپنے مساوی خیال کرتے ہین۔ معلوم ایسا ہوتا ہے
کہ ڈوگلے لقب کے عوض اِلوگون نے دو القاب قرار دئے ہین۔
ایک پاپا۔ جن کا صرف ددیال قوم نایط سے تہا۔ دوسرا ماما کے
جن کو قوم نایط سے ننہالی تعلق ہے۔

دام دا۔ بعض افراد قوم نے اس کا صحیح لفظ دان وا کہا
لیکن دونون کی وجہ تسمیہ سے وہ محض ناواقف ہین۔ اس خاندان
کے تاریخی واقعات سے اسقدر پتہ ملتا ہے کہ ان کے مورث اعلے
بندر گووہ مین سنہ ۸۰۰ ہجر مین بڑے مالدار کروڑپتی تاجر گذرے ہین
ہر ایک قسم کی تجارت کو ان کے پاس فروغ تہا۔ مساکین اور غربا

کے امداد مین انکا نام ملکون پر مشہور تہا۔ دان دتار سے پکارے جاتے تہے۔ یہہ الفاظ زبان ہندی کے ہین جن کے معنے فیاض دریا دل۔ لکہہ لٹ۔ لکہہ بخش کے ہین۔ ممکن ہے کہ انہین الفاظ کا مخفف دام وا یا دان وا عوام کی زبان پر رہ گیا ہو۔ اون کے بعد کی نسلون نے اسی لفظ کو اپنے لقب کے طور پر استعمال کیا ہو۔

دُرگا۔ یہہ لقب عجیب ہے ضمہ اول سے مشہور رہے۔ مولف نے افراد دُرگا لقب سے ملاقات کی ہے اور وہ اوس کی حقیقت سے واقف نہین ہین۔ سنسکرت مین دُرگا۔ کالی دیوی کو کہتے ہین۔ ہندی مین یہہ لفظ محض سیاہ کے معنے مین بہی مستعمل ہے۔ عجیب اتفاق ہے کہ جس قدر افراد اس قوم کے مولف کی نظر سے گذرے وہ مثل لبوّن یا حبشیون کے سیاہ فام تہے۔ برخلاف اہل نوایط کے جو نہایت سُرخ و سپید ہوتے ہین۔ جس طرح اسی قوم کا ایک سیہ فام فرقہ افرقا لقب کرتا ہے۔ اوسی طرح دُرگا لقب کی وجہ تسمیہ کو سیاہ فامی کی علامتہ خیال کرنا چاہیے۔

سُکرّی۔ اگرچہ یہہ لقب بالضم مشہور رہے۔ لیکن فی الحقیقت

اس کا صحیح تلفظ بالفتح ہے۔ سکّر زبان ہندی مین گنوار لوگ شکر کو
کہتے ہین۔ بیوپاریون مین بھی شکر کے لئیے یہی لفظ بولا جاتا ہے۔
جن افراد قوم نے شکر کی تجارت مین فروغ پایا وہ سکّری سے
مشہور رہوے۔ اسی قوم کے ایک بزرگ نے مولف سے کہا کہ انکو
اس وجہ تسمیہ سے اختلاف ہے۔ وہ تجارت شکر کی فروغ کو تسلیم
کرتے ہین لیکن اس لقب کے وجہ تسمیہ کو کچھہ اور ہی خیال فرماتے
ہین۔ اون کا خیال ہے کہ قاضی حمید اللہ محترم جن کی سکونت کوکن
مین تھی اور جو باعتبار تجارت لکھ پتی سے مشہور تھے۔ ہر جمعہ کو
جامع مسجد مین مختلف زبانون مین وعظ فرمایا کرتے تھے۔ غیر اقوام
کا مجمع کثیر صحن مسجد مین رہا کرتا تھا۔ آپ کے وعظ کی شہرت اسقدر
ہوئی کہ جمعہ کے دن حوالی کوکن سے بھی لوگ جمع ہونے لگے
کاروبار تجارت پر اس قدر اثر پڑا کہ اوس دن اکثر کاروبار
ملتوی رہا کرتے تھے۔ بدینوجہ کہ جمعہ کو ہندی زبان مین سکروار
کہا کرتے ہین۔ مخلوق نے آپ کو سکّری سے ملقب کیا اسی لقب کا
سلسلہ آج تک اون کی بعد کے نسلون مین چلا آتا ہے۔ بعض نے کہا

کہ فقیہ مخدوم اسمٰعیل شکری اس خاندان کے جد اعلےٰ ہین اور وہ مقام شکرّ کے رہنے والے تھے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

شاہ مندری۔ اس لقب کے مورث اعلےٰ گوہ مین گذرے ہین جن کو پادشاہی دربار سے کڑوڑی کی خدمت تفویض تھی۔ زمانۂ سلف مین کڑوڑگان بازار کی خدمت اوس شخص کو دیجاتی تھی جس سے بازار کا انتظام متعلق ہوتا تھا۔ کڑوڑگان مال سے بھی بعض عہدہ دار موسوم تھے۔ ایک کڑوڑ دام کے محاصل کی اراضی یا ایک کڑوڑ دام کی آمدنی ان افسرون کے تفویض رہتی تھی۔ تاریخ سے اس عہدہ کا وجود ثابت ہے۔ جب اس لقب کے مورث اعلےٰ کڑوڑہ بازارات مقرر ہوے تھے تو ان کو ایک پادشاہی مہر عطا کی گئی تھی جس پر۔ عاقبت محمود باد کے الفاظ کندہ تھے۔ مخلوق کے ایک حصہ نے ان کو عاقبت محمود خان سے موسوم کیا۔ ہندو گروہ مین شاہ مندری سے پکارے گئے۔ مُندری بضم اول زبان ہندی مین مہر شاہی کو کہتے ہین بدینوجہ کہ تصفیہ محصول درآمد وبرآمد کے بعد بطریق علامتِ تصفیہ یہہ اپنے عہدہ کی مہر تجارتی اسبابون اور

پارچہ پر شنجرف سے لگاتے تہے تاجرین ہنود مین انکا نام شاہ مندری سے مشہور رہوا۔ بعض افراد خاندان نے کہاکہ ان بزرگ کی آل نے اپنے آپ کو کروری سے ملقب کیا تہا۔ لیکن مولف کو کروری لقب افراد قوم سے ملاقات کا اتفاق نہین ہوا۔ شاہ مندری کا لقب متعدد گہرانون مین ابتک جاری ہے جو اونہین مورث اعلےٰ کی نسل مین سمجہے جاتے ہین۔ جن کا احوال مذکور رہوا۔ ریاست حیدرآباد مین کڑوڑگیری کے نام سے محصول تجارت کا انتظام ابتک قایم ہے۔ اور جو مہر بطریق علامت تصفیہ محصول مال پر ثبت کی جاتی ہے۔ اوس مین وہی الفاظ عاقبت محمود باد کے موجود ہین۔

شریف۔ یہہ لقب سید شریف نایطی کی اولاد نے اختیار کیا ہے جن کا مقام کنبایت مین تہا۔ مولف کو اس لقب کے کسی بزرگوار سے ملاقات کا اتفاق نہین ہوا۔ بعض بزرگان قوم نے کہاکہ شاہی حکومت گو ود مین ایک شرعی عہدہ شریف کے نام سے قایم تہا۔ اوسی طرح جس طرح آجکل برٹش انڈیا کے انتظام مین بہی اسی نام کا ایک عہدہ ہے۔ کچہہ عجب نہین ہے کہ اس لقب کے مورثین سے

کسی کو وہ عہدہ عطا ہوا ہو یہہ محض خیال ہے۔

صدیقہ۔ اس لقب کے مورث اعلے صدیق بن عمر تہے جو ۵۲ہجری مین بصرہ سے ہندوستان کے بندر دابل پر اوترے نایطیان صدیقہ لقب عموماً تاجر ہین مولف نے اکثر افراد صدیقہ لقب سے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے۔

صَوبے۔ اون افراد قوم کا لقب ہے جن کے جد اعلے نے قبلۂ صوب کے لڑکی سے عقد کیا تہا۔ اس لقب کے افراد قوم اپنے لقب کو ثاء تخذ کے ساتہہ لکہتے ہین اور یہہ اون کی غلطی ہے مولف نے ایک بزرگ سے ثوبہ کے معنے دریافت کئے اونہون نے فرمایا ایک خاص قبیلہ عرب کی لڑکی ہمارے اجداد مین بیاہی گئی ہے اور اوسوقت سے ثوبہ لقب چلا ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے اونکو واقفیت نہین ہے کہ صاد کے عوض ثاء تخذ لقب کے املاء مین کیون مستعمل ہوا مولف کا خیال ہے کہ غالباً املاء کی غلطی محض ناواقفیت حقیقت کی وجہ سے ہوئی ہے۔

غوائی۔ اس لقب کی حقیقت اون افراد قوم سے بہی کچہہ نہ معلوم

ہوسکی جنکا خود یہہ لقب تہا۔ یہہ لوگ عموماً تجارت پیشہ ہین۔ ایک بزرگ قوم نے اپنے خاندان کا شجرہ دکہلایا جس مین بعض ناموں کے ساتہہ غوائی لقب لکہا تہا۔ اور بعض اسماء پر غوری۔ یہہ بات بالکل قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ ناواقفین حقیقت نے غوری کو غوائی لکہا ہو۔ غور بالفتح ملک عجم کا ایک مقام ہے جہان کے رہنے والے غوری کہلاتے ہین۔

فقروئی۔ خود افراد قوم سے ایک بزرگ نے فرمایا کہ اسکا صحیح املا فقوی ہے جسکو عام لوگ سہولت تلفظ کے لئے فقروئی کہنے لگے بعض تصانیف سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ ملک عرب مین فقوا ایک مقام کا نام تہا۔ یہہ لقب ویسا ہی ہے جیسا کہ مکّی یا جدّی کا لقب

فقیہہ۔ اس لقب کے مورث اعلےٰ فقیہہ مخدوم اسمعیل سُکرّی بیان ہوے ہین جو حضرت امام المدرسین مولانا محمدؐ حسین شہید نایطی کے جد اعلےٰ تہے بعض بزرگان قوم نے کہا کہ آپ سُکرّی لقب فرماتے تہے اس مین کوئی شک نہین کہ آپ لاثانی فقیہہ گذرے ہین بعض اہل تاریخ نے آپ کا احوال لکہا ہے۔

گوائی۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا ہے جن کے مورثین اعلےٰ کی تجارت گووہ مین قایم تہی۔ مولف نے اس لقب کے اکثر افراد سے ملاقات کی ہے۔ الی الان وہ اپنی آبائی تجارت مین کامیاب ہین۔

ماکے۔ یہہ لقب اون افراد قوم کا ہے جن کے مورث اعلیٰ کی صرف والدہ قوم نوایط سے تہین۔ دیکہو پاپا لقب کی تعریف جسمین مولف نے اسکا بہی تذکرہ کیا ہے۔ بعض افراد قوم نے جو ماکے لقب اختیار کیا ہے اپنے آپ کو باعتبار نسب وحسب نایطی کہا مولف خیال کرتا ہے کہ انکے مورث اعلے نے جو درحقیقت نایطی النسب ہون کسی ایسے لڑکی سے عقد کیا ہو۔ جس کا قومی لقب ماکے تہا اور پہر وہ لقب اس سلسلہ مین چلا ہو بدینوجہ کہ حقیقت القاب پر غور کرنے کا اتفاق افراد قوم کو بہت کم ہوا ہے۔ بعد کی نسلون نے ننہال کا لقب اختیار کیا ہو۔ مولف نے بعض نایطیان مایل لقب سے ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے جو اپنا اصلی لقب ماکے بیان فرماتے ہین اور مایل لقب کے نسبت اونکی یہ تحقیق ہے کہ اونکے جد اعلے کا یہہ تخلص تہا۔

محترم - یہہ لقب نایطیان بھٹکلہ مین متعدد خاندانون نے اختیار کیا ہے اور اپنے مورث اعلےٰ کا نام جن کی تجارت کو بہت فروغ تھا اور لکپتی کہلاتے تھے محمد محترم بیان کیا ہے -

محتشم - اس لقب کے جداعلےٰ محمد محتشم گزرے ہین جو کوکن مین بڑے مالدار تاجر تھے - اس خاندان کے بعض افراد سے مولف کو ملاقات کا اتفاق ہوا ہے -

مُنیرا - منیر الدین کوکنی کی اولاد نے منیرا کا لقب اختیار کیا انکو قضارت کا عہدہ تفویض تھا - لیکن آخر زمانہ عمر مین انکو تجارت مین بہت بڑی کامیابی ہوئی - یہہ متعدد موضع کے زمیندار بھی تھے -

دوسری فصل مشاہیر قوم نایط کے متعلق

انتخاب کس اصول پر کیا گیا مشاہیر قوم نایط سے صرف اون افراد کے مختصر حالات مولف نے اس فصل مین بیان کئے ہین جنکا تذکرہ یا تو کسی مشہور تاریخ سے مولف کو مل سکا - یا جنکی مختصر سوانح عمری سے خود مولف واقف تھا - بدینوجہ کہ یہہ کتاب ایک خاص قوم

کی تاریخ ہے۔ مناسب خیال کیا گیا کہ بعض مشاہیر قوم کے حالات بہی اس مین لکہے جاوین اعم ازینکہ وہ مولف کے معاصرین سے ہون یا متقدمین سے۔

جن مشاہیر قوم کا تذکرہ اس فصل مین ہوا ہے اونکا انتخاب مندرجہ ذیل نوّن اعتبارات پر مبنی ہے۔

(۱) سالکان طریقت (۲) علماء و فضلاء

(۳) والیان ریاست (۴) وزراء

(۵) امراء (۶) اطباء

(۷) شعراء (۸) تجار۔

(۹) اعزاء مشاہیر۔

بعض افراد ان مشاہیر مین ایسے بہی ہین جو بلحاظ تفصیل متذکرۂ بالا متعدد اعتبارات سے موصوف ہین۔ نامون کی ترتیب ردیف کے لحاظ سے قایم ہوئی ہے۔

مشاہیر قوم جن کا احوال اس فصل مین بیان ہوا ہے۔ باعتبار خاندان تین قسم پر منقسم ہین (۱) وہ جنکی دَدْیال اور ننہال

دونون نایطی ہین (۲) وہ جن کی صرف ددیال نایطی ہے (۳) وہ جو اپنی نایطی ننہال کی وجہ سے قوم نایط سے تعلق رکھتے ہین نمبر ا و ۲ کی صراحت جدا جدا نہین کی گئی۔ صرف نمبر ۳ کی نسبت البتہ اشارہ کیا گیا ہے۔ بعض افراد قوم کا خیال ہے کہ نمبر ۳ کو نایطی نہ کہنا چاہیئے اسلئے کہ صرف ننہالی تعلق معتبر نہین ہے۔ مولف کہنا چاہیئے کہ قوم نے کفو کی پابندی کو خود کم کر دیا جس کا لازمی نتیجہ تہا کہ نمبر ۲ و ۳ قایم ہوا۔ اگر ہم اسوقت بال کی کہال نکالین اور صرف نمبر ا کو نایطی کہین تو بہت تہوڑے عرصہ مین نمبر ا بہی باقی نرہیگا زمانہ حال کی رفتار کے لحاظ سے مولف کی رائے ہے کہ اگر قوم نایط نے ان تینون نمبرون کو نایطی مان کر کفو کی پابندی کو کم سے کم انہین تینون نمبرون مین قایم رکہا تو اوسکو اپنے مقصد مین کامیاب سمجہنا چاہیئے ہرگاہ اسی باب کے فصل اول مین بضمن القاب دو ڈگلے کا لقب بیان ہوا ہے۔ اور افراد ڈوگلے لقب نایطی مانے جاتے ہین تو مولف غلطی کرتا اگر افراد نمبر ۳ کے مشاہیر کا احوال اس فصل مین نہ لکہتا۔

آغاز احوال مشاہیر قوم

ردیف الف

(۱) **ابراہیم نایطی**۔ ابن بدر الزمان خان نایطی مشاہیر قوم سے گذرے ہین۔ آپ کے خاندانی اعزاز کا تذکرہ کرنل مارک ولکس نے ہسٹری آف میسور مین کیا ہے۔ جب آپ کوکن سے آرکاٹ آنے لگے تو خطرناک راستہ مین ڈاکوؤن نے آپ کو لوٹ لیا اور اسی مقابلہ مین آپ کے والد ماجد کو شہادت کا مرتبہ ملا۔ جب آپ اپنے بھنون کے ساتھہ کولار پہونچے تو وہان آپ کی ایک ہمشیرہ کا عقد محمدؐ فتح نایک سرگروہ فوج شاہی سے ہوا۔ جن سے آپ کے خاندان کو بڑی مدد ملی۔

(۲) **ابو بکر نایطی**۔ ابن محمدؐ۔ سوداگر لقب۔ ملیبار کے مشہور تاجرین سے ہین۔ اور ہاتیون کی تجارت کرتے ہین۔ لک قپیون مین آپ کا شمار رہے صاحب خُلق و مُروت۔ کشادہ دل اور غربا پرور اور اپنے کفو کے سخت پابند ہین۔

(۳) **ابو محمدؐ نایطی** جُہرمی لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہین

برٹش انڈیا کی حکومت سے پہلے نوابی کے زمانہ مین صوبہ کڑپہ کی دیوانی کا عہدہ آپ کے تفویض تہا۔ خلق اللہ کی آسایش اور آرام کا آپ کو زیادہ خیال رہتا تہا۔ آپ کے حُسن انتظام نے تا دم مرگ آپکو نیک نام رکہا۔ مقام کڑپے کے پُرانے اور مُعمر لوگون کی زبانون پر آپ کے محامد صفات ابتک ضرب المثل ہین۔ مولف کے خاندانی شجرون سے آپ کے خوبیون کی تصدیق ہوتی ہے۔

(۴) مُلا احمدؒ نایتہ۔ گو کنی لقب مشاہیر قوم سے گذرے ہین آپ کلان تر لقب سے ہی مشہور رہے۔ مصنف مآثر الامرانے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ شرفائے عرب سے ہین علم و دانش۔ فضل و کمال سے متصف۔ علی عادل شاہ والی بیجاپور کے التفات خاص سے مدار المہام سلطنت مقرر ہوے۔ شہنشاہ عالمگیر نے آپ کو کمال اعزاز کے ساتہہ طلب کیا اور غائبانہ منصب شش ہزاری اور چہہ ہزار سوار کی افسری کا رتبہ عطا فرمایا۔ خطاب سعد اللہ خانی کا بہی وعدہ ہوا مگر اثنائے راہ مین بمقام احمد نگر پیغام اجل نے آپ کو آگے بڑہنے نہ دیا۔ آپ کے فرزند ارجمند محمد اسعد نایتہ

دربار عالمگیری مین ممتاز رہے اور مراحم شہنشاہی سے سرفراز ہین جن کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔

(۵) نواب احمد حسین خان نایطی۔ لوکہری لقب المخاطب بہ نواب اعظم جنگ بہادر امرائے حیدرآباد سے گزرے ہین آپ کے والد ماجد (نواب محمد عسکری خان شیر افگن جنگ) کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ نواب اعظم جنگ بہادر کی نیک بختی اور اخلاق حسنہ سے زمانہ واقف ہے۔ آپ بڑے دین دار اور خدا ترس امیر تہے۔ اعزاز ذاتی کے سوا آبائی معاش جاگیری آپ پر بحال اور برقرار تہی جو آپ کی رحلت کے بعد آپ کے فرزند ارجمند نواب محمد خلیل اللہ خان کے نام الی الآن قایم ہے۔ آخرالذکر نواب نہایت لایق اور ہونہار شخص ہین آپ کی فروتنی نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین کا مصداق ہے۔ فی زماننا سرکار نظام نے آپ کو ضلع اورنگ آباد کی سوم تعلقداری کا عہدہ عطا فرمایا ہے۔ نیک نام افسرون مین آپکا شمار رہے۔

(۶) احمد عبد العزیز۔ نایطی۔ تانتلی لقب۔ ولا تخلص المخاطب

بہ خان بہادر عزیز جنگ مولف تاریخ ہذا۔ قوم کا خادم۔ گم نامی مین بسر کرتا ہے جس کا خاندانی احوال اور جس کی مختصر سوانح عمری اس کتاب کے باب اول فصل اول مین بیان ہوئی ہے۔ مولفین صحیفۂ زرین اور تزک محبوبیہ کا شکرگذار ہون جنہون نے مہربانی سے اپنے بیش بہا تالیفات مین میرا تذکرہ فرمایا ہے۔ بدینوجہ کہ اس فصل مین بعض شعرائے قوم کا کلام ہدیۂ ناظرین ہوا ہے۔ مولف نے مناسب خیال کیا کہ اپنے نتیجہ فکر کے ایک حصہ کو ناظرین کے ملاحظہ مین پیش کرے۔ معزز ناظرین کے مکارم اخلاق سے متوقع ہون کہ مجھہ ہیچمدان کے نقص کلام پر خوردہ گیرین نہ فرماوین تج

قطعہ تاریخ رحلت مولوی محمد جہانگیر مرحوم سابق مہتمم انعام سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

خدایا این چہ نافرجام روز است	کہ از شام بلا افزون بہ تحدیر
زبان گرویدہ با فریاد ہمدم	تنفس را تحیر شد گلوگیر
الم پشت جہان شکل کمان کرد	رساند از آہ دل بر سینہ ہا تیر
زتار نالہ و شرر یاد عالم	مسرت را بہ پا افتاد زنجیر

کفِ افسوس می مالد پئے ہم	زحسرت ہر جوان و کودک و پیر
چو این افسانہ خوابی فی المثل بود	بجُستم از سروشِ غیب تعبیر
سروشم داد تاریخی جوابے	جہان بگزاشت بیچارہ جہانگیر
	۱۲۹۹ ھ

تاریخ دولت سرائے نواب عماد جنگ بہادر معتمد عدالت وکوتوالی بزمانہ میر مجلسی عدالت العالیہ سرکار نظام

یہ برج امارت میر مجلس	کہ عالی پایہ مرد ہوشمند است
سخن سنجی کہ طولِ باعِ فکرش	فرازِ بامِ معنے را کمند است
بنا فرمود نورانی بنائے	کہ چون بانی بعالم سربلند است
ولا تاریخِ تعمیرش چہ خوش گفت	تعالی اللہ مکان دلپسند است
	۱۲۹۹ ھ

قصیدہ تاریخی در تہنیت میلاد صاحبزادی بلند اقبال حضور نظام ادام اللہ اقبالہم

خوشا صبحے کہ در عہد بہار از فضلِ یزدانی	شود دستان سرا بلبل بباغ تہنیت خوانی

ہمایون روزگارے کاختر برج مراد ما	بگردون حصول مدعا دارد درخشانی
زہے فصلے کہ محبوب علیخان بہادر را	رسید از یمن طالع وقت جشن مملکت رانی
تعالی اللہ چہ ہنگامی کہ در مشکوئے شاہ ما	مہ تابندہ پیدا گشت با سیمائے نورانی
رُخش چون نیر انور قد از شمشاد زیباتر	دہانش حقہ گوہر لبش لعل بدخشانی
بہ پیش فر و اقبالش چہ دارا و چہ اسکندر	بجنب طالعش شرمندہ شد بخت سلیمانی
ز میلادش بہر سو غلغل شادیست در عالم	بہر یک کوچہ می بینیم بہار جشن قاآنی
بہ شکل مہر زر بخشی کند شاہ جوان دولت	ز ابر دست جود او شود پیہم دُر افشانی
بہ یغمائے بساط خوان نعمت ہائے الوانش	رعایا راست در درگاہ سلطان حکم مہمانی
دعا گویان دولت را رسد منت سر منت	ز رحم شہ رہا گشتند محبوسان زندانی
صدائے تہنیت از ہر در و دیوار می آید	وزد باد طرب در گلشن سرکار دیوانی
و لآلائے شہسوار ساحت مدح شہ والا	بدہ شد بذیر طبع خویشتن را رنگ جولانی
باب زر رقم کن مصرع سال ولادت را	ہمایون بادشہ را نوبر گلزار سلطانی ۱۳۰۱ ھ

قطعہ تاریخ فرمان والئی حضور نظام ادام اللہ اقبالہم و اجلالہم

میر محبوب علیخان شاہ والا منزلت بہم ۱۹ سمت	حکم ران شد شاد از احسان خلاق زمین ۵ ۸ ۱۹ ۶

چار تا ستائش نویسد پنجہ کلک ولا ۳ ۹ ۱۲ ف	مملکت رانی ہمایون بادشاہ دکن ۱ ۰ ۱۳ ھ

قطعہ تاریخ تعمیر مسجد بنا فرمودہ نواب صدیق یار جنگ مرحوم

انیک از احسان حسن عمارت گر گفت ۴۰ ۹ الف نسمت کلک سروش ولا سال بنائش نوشت ۳ ۸ ۱۸ ۶	خانہ رب العباد سجدہ گہ مسلمین ۳ ۹ ۱۲ ف معبد قدسی مقام مسجد اقصی است این ۱ ۰ ۱۳ ھ

تاریخ تالیف قانون فارسی مصنفہ سید کمال الدین سنجر شیرازی

چہ سنجر آن چمن آرائے بوستان کمال فلک نیافتہ چون وے بروئے صفحۂ دہر ببین بہ نسخۂ قانون رقم نمودہ او بدین فصاحت و خوبی و اختصار تمام ولائے ما سنۂ طبع او نمود رقم	درین زمانہ کہ شیرین مقال گردیدہ اگرچہ در طلبش ماہ و سال گردیدہ میان خلق عدیم المثال گردیدہ وجود نسخہ دیگر محال گردیدہ پسند خاطر اہل کمال گردیدہ ۶ ۹ ۱۲ ھ

تاریخ سرفرازی خلعت وزارت بہ نواب سر وقار الامرا مرحوم

چون خلعت دستوری خود در اشنہ خاور		بخشید بہ بالائے مہ برج امارت
برجستہ رقم زد سنہ اش معتمداو		زیبد بو قار الامرائیس و زارت ۱۳۱۰ ھ

تاریخ رحلت نواب شمس الامرا امیر کبیر سر خورشید جاہ مغفور

وہ محی الدین خان تیغ جنگ		صاحب اقبال عالی پائیگاہ
آصفی دربار کے میر کبیر		مطلع پاگاہ کے تابندہ ماہ
تھے دکن مین وہ بزرگی کے نشان		اور ریاست کے بہایت خیرخواہ
رہگرائے جنت الماوا ہوے		قصر فردوس برین ہے خوابگاہ
شمس دیہیم امارت چھپ گیا		ابرِ غم سے روز روشن ہے سیاہ
تیراندوہش بدلہا جا گرفت		تیرہ و تار است در چشمان نگاہ
سال رحلت ہے بیان واقعی		ہائے دنیا سے گئے خورشید جاہ ۱۳۲۰ ھ

تاریخ حکمرانی مہاراجہ میسور ادام اللہ اقبالہم

زہے جشنے کہ اندر ملک میسور		ہمہ را فزائے ہر پیر و جوان شد
خہے رسمے کہ در ایوان شاہی		مسرت بخش قلب راجگان شد

گورنر جنرل ہند از برائیش
بکرّ و فرِ شاہی میہمان شد

مہاراجہ سریر آرائے راج است
بحمداللہ کہ این دولت جوان شد

ولا سال ہمایونش چہ خوش گفت
مہاراجہ بدولت حکمران شد

۲۰ ۱۳ ھ

قصیدہ تاریخی متعلق بہ تعمیر مکان الکن محل در ریاست نابہا حسب فرمایش والی ریاست ادام اللہ اقبالہم

افق پر آگیا مہتاب شام تار نابہا مین
ثمر آنے لگے باغنچۂ گلنار نابہا مین

بہار آئی چمن مین بلبلان باغ بول اوٹھے
ہما کا آشیان قایم ہوا گلزار نابہا مین

پکارا باغبان نابہا ہے بلبل ہم نشین تیرا
ترنّم ہے نوید جانفزا منقار نابہا مین

ہمایون راجہ بہگوان سنگہ ذی مرتبے نے
بنا کی اک عمارت دلکشا دربار نابہا مین

عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بن گیا ایوان
خدا کی شان ہے اُس صنعت معمار نابہا مین

ہوئی تکمیل اوسکی راجہ ہیرا سنگہ یکتا سے
جو لعل بے بہا ہین معدن کہُسار نابہا مین

یہہ راجہ راجگان ہند کے ہین اور مہاراجہ
شجیع نامور ہین لشکر جرّار نابہا مین

قدموزون پہ انکے خلعت دولت ہوا زیبا
انہین کے نام کا سرپیچ ہے دستار نابہا مین

سخن گویان عالم مین انہین کا بول بالا ہے
انہین کا نام ہے ضرب المثل گفتار نابہا مین

انہین کی مہر سے پرنور صبح عیش دولت ہے
انہین کی چال سے اٹھکیلیونکو زیب و زینت ہے
شفائے قلب ہے چشم مروت انکی دنیا مین
انہین کی ذات سے مضبوط ہے رشتہ محبت کا
تعلق ہے انہین کے تخت سے اطراف عالم کو
دل اغیار مین ڈر ہے انہین کی نیزہ بازی کا
انہین کی پامردی سے ہوئی ثابت قدم دولت
مہکتی ہے انہین کی نکہت اخلاق عالم مین
انہین کی جعد مشکین سے ہے رونق فرق دولت کی
انہین کی ناوک مژگان سے گہایل قلب دشمن کا
انہین کے نور سے چمکا ستارا بخت و دولت کا
سخن سنجان نازک فہم ہین مدحت سرا انکے
ہوی تکمیل جب انکی دیا سے اس عمارت کی
بڑہائی اس مکان نے قدر و قیمت ملک نابہا کی
اسی مین نائب قیصر کی مہمانی کا سامان تہا

یہی ہین شاہ خاور گشت بد دوار نابہا ہین
یہی کبک دری ہین دامن کہسار نابہا ہین
خمار جانفزا ہین نرگس بیمار نابہا ہین
یہی ہین رشتہ جان گردش زنار نابہا ہین
یہی ہین نقطہ مشکین خط پرکار نابہا ہین
یہی نوک مژہ ہین اور خلش ہین خار نابہا ہین
ترقی ہے انہین کی چال سے رفتار نابہا ہین
انہین سے رنگ و بو ہے طبلہ عطار نابہا ہین
انہین کے خط سے خط و خال ہین رخسار نابہا ہین
یہی زہر ہلاہل ہین پر سو فار نابہا ہین
یہی ہین سعد اکبر طالع بیدار نابہا ہین
یہی ہین مطلع بیت الغزل اشعار نابہا ہین
حکیمون نے کہا جان آئی جسم زار نابہا ہین
غنیمت ہے یہہ جنس بے بہا بازار نابہا ہین
اسی سے نام پایا یہہ مکان امصار نابہا ہین

بڑہا لی آبرو فیض قدم سے لارڈ ایلجن نے
اونہین کے نام سے روشن ہوا نام اس عمارت کا
ولاّ نے غرض کی تاریخ سمبت بر محل اسکی
رہین قایم الٰہی قصر عالی مین بہار آج
سلامت یا خدا سرکار نابہا اور یہہ منزل
سخن سنجون کے دامن یا خدا انعام سی پر ہون

اسی سے آبرو سے گوہر شہوار نابہا مین
بشکل ماہ تابان مطلع انوار نابہا مین
بنا الگن محلّ پر فضا سرکار نابہا مین
۱۹ ۵۵ سمبت
چمک جبتک رہے شمشیر جوہر دار نابہا مین
بلندی جبتک ہے سعی دیوار نابہا مین
تقاطر جبتک ہے ابر گوہر بار نابہا مین

صحیفۂ زرین کی تقریظی تاریخ

نول کشور کہ مرد خجستہ طالع بود — محبتش بدل خلق نقش بر حجر است
بہار باغ وجودش پراک نارائن — خوشا بہار کہ ز نخل علم پر ثمر است
ضیائے چشم مروت امیر روشن رای — حدیقہ چمنستان دانش و ہنر است
روان طبع سخن مالک اودہ اخبار — نتیجہ قلم دانشار لیئق نامور است
بہ رائے صائب خود گرچہ آن تفوق داشت — ولے بعقل جوان گویم این بہ از پدر است
پدر اگر نتواند پسر تمام کند — بقولہ عجمی حسب حال این پسر است
ببین صحیفۂ زرین ز حسن تمایش — کہ در تسلسل احوال رشتہ گہر است
صحیفۂ بہ مثل یادگار دربار است — بہ نام نامی قیصر چہ مایہ مفتخر است

صحیفه که مشاهیر هند را تاریخ
زهی وضاحت مضمون باختصار بیان
سواد بخش معانی بود سواد خطش
پسند خاطر اهلِ کمال چون نشود
هنروران جهان قدر قیمتش دانند
همای اوج سعادت بدام او افتد
بعید نیست که قیصر کند باو نظری
طلا کند مس بے مایه را نگاهِ کرم
مولفش همه تن در خور خطاب بدر
سزد که نائب قیصر شود محرک او
ز دست من نرسد هیچ جز بصدق دعا
ولا بلوح کتابش رقم زند تاریخ

صحیفه که جلا بخش معنی سیر است
عجوبه ایست که دریا مگر بکوزه در است
بیاض بین سطورش تجلی نظر است
که از کمال مولف زمانه باخبر است
که کوه نور باکلیل فرق تاجور است
اگر توجه شه را بجانبش گذر است
که این خزینه از آن بارگه قریب تر است
شگرف نیست اگر کیمیا ز خاک در است
که یک اشاره سلطان وسیلة الظفر است
بعندلیب چمن احتیاج بال و پر است
که ارمغان سخن گوشه حرف مختصر است

نشان هستی نام آوران ز آب راست
۹۳ ۱۸ ۶

قصیده تاریخی به تقریب تاج پوشی قیصر هند اڈورڈ هفتم ادام الله اقبالهم به صنعت تعمیه

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
مرغ دولت کہ ہمی زد ورہ جنگ صفیر
شکر خالق کہ ہوا جشن ہمایون آغاز
شوکت وشان وتجمل سے سواری آئی
تہا عجب ولولہ جوش طرب لندن مین
غربا بخشش وانعام سے مسرور ہوے
باریابی ہوئی دربار شہنشاہی مین
تہنیت مین وہ لگاتار چلے آتے تہے
میہمان لوٹ گئے اپنے ممالک کیطرف
حیدر آباد مین ہے تہنیت جشن کی دہوم
دعوتین ولولۂ شوق کی ہین اسپیچین
یا خدا دشمن قیصر کو ہو ذلت مقسوم
خالق ارض وسما ہووے نگہبان اسکا
ظل عالی مین ہے اوسکی رعایا خوشحال
قسمت خیر سگالش ہمہ در ناز ونعم

آخر آمد زپس پردہ تقدیر بکام
عاقبت دانہ اقبال فگندش در دام
تاج پوشی نے کیا جبکا مبارک انجام
دونون جانب تہا وفادار رعایا کا سلام
شام سے صبح تلک صبح سے لیکر تا شام
شرفا لطف ومدارا سے ہوے شیرین کام
علما کو ہوے اعزاز عطا نام بنام
بادشاہان الوالعزم کیجانب سے پیام
باہمہ فخر ومباہات بصد نیل مرام
کس تکلف سے سجا آج ہے دربار نظام
خوان یغما ہے اسی دن کے لئے علم کلام
خیر خواہون کو ملین عزت وتوقیر کے جام
اوسکے اقبال کے حامی ہون بزرگان کرام
اوسکی اکلیل پہ ہو سایہ فگن رب انام
باد در بخت بد اندیش خور ونوش حرام

جب تلک نخل میں ہے پہول کی خلقت قایم	نخل اقبال شہنشہ رہے ہر سبز مدام
صنعت تعمیہ جب تک فن تاریخ میں ہے	تاج پر نور کو ہو فرق شہنشہ پہ قیام
	۸۶۲ + ۱۰۴۰ = ۱۹۰۲

مرثیہ تاریخی لبسو گواری رحلت نواب خیر النسا بیگم محل خاص امیر الہند والا جاہ نواب محمدؐ غوث خان بہادر والی ریاست مدراس صنعت تعمیہ

حیف از جہان کہ مالک دیرینۂ وطن	زین خاکدان گزشت و بملک بقا رسید
حیف اے فلک کہ بیگم خاص امیر ہند	رخت سفر بہ بست و بہ دار الجزا رسید
فریاد از آن زمان کہ نشانے از و نماند	در ساعتے کہ نعرۂ و احسر تا رسید
وا حسرتا کہ در چمنستان زندگی	در موسم نسیم چہ باد فنا رسید
گویم مگر کہ مادر گیتی خبر نداشت	زین ماتم و غمے کہ ز دستش بما رسید
چشم جہانیان ز غمش اشک خون گریست	گوئی کہ ناوکے بدل اندر فرا رسید
دل بے قرار گشت و جہان تیرہ در نظر	چون این خبر بہ پردۂ گوش ولا رسید
ہے ہے از این الم کہ طپیدن نہان نداشت	زان صدمۂ کہ بر جگرم بر ملا رسید
گو مصرعے کہ بلبل شیراز زد نفیر	در گلستان دہر بگوش آشنا رسید

آن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک	گرد از زمین بدامن پیر سمار رسید
سیارگان دور فلک منتشر شدند	شورغمش ببین ز کجا تا کجا رسید
تاریخ او بہ تعبیہ گو ید سروش غیب	خیر النسا حضور شہ انبیا رسید ۹۵۲ + ۶۹ ۳۰
روح الامین بگفت کہ بنگر مراتبش	خیر النسا بہ درگہ جل و علا رسید ۹۵۲ + ۳۶۹

تاریخ رحلت مولوی سید غلام رسول شریک معتمد مال سرکار نظام در صنعت تخرجہ

حیف اے فلک کہ مرد نکو از زمانہ رفت	رفت آنچنان کہ خاطر عالم ملول شد
فکر ولاست تخرجہ سال فصلیش	واحسرتا کہ جان ز غلام رسول شد ۵۴ - ۷۵ ۱۳ ف

رباعی تاریخی بہ تقریب دربار قیصری دہلی

سبحان اللہ چہ ساز و سامان گرداست	در خطۂ دہلی زپی کشور ہند
پرسیدم و از فلک شنیدم سالش	جشن دربار نامی قیصر ہند ۲۱ ۱۳ ھ

(۷) مولوی۔ حاجی۔ احمد علی نایطی۔ الملقب بہ بہانڈے بہونڈے ابن مولوی محمد قادر علی مغفور بیہوش تخلص معزز ین مدراس

سے ہین۔ فضیلت دستگاہ مولانا باقر آگاہ آپ کے جد اعلے ہے
جن کا احوال اس فصل مین جداگانہ لکہا گیا ہے۔ مولف کو آپ کی ملاقات
کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ نہایت ذی علم۔ فاضل منکسر المزاج اور
خلیق شخص ہین۔ بڑی ناموری کے ساتہہ زندگی بسر کرتے ہین۔ فی زمانا
پرنس آف آرکاٹ کی مدار المہامی کا معزز عہدہ آپکے تفویض ہے۔

(۸) احمد محی الدین خان نایطی۔ المخاطب بہ محمد نواز جنگ مغفور خلف الصدق نواب داراب جنگ مرحوم نیک نفس امرائے حیدر آباد سے گزرے ہین۔ مولف نے آپ کی زندگی مین آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ کاروبار دنیوی سے آپ کنارہ کش تہے اور ہمیشہ عبادت الٰہی مین مشغول و منہمک رہا کرتے تہے۔ آپ کی علمی قابلیت بہت اچہی تہی۔ کلام ربانی کی تفسیر ہمیشہ آپکے روبرو کہلی رہتی تہی اگرچہ آبائی معاش جاگیری اور اعزاز خاندانی سے سرفراز تہے لیکن اوس کی جانب بہت کم توجہ فرماتے تہے۔

(۹) حکیم۔ ادریس نایطی۔ تانتلی لقب ابن مولوی حکیم احمد سعید

مغفور حیدرآباد کے حاذق اطبائے یونانی سے گزرے ہین۔ آپ کا مطب خاص امراض کے معالجہ مین بہت مشہور تہا۔ افراد قوم کے لئے آپکی ذات بابرکات نہایت مغتنم سمجھی جاتی تہی۔ مولف کو آپکی خدمت مین نہ صرف نیاز تہا بلکہ نبی اعمامی کا شرف بہی۔ آپ بڑے مستقل مزاج اور خلیق شخص تہے۔ تشخیص امراض مین نہایت غور وتامل سے کام لیتے تہے۔ افسوس ہے کہ اپنی قوم کا فدائی بہت جلد دنیا سے چل بسا آپکے فرزند کے سوا آپکے برادر مولوی محمد شرف الدین نایطی سرکار نظام کے نمک خوار اور علاقہ مالگذاری کے تحصیلدار رہین۔

(۱۰) اسلم خان نایطی لوکہری لقب۔ شایان تخلص ابن قاضی احمد المخاطب بہ علی احمد خان بہادر مشاہیر قوم سے گذرے ہین۔ آپ فن انشاء کے زبردست ماہر تہے۔ طرز ظہوری کے پیرو اور ظہوری وقت سمجھے جاتے تہے۔ بعض مصنفین نے آپ کے خط شکستہ کی بہی تعریف لکہی ہے آپکی ذات ستودہ صفات جواہر علوم سے آراستہ تہی اور مکارم اخلاق سے پیراستہ۔ دربار والاجاہی مین دارالانشائے خاص کی صدارت کو آپ سے شرف حاصل تہا فارسی زبان مین آپ کی نظم استادان

سلف کے ہم پلہ سمجھی جاتی تہی۔ مشاعرہ اعظم کے پختہ کلاموں مین آپکا شمار تہا۔ امیرالہند نواب محمد غوث خان مغفور نے اپنی تصنیفات تذکرہ گلزار اعظم اور صبح وطن مین آپکی اور خوبیون کے ساتہہ آپ کی راست بازی اور دیانت شعاری کی تعریف لکہی ہے۔ مصنف گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ محمد اسلم خان شایان از زمرہ معنی یابان دقت آفرین و رنگین نفسان این سرزمین است۔ استعداد شایان داشت و قدرتے نمایان۔ نثر رنگین تر از نظم می نگارد و مثنوی خسروی دارد۔ از افراد معتبر زمانہ است۔ و در اخلاق و اخلاص یگانہ۔ صاحب تزک محبوبیہ نے بہی ضمناً آپکا احوال لکہا ہے۔ مسائل التعلیم۔ منہج التقویم۔ شرح منہاج فقہ شافعی۔ مثنوی گداز دل۔ مثنوی ظفر نامہ۔ وقائع حیدری عین المصادر۔ گلدستہ مناقب۔ دیوان شایان۔ مثنوی خرد۔ یہہ دس تصانیف آپ کے علم وفضل کا اعلےٰ یادگار۔ اور آپکی طبعزاد کا انتخاب منتخب الاشعار کا حکم رکہتا ہے۔

وہو ہذا

خندہ برق جنون دیدن پنہان کسے	فتنہ دام پری سایۂ مژگان کسے

اشک دریا دل شایان سر طوفان دارد	نکشد چشم ترش منت دامان کسے
ولہ	
خط موجب انگشت تحیر بر لب ساغر	ندانم گردش چشم کہ حیران میکند دل را
نمیدانم دم تیغ تو آب زندگی دارد	کہ سیراب انداز عمر ابد این تشنہ بسمل ہا

(۱۱) ملا اسمعیل نایطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین جو سلطان محمد شاہ بہمنی کے درباری امرا سے تھے۔ تخت فیروزہ کا نام اور اوسکے واقعات کو مورخین نے محمد شاہ بہمنی کے احوال مین لکھا ہے جس کی قیمت تقریبًا ایک کرور ہون بیان ہوئی ہے۔ اسی تخت فیروزہ کی حفاظت ملا اسمعیل نوایتہ کے آبا واجداد سے متعلق تھی جس کی تصدیق مصنف تاریخ فرشتہ نے کی ہے اور ملا اسمعیل کو نوایتہ تسلیم کیا ہے اس سے زیادہ ان کا احوال مولف کو نہ مل سکا۔

(۱۲) افضل خان نایطی۔ المتخلص بہ لذتی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان والی ریاست مدراس نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین فرمایا ہے کہ آپ اُمرائے دہلی سے تھے اور نواب سعادت اللہ خان نایطی کے معاصرین سے

اواخر عمر مین آپ نے دربار والاجاہی کا شرف حاصل کیا۔ اور معززین درباری مین آپ کا شمار رہوا۔ مصنف گلدستہ کرناٹک نے آپکا تذکرہ اس مختصر بیان پر ختم فرمایا ہے کہ افضل خان لذتی از لذت یافتگان خوانِ الوانِ سخن و چاشنی گیران مائدہ این فن بود۔ نایطی نژاد است و از خوش فکران این گلزمین مینو سواد مثنوی او کہ قصہ چندر بدن مہیار انظم کردہ بسیار ریختہ مضامین است آپکی طبعزاد کا انتخاب کوئی شک نہین کہ نہایت پر مذاق ہے

وہو ہذا

سیہ چشمے کہ بلبل وار میر قصم ز شمشیرش	ہوا را سرمہ دان ساز د معلق ہائے نخچیرش

ولہ

شب کہ آہم علم شعلہ چو بر پا می کرد	برق پرمیز د و از دور تماشا می کرد

(۱۳) سید امر اللہ شاہ نایطی۔ ماکے۔ لوکھری۔ المخاطب بہ نواب معتقد جنگ بہادر۔ بن سید شاہ قمر الدین بن سید شاہ غلام اسرار بن سید شاہ امر اللہ بن سید شاہ رضا قدس سرہم۔ مشاہیر قوم سے ہین۔ آپکے جد ماجد غلام اسرار مغفور کی والدہ مکرمہ (لاڈلی بیگم) شاہ

صوفی نایلطی لوکہری قدس سرہ کی صاحبزادی تہین۔ آپ کے جد اعلے سید شاہ رضا قدس سرہ ایک مشہور اور مقدس بزرگ گزرے ہین جن کا تذکرہ مصنف گلزار آصفیہ نے فرمایا ہے آپ کے وصال سے پہلے۔ عالم حیات مین آپکی کرامات کا شہرہ تہا حضرت غفران مآب نواب نظام علیخان بہادر والی ریاست آصفیہ کو آپ کے ساتہہ خاص عقیدت تہی حضرت ممدوح نے کئی بار آپکے مکان پر قدم رنجہ فرماکر سعادت حاصل کی اور آپ کے مصارف کیلئے جاگیری معاش عطا فرمائی ۱۱۸۴ھ گیارہ سو چوراسی ہجری مین آپکا وصال ہوا۔ بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد کے تالاب میر حملہ سے متصل آپ کا دولت سرائے خاص آپ کا مدفن ہے۔ آپکے صاحبزادے سید شاہ امر اللہ قدس سرہ اپنے والد ماجد کے سجادہ نشین قرار پائے آپنے اپنی زندگی تک گہر سے باہر قدم نرکہا۔ اعلیحضرت غفران مآب علیہ الرحمۃ کو آپ سے بہی کامل عقیدت تہی۔ اعظم الامراے ارسطوجاہ مدار المہام ریاست نے بہی بارہا آپ کی قدمبوسی کا شرف پایا ہے سید امر اللہ شاہ حال تباریخ ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۵۷ھ بمقام بلدہ حیدرآباد

متولد ہوے۔ ابتدائی تعلیم اپنے ماموں نواب قاسم یار جنگ مغفور کی نگرانی مین حاصل کی۔ عربی۔ فارسی کی کتب متداولہ بھی آپنے اپنے ماموے مغفور سے پڑہین۔ تحصیل علوم عربیہ مین آپکو مولانا محمدؐ زمانخان شہید سے تلمذ کا افتخار حاصل ہے۔ نواب سالار جنگ مغفور وزیر اعظم ریاست آصفیہ کے عہد وزارت مین آپ نے شعور سنبھالا اور دوم تعلقدار مقرر ہوے۔ پہر عہدہ اول تعلقداری ضلع پر آپکی ترقی ہوئی بعد ناظم نظم جمعیت کا عہدہ آپ کو عطا ہوا بالآخر شریک معتمد فوج قرار پائے۔ فی زماننا حُسن خدمت کے وظیفہ خوار ہین۔ سرکار نظام نے آپ کو خانی وبہادری کے علاوہ معتضد جنگ کے خطاب سے سرفرازی بخشی ہے۔ آپ کا علمی سواد بہت درست۔ زبان فارسی اور فن سیر سے آپکو خاص دلچسپی ہی فن سپاہ گری مین اُستاد کامل۔ ہتیارون کے بڑے قدردان ہین باوجود ان مراتب عالیہ کے نہایت خلیق ذی مروت فقیرانہ مزاج رکہتے ہین۔ معاش آبائی سے مواضع بندنور وغیرہ بحیثیت جاگیر آپ کے نام بحال وبرقرار ہین۔ لوازمہ اعزازی یعنی سواری فیل

کے معاوضہ مین منصب سے ممتاز ہین۔ آپ کے دو صاحبزادے سید ولایت حسین اور سید صفدر حسین ہونہار معلوم ہوتے ہین۔

ردیف ب

(۱۴۱) **مولوی باقر حسین نایطی**۔ المخاطب بہ حسن علیخان بہادر مختار تخلص نام اور ان قوم سے گزرے ہین۔ آپ محمود دجری کی اولاد اور معززین قوم نایط سے تھے ۱۲۱۱ھ مین بمقام قلعہ سرنگ پٹن متولد ہوے۔ پانچ سال کی عمر مین اپنے والد حسن علی خان کے ساتھ محمد پور ارکاٹ آئے جہان آپ کی ابتدائی تعلیم ہوئی ۱۲۳۰ھ مین مدراس پہونچکر اکتساب علوم و فنون کی نعمت حاصل کی حضرت رضوان مآب نواب اعظم جاہ مغفور والی ریاست کرناٹک کے دربار سے آپکو حسن علی خان بہادر کا آبائی خطاب عطا ہوا۔ مشاعرۂ اعظم کی شرکت کا اعزاز ملا۔ والی مدراس نے اپنی تصنیف تذکرۂ گلزار اعظم مین آپ کا تذکرہ فرماتے ہوے لکھا ہے۔ کہ خیال فکر ہندی خصوصاً مرثیہ گوئی بیشتر دارد۔ وشعر فارسی کمتر می نگارد۔ آپ کے فارسی کلام کا انتخاب فی الحقیقت لاجواب ہے۔

وہو ہذا		
ہر کہ سازد سرکشی ہمچون حباب شوخ چشم		زود بیند از ہوائے خویش مدفن زیر پا
تیغ بہر کشتنم برکش کہ در میدان عشق		سر بریدن از تو خوش از من طپیدن زیر پا
	ولہ	
اے پیش آفتاب رخت رنگ مہوشان		مانند شبنم از گل رخسار جست و رفت
عیش و نشاط اہل جہان را ثبات نیست		چون دامن بہار کہ آمد بدست و رفت

(۱۵) **نواب باقر علی خان نایطی**۔ ریاست کرناٹک کے امرا سے گزرے ہین۔ آپ نواب سعادت اللہ خان بہادر والی کرناٹک کے حقیقی بھتیجے۔ فنون سپہ گری مین ممتاز اور مراتب امارت سے سرفراز نہایت کم سخن اور منکسر المزاج تھے۔ ریورن۔ جی۔ یو۔ پوپ نے اپنی انگریزی تصنیف ٹسٹ بک آف انڈین ہسٹری مین آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔ مصنف توزک والاجاہی نے بھی ضمناً آپکا احوال لکھا ہے۔

(۱۶) **بدر الزمانخان نایطی**۔ ابن ابراہیم کوکنی۔ شرفائے قوم سے گزرے ہین۔ جنکو ارکاٹ کے سفر مین باغی جماعت کے ساتھہ ناگزیر لڑنا پڑا سخت مقابلہ کے بعد آپکو شہادت کا مرتبہ نصیب ہوا۔ آپکے

فرزند ابراہیم نایطی جان بر ہوکر ارکاٹ آئے پھر کولار مین اقامت اختیار کی جنکا احوال جدا گانہ لکھا گیا ہی۔ آپکی وجاہت اور جوانمردی کی زندہ تاریخ بزرگان قوم کی زبان پر باقی ہی۔ کرنل مارک ولکس نے بھی ہسٹری آف میسور مین اپکا ذکر کیا ہی آپ ہی کی صاحبزادی حیدر علی خان والی میسور کی والدہ تھین

(۱۷) بہاء الدین نایطی عرف باپو صاحب صدیقا لقب ابن محمد نقی مقام کرُگ کے مشاہیر تجار رہے ہین۔ لک پتی تجار مین آپکا شمار ہے۔ کافی اور الایچی کی تجارت کے سوا ایک وسیع رقبہ اراضی کے زمیندار بہی ہین۔ آپکی فراست اور روشن خیالات پر معاصرین کو فخر ہے خداوند کریم نے آپ مین فطرتاً گشادہ دلی کی صفت عطا فرمائی ہے۔ جس سے افراد قوم کیلئے خصوصًا اور پبلک کامون مین عموماً آپکا نمبر اکثر افراد سے آگے رہتا ہے۔

(۱۸) مولوی بہاء الدین خان نایطی۔ المخاطب بہ شب افروز خان بہادر معز زین دربار والا جاہی سے گزرے ہین۔ نوابی مدراس کے نامی امیرون مین آپکا شمار تہا۔ سرکاری مشعل خانہ کی خدمت سے سرفراز رہے ۱۲۶۰ھ بارہ سو ساٹھہ ہجری امیر الہند والا جاہ عمدۃ الامراء نواب

محمد غوث خان بہادر والی ریاست کے دربار سے آپکو شب افروز خان کا خطاب عطا ہوا۔ آپکی انتظامی قابلیت اظہر من الشمس تھی آپ کے گھر کے چراغ مولوی قادر حسن خان نایطی حیدر آباد مین سکونت پذیرا ور سرکار نظام کے خزانہ شاہی سے حُسن خدمت کا وظیفہ پاتے ہین۔

ردیف پ

(۱۹) پادشاہ میان نایطی الملقب بہ آگ لاوے و آتش خانی مشاہیر حیدر آباد سے گزرے ہین۔ آتش خانی کا لقب غالبًا آپ کا خاندانی خطاب ہے جو آپ کے بزرگون نے حاصل کیا تھا۔ بعض بزرگان قوم نے فرمایا کہ آپ کے جد اعلے کو سلطنت آصفیہ مین توپخانہ کی افسریت حاصل تھی۔ آتش خانی کا لقب اوسی کی علامت ہے ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ لیکن اون کے افراد خاندان اپنے نامون کے ساتھہ آج تک آتش خانی کے الفاظ قومی لقب کے طور سے لکھتے ہین مولف کا خیال ہے کہ یا تو اونہون نے آگ لاوے کے لقب کو فارسی الفاظ کے ساتھہ بدل دیا ہے۔ یا صرف اپنے جد اعلےٰ کے عہدہ کی علامت

کو اپنا قومی لقب قرار دیا۔ یہہ بزرگ بڑے نیک نفس اور قبیلہ پروَر گزرے ہین جن کے اخلاق کا نقش افراد قوم کے قلوب پر اتبک قایم ہے

ردیف ت

(۲۰) **نواب تراب علی خان مغفور نایطی ما کے لقب** المخاطب بہ شجاع الدولہ۔ مختار الملک تراب علیخان سر سالار جنگ بہادر ۔جی۔سی۔یس۔آئی۔ڈی۔سی۔ایل۔ وزیر اعظم ریاست حیدر آباد بن شجاع الدولہ نواب میر محمدؐ علیخان سالار جنگ بن منیر الدولہ منیر الملک نواب علی زمانخان غیور جنگ المخاطب بہ حیدر یار خان بن اشجع الدولہ اشجع الملک نواب محمدؐ صفدر خان غیور جنگ بن منیر الدولہ منیر الملک نواب شیخ محمد شمس الدین حیدر خان شیر جنگ بن محمدؐ تقی بن محمدؐ باقر بن شیخ محمدؐ علی فخر قوم اور ریاست حیدر آباد کے خاندانی امرا سے تھے۔

خاندان | آپ کا سلسلۂ نسب حضرت عاشق رسول خواجہ خواجگان خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ تک پہونچتا ہے۔ آپ کے جد امجد شیخ محمدؐ علی نے ملا احمد نایتہ کی صاحبزادی کے ساتھہ شادی کی تھی

انہین کے بطن سے شیخ محمد باقر اور اون کا ذیلی سلسلہ قایم ہوا۔ ملا
احمد نایتہ دربار عادل شاہیہ کے مدار المہام تہے جن کا تذکرہ جداگانہ
ہوا ہے۔ پادشاہ وقت نے شیخ محمد علی کو اپنا دبیر مقرر کیا شیخ محمد علی
کے فرزند شیخ محمد باقر نے علی عادل شاہ کے دربار مین میر سامانی
کی خدمت پائی۔ شیخ محمد باقر کی شادی علیخان کی بہن سے ہوئی جو سلطنت
بیجاپور کے ایک باتوقیر امیر تہے۔ علیخان کی دوسری بہن ملا یحییٰ
برادر ملا احمد نایتہ سے منسوب ہوئین۔ شیخ محمد باقر نے سلطنت مغلیہ سے
تعلق پیدا کیا اور شاہ جہان آباد کشمیر کی دیوانی سے سرفراز ہوے
پانسو سوار اور دو ہزار پیادہ کا اعزاز آپ کو عطا ہوا اور آپکی
درخواست پر خدمت کا تبادلہ دیوانی کوکن کے ساتہہ ہوا جو ابتدا
نظام شاہی اور عادل شاہی خاندان کے ماتحت تہا۔ آخر عمر مین
آپ نے ترک ملازمت کر کے اورنگ آباد مین سکونت اختیار
کی اور ۱۷۷۵ء استرہ سو پچہتر عیسوی مین رحلت فرمائی آپ کے فرزند
شیخ محمد تقی کو بہادر شاہ کے زمانہ مین پانچہزار پیادے اور پچاس
سوار اور اورنگ زیبی عہد مین تین ہزار پیدل کا اعزاز ملا آپ سے

اوس جزیہ کا انتظام متعلق ہوا جو فرخ سیر نے اورنگ آباد کے ہنود
پر قایم کیا تہا۔ حضرت (مغفرت مآب) آصف جاہ اول نور اللہ مرقدہ
نے اپنے زمانہ وزارت دکن مین آپ کو اپنی تمام فوج کا افسر بنایا
سنہ ۱۱۴۵ گیارہ سو پینتالیس ہجری مین آپ نے رحلت کی۔ آپ کے
صاحبزادے شیخ محمد شمس الدین حیدر اوسوقت نہایت کم سن تہے
جن کو شہنشاہ اورنگ زیب کے دربار سے سو پیادون کی افسری
کا رتبہ مل چکا تہا۔ عالم شباب مین حضرت (مغفرت مآب) علیہ الرحمۃ
نے آپ کو دو سو سوارون کی افسری عنایت فرمائی اور اپنا فیلخانہ
بہی آپ کے سپرد فرمایا اور پہر تین سو پیادون کے افسر کردئے گئے
جب حضرت ممدوح و مغفور نے دکن سے دہلی کا ارادہ کیا تو محمد
شمس الدین حیدر حضرت ممدوح کے عرض بیگی تہے۔ نادر شاہ کے
حملہ کے بعد آپ کو حیدر یار خان کا خطاب اور پانسو فوج کی افسری
عطا ہوئی۔ جب حضرت ممدوح دہلی سے واپس ہوے تو آپ کا منصب
بتدریج ترقی کرنے لگا حتے کہ آپ پندرہ سو پیدل اور پانسو سوار
کے افسر مقرر ہو گئے۔ اور بالآخر امیر الممالک نواب صلابت جنگ

کی حکومت دکن مین آپ کو پانچ ہزار پیادے اور چار ہزار سوارون
سے عزت ملی۔ شاہی خلعت۔ پالکی۔ نوبت۔ نقارہ اور نشان کے
لوازمہ کے ساتھہ منیر الدولہ شیر جنگ کا خطاب سرفراز ہوا
اور پہر باضافہ مناصب و مراتب منیر الملک سے مخاطب ہوے
جسکے بعد آپکا نام دیوان السلطنت ہوا اور آخر پر صوبہ جات
دکن کے دیوان قرار پائے۔ حضرت (غفران مآب) نواب نظام
علیخان مغفور کے عہد میمنت مہد مین آپ نے بوجہ پیرانہ سالی امور
سلطنت سے کنارہ کشی کی اور اورنگ آباد مین سکونت اختیار
فرمائی لیکن حضرت غفران مآب کی خواہش سے آپ کو اورنگ آباد
کی نظامت قبول کرنا پڑی ۱۱۸۹ھ گیارہ سو نواسی ہجری مین آپنے
انتقال فرمایا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے محمد صفدر خان غیور جنگ
کو جن کی ولادت ۱۱۲۵ھ گیارہ سو پچیس ہجری مین واقع ہوئی تہی
نواب مظفر جنگ کے چند روزہ عمل داری مین خانی کا خطاب
اور تین ہزار پیدل اور چہہ سو سوار کی افسری ملی۔ صلابت جنگ
کے عہد حکومت مین پہلے آپ اورنگ آباد کے کوتوال مقرر ہوے

اور رفتہ رفتہ تین ہزار پیدل اور دو ہزار سواروں کے ساتھہ
صاحب نوبت ونشان ہوکر ۱۱۷۴ھ گیارہ سو چوہتر ہجری مین غیور جنگ
اشجع الدولہ کے خطاب خلعت شاہی اور لوازمہ پالکی سے سرفراز
ہوے فوج پیدل کی تعداد مین چار ہزار تک ترقی ہوئی بڑہتے بڑہتے
پانچ ہزار پیدل اور چار ہزار سوار کے افسر ہو گئے ۱۱۹۷ھ گیارہ سو
ستانوے ہجری مین اشجع الملک سے مخاطب اور صوبات دکن کے
دیوان قرار پائے۔ حضرت (غفران مآب) علیہ الرحمۃ کے عہد ہمایون
مین آپ نے بتاریخ ۱۴ ماہ شعبان سنہ الیہ بمقام نبگال وفات پائی
آپ کے تیسرے صاحبزادے (نواب منیر الدولہ منیر الملک ثانی علی
زمان خان غیور جنگ المخاطب بہ حیدر یار خان دوم) پانچ ہزار
پیادے اور تین سو سواروں کے اعلیٰ افسر۔ نوبت نقارے نشان
اور پالکی کے لوازمہ سے سرفراز اور صوبات دکن کے دیوان مقرر
ہوے۔ جب نواب غلام سید خان ارسطو جاہ بہادر کی روانگی دربار
پونا کو قرار پائی تو آپ دربار نظام کے جملہ کاروبار اور فوج کے
نگران رہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند محمد علیخان بہادر

نے بہی خطابات آبائی سے سرفرازی پائی۔

ولادت | جن کے گہر کے چراغ نواب تراب علیخان۔ سالار جنگ ہین آپ کے پرنانا میر عالم مرحوم سادات شوستر کی نسل سے گذرے ہین جن کے والد ماجد سید رضا مرحوم کو حضرت غفران مآب علیہ الرحمۃ کے دربار سے جاگیری معاش عطا ہوئی تہی۔ میر عالم مرحوم کو سلطنت آصفیہ مین جو مراتب حاصل تہے وہ محتاج بیان نہین ہین سلطنت آصفیہ کی ہر ایک تاریخ مین اون کا تذکرہ موجود ہے۔

تعلیم | سر سالار جنگ مغفور کی ابتدائی تعلیم کچہہ نہین ہوئی۔ ایام طفولیت مین سرمایہ کی قلت اور بعض مشکلات ایسے تہے کہ کچہہ آیندہ کی خیر متوقع نہ تہی۔ اس کی اصلی وجہ یہہ تہی کہ نواب منیر الملک نے پچیس لاکہہ کا قرضہ چہوڑ کر انتقال فرمایا تہا اور گہر بالکل خالی تہا نواب منیر الملک کے انتقال کے بعد اون کے برادر نواب سراج الملک بزرگ خاندان قرار پائے۔ اور مدار المہامی بہی اونہین کو عطا ہوئی سراج الملک کو اولاد نہ تہی۔ سر سالار جنگ بہادر آپ ہی کی پرورش مین رہے۔ دس گیارہ سال کی عمر کے بعد سالار جنگ کی تعلیم کے طرف

توجہ ہوی فارسی۔ عربی کا علم ادب اور انشا پردازی۔ نیزہ بازی شہسواری اور دیگر فنون ضروریہ کی تعلیم آپکو دی گئی زمانۂ شباب مین آپ نے محض ذہانت کی وجہ سے کسی قدر زبان انگریزی بہی حاصل کی۔

آغاز شباب اور خانگی انتظام

جس قدر حصۂ جاگیر کا قرضہ کی کفالت سے بچ رہا تہا اوسکی مالگذاری کی نگرانی آپ کے جد و ماجد نے آپ کے سپرد فرمائی ۱۲۶۳ھ بارہ سو ترسٹہ ہجری مین آپ کے عم بزرگوار نے آپ کو ملک تلنگانہ کا تعلقدار مقرر کیا جو مسٹر ڈائٹن کے انتظام اور نگرانی مین تہا۔ اس طرح پر آٹہہ مہینہ تک آپ نے تعلقداری کی۔ اوس کے دوسرے سال حضرت غفران منزل نواب ناصرالدولہ بہادر نے نواب سراج الملک مرحوم کے تمام جائداد مکفولہ واپس عنایت فرمائی اور اوس کا انتظام نواب سالارجنگ کے سپرد ہوا نواب ممدوح نے نہایت عمدگی کے ساتہہ جاگیرات کا بندوبست کیا۔

سرفرازی وزارت اعظم

جب راجہ چندولعل نے استعفا دیا اور آپکے عم بزرگوار نے دوبارہ وزارت سے سرفراز ہو کر ۱۲۶۰ھ بارہ سو ساٹہہ ہجری

مین رحلت کی تو اوس کے پانچوین دن دربار عام ہوا جس مین نواب سالار جنگ بہادر کو وزارت کا خلعت عطا ہوا اور راجہ نرندر پیشکار مقرر کئے گئے۔

انتظام ریاست

دانشمند وزیر نے اپنی زمانہ وزارت مین سلطنت آصفیہ کے خدمات کا سرانجام کس دل سوزی کے ساتھہ دیا اور اون خدمات کا اثر ریاست کے حق مین کس قدر مفید ثابت ہوا اوس کو تفصیل کے ساتھہ بیان کرنا کوئی آسان بات نہین ہے اور نہ ایسے مختصر تذکرہ مین جامعیت کے ساتھہ اونکا بیان ہو سکتا ہے۔ آپ کے خدمات جلیلہ اور سوانح عمری کے بیان مین مستقل طور پر کتابین شائع ہو چکی ہین اور ابھی زمانہ مین ایسے افراد موجود ہین جنہون نے اون کے کارنامون کو بچشم خود دیکھا ہے۔ تاہم سالار جنگ مغفور کوئی ایسے شخص نہین تھے جن کا تذکرہ اجمالی ہی اون کے خدمات کے مختصر تذکرہ کے بغیر ختم ہو سکے۔ جس چیز نے سالار جنگ کو حیدرآباد کی وزارت پر اونکی زندگی تک مستقل اور نیک نام رکھا تہا وہ آپ کی راستبازی اور آپکا استقلال تہا۔ اپنے وعدہ کے ایفا مین آپ کا قدم کبھی پیچھے نہ ہٹا

آپ کے استقلال طبیعت نے امراء سلطنت خصوصاً جمعداران عرب کے دل پر اپنا قابو کر رکہا تہا۔ آپ کے اوایل وزارت مین قرضہ ریاست کی مقدار بقدر تین کرور روپیہ بیان ہوئی ہے۔ جمعداران عروب کے ہاتہہ مین سرکاری آمدنی مکفول تہی اور قریب قریب کل انتظامی معاملات اون کے قبضۂ اقتدار مین ہو چکے تہے۔ اسی دانشمند وزیر کا دل و دماغ تہا جس نے بہت تہوڑے عرصہ مین منصفانہ طریقہ پر قرضون کا تصفیہ کیا۔ اور دہیمی روش کے ساتہہ ملک کو کفالت کے پنجون سے نجات دلوائی۔ سرکاری اختیارات کی وقعت سرکار ہی کے ہاتہہ قایم رکہی۔ مالگزاری کی آمدنی کو آپ کے اعلےٰ اصول انتظام نے سہ ضاعف سے زیادہ کیا۔ دادرسی کا صیغہ آپ کی خاص توجہ اور انصاف سے قوی ہوا۔ مفسد اور باغیون کی سرکوبی سے ممالک محروسہ مین امن کے آثار نظر آنے لگے۔ حفاظت جان و مال رعایا کے ذرائع مستحکم کئے گئے حفظان صحت مین شاہی خزانہ سے بیدریغ مدد دی گئی ضرورت پر کشادہ دلی اور فراغ حوصلگی سے کام لیا۔ غیر لابدی ابواب مین احتیاط کا کوئی دقیقہ اوٹہا نہ رکہا۔ چہوٹے سے چہوٹے کام پر بہی

آپکی نگاہ تھی۔ ادنے سے ادنے درجہ کی رعایا کو بہی آپ کا بہروسہ تہا۔
باوجود اسکے کہ آپ کو اقتدار اعظم حاصل تہا۔ موقع کی مناسبت پر
آپ محض بے اقتدار اور اپنی رعایا کے فرمان بردار نظر آتے تہے
باوصفیکہ مالک ریاست کی صغر سنی کی وجہ آپ سپید و سیاہ کے
مالک تہے لیکن ہر قدم پر حلقۂ اطاعت مین اپنے مالک کے طرفدار
بلکہ جان نثار ثابت ہوتے تہے۔ یہہ تو وہ حالات ہین جن کا بڑا حصہ
مولف اور اوس کے معاصرین نے اپنے آنکہون سے دیکہا ہے اوس سے
پہلے کے نازک زمانہ مین اعلے ذمہ داریون مین کامیاب ہونا آپہی کا
حوصلہ تہا۔ ۱۸۵۷ء کی غدر کی نازک حالت اور اوس کے بعد حضرت
(مغفرت مکان) کی رحلت کا کیسا خطرناک زمانہ تہا اوسی کا دل و دماغ
تہا جس نے مشکل سے مشکل وقت مین ریاست کو سنبہالا اور غلامانہ
عقیدت کے ساتہہ صغیر سن رئیس کو اپنی محافظت کی گودی مین پالا
آپ کی وزارت کا آغاز حضرت (غفران منزل) کے عہد میمنت
مہد مین ہوا اور آپ کی عمر کا انجام ہمارے والی ریاست حضور پرنور
دام اقبالہم کے عین شباب مین تینون رئیسون نے آپکی قدر و منزلت

مین کوئی درجہ اوٹہا نہ رکہا باوجودیکہ درمیانی زمانہ شاہ و وزیر کے شکر رنجی سے مشہور تہا مگر انصاف پسند اور قدرشناس پادشاہ مغفور نے عملی طور پر کسی قسم کا نقصان اپنے جان نثار کو نہین پہونچایا اوس چند روزہ زمانہ کے مشکلات کا اندازہ ان واقعات سے بخوبی ہوسکتا ہے۔ پہلی دفعہ کسی مفسد نے ایسے جان نثار وزیر پر ۱۲۷۵ھ بارہ سو پچہتر ہجری مین قرابین سرکی اور دوسری دفعہ شوال ۱۲۸۴ھ بارہ سو چوراسی ہجری مین دو گولیان بلافصل آپ پر چلائی گیئن لیکن دونون حملون مین خداوندکریم نے آپ کی جان بچائی۔ مولوی حبیب اللہ ناطقی المتخلص بہ ذکا دوم تعلقدار سرکار نظام نے دوسرے حملہ کی تاریخ کیا خوب لکہی ہے

حملہ

دُہری خوشی مناتی ہے عید صیام کی	روزے گئے تو لے نہ گئے روزی و رفاہ
دربار خسروی مین جو بہرادائے نذر	جانے لگا وزیر دکن مہجبین فداہ
قصد ہلاک کرکے کسی بدمعاش نے	تاکاہی تہا کہ آڑے ہوئی رحمتِ خدا
چوکا نشانہ چوکی پہ یون خود تپنچے سے	نکلی تو یہہ صدا کہ خدایا تری پناہ
اس جملۂ دعائیہ کو گر کرین شمار	تاریخ ہی نکلتی ہے البتہ حسب خواہ

۱۲ ۸ ۴

آپکی نیک نفسی کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ حملہ ثانی کے مجرم کے لئے بارگاہ اقدس واعلےٰ مین تخفیف سزا کی سفارش کی مگر بندگانعالی نے اوسکو قبول نہین فرمایا۔ اور مجرم کی گردن ماری گئی۔ حملۂ اول مین آپ کا سکوت مصلحت وقت پر مبنی تہا اسلئے کہ آپکے ساتھہ کرنل ڈیوڈسن برٹش رزیڈنٹ بہی نشانہ بن چکے تہے۔ خدا ہی کا فضل تہا کہ دونون کی جان بچی۔

اعزازات انگریزی خطابات سے اسٹار آف انڈیا کا تمغہ جناب ملکہ معظمہ نے حضوری دربار مین حضور پر نور کے ہاتون آپ کو پہنوایا اور اوسی کے ساتھہ حضور پر نور ہی کے دست مبارک سے اوسی قسم کا تمغہ صاحب رزیڈنٹ کو دلوایا گیا۔ ۱۸۷۱ء اٹھارہ سو اکہتر عیسوی مین ملکہ معظمہ کے حکم سے صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد نے نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا کا تمغہ آپ کو پہنایا۔

سیاحت آپ نے بمبئی کا سفر متعدد مواقع پر فرمایا۔ کئی بار کلکتہ کی بہی سیر کی ہے ۱۲۹۳ھ بارہ سو ترانوے ہجری کے دربار قیصری مین حضور پر نور کو لئے ہوے جس آن بان کے ساتھہ آپ نے دہلی کی سرزمین کو عزت

بخشی اوس کا سچا فوٹو صفحات تاریخ پر موجود ہے۔ آپ نے ملک کے متعدد دورے فرمائے۔ اور ایک دفعہ اپنے جوان دولت آقا و ولی نعمت کو بہی ملک کی سیر کرائی۔ آپ کا یورپ کا سفر جو ۱۲۹۳ھ بارہ سو ترانوے ہجری مین واقع ہوا۔ وہ دنیا کی تاریخ مین آپ کا اعلیٰ یادگار رہے۔ اطالیہ مین شاہ اطالیہ نے آپ سے ملاقات کی اور نہایت اعزاز کے ساتھہ وہان آپکی آو بھگت ہوئی۔ پھر اٹلی گئے۔ شہنشاہ ہمرٹ اول کی ملاقات کا شرف آپ کو حاصل ہوا۔ پھر پیرس کی سیر کی جہان اتفاقی طور پر آپکی ران کی ہڈی ٹوٹ گئی اور ماہ می مین فاکسٹون پہونچے مارکوئس آف توڈبل نے آپ کا استقبال کیا۔ میئر آف فاکسٹون نے خیر مقدم کا اڈریس پڑہا۔ انگلنڈ مین آپ کا استقبال ہر درجہ مین نہایت گرمجوشی کے ساتھہ کیا گیا۔ حضور پرنس آف ویلز نے پر تکلف دعوت کی۔ ملکہ مکرمہ نے نہایت محبت کے ساتھہ ونسر مین آپکو شرف ملاقات کا اعزاز بخشا ڈنر مین آپکو اپنے ساتھہ شریک رکھا۔ محل بکنگھم مین اپنے ہمراہیون سمیت سلطنت کے بال مین شریک ہوے۔ مارکوئس آف سالسبری اور مارسنس آف سالسبری نے آپ کی دعوت کی۔ پرنس آف ویلز اور دیگر

اعلٰے اراکین سلطنت کی دعوت اوسی مقام پر آپنے ہی کی۔ کورٹ آف کامن کونسل کے خاص جلسہ نے لارڈ میر کی صدر نشینی سے ایک طلائی صندوق مین شہر لندن کا آزاد نامہ آپ کو نذر دیا۔ اکسفرڈ یونیورسٹی سے دی سی۔ ایل کا اعزازی خطاب آپکو ملا۔ ہر ایک موقع اور ہر ایک اسپیچ اور ہر ایک اسپیچ کے جواب مین آپ نے اپنے ولی نعمت حضور پر نور دام اقبالہم کا اعزاز قایم رکھا۔ اپنی چاکری کا اعتراف کیا نمک خواری کا ثبوت دیا۔ وفاداری کو مستحکم کیا ۱۲۹۹ھ بارہ سو اٹھانوے ہجری مین نواب سر وقار الامراء مغفور اول کو ریجنٹ کی رحلت کے بعد آپ بنفس نفیس ریاست حیدرآباد کے تنہا ریجنٹ قرار پائے اور اپنی زندگی کے آخر دن تک اپنے مالک اور اپنے ولینعمت کی اطاعت۔ فرمانبرداری جان نثاری مین نہایت ثابت قدم رہے۔ آپ کی خدمات نمایشی نہتین آپنے کبھی کسی کام مین عجلت نہین فرمائی۔ ریل کی تیز رفتار ہی آپ کو خوش گوارا نہ تہی۔ آپکی علمی اور عملی پالیسی مین مقلد اور محقق دونون کے خیال جمع تہے سخت قوانین سے آپکو تنفر تہا۔ تواتر انقلاب آپ کو پسند نہ تہا۔ تالیف قلوب اور مصالحت کُل آپ کا مسلک تہا آپ

مذہب اثنا عشریہ کے مضبوط پابند تھے لیکن تعصب سے بری۔ انصاف کا حق ادا کرتے تھے۔ حفظ مراتب کا خیال رکھتے تھے۔ عزت مندون کی عزت کے محافظ۔ اور لیاقت مندون کے قدردان تھے۔ رعایا کے ساتھہ آپکو دلی محبت تھی۔ سخن سنج نہ تھے۔ مگر اعلےٰ درجہ کے سخن فہم ضرور تھے۔ الحاصل ایک مختصر نگار کی طاقت نہین کہ آپ کے صفات حسنہ اور اعمال صالحہ کو اختصار کے ساتھہ بھی بیان کرسکے جس کے لئے ایک خاص تصنیف کی ضرورت ہے۔ آنربل نواب عمادالملک بہادر نے مرقع عبرت کے نام سے ایک مختصر سی سوانح عمری آپ کی یادگار مین لکھی ہے جو مشت نمونہ از خروارے کا حکم رکھتی ہے۔

وفات۔ افسوس ہزار افسوس ایسے برگزیدہ خلق کو بھی قضا کے پنجہ سے نجات نہ ملی۔ ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ھ تیرہ سو ہجری کی شام کو ہیضۂ وبائی سے آپ نے نہایت خاموشی اور ثابت قدمی کے ساتھہ رحلت فرمائی آپکی سانحہ مفارقت نے حیدرآباد کے شیرازہ کو درہم و برہم کردیا حضور پرنور کو آپ کی رحلت کا سخت صدمہ ہوا۔ رعایا کی پریشانی اور رنج کا بیان مولف تاریخ کے امکان سے باہر ہے۔ میر مومن اولیا کے دائرہ مین اندرون شہر

آپ کا مدفن ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنے غیر معمولی گزٹ مین سیاہ جدولی قور کے ساتھہ اس واقعہ جانکاہ کو بدین صراحت الفاظ مشتہر کیا ہے گورنر جنرل ان کونسل بصد حسرت وافسوس۔ نواب مختار الملک سالار جنگ جی۔سی۔ایس۔آئی۔ نائب ریاست و وزیر حیدر آباد دکن کے انتقال کو جو ۸ ماہ حال کو ہوا مشتہر کرتے ہین۔ اس واقعہ پر الم سے سرکار انگریزی کا ایک نہایت تجربہ کار اور مہذب دوست جاتا رہا۔ سرکار نظام کا ایک بڑا عقیل اور خیر خواہ ملازم اور اہلِ ہند کا ایک بڑا نامی معاون وحامی نیست ونابود ہوگیا۔ جب گورنمنٹ آف انڈیا کے تعزیتی الفاظ گورنمنٹ گزٹ مین اس شان کے ساتھہ رہے ہین تو اور تعزیتی تارون اور مراسلتون کا کیا شمار۔ نواب گورنر جنرل ہند نے اپنے اور ملکہ معظمہ کے جانب سے مرحوم کے صاحبزادون کے نام تار کے ذریعہ سے جدا ہمدردی ظاہر کی سب کچھہ ہوا مگر سلطنت آصفیہ کے اوس نقصان کی کوئی تلافی نہین ہوئی جو اس جلیل الشان وزیر کی رحلت سے ہوا۔

اولاد	آپ کے دو نون صاحبزادون (۱) نواب میر لایق علیخان بہادر

(۲) نواب میر سعادت علی خان بہادر کو اعلیٰحضرت قدر قدرت حضور پرنور

ادام اللہ اقبالہم نے ایک مخصوص دربار مین پرسہ کا اعزاز عطا اور ہمدردی کا حق ادا فرمایا۔ مرحوم کے خاندان کی سرپرستی مین کوئی درجہ نہین اوٹھا رکہا۔ بڑے صاحبزادے نے نامور باپ کی خدمت اور خطاب سے سرفرازی حاصل کی۔ چہوٹے صاحبزادے معین المہام مال گزاری اور خطابات اجدادی سے ممتاز ہوے۔ مرحوم کے تیس لاکہہ کے قرضہ کو ریاست کے خزانۂ شاہی نے ادا کیا۔ فی زماننا نواب یوسف علیخان سالار جنگ بہادر اسی گہر کے چراغ ہین خداوند کریم اون کی عمر مین برکت دے اور اپنے آقائے نعمت کی وفاداری اور جان نثاری مین ثابت قدم رکہہ کر مراتب اعلے پر پہونچاوے۔ مختار الملک کی وفات کی تاریخ مولف تاریخ کی فکر کا نتیجہ ہے۔

مرثیۂ تاریخی طبعزاد مولف تاریخ

آسمانِ رفعت وزیر نامور مختارِ ملک	انکہ در مُلکِ دکن بینی ز عدلش آب و رنگ
گوہر درجِ شرافت جوہر کانِ کمال	نیّر برجِ امارت مہر چرخ ہوش و ہنگ
جامیِ خلقِ خدا شیرازہ بندِ مملکت	ماہرِ ہر کار۔ عالی فہم نقاد و زرنگ
خوش تریان شیرین بیان عذب اللسان شکر مقال	انکہ از حُسنِ عمل آورد لہار الجنگ

ظلمت آباد دکن را مہر ذاتش نور داد ۔ داد او بیداد را برداشت چون آئینہ زنگ
حیف از چرخ جفا کار آہ از جور سپہر ۔ کافتابی را نہفت از چشم عالم بے درنگ
آن قدح بشکست آن ساقی نماند اندر جہان ۔ آسمان زد شیشہ عمر عزیزش را بہ سنگ
شد دوتا در ماتمش پشتِ فلک مانندِ قوس ۔ زین سبب بارد مصائب ہمچو باران خدنگ
سنبلستانِ دکن سرخست چو رختِ شہید ۔ بسکہ باریدست چشمِ خلق اشکِ لالہ رنگ
تا فغان و نالہ برخیزد ز دلہا متصل ۔ اندرونِ سینہ ہا راہِ نفس گردید تنگ
ملکِ ہند از رحلتش تنہا نباشد نالہ کش ۔ در عزاداریست روم و شام با چین و فرنگ
ای ولا بس کن ز اشک و آہ و فریاد و فغان ۔ صبر کن زنہار با تقدیر یزدانی مجنگ
در قضائے حضرتِ باری نباید دخل دم ۔ کاندرین رہ بنگری اندیشہ را با پاے لنگ
ثبت کن سالِ وفاتش بر سرِ لوحِ مزار ۔ فائز دار البقا گردید سر سالار جنگ
۱۳۰۰ھ

ولہ

مختارِ ملکِ دادگر کشور دکن ۔ ظلمت سرائے کون و مکان از قضا گزاشت
تا زیست کرد ہمسرِ خود در جہان نداشت ۔ ہر گہ کہ مرد نام نکو در قفا گزاشت
آئینہ کرد ملکِ دکن را بنورِ عدل ۔ خود از جہان گزشت و بروش جلا گزاشت
در روزگار ہر کہ جفا بود پیشہ اش ۔ از ہیبتش سجیۂ جور و جفا گزاشت

واحسرتا کہ برورقِ دہر کس نماند	دور زمانہ ہمچو کسے را چو واگزاشت
واحسرتا کہ فرد فریدا از زمانہ رفت	رفت آنچنان کہ عقل و دل خلق جاگزاشت
واحسرتا کہ ہمچو گلے را خزان ببرد	برد آنچنان کہ طاقت صبرش بسے لاگزاشت
رحمت بروح پاک وزیریکہ ہمچو زیست	احسان ہمو و مزد عمل بر خدا گزاشت
افسردہ خاطرم سنۂ انتقال گفت	سالار جنگ وائے جہان فنا گزاشت ۱۳۰۰ھ

ولہ

راہی دارالجنان گردید زین دیر خراب ۳ ۹ ۱۸ ۶	صاحب ہمت وزیر با خبر سالار جنگ ۳۹ ۱۹ ہمت
سال او گوید ولائے درد مندِ جان نثار ۹۲ ۱۲ ف	سیر گلزار جنان بگزید سر سالار جنگ ۱۳۰۰ ھ

ردیف ٹ

(۲۱) نواب ٹیپو سلطان نایطی۔ ابن نواب حیدر علی خان ما کے لقب فرمان روائے میسور اعلیٰ مشاہیر قوم سے گزرے ہین جن کی منزلت اور مرتبت سے زمانہ واقف ہے اور جن کی شجاعت اور نام آوری کے کارنامون سے فارسی۔ اردو اور انگریزی زبان کی تاریخین بھری پڑی ہین۔ آپ کے والد ماجد نواب حیدر علی خان نایک کا سلسلۂ شیخ

ولی محمدؒ قریشی سے ملتا ہے جو محمود عادل شاہ بیجاپوری کے زمانۂ حکومت مین دہلی سے گلبرگہ آئے اور مشایخ کہلاتے تھے۔ صاحبان تاریخ نے شیخ ولی محمدؒ کو صرف قوم قریش سے منسوب کیا ہے۔ نایطی کا لفظ اون کے نام کے ساتھہ نہین لکھا ہے۔ شیخ ولی محمدؒ قریشی کے سات فرزند اور ایک صاحبزادی تھین۔ بیجاپور کی لڑائی مین ساتون فرزندون کو شہادت کا درجہ ملا جس کے بعد باقیماندہ صاحبزدی نے اپنے بہائیون کے غم مین ترکِ وطن کیا اور اپنے شوہر کے ساتھہ کولاپور تشریف لائین ان کے بطن سے چار صاحبزادے پیدا ہوے۔ جن مین سے ایک محمدؒ فتح تھے جن کو ابتدائً نواب سعادت اللہ خان نایطی ناظم ارکاٹ نے سو پیادون اور پچاس سوار کا جمعدار بنایا۔ اور پہر رفتہ رفتہ ۶ سو پیدل دو سو سوار کے افسر ہو گئے۔ نواب ممدوح کی وفات کے بعد آپ نے راجائے میسور کی ملازمت اختیار کی۔ اور پہر موجودہ صحبت سے ناراض ہو کر قطع تعلق کیا اور نواب درگاہ قلیخان حاکم صوبہ سرا کے پاس چار سو پیادہ اور سو سوار کے افسر مقرر ہو کر بالاپور کے قلعہ دار قرار پائے اس عرض مدت مین آپ کا عقد بدر الزمانخان نایطی کی صاحبزادی سے ہوا جن کے بطن

سے حیدر علی پیدا ہوے جن کے خلف الرشید ٹیپو سلطان والی میسور ہین
بدر الزمان خان نایطی کا احوال اسی کتاب کے ردیف ب مین جداگانہ
لکہا گیا ہے متعدد اہلِ تاریخ نے جن مین بعض یوروپین مورخین بہی
شامل ہین۔ اس پر اتفاق کیا ہے کہ ٹیپو سلطان کی حقیقی دادی قوم نوایط
سے تہین۔ ٹیپو سلطان کو اکثر انگریزی مورخین نے ٹیگر آف میسور (میسور
کا شیر) سے ملقب کیا ہے۔ اور اون کی جوان مردی اور شجاعت کا
لوہا مانا ہے۔ وی۔ ایاس۔ ومی ایار مصنف لسٹ آف میسور ہسٹری
کرنل بارک ولکس مصنف ہسٹری آف میسور۔ رورن۔ جی۔ یو۔ پوپ
مصنف سوانح میسور۔ میر حسین علی کرمانی مصنف نشان حیدری
اور بہت سے مصنفین نے اپنی معزز تصانیف کو اس خاندان کے
احوال سے عموماً اور ٹیپو سلطان کے کارناموں سے خصوصاً اعزاز
بخشا ہے۔ جس نام آور کے حالات مین متعدد اور مبسوط کتابین مخصوص
ہین اوس کے سوانح عمری کے انتخاب کے لئے بہی ایک مستقل کتاب کی
ضرورت ہوگی۔ بنائً علیہ مولف نے اپنی مختصر سی تالیف کے اس حصہ کو
صرف چند مختصر ترین حالات پر ختم کیا ہے جس کا عنوان میر حسین علی کرمانی کے

چار اشعار سے زینت پایا ہے۔

بہ بزم شادمانی شاد بودہ	ز فکر این و آن آزاد بودہ
چو شیشہ صاف دل خرم نشستہ	ز نقش فکر لوح سینہ شستہ
کشیدہ پائے در دامان راحت	درون سر بردہ در جیب فراغت
ہمہ اسباب عیش و کامرانی	مہیا بود شاہی و جوانی

اہل تاریخ نے باتفاق لکھا ہے کہ او از علوم متعددہ بہرہ ور بود و فطرتاً درست سلیقہ و دانشور۔ در پرورش و تربیت اہل اسلام جہد بلیغ می نمود و از اقوام غیر دائماً متنفر می بود۔ تلاوت کلام مجید را ہموارہ عادت داشت۔ و در صلاح و فلاح رعایا ہمت می گماشت۔ ہمیشہ آپ کی زبان پر یہہ مصرع رہا کرتا تہا ؎ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند۔ بعض اہل تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ آپ کے زمانہ کا طلائی سکہ دو قسم کا تہا (۱) صدیقی ہون (۲) فاروقی ہون۔ ہر ایک کی قیمت سولہ روپیہ کلدار کے مساوی تہی۔ نقرئی سکہ امامی روپیہ سے نامزد اور قیمت میں دو روپیہ کلدار کے برابر تہا۔ اٹہہ آنی کو باقری سے موسوم کر رکہا تہا اور چوانی کا نام جعفری تہا۔ کاظمی سکہ سے دوانی مراد تہی۔ ایک قلم کو

راحتی کہتے تھے اور ایک آنہ آیہ سے مشہور رہتا۔ ہتیار کی ایجاد مین آپکے دماغی قوتین ممتاز تھین۔ نئی نئی صفات کی توپین مختلف قسم کی بندوقین آپ کی خانہ ساز عجیب قسم کی چھریان بنائی گیئن تھین جو گھڑی کا بھی کام دیتی ہین۔ صفدری خنجر اور حیدری سپر کی کاری گری سب سے سوا تھی جس پر گولی کی زد بیکار رہتی۔ آپ نہایت راسخ الاعتقاد اور متشرع۔ مذہب شافعی کے پیرو تھے۔ مصنف نشان حیدری نے لکھا ہے کہ آپ کا حد سے زیادہ درگزر اور آپکی دشمن نوازی نے مہمات سلطنت کو نقصان پہونچایا یہی ایک صفت تھی جس نے سلطنت کی عمارت کو ڈہایا۔ بتاریخ ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۱۳ھ بارہ سو تیرہ ہجری انگریزی فوج کے مقابلہ مین آپ نے جوان مردانہ شہادت کا رتبہ حاصل کیا

گدام دوحۂ اقبال سر بچرخ کشید	کہ سر سرا جلش عاقبت زبیخ نکند
کرا نہاد فلک تاج سروری بر سر	کہ بند حادثہ بر دست و پائے او فگند

ردیف ج

(۲۲) شاہ جعفر نایطی۔ لوکھری لقب قدس سرہ بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ جو حضرت (مغفرت مآب) نواب آصف جاہ اول

کے معاصرین سے تھے آپ کو حضرت مولانا نظام الدین اولیاء اورنگ آبادی
قدس سرہ سے ہمشیرہ زادگی کی نسبت اور سجادگی کا افتخار حاصل تھا ایک
عرصہ تک آپ بلدہ اورنگ آباد مین اقامت گزین رہے اور پھر حضرت
مغفرت مآب کے التماس پر حیدرآباد تشریف لائے آپ کے وصال کے
بعد آپ کے صاحبزادے مولانا شاہ ابوالحسن لوکھری آپ کے جانشین
قرار پائے جن کی تعمیر کی ہوئی مسجد الی الآن شاہ بودلے صاحب قدس
سرہ کے کھڑکی سے متصل بیرون شہر موجود ہے آپ کے وفات کے بعد
شاہ صوفی لوکھری قدس سرہ سجادہ نشین ہوے ان تینون بزرگون کے
کسب وکمال اور فضایل کا احوال بعض اہل تاریخ نے لکھا ہے۔ شاہ
صوفی قدس سرہ کے حقیقی پوتے شاہ حسینی پادشاہ لوکھری حیدرآباد
مین حی القایم ہین۔ آپکا سن شریف ۸۰ برس سے زاید ہے۔ ان تینون
بزرگون کا مزار مقدس مسجد متذکرہ عنوان کے احاطہ مین موجود ہے جس کا
ایک حصہ شاہ صوفی کے تکیہ سے مشہور رہے۔

(۲۳) **نواب جعفر حسین خان نایطی۔** لوکھری لقب المخاطب
بہ ارادت جنگ مغفور امرای حیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ کے

والد ماجد نواب سالار الملک حسین دوست خان نایطی کا احوال جدا گانہ لکھا گیا ہے۔ مولف کو آپکی زندگی مین آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل تھا۔ آپ نہایت ذی علم اور دین دار شخص تھے۔ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کی زیارت متبرکہ سے کئی بار سعادت اندوز ہو چکے ہین حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ بہادر والی ریاست حیدرآباد کے عہد میمنت مہد مین بلحاظ آپ کے خاندانی امارت کے خانی و بہادری کے ساتھہ ارادت جنگ کا خطاب آپ کو عنایت ہوا۔ آبائی معاش جاگیری سے بھی سرفرازی پائی۔ آپ کے صاحبزادون سے نواب حاجی محمد اسلم خان اور نواب مولوی احمد حسین خان بہادر حیدرآباد مین معززین قوم سے سمجھے جاتے ہین اور جاگیرداری کے اعزاز سے ممتاز ہین۔ اول الذکر نواب سے مولف تاریخ کو ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

ردیف ح

(۲۸۴) **نواب حافظ علیخان نایطی** ۔ دلوائی لقب۔ المخاطب بہ نواب انتخاب جنگ بہادر بن ناصر علی خان نایطی۔ بن شاہ محمد حسن قدس سرہٗ بن حافظ حبیب اللہ بن حافظ محمد درویش حیدرآباد کے نامی امرا سے ہین

آپ کا نسبی سلسلہ حاجی عبدالقادر معتبر خان تک پہونچتا ہے جو ملا احمد نایتہ
وزیر اعظم بیجاپور کے بھانجے اور داماد تھے جن کا تذکرہ صاحب ماثرالامرا
نے ضمناً فرمایا ہے۔ آپ کے اجداد درجہ اعلیٰ سے خلیل عرب پہلے شخص تھے
جو بصرہ سے کوکن آئے۔ شاہ محمد حسن قدس سرہ کا احوال جن کے فضایل
اور بزرگیان اظہر من الشمس ہیں جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کا مزار رہارگ
نام پلی میں واقع ہے جہان آپ کا خاندانی مدفن ہے بدینوجہ کہ آپکے
جدامجد کے ساتھ رئیس وقت (حضرت مغفرت منزل نواب ناصرالدولہ
بہادر نوراللہ مرقدہ) کو عقیدت خاص تھی۔ حضرت ممدوح نے آپکے
والد ماجد ناصر علی خان اور آپ کے عم محترم احمد علیخان نایطی کو مرشدزادہ
بلند اقبال (نواب افضل الدولہ بہادر) کی اتالیقی کے لئے منتخب فرمایا
جب نواب ممدوح سریر آراے سلطنت ہوے تو احمد علیخان کو خانی اور
اور بہادری کے ساتھ صولت جنگ کا خطاب عطا ہوا دونون
بھائیون کو خدمات خاص کے ساتھ ماہوارات جلیلہ اور جاگیری معاش
سے سرفرازی بخشی۔ ناصر علی خان نایطی کے یادگار (۱) عابد علیخان
بہادر (۲) حافظ علی خان بہادر ہین جن کو والی ریاست اعلیحضرت

حضور پرنور ادام اللہ اقبالہ کی کم سنی کے زمانہ مین اتالیقی کا اعزاز مل چکا ہے۔ اور حضرت ہی کے مراحم خسروانہ سے دونون بہائی خطابات سے ممتاز ہین۔ ان اعزازات کے سوا علاقہ صرفخاص کے خدمات آبائی اور معاش جاگیری سے دونون بہائی سرفراز ہین۔ نواب حافظ علیخان انتخاب جنگ کو اون خدمات کے علاوہ مددگاری معتمدی صرفخاص کا عہدہ بہی تفویض ہے جسکی تنخواہ جدا ملتی ہے۔ آپ کو علوم عربیہ کے سوا زبان فارسی اور انگریزی مین کامل مہارت حاصل ہے۔ فنون سپاہ گری سے خاص دلچسپی رکہتے ہین۔ گہوڑے کی سواری اور نیزہ بازی کے اچہے ماہر ہین۔ اسی فن خاص کی بدولت اپنے اقاے نعمت کی بارگاہ مین مورد تحسین اور عطایاے خاص سے کامیاب ہوچکے ہین پبلک خدمات مین آپ کا قدم ہمیشہ آگے رہتا ہے۔ غربائے قوم کے ساتہ ہمدردی آپ کی اعلےٰ صفت ہے۔ عرصہ تک آپ مینوسپل بورڈ کے ممبر رہے اور ایک خاص مدت کے لئے وائز پریسیڈنٹ کے خدمات کو سرانجام دیا۔ نہایت روشن خیالی اور خاص دلچسپی کے ساتہ اپنے فرائض خدمات کو ادا کرتے ہین۔ آپکے اخلاق اور فروتنی کی صفت

قابل تعریف ہے مصنفین گلیمپسز آف دی نظامس ڈومینین (تاریخ قلمرو نظام) اور توزک محبوبیہ نے اپنی قیمتی تصانیف مین آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ کے گہر کے چراغ درویش علی خان اور محمود علی خان دو ہونہار صاحبزادے ہین اور آپ کے جد امجد حافظ حبیب اللہ مغفور کی اعلےٰ یادگار تین تصانیف ذیل (۱) آئینہ توجیہہ فی شرح تنبیہہ (فقہ شافعی) (۲) رحمتہ الامہ فی اختلاف الائمہ (۳) شہاب ثاقب در رد مہدویہ۔ آپکے صاحبزادونکو مرشدزادہ بلند اقبال کی مصاحبت کا اعزاز حاصل ہے۔

(۲۵) حبیب اللہ نایطی المتخلص بہ ذکا ابن حافظ محمد میران نایطی بن حافظ محمد علی نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپکے بزرگونکا اصلی وطن بیجاپور رہے آپکے جد اعلےٰ نواب اودگیر کے طلب پر کرناٹک تشریف لائے اور بالآخر صوبہ مدراس کے ضلع نلور مین سکونت پذیر ہوے۔ مولوی رحمتہ اللہ رسا مدارالمہام ریاست وینکٹ گری آپکے حقیقی بہائی تہے۔ آپ ۱۲۴۴ھ بارہ سو چوالیس ہجری مین متولد ہوے اوایل شباب مین عربی اور فارسی کے علم ادب سے فراغت حاصل کی ابتداہی سے فن سخن کے ساتہہ آپکو خاص دلچسپی تہی دربار والاجاہی

کے مشاعرۂ اعظم مین شریک رہے۔ امیر الہند والاجاہ نواب محمد غوث خان
بہادر والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین آپکی
قابلیت اور روشن مزاجی کا تذکرہ فرمایا ہے ۱۲۷۲ھ بارہ سو بہتر ہجری مین
آپ حیدر آباد تشریف لائے۔ قدردان علم و ہنر وزیر باخبر نواب سر
سالار جنگ بہادر نے آپکو دفتر صدر محاسبی کا میر منشی مقرر فرمایا اور پہر اپنی
جاگیر گبل کا عملدار۔ اور آخر الامر سرکار دیوانی کا دوم تعلقدار۔ زمانہ
ملازمت مین بہی آپ کی مشق سخن جاری تہی۔ شعرائے معاصر آپکی حاضر
مزاجی کے مداح ہے۔ حافظ میر شمس الدین فیض۔ اور مرزا اسد اللہ خان
غالب کو اپنے شاگرد رشید کی ذکاوت پر فخر تہا۔ آپ کی قابلیت اور
سخن سنجی کا یادگار خاش و خماش کے نام سے شایع ہوچکا ہے جس پر غالب
دہلوی نے تقریظ لکہی ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کے تلمذ کا افتخار حاصل
ہے ۱۲۹۲ھ بارہ سو بیانوے ہجری مین آپ نے بمقام حیدر آباد رحلت
فرمائی۔ آپ کے دو فرزندون سے مولوی محمد میران فرد منتخب ہین اور
سہا تخلص فرماتے ہین۔ مصنف تزک محبوبیہ نے بہی آپکا تذکرہ فرمایا ہے
ذکائے مغفور کے فارسی کلام کی چند غزلین ہدیہ ناظرین کیجاتی ہین۔

وهو هذا

دل برد که برد دل ستان برد	دل بود از آن او از آن برد
هجران تو طاقت و توان برد	فریاد که مایۂ فغان برد
دستِ تو ز هر که خواست جان برد	از دستِ تو جان نمی توان برد
صبر و دل و دین که جمع کردیم	عشقت آمد یگان یگان برد
دل در خور نقد بوسه اش بود	صد حیف که این نداد و آن برد
اے عربده جو قسم بنامت	نامت به قسم نمی توان برد
تا رفت ذکا به پیش قاتل	تیغ به ضرورت ارمغان برد

وله

صبح دمے که سر کنم گریه ز بے وفائیت	خلق بآب در دهد دفتر آشنائیت
خو و بعیادتم بیا یا بفرست صبح را	ای که به بسترم فگند طول شب جدائیت
یا که دلش نداشت رحم یا که خودش نداشت دل	آنکه بیاد داده است شیوهٔ دلربائیت
آه فلک گزار من گر نه دل رسیدهٔ	گر نرسی بماه من آه ز نارسائیت
هجر تو جان و دین و دل مفت ز دست میبرد	مفت کسی که این همه داد برونمائیت

وله

غم نیست گر ز دیده دشمن فتاده ام	گوئی که من بقصد فتادن فتاده ام
نالان مرا ز گردش گردون ندید کس	جان سخت تر ز سنگ فلاخن فتاده ام
یاران بپاس خویش گرایش بمن کنید	مشتی شراره ام که بدامن فتاده ام
ساقی شکسته حسرت می شیشه در جگر	با شیشه گرچه دست بگردن فتاده ام
صیاد در کمین چو من بی پرے نشست	در رقص اینطرب ز نشیمن فتاده ام
آواره ام بکوے بل آوازه ام بخوان	کز جلوه ات بکوچه و برزن فتاده ام
مشکل که روزگار دہد عرضه جوہرم	حرف خوشم بخاطر الکن فتاده ام
آه از گذشته وائے بحالے که بگذرد	ہمچون گل شبینه به گلخن فتاده ام
برخاستن به حشر ہم آسان نبوده است	با این فتادنی که ز ذکا من فتاده ام

ولہ

نه پائے آنکه بکویت سفر توان کردن	نه رائے اینکه از آن در گذر توان کردن
بجلوه تو اگر دیده بر توان کردن	برگ خویش ہمان دیده تر توان کردن
ز خون بیگنہان تر شده است روئے زمین	چسان بکوی تو خاکی بسر توان کردن
خدا نکرده خدا اگر شوی چه خواہی کرد	تو آن بتی که ز قہرت خدر توان کردن
کنون که نامه فرستم بر جفاجوئے	دعائے عافیت نامه بر توان کردن

	ولہ	
اے ختم رسل ہر صفتے را تو سزائی		اما نتوان گفت و نگویم کہ خدائی
ارواح مجرد کند از طوف پیاپے		در روضۂ پاک تو نسیمی و صبائی
در بارگہ قدس کہ معیار کمال است		از فرط شرف مورد لولاک لمائی
ستانہ گر افلاک برقص است عجب نیست		زین رو کہ بود ذات تواش علّت غائی
یوسف ز پی کسب ہوا جیب کشاید		خُلق تو بہر جا کہ کند نامہ کشائی
ہر چند کہ ما راہ ندیدیم خود از چاہ		در چاہ نیفتیم کہ تو راہ نمائی
آنی تو کہ در معرض اعجاز تو ہر سنگ		چون لعل لب یار کند حرف سرائی
آنی تو کہ در معرکہ حشر امم را		جز ہمّت تو کے بود امید رہائی
از سستی طالع کہ بود سنگ رہ من		گر نیست نصیبم بدرت ناصیہ سائی
تو رحمت و نومید ز رحمت نتوان بود		از دور رسانم بتو گلبانگ گدائی
یعنی ز سر مائدۂ خویش ذکا را		آن دہ کہ از آن بہ نبود زلہ ربائی
	ولہ	
مرا تاب فغان بودے چہ بودے		ترا گوشے بران بودے چہ بودے
جدا از دامنش دستے کہ دارم		خدایا گر بجان بودے چہ بودے

رگ جانے کہ در بخشش من آمد		گر آن موے میان بودے چہ بودے
ز کاسنگے کہ من بر سینہ دارم		اگر زان آستان بودے چہ بودے
	ولہ	
وقت قتل من ز منع غیر رنجیدن نداشت		جرم او جانم نبود آخر کہ بخشیدن نداشت
خاک شد گر چون حنے گوشونزاکت را چہ شد		دیدہ ام زین پیشش دامانت کہ برچیدن نداشت
غرض پیچ و تاب دل دانست و نگشاد از حجاب		نامہ کان سویش فرستادیم پیچیدن نداشت
گر دشت را کس نسنجد با خرام ناز او		در ہلاکم اے فلک اینمایہ کوشیدن نداشت
آن ہوا خواہ بہارستم کہ تا بودم بباغ		داشتم ہمچون سبو دستی کہ گلچیدن نداشت
بدگمان خوبیت زیادم رفت در ذوق وصال		ورنہ بر گرد سر دلالہ گردیدن نداشت
خستہ بودم زین تغافل خستہ تر کردی مرا		خستگی را پیش غیر اسباب پرسیدن نداشت
آن شنیدستی کہ در شب زیر پائے دیوارت ذکا		داشت نالیدن بہنجارے کہ نشنیدن نداشت
	ولہ	
با سیمبران ہر کہ سرے داشتہ باشد		حیف است کہ در کیسہ زرے داشتہ باشد
گر یار بسویم نظرے داشتہ باشد		در فکر جفائے دگرے داشتہ باشد
درد دل من چارہ نگیرد چہ توان کرد		گیرم شب ہجران سحرے داشتہ باشد

منمائے خدایا نمن آنروز کہ جانان		در ماتم من چشم ترے داشتہ باشد
از درد دلے نالہ و درد دگرانیست		ہمسایہ من درد سرے داشتہ باشد
از جور تو آہے کہ ذکاکرد خطا کرد		آہستہ مبادا اثرے داشتہ باشد
	ولہ	
توان در گوشہ دل دید نیرنگ جہانے را		کہ دارد در گرہ این غنچہ صحن بوستانے را
نمود م بر بت غم وقف مشت استخوانے را		نیاز برق عالم سوز کردم نیستانے را
چراغ ماہ ہم از بیم شامم رنگ میبازد		رفاقت کرد نازم نالۂ آتش فشانے را
پشیمانم ز جرم خود کہ با دشنامش الودم		لبے کز نازکی ہا بر نتابد رنگ پانے را

(۲۶) حبیب اللہ نایطی - ابن محمد ملّا نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپکو نواب احمد علیخان مغفور والی ریاست بیگن پلی کے عہد میمنت مہد مین مصاحبت کا اعزاز حاصل تہا اور معاش لایقہ عطا ہوئی تہی - آپ کے سلسلہ مین آپکے کنواسے غلام حسن نایطی اوسی مقام پر لکھہ پتی تاجر ہین جن کے دو صاحبزادے (۱) محمد غوث (۲) محمد خواجہ فرید سرکار نظام کی نمک خواری سے معزز ہین -

(۲۷) مولانا حبیب اللہ بیجاپوری - نایطی بن مولانا

شیخ احمد بن مولوی خلیل اللہ بن قاضی احمدؒ قدس سرہم بزرگان قوم سے
گزرے ہین۔ حضرت امام المدرسین مولانا محمد حسین الشہید البیدری
قدس سرہ کے جنکا احوال جداگانہ لکہا گیا ہے آپ جد تہے۔ ابراہیم عادل شاہ
کو آپ کی ذات بابرکات سے عقیدت خاص حاصل تہی۔ روضۃ الاولیاے
بیجاپور مین آپ کی کشف وکرامات کا مفصل بیان ہے۔ مصنف گلستان
نسب۔ اور مولف تاریخ احمدی نے بہی برسبیل اجمال آپ کے فضایل
کا تذکرہ فرمایا ہے۔ حقایق دستگاہ مولانا محمدؐ باقر آگاہ قدس سرہ اپنی
تصنیف نفحۃ العنبریہ مین بضمن احوال مشاہیر قوم نایط فرماتے ہین کہ
وقد انتشأ من ھذا القوم خادیر العلماء ومشاھیر
العرفاء۔ کالعارف الربانی والواصل الحقانی
ذی الواردات الجلیلۃ والمقامات النبیلۃ
والانفاس الیمنیۃ والقبسات الایمنیۃ الشیخ
الاکمل الامجد مولنا حبیب اللہ بن مولنا الشیخ
احمد نور اللہ روحہ واعاد الینا فوحہ کان جامعا
لعلوم الشریعۃ والطریقۃ وحقیقا لرموز المعرفۃ

والحقیقۃ لہ واقعات جمیلہ وکرامات انیلہ
ورسایل محررہ ومکاتیب مبتکرہ وقصاید
وحدیہ وغزلیات جذبیہ ونکات وجودیہ
وکلمات شہودیہ بعضہا بالعربیہ بعضہا
بالفارسیہ وقد تشرف برویتہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی الیقظۃ مرارا وخصہ صلی اللہ علیہ وسلم
باسعادہ سرا وجہارا وقد قال محدثا بہذہ الہنیۃ
فی قصیدتہ التائیہ ؎ اتانی رسول اللہ فی عین یقظتی
وجالسنی مستقبلا وہی قبلتی ؛ وعندی افراد السخاوی
بخطہ ؛ اطالع باب الطاء منہا بخلوتی - الخ - واختصرنا
من کلامہ علی ہذا المقدار مناقبہ کثیرہ
شہیرۃ کالشمس فی رابعۃ النہار وکان لہ
اصحاب اجلاء وتلامذۃ اولیاء -

(ترجمہ) اور بے شک اس قوم سے علماء محقق اور اولیاء مشاہیر پیدا ہوئے
جیسے کہ عارف ربانی - واصل حقانی - صاحب واردات جلیلہ ومقامات

بتیلہ وانفاس متبرکہ وقبسات الیمنیہ شیخ اکمل وامجد مولانا حبیب اللہ ابن
مولانا شیخ احمد منور کرے اللہ تعالی آپ کی روح کو اور بہیجے ہمارے طرف
آپکے برکات کو۔ یہہ بزرگ علوم شریعت اور طریقت کے جامع اور رموز
معرفت وحقیقت کے عارف تہے۔ آپ کے حالات عُمدہ ہین اور آپ کی
کرامتین ثابت اور رسایل جانچے ہوے اور مکاتیب نادر اور قصاید یکتا
اور غزلیات بلند مرتبہ اور آپ کے نکات وجودیہ اور کلمات شہودیہ ہین
جن مین سے بعض عربی زبان مین ہین۔ اور بعض فارسی مین۔ اور آپ نے
بارہا بیداری مین دیدار مبارک سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
شرف حاصل کیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخفی اور علانیہ
اپنی نوازش سے آپکو خصوصیت بخشی ہے جیسا کہ آپ نے اپنے ایک
قصیدہ تائیہ مین اس تہنیت کا ذکر فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے (ترجمہ
شعر) تشریف لائے رسول اللہ میری بیداری مین ؛ اور بٹہلایا مجہکو
اپنے سامنے اور آپ میرے قبلہ تہے ؛ اور میرے پاس اوسوقت
افراد سخاوی (نام کتاب) مُصنّف کے قلم سے لکہی ہوئی موجود تہی
اور مین اپنی تنہائی مین اوس کتاب کے باب الطاء کو دیکہہ رہا تہا

الخ۔ ہم نے آپ کے اسی قدر احوال پر اختصار کیا۔ آپ کے اوصاف بہت ہین کہ جو مشہور ہین مثل آفتاب کے جیسا کہ آفتاب رابع النہار ہین۔ آپ کے مصاحب جلیل القدر اور آپ کے شاگرد اولیاء تھے۔ انتہا

آپ کا وصال بتاریخ ۲۹ شعبان ۱۰۴۱ھ ایک ہزار اکتالیس ہجری مین بمقام بیجاپور واقع ہوا اور وہین آپکا مزار مبارک ہے۔

مولانا محمد نجیب قادری ناگوری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تالیف کتاب الاعراس مین آپ کی رحلت کی تاریخ ۹ شعبان ۱۰۴۱ھ ایک ہزار اکتالیس شب دوشنبہ بیان فرمائی ہے۔ اور یہہ صراحت کی ہے کہ آپ قوم نوائتہ سے تھے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مولانا صبغۃ اللہ قدس سرہ صاحب سجادہ قرار پائے جن کی بزرگیان اور فضایل باپ سے کم نہ تھین۔

(۲۸) حسین نایطی۔ الملقب بہ محتشم ابن حسن نایطی مشاہیر تجار سے ہین۔ بنگلور کے لکھپتی تاجرین مین آپ کا شمار ہے۔ کپڑے کی تجارت مین آپ نے اپنی روشن خیالی اور فطرتی سلیقہ سے فروغ حاصل کیا آپ کی نیک نفسی اور خوش معاملگی کا شہرہ ملکون تک پہونچا۔ مدراس

پریسیڈنسی مین مولف نے تاجرین کے حلقہ مین آپکی بڑی تعریف سُنی ہے،

(۲۹) **حسین احمد نایطی** - لوکہری لقب المخاطب بہ حسین احمد خان بہادر ابن محمد اسلم خان شایان مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ نہایت ذی علم اور خداترس امیر تھے دربار والا جاہی سے آپ کو وکالت حیدرآباد کا عہدہ تفویض تہا آپکے فرزند ارجمند محمد زندہ مغفور کی اولاد کو مدراس پریسیڈنسی مین برٹس انڈیا کے سول ملازمت کا اعزاز حاصل ہے

(۳۰) **نواب حسین دوست خان نایطی** - لوکہری لقب المخاطب بہ سالار الدولہ سالار الملک حسین دوست خان ارادت جنگ امراے قوم اور مشاہیر حیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ نہایت ذی علم اور تجربہ کار شخص تھے۔ یونانی طبابت سے آپ کو خاص دلچسپی تھی مالگزاری کے انتظام کا آپ کو بڑا سلیقہ تہا۔ حیدرآباد کے متعدد اضلاع کا انتظام امانی کے طریقہ پر آپ نے فرمایا حضرت مغفرت منزل علیہ الرحمہ کے عہد میمنت مہد مین آپ کا عروج ہوا ۱۲۲۲ھ مین بارگاہ خداوندی سے سالار الدولہ سالار الملک نواب حسین دوست خان ارادت جنگ بہادر کا خطاب آپ کو عطا اور منصب پنجہزاری مع لوازمہ علم ونقارہ

کا اعزاز آپ کو عنایت ہوا ایک عرصہ تک فوج کی بخشی گری بہی آپکے تفویض رہی جس کا صدر مقام ضلع ناندیڑ کی چہاؤنی بکہیڑ مین واقع تہا متعدد مقامات پر باغیون کی سرکوبی مین آپ نے سعی بلیغ کی پہر انسداد ڈکیتی کی مجلس مین شریک ہوے۔ مصنف گلزار آصفی نے لکہا ہے کہ

سالار الملک امیرے بود راست کردار راستی پسند۔ رعایا پرور۔
آبادان کار کہ گاہے شکوہ بدعملی اش در سرکار نرسید۔ مالگزار داد رس
پاسداری سخن بان مرتبہ داشت کہ گویا النقش کالحجر۔ ہموارہ در فکر
عاقبت مصروف۔ صاحب سلوک۔ اقربا پرور بود در سنہ یکہزار و

دو صد و پنجاہ ہجری بعالم باقی خرامید۔ بسیار اشخاص را کہ تنخواہ از سرکار می یافتند افسوس گشت۔ مصنف تزک محبوبیہ نے بہی ضمناً آپ کا مختصر احوال لکہا ہے۔ آپ کے خاندان کے متعدد یادگار اسوقت حیدرآباد مین موجود ہین جو مراتب لایقہ اور اعزازات جلیلہ سے سرفراز ہین جن کا تذکرہ اس کتاب مین ہوا ہے۔

(۱۳) نواب حسین دوست خان نایطی۔ المعروف

بہ چندا صاحب مشاہیر قوم سے گزرے ہین جن کا ذکر خیر صوبہ کرناٹک

اور حیدر آباد کی متعدد تواریخ مین موجود ہے۔ نواب صمصام الدولہ
شہنواز خان مغفور نے اپنی تصنیف ماثر الامراء مین بہی ضمناً آپکا احوال
مختصر لکہا ہے اور صاحب توزک والاجاہی نے کسی قدر صراحت
فرمائی ہے۔ آپ اپنی قوم کے اعلے ظرف دار تہے اور ہمیشہ افراد قوم
کے ممد و معاون رہتے تہے۔ متعدد لڑائیون مین آپ نے جان بازی کی
اور شجاعت و بہادری کے جوہر دکہلائے۔ حسان الہند مولانا غلام علی
آزاد بلگرامی نے تذکرہ سرو آزاد مین لکہا ہے کہ جب محمد علیخان پسر نورالدینخان
گوپاموے نے اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد قلعہ ترچناپلی کو مستحکم فرمایا
تو اوسوقت ریاست آرکاٹ چندا صاحب کے قبضۂ اقتدار مین تہی
چندا صاحب نے فرانسیسون کی مدد سے قلعہ ترچناپلی پر حملہ کیا۔ محمد علیخان
المخاطب بہ انورالدینخان بہادر نے انگریزی فوج کے سردارون کو اپنا
شریک حال کرلیا جب مقابلہ کی نوبت آئی تو انورالدین خان کو فتح
نصیب ہوئی۔ اور چندا صاحب بتاریخ یکم شعبان ۱۱۶۵ھ گیارہ سو پچہتر ہجری
اوسی مقابلہ مین مارے گئے آپ کے فرزندون سے نواب زین الدین
خان نایطی نے نام آوری کے ساتہہ زندگی بسر کی جن کی تجربہ کاری اور

مردانگی کا احوال بضمن احوال نواب سعادت اللہ خان نایطی مصنف

ماثرالامرا نے لکھا ہے۔ فرماتے ہین کہ زین الدین خان مردے غیور و فرخ

بود و با ذل تخلص می کرد در جنگے بمردانگی جان در باخت۔ از وست

در دمن شرمندہ فیض طبیبان نیست نیست	بخیہ زخم منت از جوہر شمشیر ہا

(۳۲) مولوی حاجی حسین عطاء اللہ نایطی۔ ابن امام العلما قاضی الاسلام بدرالدولہ قاضی الملک۔ دادرس خان مستعد جنگ بہادر علماء مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کی کُنیت ابو احمد ہے۔ اور آپ کا عرف حافظ صاحب۔ ۳۰ شعبان ۱۲۶۰ھ بارہ سو ساٹھ ہجری مین بمقام مدراس آپ متولد ہوے۔ علوم منطق و معانی ہیئت و ہندسہ اور فقہ مین فرد کامل۔ اور علم ادب مین لاثانی ہین۔ عرصہ دراز تک آپ سرکار نظام کے معزز عہدون پر کارفرما رہے۔ بتکمیل مدت ملازمت کے بعد چھہ سو روپیہ وظیفہ حُسن خدمت پاتے ہین۔ فی زماننا امیر اکبر نواب سر آسمانجاہ مغفور کے پاگاہ مین میر مجلسی کے عہدہ سے ممتاز ہین۔ بنہایت حلیم الطبع سلیم المزاج۔ خداترس۔ راست باز اور خلیق شخص ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ خداوند کریم نے آپ کو دو

ہونہار فرزند عطا فرمائے ہین (۱) مولوی محمد غوث (۲) محمد صبغۃ اللہ
قوم نوایط کے اکثر خاندان اپنی تقریبات شادی مین عقد کا خطبہ تیمناً
آپ ہی کے زبان مبارک سے پڑہواتے ہین اور بلحاظ بزرگی و تقوے
امارت قوم کے شایان خیال کئے جاتے ہین۔

(۳۳) حسین علی نایطی۔ چودہری لقب المخاطب بہ محمود علیخان
والمتخلص بہ افصح ابن حاجی محمود علیخان نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین
دربار کرناٹک کے سر برآوردہ افراد مین آپکا شمار تہا حسین محمد خان
چودہری لقب مدار المہام والا جاہی کے آپ حقیقی بہتیجے تہے سنہ ۱۲۱۰
ایک ہزار دوسو دس ہجری مین مولانا ابو العباس عبد العلی مدراسی
کے حسن توسط سے آپ کا تعلق دربار والاجاہی مین قایم ہوا۔ خطاب
آبائی سے سرفرازی حاصل کی۔ مشاعرۂ اعظم مین رسائی ہوئی نواب
عمدۃ الامراء بہادر نے آپ کو افصح الشعراء کا خطاب عنایت فرمایا
مصنف صبح وطن و تذکرہ گلزار اعظم نے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب

گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ مزاجش بغایت شوخ و شنگ و نہایت
ظرافت آہنگ بود شعر را خیلے سادہ می گوید و سر تلاش ندارد۔ از

تماشائیان بزم خیال وشمع افروزان حسن مقال است

وہو ہذا

محو رخسار آن پریزادم		مثل آئینہ حیرت ایجادم
جان من عشق مرتضے دارد		محو اوگشتہ حیدر آبادم

ولہ

دلا از پرتو مہر علی خورشید گردیدم		بیک جام ولایش مرشد جمشید گردیدم

ولہ

نیست سروے کہ لب جو پیداست		نخل آہے زگلستان من است

(۳۴۳) حسین محمد خان نایطی - چودہری لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہین جن کو سرکار والاجاہی کے دربار سے تعلق تہا۔ آپ نہایت ذی علم اور پرہیز گار رہتے ہمیشہ اخفا کے ساتہہ غربا کی امداد فرمایا کرتے تہے سرکار والاجاہی کے مدار المہامی کا عہدہ آپ کے تفویض تہا۔ نواب والاجاہ امیر الہند اعظم الامرا مختار الملک۔ سراج الدولہ محمد غوث خان بہادر۔ بہادر جنگ والی مدراس نے اپنی بے بہا تصنیف تذکرۂ گلزار اعظم مین ضمناً آپ کا تذکرہ فرمایا ہے مصنف

گلدستہ کرناٹک نے بہی اجمالاً آپ کا احوال لکہا ہے۔

(۳۵) **مولوی حفیظ الدین نایطی۔** الملقب بہ کلان تر۔ ابن مولوی غلام دستگیر خان نایطی۔ سربرآوردہ افراد قوم سے ہین۔ آپ کا خاندانی سلسلہ ملا یحیےٰ نایطی المخاطب بہ مخلص خان عالمگیری تک پہونچتا ہے جن کا تفصیلی احوال اس تاریخ مین لکہا گیا ہے۔ اپ کے والد ماجد کو نواب شمس الامرائے تیغ جنگ کے ہمراہی سے تعلق تہا۔ پاہگاہی امتیازی ملازم سمجہے جاتے ہتہے۔ مولوی حفیظ الدین کی ولادت ۱۲۷۰ھ بارہ سو ستہر ہجری مین بمقام بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد واقع ہوئی۔ آپ نے تحصیل علوم دینی کے بعد سرکار نظام کے مدرسہ طبابت مین علم طب کو کامیابی کے ساتہہ حاصل فرمایا جس سے آپ کی طبیعت کو خاص مناسبت ہے۔ اسوقت حیدرآباد مین آپ کا مطب مشہور رہے۔ نہایت توجہ کے ساتہہ اپنے مریضوں کا علاج فرماتے ہین۔ آپ کی ملازمت کا تعلق ابتداءً سررشتہ طبابت سے رہا پہر سررشتہ عدالت سے اور بالآخر سررشتہ مال نے آپ کو صیغہ کروڑگیری کا ڈپٹی کمشنر بنایا جہان سات سو روپیہ ماہوار سے ممتاز ہین۔ اور اپنی قابلیت اور اخلاق اور صفات حمیدہ کی وجہ سے فخر قوم سمجہے جاتے ہین

آپ کے ہونہار صاحبزادے کا نام محمد معین الدین ہے۔

ردیف خ

(۳۶) **سید خلیل الرحمن نایطی**۔ عرف بُڈّن ہے صاحب المخاطب بہ نواب اہتمام جنگ بہادر بن سید محمد بن سید صالح بن سید رشید الدین مغفور نبسہ حافظ حاجی محمدؐ صادق علیخان نایطی مہاجر لقب (بخشی فوج آصفجاہ ثالث نور اللہ مرقدہ) مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کو ایک عرصہ تک علاقہ صرفخاص شاہی کے کنجون کی مہتممی کا عہدہ تفویض رہا۔ اور اب خانہ نشین ہین۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ بڑے حلیم الطبع اور نیک بخت شخص ہین۔ گوشہ نشینی مین بسر فرماتے ہین۔

(۳۷) **خواجہ عمر نایطی** ابن نظام الدین نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے پوتے خواجہ محبوب مغفور کو سمستان گوپال پیٹہ کے انتظامی اختیارات مجموعی طور پر حاصل تھے مراتب عالیہ اور معاش جاگیری سے ممتاز ہو کر مدت العمر نہایت آب و تاب کے ساتھ زندگی بسر کی۔ آپ کے فرزند ارجمند محمد نظام الدین نایطی حیدر آباد مین حی القایم ہین اور اپنے آبائی جاگیرات مادہورا وپلی۔ نظام آباد سے سرفراز۔ آپ نہایت سنجیدہ

مزاج اور ذی سواد شخص اور نواب صولت جنگ بہادر کے داماد ہین۔

ردیف د

(۳۸) نواب دوست علیخان نایطی۔ نام آوران قوم سے گزرے ہین۔ آپ نواب سعادت اللہ خان والی ارکاٹ کے ہمشیرہ زادے تہے۔ جو اپنے ماموں کی رحلت کے بعد مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوئے جب مرہٹون نے چڑہائی کی تو اون کے مقابلہ مین آپ کو شہادت کا مرتبہ ملا صاحب ماثر الاُمرائے ضمناً آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ رورن جی یوپ اور کرنل ولکس مصنفین میسور ہسٹری نے بہی اپنے تصانیف مین آپ کا احوال لکہا ہے۔ آپ بڑے صاحب الرائے اور ذکی الطبع شخص تہے۔ آپ کے فرزند صفدر علی خان نایطی کا ذکر بہی بعض تصانیف مین پایا گیا ہے۔

(۳۹) مولوی۔ رحمت اللہ نایطی۔ رسا تخلص برادر بزرگ حبیب اللہ ذُکا بن حافظ محمد میران بن حافظ محمد علی نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے بزرگون کا وطن بیجاپور رہے آپ کے جد ماجد نواب اودگیر کے طلب پر کرناٹک تشریف لائے۔ اور بالآخر صوبہ مدراس کے ضلع نلّور مین آپ نے سکونت اختیار کی۔ حضرت رسا کی پیدائش ۱۲۳۷ھ

بارہ سو سینتیس ہجری مین بمقام نلور واقع ہوئی۔ مولوی محمد بدل علی ہنگامی
اور میر مہدی ثاقب سے آپ نے عربی و فارسی کی استعداد بہم پہونچائی
اور شعر و سخن کا مذاق حاصل کیا۔ آپ کی فطرتی ذکاوت رسائی طبیعت۔
خوش انتظامی۔ روشن خیالی نے آپکو ترقیات مدارج کے رتبہ پر پہونچادیا
ابتداءً آپ نے برٹش انڈیا کے کورٹ مین نہایت آب و تاب کے ساتھ
وکالت کی اوسی عرض مدت مین آپ کی تجارت کو فروغ ہوا پہر ریاست
وینکٹ گیری کے مدار المہام منتخب ہوے جہان آپ کی حوصلہ مندی اور علمی
اور عملی معلومات کی بدولت آپ کی شہرت ہوئی۔ مولف نے آپ کی
ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ عجب معلومات کے شخص تھے۔ آپ کے
بُشرہ سے اقبال کے آثار نظر آتے تھے۔ آپ کے رعب و داب کا اثر معاصرین
کے قلوب پر قایم تہا با این ہمہ منزلت نہایت خلیق اور منکسر المزاج تھے
آخر عمر مین آپ نے خانہ نشینی اختیار کی اور اپنے املاک اور اراضی کے
انتظام مین زمیندارانہ طریقہ پر بسر فرمائی۔ مصنف تذکرہ گلزار اعظم و
واشارات بنیش نے آپ کا احوال بر سبیل اجمال رقم فرمایا ہے۔
محمد ابو الحسن نایطی آپ کے لخت جگر مین اوسی مقام پر سکونت رکھتے ہین

مرحوم کے طبعزاد کا انتخاب لاجواب ہے۔

	وهو هذا	
زگلزار امل نتوان بغیر از غنچہ چید اینجا		دل اشکستہ می بخشد ز جمعیت نوید اینجا
چو گشتم خاک دریاد خط سبز و رخ گلگون		دہد بوی گل و ریحان اگر خارے دمید اینجا
	ولہ	
از پردۂ صبرم کشد ار طرز حجابت		بے پردگی من کشد از چہرہ نقابت
زاندم کہ خط آمد نفرستاد مراخط		روز طربم شب شدہ در عہد شبابت
	ولہ	
ساز دل وقف نوائیست کہ من می دانم		رگ جان تار صدائیست کہ من میدانم
ز دسوی تربت من بعد فنا کاے چند		این قضا تیر ادائیست کہ من می دانم
	ولہ	
بکشا لب سوال کہ رنجند منعمان		[illegible]انہ در زمانہ بہ پیکان برابر است
گشتم غبار و برد صبا تا بکوی او		افتادگی بہ تخت سلیمان برابر است
	ولہ	
بزم اگر جلوہ دہد بے رخ دلبر در چشم		شکل خمیازہ نماید لب ساغر در چشم

بسکہ در خلوت او بار نمی دارد غیر		جلوہ آرا نشود مہوشش دیگر در چشم
بے نظیر ست رسا در ہمہ آفاق نظیر		نگہ از فیض نظر گشتہ منور در چشم
	ولہ	
یقینم شد ز آئین حباب این امر وجدانی		کہ ترک خویشتن باشد دلیل قرب ربانی

(۴۰) رضا حسین نایطی - جدی لقب المتخلص بہ افسر ابن سعید حسین خان جدی جاگیرداران خطہ کرناٹک سے گزرے ہین۔ آپ ۱۲۱۹ھ بارہ سو اونیس ہجری مین بمقام بلدہ ویلور متولد ہوے۔ عالم شباب مین مدراس آئے۔ اور مولوی ارتضا علیخان بہادر گوپاموی کے فیضان تلمذ سے سوا کافی بہم پہنچا کر مشاعرۂ اعظم مین آپنے رسائی پائی۔ منشات افسری۔ تحفۃ الانشا۔ دیوان افسر فارسی و ہندی یہہ چار کتاب آپ کی اعلیٰ قابلیت کے یادگار ہین مصنف تذکرہ گلزار اعظم اعنی امیر الہند نواب محمد غوث خان مغفور والی ریاست مدراس نے لکھا ہے کہ تیزی طبع وحضوری مزاج بحدے داشت کہ در یک جلسہ غزلے بل قصیدۂ می نگاشت ناظم طبعش انہر انتظام بدین آئین بر سر فرمانروای سخن می نہد۔

دلم آسودہ بزلف تو مزن شانہ دگر		خار در سینہ زند ہر سر دندانہ مرا

بسکہ در شیشہ دل عشق تو افسون دارد		این پریخانہ بود کعبہ و بتخانہ مرا
	ولہ	
سبز رنگان صندل درد سر زان گشتہ اند		کز صداع ہجر پیدا کردہ ام سر سام را
	ولہ	
جہان پامال عشقش حسن وز افزون تماشا کن		بنازم دلبری را ہر دم اعجاز مبین دارد
	ولہ	
چو دیدم رنگ ہائے عالم افسر		دلے میخواہم از ہستی رمیدہ

(۱۴) قاضی۔ رضی الدین مرتضی نایطی۔ ابن قاضی محمود کبیر علماء قوم سے گذرے ہین۔ آپ عالم متبحر۔ فرد فرید تھے ابراہیم عادل شاہ کے عہد شاہی مین آپ نے تحفۃ الحقیر کے نام سے فن صنائع و بدائع مین ایک کتاب تصنیف کی جو مقبول بارگاہ سلطانی ہوئی۔ قضاۃ بندر گووہ کی خدمت آپ کے والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ کے نام منتقل ہوئی۔ فرمان شاہی مترشدہ۔ ۲۰ محرم ۹۹۳ سنہ نو سو ترانوے ہجری کی نقل مولف کے نظر سے گزری ہے۔ مصنف تاریخ احمدی نے آپکا احوال بر سبیل اختصار لکھا ہے۔

(۲۴) رفیع الدین خان نایطی۔ تانتلی لقب ابن محمد ادریس مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے جد اعلےٰ ابراہیم عرب تھے۔ جو افراد قوم کے ساتھہ ہندوستان تشریف لائے اور کوکن مین مقیم ہوے۔ رفیع الدینخان کو نوآبی صوبہ ارکاٹ کے زمانہ مین شاہی ملازمت سے تعلق تہا۔ اور اوسی دربار سے خانی کا خطاب ملا۔ مدراس پریسیڈنسی کے ضلع نلّور مین آپ سکونت پذیر رہے۔ آپ نہایت ذی وجاہت اور روشن خیال شخص تھے آپ کی اولاد سے مولوی محمد غازی الدین۔ غازی تخلص نے مقام مذکور پر نام آوری کے ساتھہ اپنا زمانہ ختم کیا۔ یہہ مولف کے حقیقی نانا تھے رفیع الدین خان نایطی کے دوسرے فرزند حاجی حسین نایطی کے پوتون مین (۱) محمد عبد العزیز (۲) محمد حسین (۳) محمد عبد الغفار حیدرآباد مین سرکار نظام کے نمک خوار ہین نمبر (۱) و (۲) کاسب وشاغل اور بڑے نیک بخت شخص ہین نمبر (۳) اپنی فطرتی ذکاوت اور علمی معلومات کے لحاظ سے منتخب اور منتظم۔

(۲۴) رکن الدین حسن نایطی۔ ابن محی الدین کوکنی تجار مشاہیر قوم سے ہین۔ بمبئی پریسیڈنسی کے مستقر تعلقہ بہٹکلہ پر آپ کی تجارت کا

دار الصدر رہے۔ اناج کی تجارت مین آپ کا فروغ ملکون پر مشہور رہے تجار معاصر آپ کو لک پتی تاجر کہتے ہین۔ آپکی علمی قابلیت بہت کم ہے لیکن اپنے فن کا عملی تجربہ بخوبی حاصل ہے۔ مولف نے آپ کے بعض ہم وطنون سے ملاقات کی جو بالاتفاق آپکی خوش معاملگی اور نیک نفسی کے مداح پائے گئے۔

ردیف ز

(۴۴) **حکیم شاہ زین العابدین نایطی** مایل لقب واژع تخلص ابن غلام محمد خان مایل المخاطب بہ رضا حسین خان مشہور الطبار قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے اجداد کا وطن دہلی تہا۔ نواب سعادت اللہ خان نایطی صوبہ دار کرناٹک کے زمانہ مین وطن سے ترک تعلق کرکے ارکاٹ تشریف لائے اور بلدہ محمد اپور مین اقامت اختیار کی نواب ممدوح کی وفات کے بعد اوایل شباب مین مدراس کی اقامت پسند فرمائی اور علماء وقت کے فیضان صحبت سے بہرہ اندوز ہوے۔ آپ نہایت ذی استعداد خصوصًا علم حدیث مین مستند مانے جاتے تہے۔ جفر۔ تکسیر۔ نجوم اور رمل مین بہی آپ کو کامل دخل تہا۔ طریقت اور

سلوک مین سید شاہ احمد اللہ قادری قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت فرمائی تھی۔ آپ کے فضایل علوم کا اعلیٰ یادگار آپ کے تصانیف ہین جو فتاوی جمعہ۔ رسایل لیلۃ القدر۔ صدقۃ الفطر۔ تکمیل المہام فی الصیام تبصرۃ المواہب۔ مرأۃ الحق۔ تکمیل الحجۃ فی بیان السنۃ والبدعۃ۔ کشف الیقین فی رد شبہات الملحدین کے نام سے مشہور رہین۔ مصنف تذکرہ گلزار اعظم نے آپکی طبعزاد کا انتخاب حسب ذیل کیا ہے۔

سادہ لوحانرا تحمل از جفائے خلق نیست		یک نفس باشد متاع صد غبار آئینہ را
	وله	
برائے صید دلہا می کشاید شانہ زلف او		چو صیادیکہ دامے گسترد آہستہ آہستہ
	وله	
ہوشیارے ظلمت افزائے نگاہ باطنی است		بیعت دست سبو کشف الغطا باشد مرا
	وله	
در شہود آن پری شبہا مراقب بودہ ام از خیال زلف پیچانش فتادم در بلا		بیخودی ناگہ جنون انگیخت فتح الباب شد کے برآید کشتی آنکس کہ در گرداب شد

(۳۵۱) زین العابدین نایطی۔ المتخلص بہ دیوان شعرائے

مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ نواب علی دوست خان نایطی کے داماد اور نہایت ذی اعتماد تھے۔ امیر الہند نواب محمدؐ غوث خان مغفور والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرۂ گلزار اعظم مین آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب گلدستہ کرناٹک نے لکھا ہے کہ او از روسائے قوم نایط این سرزمین است مردے رنگین طبیعت پاکیزہ طینت عالی ہمت بود عموماً باہمہ اشخاص خصوصاً بارباب ہنر ذوی الاختصاص مراعات شایان وتواضع نمایان می نمود۔ باآنکہ از ثروت دستگاہان زمانہ خویش و در کثرت ساز وسامان ممتاز مجمع بیگانہ وخویش بود۔ دامن از ارتباط دنیا برچید وہمچو وارستہ مزاجان در گوشہ خلوت انزوا گزید۔ غرض این مرد عجیب ذی ہمت وحالم خصلت بود۔ ہر کس کہ از خویش وبیگانہ بخانہ اش فرا رسید۔ اقسام اشیاء نفیسہ کہ آنرا فراہم می نمود بکمال ملاحظہ پیش آن مردم می کشید۔ بعد دیدنش ہر کسی کہ تعریف چیزی نفیس از آن بعادت معہود میساخت آن شے را باو مرحمت میکرد اگر کسی اباء می کرد ناخوش می شد و باغراق در قبولیت آن الحاح میساخت آخر آن کس چار وناچار بقبولیت آن می پرداخت ہمین یک شعر از

طبع زاد اوست۔

دیوان عروج نشۂ حق در شریعت است		سنگ سیاہ بر قدح خمر و بنگ زن

ردیف س

(۴۶) **نواب سعادت اللہ خان نایطی** کوکنی لقب۔ مشاہیر روسائے قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا اصلی نام سعید کوکنی تھا خطاب خانی کے بعد سعادت اللہ خان سے مشہور ہوے۔ صاحب توزک والاجاہی نے لکھا ہے کہ آپ اپنے حقیقی برادر غلام علی کوکنی کے ساتھ شہنشاہ عالمگیر کے لشکر مین وارد ہوے۔ داؤد خان سپہ سالار فوج کی حُسن توسط سے ابتدا آپ کا تعلق منصبداران شاہی کے زمرہ سے ہوا اور پھر آپکی مجسم قابلیت اور شہنشاہ عالم گیر کی مردم شناسی اور حفظ منزلت نے آپ کو خطاب سعادت اللہ خان سے امتیاز بخشا۔ اکیس سال تک صوبہ کرناٹک کے نائب اور پانچ سال تک خود مستقل صوبہ دار اور فرمانروائے صوبہ رہے۔ نہایت دین دار اور خداترس شخص تھے آپ کی ذات ستودہ صفات سے خلق اللہ کو نہایت آرام نصیب ہوا۔ صاحب

مآثر الامرا فرماتے ہین کہ او از قوم نوایت بود در عہد خلد مکان باستصوا

ذوالفقار خان بمتصدیگری ضلع کرناٹک حیدرآباد مامور شده باستقلال
به کارهاے انجامی پرداخت وبحسن عمل باخرد و بزرگ آنجا سلوک نمود
نامے به بزرگی برآورد وچون پس از کشته شدن همباز زخان نظام الملک
آصف جاه عزیمت آن ضلع نمود۔ او بمقتضاے دوربینی باستقبال پرداخت
زرهاۓ موجوده گزرانید وقرین عزت و اعتبار رخصت تعلقه یافت
و مدت ها در آن مرز بوم به نیکنامی وداد و دهش بسر برد الخ سنه ۱۱۴۵
گیارہ سو پینتالیس ہجری میں بمقام محمد پور ارکاٹ آپ نے رحلت
فرمائی۔ جامع مسجد کے صحن میں آپکے مزار کا گنبد مشہور رہے۔

(۷۴) سعید محمد خان نائطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہیں۔
ٹیپو سلطان والی میسور کے زمانہ میں آپ کو فوج کی سرکردگی تفویض
تھی۔ رورن۔جی۔یو۔پوپ نے اپنی تالیف ٹسٹ بک آف انڈین
ہسٹری میں آپ کو صاحب حکومت لکھا ہے اور بر سبیل اختصار
آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

(۸۴) مولوی۔حکیم سلطان علی نائطی۔ المخاطب به مسیح نواز خان
بہادر نامی افراد قوم سے تھے۔ نوابی مدراس کے زمانہ میں آپ کا شمار

حاذق الاطبا رہین تہا۔ دربار والا جاہی سے مسیح نواز خان کا خطاب آپ کو عطا ہوا تہا۔ آپ نے نہایت نیک نامی اور ہر دل عزیزی کے ساتھہ اپنی زندگی بسر کی آپ کی رحلت کے بعد آپ کے نواسے حکیم محمد غوث غیاث لقب آپ کے جانشین قرار پائے اور بقید حیات ہین نواب خیر النسا بیگم مغفورہ محل خاص رئیس مرحوم کی زندگی تک آپ اون کے اسٹاف سرجن رہے۔ مولف تاریخ نے آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ بڑے سنجیدہ مزاج اور بردبار شخص ہین۔

ردیف ش

(۹۴) **شایق علیخان نایطی**۔ شایق تخلص ابن احمد ابو تراب قادری مشاہیر قوم سے گزرے ہین مصنف گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین

که اکثر بزرگان سلسله نسبش مثل سرو فترا اولیاء والا مناقب حضرت امام المدرسین (مولوی محمد حسین الشہید البیدری) رحمۃ اللہ علیہ و حضرت قاضی محمود و محرم اسرار الہ مولانا حبیب اللہ قدس سرہما از ہم پیوندی چون شیر و شکر آمیختہ و مانند آب و گوہر پیوستہ از کسب علوم فارسی بتحصیل رنگ اعتبار پرداخت و باستفادہ صحبت بابرکت میرزا علی

بحث اظفری در عروض و قوافی خود را سنجیده روزگار ساخت دیوانے

مختصر دارد که در فن شعر بیعدیل و در علوم عربیه قریب التحصیل است۔ روضۂ قدسیان آپکی تالیفات کا اعلےٰ نمونہ اور مثنوی ہندی الموسوم بہ نگارستان آپکی بے شمار تصانیف مین نامی کتاب ہے۔ نواب اعظم جاہ مغفور والی ریاست کرناٹک کے زمانہ مین خطاب خانی آپ کو عطا ہوا۔ اور نواب شمس الدولہ بہادر کی اوستادی کا شرف ملا ۱۲۴۹ بارہ سو اونچاس ہجری مین رحلت فرمائی۔ مصنف تذکرۂ صبح وطن فرماتے ہین کہ آپکا اصلی نام غلام محی الدین ہے۔ صاحب اشارات بنش نے بہی آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔

می کشد ناز عشوہ خیز مرا	نیست حاجت بہ تیغ تیز مرا
مرگ تلخ است جاے شربت قند	ساقیاے بحلق ریز مرا
شد ز مژگان شوخ و شنگ کسے	با قضا پنجہ ستیز مرا
سایہ آسا ست دل ملازم تو	کے ز پایت بود گریز مرا
از تہ خاک تشنہ ات ساقی	آید آواز کہ بریز مرا
جوہر تیغ ابروت دانم	زانکہ دادند طبع تیز مرا

شایقِ قامت کسی ہستم	نیست پروائے رستخیز مرا

ولہ

ازخون دلم طرفہ بہار ہست بہ بینید	این چاک جگر خندہ نار است بہ بینید
نازش دل من می برد وغمزہ قرارم	ہر جنبش او برہر کار است بہ بینید
دامن بدلم ماند پس از مرگ تہ خاک	پروانۂ او شمع مزار است بہ بینید
درشوق تمنائے رخش باغ ارم را	ازبہر دعا دست چنار ہست بہ بینید
آراستن ماہ رخش بسکہ تمنا ہست	ازمہر فلک آئینہ وار ہست بہ بینید
خاکیم وزند جوش زما ہستی چشمش	مردیم و بسر طرفہ خمار است بہ بینید
شایق چہ نماید صفت حضرتِ فایق	مفقود از آن بحر کنار است بہ بینید

(۵۰) **مولوی حکیم شرف الدین نایطی**۔ تانتلی لقب ابن مولوی حکیم احمد سعید مغفور مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کے جد اعلے حافظ ابراہیم عرب کا سلسلہ نسب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کا نشو نما ریاست حیدرآباد مین ہوا۔ عربی اور فارسی مین ذی استعداد تلنگی زبان سے بخوبی ماہر ہین۔ فن طبابت سے بھی آپ کو دلچسپی ہے۔ سرکار نظام کے مالی اور عدالتی امتحانات مین

کامیاب اور سررشتہ مالگزاری مین تعلقہ کے تحصیلدار اور سررشتہ عدالت
سے اوسی تعلقہ کے ناظم عدالت ہین ذکی الطبع واقف کار افسرون
مین آپ کا شمار رہے۔

(۵۱) **شرف الدین علی خان نایطی**۔ چودہری لقب المتخلص
بہ نگین۔ نام آوران قوم سے گزرے ہین امیرالہند نواب محمد غوث
خان مغفور والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ صبح وطن
مین آپ کو شہرا وستاد وقت کہاہے اور فرمایا ہے کہ متعدد شعراے
نامی جیسے معجز۔ والا۔ فایق۔ ورایق وغیرہ کو آپ کی شاگردی کا شرف
حاصل تہا۔ مصنف گلدستہ کرناٹک نے آپ کا مختصر احوال نہایت
خوبصورتی سے لکھاہے۔ فرماتے ہین کہ نقش نگین فکرش بر کرسی
سخنوری بدرستی نشستہ وسکہ شہرت دستگاہ معنے یابی از دستکاری
نقادش دلخواہ نقش بستہ۔ عقیق یمانی پیش لعل رُمانی سخنان رنگینش
بے رنگ وبہا وفیروزہ نیشاپوری در پہلوے سلک گوہر سیلابی الفاظ
شستہ وصافش کم قدر وبے جلا۔ جوہر نامہ اشعارش بملاحظہ انتخاب
رنگ تسطیر می یابد۔

گریہ می آید مرا بر طالع فرزانہ ہا		بیغمی را مفت بردند از میان دیوانہ ہا
از برائے ساز سوز شعلہ طبعان شاہ عشق		می نویسد بر پر پروانہ ہا پروانہ ہا
	ولہ	
تا تو اے خورشید پیکر در دلم جا کردہ		دیدہ ام را مشرق برق تماشا کردہ
دور چشم بد زخط سبزت اے مرہم نواز		نسخۂ امید عاشق را محشا کردہ

(۵۲) حکیم شرف الدین علی خان نایطی۔ المتخلص بہ انسب

ابن مبارز الدین خان بہادر اطبائے مشاہیر خطہ کرناٹک سے گزرے ہین۔ آپ کو فن طبابت مین ید طولے تہا۔ طبیب حاذق سے مشہور رہتے رنگینی طبیعت اور موزونی مزاج نے آپ کے کلام کو گلزار اعظم تک پہونچایا۔ مصنف تذکرہ گلزار اعظم فرماتے ہین کہ نخل وجودش از چمنستان کرناٹک سر کشیدہ۔ غنچہ طبعش بہوائے تربیت نخلبندان این بوستان شگفتگی بہم سانیدہ۔ آخر عمر مین آپ نے ادہونی کا ارادہ فرمایا جہان نواب شجاع الملک بہادر ناظم ادہونی کے پاس ملازمت سے ممتاز اور خطاب خانی سے سرفرازی پائی ۱۲۰۴ھ بارہ سو چار ہجری مین رحلت فرمائی۔ آپ کے نتیجہ فکر کا انتخاب حسب ذیل ہے۔

نظارہ محو جلوہ جانانہ میرسم	دیوانہ ام زسیر پریخانہ میرسم
شیخ و برہمن از حرم و دیر مژدہ	زنار بند سبحۂ صد دانہ می رسم
ہرگز ببوئے من نگہے آشنا نکرد	حسرت نصیب نرگس مستانہ می رسم

(۵۳) مولوی شمس الدین نایطی چکا کوابن محی الدین مشاہیر قوم سے ہین۔ مستقر تعلقہ بہٹکلہ متعلقہ بمبئی پریسیڈنسی پر آپ کی تجارت جاری ہے بلحاظ آپ کے علم وفضل کے سربراوردہ علمائے قوم مین آپ کا شمار رہے۔ بڑے نیک بخت اور صاحب تقوے۔ مغتنم افراد قوم سے سمجھے جاتے ہین۔

(۵۴) مولانا شہاب الدین محمود نایطی۔ قدس سرہ بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ اپنے معاصرین مین لاجواب فرد تھے آپ کا علمی تبحر اور آپ کی فضیلت کا مرتبہ نہایت بلند تہا علوم معرفت مین کامل سمجھے جاتے تھے حقایق آگاہ مولانا باقر نایطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ مین آپکا احوال بر سبیل اختصار لکھا ہے فرماتے ہین کہ قد انتشأ من ھذا القوم نحاریر العلماء ومشاھیر العرفاء ومنھم مولٰنا شہاب الدین محمود

قدس سرہ۔ سمعت بمأثرہ العلمیۃ من الثقات ولم اظفر بشئ من فوایدہ المستجادات (ترجمہ) بے شک اس قوم سے بایک ہین علماء اور مشہور عارفین پیدا ہوے ہین کہ جن مین سے مولانا شہاب الدین محمود قدس سرہ ہین۔ مین نے آپ کے علمی فضائل کو معتبر لوگون سے سنا ہے۔ اور آپ کی تصانیف مجھکو نہین ملین۔

ردیف ص

(۵۵) حکیم صبغۃ اللہ نایطی المتخلص بہ عتیق ابن حکیم محمد عنایت اللہ آل اطباے قوم سے گزرے ہین۔ آپ بڑے متبرک ذی علم اور صاحب کمال بزرگ تھے۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین فرمایا ہے کہ آپ نے مدت العمر کسی بیمار سے حق العلاج نہین قبول فرمایا اگرچہ دربار والا جاہی سے آپکو ملازمت کا تعلق تھا لیکن بہت تھوڑے عرصہ مین آپ نے بعض اہل دربار کی ناموافقت طبائع کی وجہ سے خدمت سے استعفا دیا۔ زبان عربی کے نامور ادیب تھے عربی اور فارسی دونون زبانون مین سخن سنجی کا مذاق آپ کو حاصل تھا۔ مصنف اشارات بنش نے بھی

آپ کا مختصر احوال لکھا ہے۔ سنہ ۱۲۶۶ھ بارہ سو چھیاسٹھ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کی طبع زاد کا انتخاب آپکا اعلےٰ یادگار ہے۔

بسر خاک و بلب آہ و بچشم آب و بدل آتش	که دارد در یار عشق سامانے که من دارم
دل سی پاره ام را کرد ریحان خطش غارت	خط زنگار آخر خورد دستر آنی که من دارم

ولہ

کدام شعله رخ از داغ عشق سوخت دلم	که سوز دل همه شب شمع وار تن میسوخت
مگر ز ناله موزون من فتاد آتش	که عندلیب نواسنج در چمن میسوخت

رباعی بنہج تشبیہ

رویت چمن و غنچه دهن عارض گل	لب لاله بنفشه خال و زلفت سنبل
خط سبزه زبان سوسن و چشمت نرگس	خوی نم مژه خار و دل عاشق بلبل

(۵۶) مولوی صفدر حسین نایطی۔ سعید لقب ابن مولوی محمد محی الدین مغفور مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کا وطن ریاست میسور ہے جہان ٹیپو سلطان کے عہد مین منظر آباد کی قلعداری کی خدمت آپ کے والد ماجد کے تفویض تہی۔ آپ کے اجداد کو بہی اوسی ریاست کے نمکخواری کا اعزاز حاصل تہا۔ مولوی محمد محی الدین مغفور اپنی عمر کے آخر حصہ مین

حیدرآباد تشریف لائے اور خدمات لایقہ سے ممتاز رہے مولوی صفدر حسین نے سرکار آصفیہ کے انجنیرنگ کالج مین تعلیم پائی اور اول درجہ مین کامیاب ہوکر سررشتہ تعمیرات اضلاع مین ملازمت حاصل کی جہان اسوقت پانسو روپیہ ماہوار کے ساتھہ حدود ارضی ضلع کے مہتمم ہین۔ ۱۳۰۹ف فصلی کی قحط سالی مین اے جے ڈنلاپ سی۔آئی۔ ئی کمشنر قحط کے حسن انتخاب سے آپ نے بطور اسپشل ڈیوٹی کام کیا۔ نواب غالب الملک بہادر نے حیدرآباد کی موسی ندی کے پل کی تیاری مین جو نواب ممدوح کے صرفہ ذاتی سے تیار ہوا ہے آپ کے علمی معلومات سے مدد کافی حاصل کی۔ آپ جوان صالح منکسر المزاج اور نہایت فریس افسر ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیازمندی کا شرف حاصل ہے۔

(۵۷) **نواب صفدر حسینخان نایطی**۔ ابن نواب علے دوست خان بہادر ناظم کرناٹک مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ نواب علی دوست خان کی شہادت کے بعد آپ صوبہ دار مستقل قرار پائے۔ مصنف توزک والاجاہی نے لکہا ہے کہ آپ کی عہد حکومت مین افراد قوم کے ساتھہ آپ نے نہایت عمدہ سلوک کیا۔ اعیان دولت اور امرائے ریاست

آپ کو دل سے پسند کرنے لگے۔ لیکن ناخدا ترسونکی سازش نے شب برات ۱۱۵۵ گیارہ سو پچپن ہجری مین زہر کے ذریعے سے آپکا کام تمام کیا۔ صاحب ماثر الامرا نے بھی ضمناً آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۵۸) مولوی صفی الدین محمد نایطی۔ ابن حاجی مولوی قادر مرتضی حسین المخاطب بہ نواب سالار الملک بہادر امیر دربار دولا جاہی حیدرآباد مین باعث افتخار قوم ہین آپ کی عربی اور فارسی استعداد نہایت درست فی زمانا معتمد عدالت وکوتوالی کے دفتر مین نتنظمی کا عہدہ رکھتے ہین آپ کی آمدنی کا بڑا حصہ غربا کی امداد اور اعانت مین صرف ہوتا ہے۔ صایم الدہر اور قایم اللیل بزرگ ہین۔ آپ کی فروتنی اور آپ کا انکسار جوہر ذاتی کی خبر دیتا ہے۔ آپ کے صاحبزادون سے مولوی محمد مرتضےٰ نے خداداد ذہانت اور طبیعت پائی ہے۔ اوایل شباب مین عالم فاضل کے امتحان سے فارغ ہوکر تحصیل علوم دینیہ مین مشغول ہین۔ مولف تاریخ کو دونون کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔

(۵۹) مولوی حکیم صفی الدین محمد خان بہادر نایطی المتخلص بہ ناصر ابن قادر علیخان بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ نواب

شرف الملک بہادر کے داماد تھے۔ سرکار والاجاہی سے آپ کو تعلق تھا۔ فن طبابت مین نہایت کامل اور طبیب حاذق سے مشہور اور اپنے صفات حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے لحاظ سے ہر دل عزیز تھے آخر زمانہ عمر مین آپ نے ریاست حیدرآباد مین سکونت اختیار کی حضرت غفران منزل علیہ الرحمۃ کے مرشدزادگی کے زمانہ مین معالجہ اقدس کا اعزاز حاصل کیا ۱۲۴۳ھ بارہ سو تینتالیس ہجری مین وفات پائی شاہ یوسف صاحب قدس سرہ کی درگاہ مین آپ کا مزار ہے جناب امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس علیہ الرحمہ اپنی بیش بہا تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین فرماتے ہین کہ مردے بود رنگین صحبت و صاحب خُلق و مروت بہ وجاہت ظاہری آراستہ و بہ محاسن باطنی پیراستہ۔ در خوش تقریری و حاضر جوابی معروف و بخوش وضعی و خود داری موصوف۔ از ابتداے حال تا انتقال بکمال اعتبار بود و بہ نہایت عزت و وقار گزرا وقات می نمود ناصر فکرش در قلم و سخن بر لشکر مضامین چنین نصرت دارد۔

چو خس از باد می جنبم ز فیض ناتوانی ہا	ز آہ خویشش می غلطم ز پہلوئے بہ پہلوئے

زشوق آب تیغش می طپید در موج خون تا سر		برنگ نیم جانے تشنہ کامے برلب جوئے
	وله	
راز دل نہ نہفت آخر دیدہ گریان ما در رگ جان زلف مرغول کہ سودا ریختست		سیل بیرون برد گنج خانہ ویران ما طرہ سنبل بود ہر نالہ پیچانِ ما
	وله	
بسان شانہ سراپا زبانم و سر موئے بحال ناصر آشفتہ دل کہ پردارد		زشرح قصہ زلف دراز فرصت نیست ترا ز ناز و مرا از نیاز فرصت نیست
	وله	
بگوشم از زبان فیض او آمد نوید اینجا زبان برگ گل با بلبل شوریدہ میگوید		بہار ارغوان ہیچو شد از خون شہید اینجا عبث نالی دلے چون غنچہ می باید دریدن اینجا

(۶۰) مولوی حاجی - صلاح الدین نایطی - غریب لقب بن حاجی محمد عبد اللہ المخاطب بہ غلام اہل بیت خان بن مولوی حاجی محمد رفیع الدین المخاطب بہ امیر نواز خان مغفور علماے حیدرآباد سے ہین- آپ کے جد اعلےٰ حاجی مولوی رفیع الدین قدس سرہ بڑے متقی اور با خدا شخص تھے آپکی بزرگی اور فضایل سے زمانہ واقف ہے۔ قصبۂ مدہول مین تعلقات

سرکار آصفیہ متعلقہ ضلع اندور مین آپکا مزار واقع ہے آپکا سالانہ عرس
سرکار عالی کے مصارف سے ہوا کرتا ہے۔ آپ کے والد ماجد غلام اہلبیت
خان بہادر منصبدار آصفجاہی ابتدائً بالسنواڑہ کے تعلقدار رہے اور
پہر راجہ چندو لعل بہادر کے عہد حکومت مین پولیس کی ضلعداری کا
عہدہ آپ کے تفویض ہوا باغیون اور مفسدہ پردازون کی سرکوبی
مین کامیاب ہوکر مورد توجہات سرکار رہے۔ آپ کے چچا مولوی
حاجی محمد یوسف علی خان داراب جنگ مرحوم کا احوال جداگانہ لکھا
گیا ہے۔ مولوی۔ حاجی صلاح الدین اس خاندان کے اعلیٰ یادگار ہین
آپ باعتبار علم وفضل - زہد وتقوے۔ پابندی احکام شریعت عزا
فطرتی انکسار اور اخلاق حسنہ کے۔ ہر طرح سے قوم کے لئے
باعث فخر ہین اگرچہ دنیوی اعزاز منصب سے سرفراز ہین لیکن فقیرانہ
گوشہ قناعت مین بسر فرماتے ہین۔ جن کی ذات ستودہ صفات
متعنمات سے ہے۔ مصنف کتاب تطیب الاخوان بذکر علماء الزمان
نے بھی اپنی معزز تصنیف مین آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ کے دو
صاحبزادے (۱) مولوی حکیم محمد عبد اللہ (۲) مولوی محمد عبید اللہ نہایت

لایق اور دیندار سرکار عالی کے منصبدار و نمک خوار الولد سرٌ لابیہ کے مصداق ہین۔

(۶۱) نواب صمصام الدین خان نایطی۔ المخاطب بہ ناظم جنگ بہادر امرائے قوم سے گزرے ہین۔ آپ نواب حسین دوست خان سالار الملک کے پوتے اور عسکری خان شیر افگن جنگ کے فرزند ہین۔ آپ اپنی زندگی تک آبائی معاش جاگیری سے سرفراز اور معاصرین مین ممتاز رہے۔ آپ کے محامد صفات اور آپ کی نیک نفسی کی تاریخ خلق اللہ کی زبان پر باقی ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند نواب محمد عسکری خان نایطی اپنے باپ کے جانشین اور جاگیرات کے اعزاز سے سرفراز ہین جن کی ذاتی قابلیت قابل تعریف ہے۔ سرکار نظام نے بلحاظ قابلیت ذاتی و اعزاز خاندانی سر رشتہ مالگزاری مین آپکو ضلع کی سوم تعلقداری کا عہدہ عطا فرمایا ہے۔

ردیف ع

(۶۲) عابد علی خان نایطی۔ ولوائی لقب المتخلص بعابدؔ المخاطب بہ نواب صولت جنگ بہادر بن ناصر علیخان نایطی بن حضرت شاہ محمد

حسن قدس سرہ بن حافظ حبیب اللہ بن حافظ محمدؐ درویش امرائے
حیدرآباد سے ہین۔ آپکا سلسلہ نسب حاجی عبدالقادر نایطی المخاطب
بہ معتبر خان عالمگیری تک پہونچتا ہے جو ملا احمد نائتہ وزیر اعظم بیجاپور کے
بہانجے اور داماد تہے جنکا تذکرہ صاحب ماثرالامرا نے ضمناً فرمایا ہے
آپ کے اجداد درجہ اعلیٰ سے خلیل عرب پہلے شخص تہے جو بصرہ سے
کوکن آئے حضرت شاہ محمد حسن قدس سرہ کا احوال جن کے فضایل اور
اور بزرگیون سے زمانہ واقف ہے جداگانہ لکہا گیا ہے بدینوجہ کہ آپکے
جد امجد کے ساتہہ رئیس وقت (حضرت مغفرت منزل نواب ناصر الدولہ
بہادر نوراللہ مرقدہ) کو خاص عقیدت تہی۔ حضرت ممدوح نے آپ کے
والد ماجد میر ناصر علی نایطی اور آپ کے عم محترم میر احمد علی نایطی کو مرشد
زادہ بلند اقبال (نواب افضل الدولہ بہادر) کی اتالیقی کے لئے
منتخب فرمایا۔ جب نواب ممدوح سریر آرائے سلطنت ہوے تو میر
احمد علی کو خانی اور بہادری کے ساتہہ نواب صولت جنگ کے خطاب
سے سرفرازی بخشی۔ میر ناصر علی نایطی نے باوجود اصرار کسی خطاب
کو قبول نہین فرمایا۔ ان دونون بہائیون کو بارگاہ خسروی سے

خدمات خاص کے ساتھہ معاش جلیلہ عطا ہوئی اور بلحاظ اوسی عقیدت کے جو اس خاندان کے ساتھہ رئیس مغفور اور خود بدولت کو حاصل تھی میر ناصر علی نایطی کے دونون صاحبزادے یعنے میر عابد علی خان اور میر حافظ علیخان کو والی دولت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کی کم سنی کے زمانہ مین اتالیقی کا اعزاز ملا اور حضرت ممدوح الشان کے مراحم خسروانہ سے دونون بہائی نہ صرف خطابات سے سرفراز ہوے بلکہ اپنے آبائی خدمات اور اعزازات سے بہی کامیاب ہوے نواب حافظ علی خان انتخاب جنگ بہادر کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔

نواب عابد علیخان بہادر ۱۲۷۰ھ ہجری مین بمقام حیدرآباد متولد ہوے اور علوم و فنون متعارفہ سے فراغ حاصل فرماکر اپنے آبائی خدمات فراش خانہ۔ چینی خانہ و بخشی گری فوج صرف خاص وغیرہ اور معاش جاگیری سے سرفراز ہوے اور نواب صولت جنگ بہادر کے خطاب سے ممتاز آپ نہایت خوش قلم اور خوش سواد ہونے کے علاوہ خوش قسمت بہی ہین۔ خلق و مروت اور قبیلہ پروری آپ کی اعلی صفت ہے۔ فنون سپہ گری کے سوا فن سخن سے بہی خاص دلچسپی رکھتے ہین سلکو

ومعرفت مین اپنے جد محترم کے ہم قدم - کمالات ظاہری و باطنی سے معزز و مکرم ہین - یادگار نغمہ روح اور مذاق عابد کے نام سے آپکی تالیفات فن سلوک مین لاثانی اور آپ کا فارسی دیوان بہارستان شاعر سے موسوم ہے جس سے مصنف کی قابلیت اور عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ چلتا ہے - آپ کے ہونہار صاحبزادون (۱) احمد علی (۲) حسن علی (۳) حامد علی کو مرشد زادہ بلند اقبال (میر عثمان علیخان بہادر ولی عہد ریاست دام اقبالہ) کی مصاحبت کا اعزاز حاصل ہے -

(۶۳) نواب عباس علیخان نایطی - لوکھری المخاطب بہ مبشد جنگ مغفور ابن نواب سالار الملک بہادر امراے حیدرآباد سے گزرے ہین - آپ نہایت دیندار اور ذی علم امیر تھے - ریاست حیدرآباد مین اپنے بڑے آب و تاب کے ساتھہ زندگی بسر کی تا دم حیات رئیس وقت کے مورد الطاف اور جاگیرات آبائی سے سرفراز رہے - قبیلہ پروری کی صفت آپ کے جوہر ذات مین داخل تھی - عالم شباب مین رحلت فرمائی -

(۶۴) عباس علیخان نایطی - ہزاری لقب مشاہیر قوم سے

گزرے ہین آپکے جد اعلےٰ کو شہنشاہ عالمگیر کی فوج مین ہزار سوار اور پانسو پیادہ کی افسری حاصل تہی۔ آپنے مدراس پریسیڈنسی مین تاجرانہ بسر کی۔ ویلر گہوڑے اور انگلنڈ کی صناعی کا نمونہ ابتداءً آپ ہی کی تجارت نے اہل مدراس کو دکہلایا۔ مالدار شخص تہے مگر بخت و اتفاق سے ہمیشہ گہاٹے مین رہتے تہے۔ آپکے کارخانہ صناعی مین اعلےٰ قسم کی بگہیان بہی تیار ہوتی تہین آپ نہایت سلیم الطبع اور اصول تجارت مین کامل تہے آپکے نواسے مولوی محمد دستگیر ابن محمد حسن نایطی سرکار نظام کے تحصیلدار اول ہین

(۶۵) حکیم۔ حاجی عبد الرحمن نایطی۔ تانتلی لقب ابن مولوی حاجی محمد نظام الدین مغفور۔ مولف کے برادر حکماء حیدرآباد سے ہین آپ سلطنت آصفیہ کے مدرسۂ طبابت مین تعلیم پاکر سررشتہ طبابت مین سول سرجن مقرر رہوے۔ ایک مدت تک اضلاع سرکار نظام کے میڈیکل ڈیوٹی پر نمایان خدمات بجالائے سنہ ۱۳۰۶ تیرہ سو چہہ ہجری مین آپنے حیدرآباد کے قافلۂ حجاج کے ساتہہ بطور حکیم قافلہ حجاز کا سفر کیا اور زیارات متبرکہ سے شرف حاصل فرمایا۔ فی الوقت فوج نظام محبوب کے ڈاکٹر اور چار سو روپیہ ماہوار پاتے ہین۔ اگرچہ آپکا مطب طبابت

انگریزی کے قاعدہ سے جاری ہے اور ڈاکٹر کہلاتے ہین لیکن سیّال ادویہ کے استعمال سے ہمیشہ آپکو اجتناب رہا ہے علاج المومنین کے نام سے ایک مفید کتاب لکھی ہے۔ جس مین انگریزی ادویہ کی حلّت وحرمت سے بحث ہے اوسی مین ہر ایک مرض کیلئے یہہ بات دکھلائی گئی ہے کہ مسلمان بیمارون کا علاج کن کن ادویہ کے ساتھہ مخصوص ہونا چاہئے۔ بہت سمجھہ دار اور تجربہ کار حکیم ہین حقیقت ادویہ کی دریافت کا ہمیشہ مشغلہ رکھتے ہین۔

(۶۶) حاجی مولوی عبد الرحمن نایطی۔ المخاطب بہ قسمت خان احتساب جنگ بہادر ابن مدار الامراء مغفور امراء دربار والا جاہی سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت بتاریخ یکم جمادی الاول ۱۲۳۲ھ بارہ سو بتیس ہجری بمقام مدراس واقع ہوئی۔ اوایل عمر مین آپ نے تحصیل علوم دینی کے طرف توجہ کی۔ عالم شباب مین دربار والا جاہی سے آپکا تعلق ہوا۔ قسمت خان احتساب جنگ بہادر کے خطاب کے ساتھہ ناظم تقسیم مشاہرہ اہل قلم مقرر ہوے۔ نیک نہاد اور منکسر المزاج شخص تھے۔ بتاریخ ۲۷ محرم الحرام ۱۲۷۷ھ بارہ سو ستہتر ہجری رحلت فرمائی

رسایل نور البصر فی مناقب خیر البشر و ترجمہ اربعین نووی آپکے
علم و فضل کے یادگار ہین۔

(۶۷) سقاف سید عبد الرحمن نایطی۔ طاہر لقب ابن سید احمد
سقاف مشایخین کرام سے ہین۔ آپکا مستقر بمبئی پریسیڈنسی کے تعلقہ بھٹکلہ
مین واقع ہے جہان ہزارہا نفوس کو آپ سے بیعت ہے فاضل اجل ہونیکے
علاوہ فن سلوک مین نہایت کامل بزرگ ہین معاصرین مقامی آپکی
ذات ستودہ صفات کو نہایت مغتنم خیال کرتے ہین۔

(۶۸) سید عبد الرزاق نایطی۔ مہاجر لقب۔ المخاطب بہ آصف
نواز الدولہ آصف نواز الملک عبد الرزاق خان آصف نواز جنگ
بن سید سعد الدین بن سید نظام الدین بن سید رشید الدین مغفور
امرائے دولت آصفیہ سے گزرے ہین۔ سید رشید الدین مغفور کی
بی بی فضل النسا بیگم مہاجرہ۔ حاجی۔ حافظ محمد صادق علیخان مہاجر
نایطی بخشی فوج آصف جاہ ثالث کی صاحبزادی تہین۔
آپ کے والد ماجد ابتداءً علاقہ صرفخاص شاہی کے معتمد مقرر ہوے
جن کی رحلت پر اوسی عہدہ پر آپکو اعزاز حاصل ہوا۔ کچھہ عرصہ تک

آپ علاقہ دیوانی سرکار نظام کے معتمد مال و متفرقات بہی رہ چکے ہین
آخر زمانہ عمر مین اوسی آبائی عہدہ سے ممتاز رہے۔ نہایت آب و تاب
کے ساتہہ اپنی زندگی بسر کی۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز
حاصل رہا ہے۔ آپ نہایت کم سخن اور رحم دل امیر تہے۔ اپنے
ماتحتین کے ساتہہ ہمیشہ نیک سلوک کیا کرتے تہے۔ آپ کے دم تک
علاقہ صرفخاص کے ملازم اپنی خدمت کو موروثی ملازمت خیال
کرتے تہے اسلئے کہ ملازم مرحوم کے ورثاء سے کسی نہ کسی قابل کار
شخص کو اپنے مورث کی خدمت استحقاقاً عطا ہو جاتی تہی۔ باایںہمہ
امارت ہر ایک ملاقاتی سے آپ نہایت خلق و مروت کے ساتہہ
پیش آتے تہے۔ اللہم اغفر وارحم۔ حضرت شاہ عبدالنبی قدس سرہ سے
آپ کو بیعت اور خلافت حاصل تہی۔ نواب سید الدولہ
محمدؐ عبدالرشید خان سید جنگ آپ کے باقیات الصالحات سے
حیدرآباد مین موجود ہین۔

(۶۹) **نواب عبدالعزیز خان نایطی** ۔ المخاطب بہ انتظام
جنگ بہادر حیدرآباد کے امرائے قوم سے گزرے ہین جنکو بارگاہ

شاہی سے جاگیرداری کا اعزاز حاصل تہا۔ آپ بڑے نیک نفس اور غربا پرور علم دوست امیر تہے۔ نواب داراب جنگ مغفور جنکا احوال جداگانہ لکہا گیا ہے۔ آپ کے برادر اور محبوب علیخان نایطی آپ کے فرزند ارجمند ہین جو آبائی جاگیرات سے سرفراز ہین۔

(۷۰) **مولانا شیخ عبدالفتاح نایطی**۔ قدس سرہ بزرگان قوم سے گزرے ہین جن کے مکارم اور فضایل کا تذکرہ مولانا باقر آگاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف نفحۃ العنبریہ فی مدحت خیر البریہ مین فرمایا ہے۔

وقد انتشأ من هذا القوم غادير العلما ومشاهير العرفا ومنهم الفايز بكشف سر الاختتام والافتتاح مولانا الشيخ عبدالفتاح قدس سره وهو الذى كتب الملفوظ فى ترجمة شيخه الشبيه باللوح المحفوظ تشرفت بمطالعته مرارا وعثرت فيه من احوال حضرة الشيخ علے ما يطاول بحارا

(ترجمہ) اور بے شک پیدا ہوے ہین اس قوم سے باریک بین علماء اور مشہور اولیا کہ جن مین سے ہین ابتدا اور انتہا کا بہید کہولنے

والے مولانا شیخ عبد الفتاح قدس سرہ اور آپ ہی نے اپنے شیخ کے احوال مین ایک ملفوظ لکھا ہے کہ جو لوح محفوظ سے مشابہ ہے مین اُسکے مطالعہ سے بارہا مشرف ہوا ہون اور مین نے اوس مین حضرت شیخ کا احوال پایا ہے۔ جو مثل دریا کے مبسوط ہے۔

(۷۱) عبد القادر نایطی۔ الملقب بہ شامندری بن سید محمد نایطی مشہور تاجرین قوم سے ہین آپ کی تجارت کا صدر مقام کلیکوٹ ہے۔ خداوند کریم نے آپ کی دریا دلی اور نیک نفسی اور حسن تدبیر کی وجہ سے آپکی تجارت مین برکت عطا فرمائی ہے۔ لکھہ پتیون مین آپکا شمار ہے۔ یہہ بات سمجھہ مین نہین آتی کہ آپ کی داد و دہش کی وسعت کے لئے جس کے حالات سنتے ہوے دل خوش ہوتا ہے آپکی ایک محدود تجارت کیونکر متحمل ہے بارک اللہ لہ

آپ بڑے سنجیدہ مزاج اور خلیق شخص ہین اور ہمہ قسم کا مال آپ کی تجارت گاہ مین نظر آتا ہے

(۷۲) مولوی عبد القادر نایطی۔ شافعی بن شرف الدولہ غلام محمد خان غالب جنگ بہادر بن مولوی عبد الوہاب خان مدار الامرا

بن مولوی محمد غوث شرف الملک خاندانی امرا و اعزائے مدراس
و مشاہیر حیدرآباد سے ہین آپ شہر مدراس مین بتاریخ ۲۲ ربیع الاول
۱۲۷۶ھ بارہ سو چہتر ہجری روز جمعہ متولد ہوے۔ علوم فقہ اور حدیث
و منطق سے فارغ ہو کر اوایل شباب مین حیدرآباد تشریف لائے
قدر دان سرکار عالی نے ابتداءً آپکو سررشتہ عدالت دیوانی مین
منصف مقرر فرمایا اور پہر آپکی عالی خاندانی اور دیانت و امانت
داری کے لحاظ سے رجسٹراری بلدہ کے عہدہ پر آپکا تقرر ہوا تقریباً
چہ سو روپیہ ماہوار اوسی عہدہ پر الی الان آپ کو ملتی ہے۔
آپکی نیک نفسی اور نیک بختی اور ایمانداری سے بلدہ حیدرآباد کے
رعایا کا بڑا حصہ واقف ہے آپ کے چہرہ سے شرافت اور قابلیت کے
آثار ظاہر ہین۔ اگرچہ آپ کو آپکے خسر مولوی حسین عطاء اللہ کی رُشید
کی وجہ سے مختلف زمانون مین مختلف مواقع۔ ترقیات مدارج کے حاصل ہے
لیکن اپنی فطرتی قناعت اور اتقاء اور دینداری کی وجہ سے آپنے
گوشۂ عافیت کو زیادہ پسند فرمایا۔ غرباء قوم آپ کی ذات کو
مغتنمات سے خیال کرتے ہین۔ گہر پر آپکی اوقات کا بڑا حصہ تالیف

وتصنیف کے اشغال مین صرف ہوتا ہے۔ مولف تاریخ کو آپکی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ آپ کے کامل تصانیف کی فہرست باوجود کوشش مولف کو نہ ملسکی جسقدر ملی اوسکو ذیل مین عرض کرتا ہے (۱) ترجمہ ترغیب الترہیب (۲) ترجمہ اربعین (۳) تحفہ قادریہ (۴) گلدستہ قادری (۵) بردمستورات (۶) احکام مخدرات (۷) چمنستان فطرت (۸) یادگار قادری (۹) ترجمہ تلخیص الاذکار (۱۰) رسالہ احکام صید بندوق (۱۱) ترجمہ عوامل (۱۲) ترجمہ اجرومیہ (۱۳) احوال الخطاب (۱۴) تقویم الآصفی (۱۵) سوانح عمری آسمانجاہی (۱۶) سوانح خورشید جاہی (۱۷) یادگار سروقار (۱۸) خلاصہ ہائے قانون وقواعد جنتری واسٹیامپ ورسوم عدالت (۱۹) مجموعہ احکام العدالت (۲۰) تقویم قادریہ۔ خداوندکریم نے آپ کو پانچ صاحبزادے عطا فرمائے ہین۔ بڑے صاحبزادے کا نام عبدالرؤف ہے۔

(۳۷) مولوی عبدالقادر نایطی خطیب لقب عزت تخلص شعرائے قوم سے گزرے ہین۔ نواب شمس الدولہ مرحوم اور ضیاءالدولہ مغفور کے زمانہ حکومت مین آپ نے صوبہ مدراس مین فروغ حاصل کیا اور

مستعدان عصر سے مانے گئے۔ باعتبار خطاطی طرز شکستہ اوستاد وقت سمجھی جاتے تھے۔ عربی اور فارسی کی استعداد کے ساتھہ شعر وسخن سے بھی آپکو دلچسپی رہتی تھی۔ امیر الہند نواب محمد غوث خان والی مدراس نے اپنی تالیف صبح وطن مین آپ کا مختصر سا احوال تحریر فرمایا ہے۔ فرماتے ہین

کہ پایہ اعتبارش بسیار بلند بود واستعداد شایستہ از مستعدان عصر حاصل کردہ فکر سخن می نمود۔ کلامش در چشم باریک بینان باین اعتبار عزتے دارد

پائے تا سر نشاءام از جان ناکامم مپرس		آرزوہا ہر قدر خون گشت من ساغر زدم
	وله	
عزت بخسم آبرو یارم سوگند		ہر کس کہ بخود کاست کمالے دارد

(۴۷) **مولوی عبد القادر نایطی**۔ طاہر لقب بن مولوی محمد عبد العلی طاہر بن مولوی محمد حمزہ طاہر شافعی المذہب مشاہیر قوم ونام آوران حیدرآباد سے ہین آپ کے جد ماجد کو سرکار میسور مین افتاء کی خدمت تفویض تھی۔ آپ بمقام دار السلطنت میسور متولد ہوے ابتدائی تعلیم اوسی مقام پر پائی عربی اور فارسی کے کتب متداولہ سے فراغ حاصل کرکے قانون کے جانب متوجہ ہوے۔ ریاست میسور کے سررشتہ

منصبدارون سے آپ کا تعلق ہوا۔ جب آپ کے ماموں مولوی سید محی الدین علوی نایطی کو سر سالار جنگ مغفور وزیر اعظم حیدرآباد نے طلب فرمایا تو آپ بھی اون کے ساتھ حیدرآباد آئے اور تحصیلداری کے عہدہ پر مقرر ہو گئے رفتہ رفتہ سوم اور دوم تعلقداری کے عہدون پر ترقی کرتے ہوے اسوقت معتمد مالگزاری کے مددگار ہین۔ امتحانات سرکار نظام مین کامیاب اور نہایت بیدار مغز اور لایق عہدہ دار ہین اور ہر ایک مفوضہ کام کو بہت قابلیت سے ادا فرماتے ہین۔ آپ کے فرزند ارجمند غلام محمود طاہر میٹرک پاس ہو کر ایف اے مین تعلیم پا رہے ہین۔ مولف تاریخ کو آپکی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۷۵) عبدالقادر نایطی۔ دلوی لقب المخاطب بہ معتبر خان عالمگیری۔ ابن سالک مسالک طریقت مولانا۔ حاجی مخدوم نایطی شافعی مشاہیر اور نام آوران قوم سے گزرے ہین۔ صاحب ماثر الامرا نے بضمن احوال ملا احمد نایتہ آپ کا احوال بر سبیل اجمال لکھا ہے۔ جب آپ کا تعلق فوجداری کوکن سے ہوا تو آپ نے خوش انتظامی کی وجہ سے نام پیدا کیا اور مورد الطاف شہنشاہی ہوے آپ کی

نسبت شہنشاہ عالمگیر ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ مثل معتبر خان نوکرے باشد۔ دیوانی دکن کا عہدہ بھی چندے آپ کے تفویض رہا۔ مصنف موصوف نے لکھا ہے کہ آپ نے لاولد رحلت کی اور اپنے خاندان سے ابو محمد خان نام ایک لڑکے کو اپنی تبنیت مین قبول فرمایا تھا۔ جو آپ کے بعد جانشین قرار پایا لیکن دیگر اہل تصانیف نے عبد القادر مرحوم کی نسبت لکھا ہے کہ آپ کے فرزند حافظ درویش نام تھے جن سے اولاد کا سلسلہ قایم رہا آپ کو طریقہ چشتیہ مین حضرت ناصر علی سرہندی قدس سرہ سے بیعت حاصل تھی اواخر عمر مین چار سال تک آپ حجاز کے سفر مین رہے اور زیارات متبرکہ سے بہرہ اندوز ہوے۔ حضرت شاہ حبیب اللہ صبغتہ اللہی قدس سرہ سے بھی آپ نے طریقہ قادریہ کی خلافت حاصل فرمائی تھی۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے صاحبزادے حافظ شاہ درویش آپ کے جانشین قرار پائے جن کو اپنے پدر بزرگوار سے خلافت کا سلسلہ حاصل تھا۔ حضرت شاہ محمد حسن قدس سرہ العزیز جن کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ ہی کی اولاد مین گزرے ہین۔

(۷۶) مولوی عبد القادر نایطی۔ تیور لقب ابن مولوی عبد الرحمن ابن مولوی محمد مہدی واصف ابن مولوی محمد عارف الدین خان رونق حنفی المذہب باعتبار ددیال شیوخ صدیقی سے ہین اور باعتبار ننہال نایطی۔ آپ کا اجدادی سلسلہ حضرت خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ تک پہونچتا ہے اور شیخ صدیقی کی یہی وجہ تسمیہ ہے اور ننہالی سلسلہ سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ تک۔ آپ کے پردادا مولوی غلام محی الدین خان المخاطب بہ عارف الدین خان رونق تخلص برہان پور کے رہنے والے تھے۔ علم وفضل مین لاثانی۔ اعلےٰ درجہ کے نازک خیال وسخن سنج تھے۔ مشاعرۂ اعظم کے منتخب افراد مین آپ کا شمار تھا۔ صاحب تذکرہ گلزار اعظم وصبح وطن نے آپ کا احوال اور آپ کے منتخب کلام کو نہایت دلچسپی کے ساتھہ لکھا ہے۔ اواخر عمر مین آپ نے ریاست میئوسوا دحیدرآباد کو اپنا مستقر قرار دیا آپ کے فیضان صحبت سے اس ریاست ابد قرار کے ہزارہا نفوس بہرہ یاب ہوے۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے چار صاحبزادون سے مولوی عبد القادر کے حقیقی دادا مولوی محمد مہدی واصف کا تعلق سلطنت آصفیہ

مین قایم رہا۔ آپ کے علم وفضل کا پایہ حضرت رونق سے کم نہ تھا
سر سالار جنگ مغفور وزیر اعظم ریاست نے آپ کو مدرسہ
دار العلوم کا عربک پروفیسر مقرر فرمایا جن سے اس ریاست کے
صدہا عمایدین کو تلمذ رہا ہے آپ اپنے علم وفضل کے علاوہ فن شعر مین
بہی اپنے پدر بزرگوار کے سچے یادگار اور واصف تخلص فرماتے تہے
آپ کی فطرتی ذکاوت نے آپ کو مختلف السنہ پر حاوی کیا تہا۔
انگریزی مین آپ کی قابلیت اعلے درجہ کی تہی۔ ترکی۔ فرنچ۔ تلنگی مرہٹی
اروی کے نہ صرف زبان دان بلکہ نوشت وخواند کی کافی استعداد
رکہتے تہے۔ آپ کے تصانیف سے روضۃ العابدین۔ ترجمہ دار المختار
ترجمہ اداب الصالحین۔ خلاصۃ التکمیل۔ تحسین الاخلاق۔ مطلوب الطلبا
ترجمہ موجز آپکی اعلےٰ یادگار ہین۔ آپ کے دو فرزند (۱) مولوی
عبد الرحمن مرحوم (۲) مولوی حکیم عبد الباسط مغفور سے نمبر (۱)
کو اس تذکرہ سے تعلق ہے یعنے نمبر (۱) مولوی عبد القادر کے والد
ہین جنکی علمی قابلیت اور عملی معلومات کو آپ کے اب وجد کا مجموعہ تہا
خیال کرنا چاہئے۔ آپ کا اتقاءً آپ کے تمام صفات حمیدہ پر فایق۔

فضیلت علوم دینیہ کے سوا دنیوی ضروریات کے لحاظ سے آپ نے علوم مغربیہ مین بہی اعلیٰ درجہ کی قابلیت حاصل کی تہی۔ وزیر اعظم ریاست نظام نے آپ کا انتخاب مدرسہ دار العلوم کے فارسی او عربی پروفیسری پر فرمایا۔ اور منصب کے اعزاز سے بہی آپ کو ممتاز کیا آپ کے صاحبزادون سے مولوی عبد القادر بڑے صاحبزادے ہین جن کی ولادت ۱۲۶۹ء بارہ سو اونہتر ہین بمقام حیدر آباد واقع ہوئی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم آپ کے والد ماجد نے نہایت نگرانی کے ساتھہ آغاز فرمائی۔ خانگی مجالس مین آپ کو ہمیشہ اخلاق اور سچائی کا سبق ملتا رہا ابتداے عمر ہی سے آپ کو تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا اور اوسی کے ساتھہ شکار کے جانب بے حد رجحان تہا۔ فارسی اور عربی کی تحصیل کے ساتھہ ہی آپ نے انجنیرنگ کالج مین شریک ہو کر کامیابی حاصل کی اور مہتمم تعمیرات وصفائی بلدہ کے عہدے پر مقرر ہو گئے۔ زمانہ ملازمت مین بہی آپ نے اکتساب علوم کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کی محنت پسند طبیعت نے اپنے کسی درجۂ عمر مین شکار کی ابتدائی مذاق کو فراموش نہین کیا۔ بارکشی اور

محنت پسندی کی اعلےٰ صفت جو ہر وقت ہر درجہ مین آپ کے ساتھ
ہم قدم رہے وہ اوسی ابتدائی مذاق طبیعت کی برکت تہی۔ سررشتہ
ملازمت مین آپ کی حسن خدمات نے آپ کو نہایت نیک نام کیا
نواب افتخار الملک بہادر معین المہام کوتوالی وصفائی نے اپنے صدر المہامی
تنفرقات کے زمانہ مین متعدد مواقع پر آپ کے حسن عمل۔ دل سوزی
اور فرائض خدمت کی کامیابی کی نسبت اظہار مسرت اور ترقیات
کا وعدہ فرمایا اوسی کا نتیجہ تہا کہ آپ سررشتہ مال مین دوم تعلقداری
کے عہدہ پر قبولیت کے ہاتون سے لئے گئے جہان آپ کو امتحانات
مال عدالت۔ فنانس حساب اور کوتوالی مین کامیابی ہوئی۔ نواب
وقار الملک بہادر صوبہ دار شرقی نے متعدد تجربون کے بعد آپ کو
اپنے صوبہ کے تمام دوم تعلقدارون سے منتخب کرکے اپنی مددگاری
پر مقرر کردیا جسکے بعد ۱۳۰۷ھ تیرہ سو سات ہجری مین آپ نے ضلع کے
مستقل اول تعلقداری پر ترقی کی اور اپنی اعلےٰ قابلیت اور عملی
تجربہ کے وجہ سے صاحبان ضلع مین خصوصیت کے ساتہہ دیکھے جانے
لگے حتے کہ ۱۳۰۴ھ تیرہ سو چار فصلی مین دوسو روپیہ کی مستقل ترقی

کے ساتھہ ایک ہزار روپیہ ماہوار پانے لگے اور ۱۳۱۹ اتیراسو اٹھارہ ہجری مین منصرم صوبہ دار کردئے گئے اور اب بحکم خاص اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی سالم ماہوار کے ساتھہ قایم مقام صوبہ دار اور ماہوار پاتے ہین۔ صوبہ گلبرگہ آپ کے تفویض ہے۔ بہت بڑی صفت آپ کی یہہ ہے کہ اپنے مالک کی رضاجوئی کے ساتھہ رعایاے صوبہ کے سچے خیرخواہ اور طرفدار ہین۔ اور فرایض خدمت مین نیک نام۔

(۷۷) **عبدالقادر خان نایطی**۔ ابن احمد عبداللہ نبیرہ محمد اکرام خان آصف جاہی مشاہیر قوم سے گزرے ہین ابتداءً آپ کو بیجاپور کے وقائع نگاری کا عہدہ تفویض تھا اور پھر آصف جاہ ثالث نوراللہ مرقدہ کے عہد مبارک مین آپ چارصدی منصب اور خانی وبہادری کے خطاب سے سرفراز ہوے اور معاش جاگیری سے ممتاز۔ مولف تاریخ نے نواب نصرت جنگ بہادر کے دفتر مین اوس اصل سند کو دیکھا ہے جس کے ذریعہ سے آپ کو اعزازات متذکرہ بالا ملے تھے آپکی قابلیت مسلمہ تھی۔ نہایت ذی خلق اور سادہ روش امیر تھے۔

(۷۸) **مولانا عبداللہ الشہید نایطی**۔ بن نظام الدین احمد کبیر بن

قاضی حسین لطف اللہ شافعی علماء قوم سے گزرے ہین۔ مصنف تاریخ احمدی اور مولف گلستان نسب نے لکھا ہے کہ آپ فاضل اجل اور سالک طریقت تہے۔ حکومت وقت نے قلعداری تاڑپتری کا عہدہ آپ کو عطا فرمایا تہا۔ جہان باغیون کے مقابلہ مین آپکو شہادت کا مرتبہ ملا۔ اوسی مقام کے جامع مسجد مین آپ کا مزار ہے۔

(۷۹) مولانا عبد اللہ نایطی۔ المخاطب بہ محتشم الدولہ بخشی الملک میر عسکری خان سالار جنگ بہادر ابن مولوی عبد القادر مغفور امرائے مشاہیر سے گزرے ہین۔ آپ کو دربار والاجاہی مین بخشی فوج کا عہدہ تفویض تہا بڑے ہی دیندار پرہیزگار اور باخدا شخص تہے علم حدیث مین مستند مانے جاتے تہے۔ ۲۶ محرم ۱۲۶۰ھ بارہ سو ساٹھ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ رئیس وقت امیر الہند نواب محمد غوث خان مغفور کو آپ کی رحلت کا سخت صدمہ ہوا۔ آپ کی سوگواری مین تین دن تک شاہی نوبت خانہ کی نوبت موقوف رہی۔ والی ریاست نے بنفس نفیس آپ کے جنازہ کی نماز پڑہائی میلاپور کے قدیم جامع مسجد مین آپ دفن کئے گئے۔ اور اپنے فضایل علوم کا سچا یادگار تصانیف

ذیل کے ذریعہ سے چہوڑ گئے (۱) اسماء الرجال صحیح مسلم (۲) شرح اسماء مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم (۳) درّ الثمین فی شرح الاربعین نووی مصنف تاریخ احمدی نے بہی آپ کا احوال لکہا ہے۔

(۸۰) **عبداللہ خان نایطی**۔ چودہری لقب المخاطب بہ فیروز جنگ عالمگیری بن محی الدین علیخان بن محمد غوث نواز خان بن مولوی محمود علی خان قاضی بیجاپور بن غلام حسین خان بن غلام محمد خان بہادر امرائے مشاہیر سے گزرے ہین۔ آپ کا مفصل احوال اور آپ کی مردانگی کے کارنامون کو مصنف ماثر الامرا نے نہایت صراحت کے ساتہ بیان کیا ہے۔ شیخ فرید بہکری نے بہی اپنی تالیف ذخیرۃ القوانین مین آپکا ذکر کیا ہے۔ بعض مصنفین نے آپ کو حضرت خواجہ عبداللہ ناصر الدین احرار قدس سرہ کے احفاد سے قرار دیا ہے مگر مولف نے آپ کے افراد خاندان سے جس قدر تحقیق کی اوس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ شیوخ قریش سے نایطی تہے۔ مصنف رسالہ انساب النایط نے صراحت کے ساتہ آپ کے خاندان کا سلسلہ بیان کیا ہے۔ ابتدائً آپ کا تعلق شاہزادہ سلیم سے رہا جہان آپ کو خانی کا خطاب اور ڈیڑہ ہزاری منصب

حاصل ہوا اور پہر رفتہ رفتہ آپ نے منصب شش ہزاری اور علم و
نقارہ سے سرفراز ہو کر خطاب فیروز جنگ سے افتخار حاصل کیا بذیوجہ
کہ اکثر آپ کو تنبیہ زمینداروں کے خدمات تفویض ہوئے ہین اور
وصول چوتہہ (چوتہائی محاصل) مین آپ کو بڑی کامیابی حاصل
ہوئی تہی اہل دربار نے آپ کو (چوتہہ دہری) سے موسوم کیا یعنے
جس زمیندار پر آپ بہیجے جاتے تہے اوس سے چوتہہ کی رقم حکمت
عملی کے ساتہہ دہروا لیتے تہے۔ چودہری کا لقب اسی (چوتہہ دہری)
کا مخفف ہے۔ بعض اہل تاریخ نے لکہا ہے کہ مختلف لڑائیون مین زن و مرد
سے پانچ لاکہ نفری کو آپنے اسلام سے مشرف کیا ہے جس پر آپنے بعض
اوقات مین فخر کیا ہے۔ آپ کے رحلت کے بعد آپ کے فرزند محمد علیخان
بہادر داراشاہ کے ملازم رہے۔ اور اون کے فرزند عبداللہ خان صمصام
جنگ اورنگ آباد کے قلعدار ہوئے اور آپ کے صاحبزادے حکیم
محمد سعید خان بہادر نواب عظیم الدولہ حاکم کرناٹک کے خاص طبیب
اور آپ کے خلف الرشید حکیم حداقت علیخان بہادر نواب اعظم جاہ
بہادر فرمانروائے کرناٹک کے اسٹاف سرجن او آپکے صاحبزادے

مہتمم الدولہ بہادر طبیب دربار امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست کرناٹک گزرے ہین۔ درجہ آخرین کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔

(۱۰) مولانا حاجی عبدالوہاب نایطی۔ المخاطب بہ مدار الامرا مدبر الملک مختار الدولہ وزارت خان ارسطو جنگ نام آور علماء اور امرائے قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے والد ماجد مولوی محمد غوث المخاطب بہ شرف الملک بہادر بن مولوی ناصر الدین محمد نایطی غفرلہ ولاسلافہ کا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کی ولادت بتاریخ ۵ جمادی الاول ۱۲۰۸ بارہسو آٹھ ہجری بلدہ مدراس مین واقع ہوئی آپ نے مختصرات ومطولات عربیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد اور دیگر فضلاے وقت اور علمائے معاصرین سے فرمائی علم حدیث مین صاحب سند اکمل العلماء سے ملقب تھے والی کرناٹک نے آپ کو مدار المہامی کی خدمت عطا فرمائی اور اعزازات خطابی سے ممتاز فرمایا ایام ملازمت مین دو بار زیارت مقدسہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً سے مشرف ہوچکے ہین باوجود اس قدر ثروت کے آپکے اوقات کا بڑا حصہ عبادت الٰہی اور تالیف وتصنیف مین صرف ہوتا رہا

بتاریخ ۵ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ بارہ سو پچاسی ہجری روز جمعہ آپنے رحلت فرمائی آپکی تصانیف مندرجہ ذیل کا عمدہ یادگار اتبک زمانہ مین باقی ہے (۱) اکمل الوسایل لرجال الشمایل للترمذی (۲) کوکب البدریہ منتخب احادیث مجالستہ الدینوریہ (۳) رسالہ فی علم الجغرافیہ (۴) کشف الاحوال عن نقد الرجال در اسماء ضعفا (۵) بدر الغزرہ فی اسماء القراء العشرہ (۶) نہایتہ السؤل فی مناقب ریحانتہ الرسول (۷) خلاصتہ البیان شرح عقاید جامی (۸) کاشف الرموزات الی الورقات فی اصول الفقہ (۹) ترجمہ در ود شمایل (۱۰) ہبتہ الوہاب مع حواشی در فقہ شافعی (۱۱) سند الزایرین فی رد الوہابین (۱۲) ترجمہ بعض ابواب اذکار امام نووی رحمہ (۱۳) سفرنامہ حرمین شریفین بعض مصنف تاریخ احمدی نے آپکا احوال لکہا ہے۔

(۸۲) شمس العلما۔ مولانا۔ قاضی عبید اللہ نایطی۔ شافعی خلف الرشید امام العلما۔ قاضی الاسلام بدر الدولہ قاضی الملک داورس خان مستعد جنگ بہادر علماء مشاہیر قوم سے ہین۔ اس خاندان مکرمت نشان کا اعلےٰ یادگار آپ ہی کی ذات ستودہ صفات سے

قایم ہے۔ فی زماننا محلہ رائی پیٹہ متعلقہ شہر مدراس مین آپ کا مقام ہے
برٹش حکومت کے زمانہ مین بہی صوبہ مدراس کی قضاءت کا متبرک
عہدہ آپ کے تفویض ہے۔ علوم دینیہ کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ الموسوم
بمدرسہ محمدیہ آپنے اپنے دولت خانہ پر قایم کر رکہا ہے جس کی بدولت
متعدد افراد فضیلت کا رتبہ حاصل کر چکے ہین۔ مولف تاریخ نے زمانہ
سفر مدراس مین آپکے مدرسہ کو دیکہا ہے۔ اور آپکی ملاقات کا شرف بہی
حاصل کیا ہی فی زماننا مدراس پریسیڈنسی مین آپکا وجود مسلمانون کے لئے
باعث خیر و برکت ہے۔ برٹش انڈیا نے آپ کے ذاتی فضایل او رمکارم
کے لحاظ سے بتاریخ ۲۲ جون ۱۸۹۷ء اٹہارہ سو ستانوے عیسوی آپکو
شمس العلما کا خطاب عنایت فرمایا۔ مصنف صحیفہ زرین نے اپنی
بیش بہا تصنیف مین آپکا احوال لکہا ہے۔ تاریخ احمدی مین بہی آپ کا
تذکرہ ہے۔ رسائل (۱) گلزار سعادت دراحوال ائمہ اثنا عشریہ و خلفای
راشدین (۲) فقہ شافعی المسمی بہ کفایتہ المتعلم (۳) ربیع الانوار شرح
احادیث ولادة) (۴) رسالہ فی النحو (۵) تحفتہ اللبیب فی فعل الحبیب
صلی اللہ علیہ وسلم (۶) فتاوی در تکفیر منکر عروج جسمی و نزول عیسی علیہ السلام

آپ کی تصانیف سے ہین

(۸۳) نواب عزیز الدین خان نایطی - مامون لقب المخاطب به عزیز یار جنگ بہادر بن نواب فیاض الدین خان مشرف جنگ بہادر بن محمد عزیز الدینخان بن محمد قایم خان بن محمد سلطان مامون - امراے قوم سے ہین - آپ کے جد اعلے محمد سلطان مامون - نام آورون سے گزرے ہین جنکو پنڈت پرد ہان والی پونہ کے دربار سے مامون کا لقب عطا ہوا تہا اس لقب کی بدولت اپکا رتبہ والی ریاست کے مامون کے مساوی سمجہا جاتا تہا - محمد سلطان مامون کے جد محمد ابراہیم خان بہادر کو حضرت مغفرتمآب نواب آصف جاہ اول نور اللہ مرقدہ کے ہمراہین سے تعلق تہا - محمد ابراہیم خان بہادر کے پوتون سے محمد بدیع الدین خان بہادر اور محمد ہاشم خان بہادر نے اپنے آقائے نعمت کی جان نثاری کا شرف حاصل کیا - محمد سلطان اپنے بہائیون کی شہادت سے برداشتہ خاطر ہوکر پونا چلے گئے اور پہر حضرت مغفرت مآب کے اشارہ سے لوٹ آئے - پانگل اور سرنگ پٹن اور شورا پور کے سفر مین بحیثیت سرکردہ سوران شاہی آقائے نعمت کے ہمرکاب رہے - آپکی رحلت کے بعد محمد قاسم خان و محمد

دایم خان آپ کے دونون فرزند آبائی حقوق اور اعزازات کے
ساتھہ صوبہ برارمین جاگیرات سے سرفراز ہوے۔ محمد قایم خان کے
فرزند محمد عزیزالدین خان کے زمانہ مین صرف منصبی معاش قایم رہی
محمد عزیزالدین خان کے صاحبزادے فیاض الدین خان مشرف جنگ بہادر
کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ مصنف تزک آصفیہ نے بہی اُن واقعات کا
تذکرہ لکھا ہے۔

فیاض الدین خان مشرف جنگ کے فرزند ارجمند نواب عزیزالدینخان
ہین جن کو ۱۳۱۶ھ تیرہ سو سولہ ہجری مین حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی
والی ریاست حیدرآباد کے دربار سے خانی و بہادری کے ساتھہ نو
عزیزیار جنگ کا خطاب مرحمت ہوا ہے۔ آپ نہایت لایق ا
ذی استعداد شخص ہین۔ فن سخن سے کامل دلچسپی رکھتے ہین۔ عزیز تخ
فرماتے ہین۔ علاقہ صرف خاص شاہی کے نظامت عطیات
عہدہ چارسو روپیہ ماہوار کے ساتھہ آپ کے تفویض ہے۔ مص
توزک محبوبیہ نے بہی آپ کا احوال لکھا ہے۔ آپ کی اردو شا
کی ایک غزل ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔

کانٹا ہوا ہون سو کہہ کے گو تیری چاہ مین	لیکن کہٹک رہا ہون عدو کی نگاہ مین
شعلے بہڑک رہے ہین مری دود آہ مین	یا بجلیان چمکتی ہین ابر سیاہ مین
اوس زلف پیچدار کے اللہ رے پیچ وخم	زنجیر پڑ گئی مرے پائے نگاہ مین
افتادگی نے خاک مین مجہکو ملا دیا	مانند نقش پا ہون محبت کی راہ مین
کہو یا ہے اوس کے عشق نے ایسا عزیز کو	کچہہ تبکدہ مین ہے نہ پتا خانقاہ مین

(۴۸) **مولوی عظیم الدین نایطی**۔ المخاطب بہ احمد کلیم خان بہادر المتخلص بہ عظیم ابن احمد کلیم خان نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپکا علم وفضل اور آپ کی ہمہ دانی شہرہ آفاق تہی۔ رنگینی طبیعت اور شعر و سخن کا مذاق آپکی طبعزاد کے انتخاب سے ظاہر ہے جس کو امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس نے اپنی تصانیف تذکرہ صبح وطن وگلزار اعظم مین بیان فرمایا ہے۔ مصنف گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ او از مستعدان روزگار بود و روشناسان دربار در اخر حال بخطاب پدر سرفرازی یافت۔

ولہ

رستم میدان عشقم مغفرم از گل کنید	حلقہ ہائے جوشنم از دیدہ بلبل کنید

(۸۵) **ملا علی المہایمی نایطی**۔ بن مولانا شیخ احمد نایطی قدس سرہما بڑے پایہ کے بزرگ گزرے ہین جن کے فضایل علوم اور مراتب سلوک کا احوال زمانہ پر روشن ہے۔ بمبئی پریسیڈنسی مین مہایم ایک مقام ہے جہان آپ کا مزار مقدس واقع ہے۔ بعض محققین نے لکھا ہے کہ چودہوین صدی عیسوی کے آخر مین بمبئی مین چار جزیرے تھے جنکو مسلمانون نے فتح کر لیا اور اوسی وقت سے اہل اسلام کی وہان پر ترقی ہوئی ملک نیکو کی فوجون نے مہایم (اس کو بعضون نے مہکرتی لکھا ہے) پر قبضہ کر لیا تھا۔ آپ کے جد عربی الاصل آپ کے والد کوکن مین مقیم تھے آپکی ولادت ۷۷۶ھ سات سو چہتر ہجری مطابق ۱۳۷۲ء مین قصبہ مہایم مین واقع ہوئی آپ کے والد ماجد مولانا شاہ احمد قدس سترہ نے اپنے ہونہار صاحبزادے کی طباعی اور ذہانت اور شوق اکتساب علوم کو دیکھکر آپ کی اعلےٰ تعلیم کے طرف توجہ فرمائی چونکہ خود بہی عربی کے بہت بڑے عالم تھے اسلئے باپ کی توجہ نے بیٹے کو عالم بنا دیا۔ فقہہ۔ منطق۔ فلسفہ۔ حدیث وغیرہ علوم کی تحصیل سے بہت تہوڑے عرصہ مین آپ فارغ ہو گئے۔ بعضون نے آپ کا نام پیر فقیہہ رکھا اور بعض لوگ آپ کو مخدوم صاحب

کہنے لگے متعدد اہل تصانیف نے اپنی بیش بہا تصنیفات مین آپ کے فضایل ومناقب کا تذکرہ فرمایا ہے۔ حقایق دستگاہ مولانا محمد باقر آگاہ نفحۃ العنبریہ مین فرماتے ہین کہ وقد انتشأ من ھذا القوم نحاریر العلماء ومشاہیر العرفاء منھم مولانا الشیخ علاء الدین ابو الحسن علی المہایمی قدس اللہ سرہ الاصفی وھذا نا القسطہ الاوفی صاحب التصانیف الفائقۃ والتوالیف الرائقۃ کالتفسیر المشہور بالرحمانی الذی لم یفز بمثلہ القاصی والدانی وحکی مولانا الشیخ حبیب اللہ قدس سرہ عن مصنفہ انہ قال قابلت تفسیری باللوح المحفوظ وکالزوارف فی شرح العوارف ومشرع الخصوص فی شرح الفصوص واستجلاء البصر فی الرد علی استقصاء النظر لابن المطہر الحلی والنور الاظہر فی کشف سر القضاء والقدر وشرحہ الضوء الازہر فی شرح رسالۃ النور الاظہر واجلۃ التائید فی شرح ادلۃ التوحید وشرح النصوص شرحا لانظیر لہ وصنف فی اسرار الفقہ ومحاسن الشریعۃ کتاباً سماہ انعام الملک العلام

باحکام حکم الاحکام و ترجم لمعات العراقی
و شرحه و ترجم رسالة جام جهان نما و شرحها بشرح
سماه (اراءة الدقایق فی شرح مراة الحقایق)
و امحاض النصیحه فی الرد علی طاعن الشیخ الاکبر
وغیرها من الرسائل الحاکیة لطافة الدرر
وکان فی العلوم العقلیة و النقلیة غایة و فی
اذواق توحید الوجود و تجرید الشهود ایة و فی الاستغراق
فی مشاهدة الذات و التخلی عن ملاحظة الآیات
نهایة۔ ظهرت منه الکرامات الجلیلة و المآثر
السنیة و الشمایل المرضیة و المفاخر العلیة ترجمته
مسطورة فی الزبر العربیة و الفارسیة کالحبل
المتین للشیخ عبدالوهاب المتقی الشاذلی القادری
و اخبار الاخیار للشیخ عبد الحق الدهلوی
و بعض رسائل الشیخ العارف المحقق المعنوی
السید وجیه الدین العلوی قدس الله اسرارهم

(ترجمہ) اور بے شک اس قوم سے باریک بین علماء اور مشہور اولیا
پیدا ہوے ہین کہ جن مین سے مولانا شیخ علاء الدین ابوالحسن مہایمی ہین
اللہ تعالے آپکے بہت پاکیزہ بھید کو مقدس کرے اور ہم کو آپ کے
فیوض کاملہ سے مشرف فرماے۔ آپکی تصانیف برگزیدہ ہین اور
آپ کی تالیفات پسندیدہ۔ جیسی کہ تفسیر رحمانی کہ جس کا مثل ادنے
اور اعلے کی نظر سے ہنین گزرا۔ اور مولانا شیخ جبیب اللہ قدس سرہٗ
نے آپ سے نقل فرمایا ہے کہ فرماتے تھے کہ مین نے لوح محفوظ سے
اپنی تفسیر کا مقابلہ کرلیا ہے اور زوارف شرح عوارف اور مشرع الخصوص شرح فصوص۔ اور استجلاء البصر کہ جو استقصاء النظر مولفہ ابن مطہر
حلی کی رد مین لکھی گئی ہے اور نور از ہر فی کشف سر القضا والقدر
اور اوسکی شرح موسوم بہ ضوء الاظہر اور اجلۃ التائید شرح ادلۃ التوحید
اور النصوص (مصنفہ شیخ صدر الدین قونوی) کی بے نظیر شرح۔ اور
آپ نے اسرار فقہ اور محاسن شریعت مین ایک کتاب تصنیف
فرمائی ہے جس کا نام انعام الملک العلام باحکام حکم الاحکام ہے
اور لمعات عراقی اور اوسکی شرح کا بھی آپ نے ترجمہ فرمایا ہے

اور نیز آپنے رسالہ جام جہان نما کا ترجمہ فرمانے کے سوا اوسکی شرح بھی لکھی ہے جو اراۃ الدقایق سے موسوم ہے۔ اور آپ نے ایک اور کتاب مسمی بہ امحاض النصیحہ تصنیف فرمائی ہے کہ جس مین شیخ اکبر پر طعن کرنے والے کا رد ہے۔ ان کے سوا آپ کی اور بھی تصانیف ہین کہ جو لطافت مین موتیون کے مثل ہین۔ اور آپ علوم عقلیہ اور نقلیہ مین انتہا کو پہونچے ہوے اور علوم طریقت کے اعلے یادگار اور استغراق مشاہدہ ذات مین کامل العیار اور ملاحظہ صفات سے کنارہ کش تھے۔ آپ سے بین کرامات اور عمدہ اوصاف اور پسندیدہ خصلتین اور بزرگ صفتین ظاہر ہوئین آپ کا احوال عربی اور فارسی کتابون مین مندرج ہے جیسے کہ حبل متین مصنفہ شیخ عبدالوہاب متقی شاذلی قادری اور اخبار الاخیار مصنفہ شیخ عبدالحق دہلوی اور بعض رسایل مولفہ شیخ عارف محقق معنوی سید وجیہ الدین علوی (قدس اسرارہم)

محقق کامل مولانا رحمان علی ممبر کونسل ریوان نے اپنی قیمتی تصنیف تذکرہ علمائے ہند مین فرمایا ہے کہ آپ کی تفسیر کو تفسیر مہایمی بھی کہتے ہین

اور آپ کی تصنیفات سے ایک رسالہ ہے جس مین آیہ کریمہ
الم ذالك الكتاب لاريب فيه هدى للمتقين کے
۴۲۵۴۴۳۸۲۱ بارہ کرور تراسی لاکھ چوالیس ہزار پانسو چوبیس وجوہ
اعراب بیان فرمائے ہین۔ صاحب اخبار الاخیار فی اسرار الابرار نے آپکو
شیخ علی پیرو سے موسوم کیا ہے اور آپ کے علوم ظاہری و باطنی
اور تصانیف کا تذکرہ فرماتے ہوے تفسیر رحمانی کے نسبت
فرمایا ہے کہ این بصفت ایجاز و تدقیق موصوف است وتفسیر را
بقران امتزاج دادہ است۔ حسان الہند مولانا غلام علی آزاد
بلگرامی نے بھی اپنی بے نظیر تصنیف سبحۃ المرجان مین آپ کا ذکر فرمایا ہے
اور آپ کی قومی تحقیق کے ضمن مین قوم نایط کا احوال بر سبیل اجمال
لکھا ہے (دیکھو خاتمہ کا ضمیمہ نشان ۴) آپ کا وصال جمادی الاول
۸۳۵ھ آٹھ سو پینتیس ہجری مین واقع ہوا۔ مرزا حیرت دہلوی نے
اپنے نامی اخبار کرزن گزٹ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۰۱ء نمبر ۴۶ مین
لکھا ہے کہ مزار مبارک ایک عالیشان گنبد مین ہے جس کی تعمیر آپکی
ارادت مندون نے کی ہے۔ جس کے مطلا کتبون سے آپ کی پیدائش

اور وفات کا سال اور مختصر احوال معلوم ہوتا ہے۔ مزار شریف کے جنوب مین آپکی والدہ ماجدہ (بی بی فاطمہ مغفورہ) وغیرہ اعزاء قوم کی قبرین ہین۔ سلاطین مغلیہ کے عہد مین اس درگاہ کی مرمتہ ہوئی تھی۔ عرس شریف کا مجمع ہمیشہ ۲ رجنوری سے ۳ روز تک قایم رہتا ہے۔ ہزارہا مسلمان دور دور سے آتے ہین۔ شب مین کثرت کے ساتھہ ہزارہا قندیلین روشن ہوتی ہین درگاہ مبارک سے ایک میل تک دورویہ دوکانین لگی ہوتی ہین۔ بہیڑ اس قدر ہوتی ہے کہ کہوے سے کہوا چھلتا ہے۔ امسال حال مین لارڈ لیمنگٹن گورنر بمبئی نے بہی زمانہ عرس مین درگاہ کا ملاحظہ فرمایا۔ نواب زادہ نصر اللہ خان (متولی درگاہ) آپ کے ساتہہ تہے۔ واپسی کے وقت متولی درگاہ کے مکانپر آپ نے ناشتہ کیا۔ حضرت ممدوح کی آل سے بعض افراد حیدرآباد مین بقید حیات ہین جو لوکہر لقب فرماتے ہین۔

(۸۶) **ملا علی قاری نایطی۔** کوکنی قدس سرہ علماء مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ باعتبار علم وفضل اپنے معاصرین مین بڑے پایہ کے بزرگ تہے۔ بعض اہل تصانیف نے آپ کو پیر طریقت کہا ہے مصنف

گلستان نسب نے بہی آپ کے حالات لکہے ہین اور آپ کے کمالات
کا بیان کیا ہے۔ حقایق آگاہ مولانا محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف
نفحۃ العنبریہ فی مدحت خیر البریہ مین فرمایا ہے کہ ومن ہذا القوم
منہل فیض الباری مولٰنا الشیخ علی ن القاری المشہور
بملا علی القاری الکوکنی وھو غیر الملا علی ن القاری
الحنفی والمتاخر عنہ ومن مآثرہ البہیۃ الشرح العربی
علی الغوثیہ وجدتہ فی غایۃ التہذیب والاتقان وقد بسط
الکلام بالعلم والعرفان والذوق والوجدان والحجۃ والبرہان الخ

(ترجمہ) اور اسی قوم سے ہین سرچشمہ فیض باری مولانا شیخ علی
قاری جو کہ ملا علی قاری کے نام سے مشہور ہین اور کوکن کے رہنے والے
ہین اور آپ ملا علی قاری حنفی کے سوا ہین اور آپ کا زمانہ ملا علی قاری
حنفی سے بعد واقع ہے۔ اور آپ کی عمدہ نشانیون مین سے ایک عربی
شرح ہے جو قصیدہ غوثیہ پر لکہی ہے۔ مین نے اسکو نہایت تہذیب
اور تحقیق مین پایا۔ اور یہہ شرح نہایت مُدلّل اور مبسوط طریقہ پر علم
او معرفت اور ذوق وشوق کے ساتہہ لکہی گئی ہے۔

(۸۷) علی دوست نایطی - سعید لقب ذہین تخلص - بن حکیم مہدی المخاطب بہ شفادوست خان بہادر سرکار والا جاہی کے نکھوار اور مشاہیر قوم سے گزرے ہین ۱۲۴۵ھ بارہ سو پینتالیس ہجری مین آپ بمقام مدراس متولد ہوئے - اوایل عمر مین آپ نے تحصیل علوم کے طرف توجہ کی آغاز شباب مین ذی استعداد ون مین آپ کا شمار رہوا - آپ کی ذہانت خداداد تھی - امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست کرناٹک نے تذکرہ گلزار اعظم مین فرمایا ہے کہ کلامش باوجود نومشقی لطفے دارد - زمانہ مابعد مین آپ کی ملازمت کا تعلق مدراس گورنمنٹ کے صیغہ پولیس سے ہوا جہان آپکی کارگذاری اور کارفرمائی نے خوب رنگ جمایا - مماثل عہدہ دارون مین آپکو اعزاز خاص عطا ہوا - قیصر ہند ادام اللہ اقبالہم کے صاحبزادگی کے زمانہ مین جب آپنے پرنس آف ویلز کی حیثیت سے ہندوستان کا سفر فرمایا اور مدراس پریسیڈنسی کو عزت بخشی تو علی دوست نایطی بحیثیت پولیس افسر ذاتی اعزاز کی وجہ سے پرنس آف ویلز کی آرڈلی قرار پائے - مولف تاریخ باتفاق اوس زمانہ مین مدراس

گیا تھا اور مجھکو صرف آپ کی صورت شناسی کا اعزاز حاصل تھا۔ عالم پیری مین آپ نے رحلت کی۔ مصنف اشارات بنیش نے بھی آپ کی ذکاوت کا اعتراف فرمایا ہے۔ آپ کے فارسی کلام کے چند متفرق اشعار ملے جنکو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

مست می گشتی و پیغامی فرستادی مرا
گرد گل از شاخ مینائی گل شادی مرا

ریزد بجائے اشک سمندر ز چشم تر
از بسکہ سوخت عشق بت آذری مرا

بدست نازکش آئینہ رابدہ قاصد
اگر یقین نکند یار داستان مرا

جامہ چاکی ہاے من از بسکہ دارد شہرتے
جائے در دامن نمی بخشد زمین صحرا مرا

ز سرمستی در آمد آن پری رو در برم امشب
مگر شد دخت رز دلالہ ازراہ کرم امشب

بباید کہ ز آرایش خود دست بشوئی
از شرم رخت آئینہ در فکر گداز است

بطالعم نظر زہرہ را قرار دہند
چو بشنود صنم بدگمان چہ دشوار است

پیش رخ ناز من ز چمنستان صبح
یک گل خودرو بود مہر درخشان صبح

چو گرم جلوہ گردد ای ذہے خورشید تابانم
پر پروانہا بر شمع محفل بادزن باشد

ہمچو اخگر خلعت منت نمی پوشد تنم
زانکہ روید از درون خاکستری پیراہنم

برکشیدم دوش فریاد رخ او نالہ
تا بگردون رفت و برگرد قمر شد ہالہ

(۸۸) نواب علی دوست خان نایطی - ابن غلام علیخان
قلعدار ویلور رؤسائے قوم سے گزرے ہین۔ مصنف توزک والا
جاہی نے لکھا ہے کہ نواب سعادت اللہ ناظم ارکاٹ کی رحلت کے
بعد قوم نے با لاتفاق باقر علیخان ابن غلام علی خان نایطی کو مسند
نشینی کے لئے منتخب کیا جب مراسم ادا ہوے اور اعیان دربار
نے نذرین پیش کین تو اوسوقت باقر علی خان نے مسند چہوڑ کر
اپنے بہائی علی دوست خان کو مسند نشین کیا۔ اور سب سے پہلے
خود نذر گزرانی پہر حاضرین دربار نے اونکی پیروی کی نواب
علی دوست خان نے اس قدر خوبصورتی کے ساتہہ ریاست کا
انتظام کیا اور درباریون کے ساتہہ اونکا برتاو ایسا عمدہ تہا کہ
مخالفین کے دلون مین بہی اونکی محبت پیدا ہوگئی۔ آپ انتظام ریاست
مین نہایت نیک نام رہے۔ محمد حسین خان نایطی۔ طاہر لقب۔ آپکے
دیوان تہے۔ جب حاکم پونا نے وصول پیشکش کے لئے آرکاٹ پر
چڑہائی کی تو آپ نہایت استقلال کے ساتہہ اوس کے مقابل ہوے
اور اسی لڑائی مین آپ کو شہادت کا مرتبہ حاصل ہوا۔ مصنف ماثر الامرا

نے بضمن احوال نواب سعادت اللہ خان نایطی ناظم ارکاٹ آپ کا
اجمالی تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب انساب النوایط نے لکھا ہے کہ نظامت
علی دوست خان در ارکاٹ پنجسال کسرے کم بود و بعد شہادت
خان معز خلف الصدقش نواب صفدر علی خان مامور بکار نظامت
شد و از سر نو انتظام آبادی منتشرہ بانضباط قوانین مرتبہ ترتیب
داد و قوم و عشایر خود را باندازۂ مناسب آورد۔ محمد حسین خان
از دیوانی معزول شد و میر اسد اللہ خان اثنا عشری بدان عہدہ کانیاب
گردید و نتیجہ این عزل و نسب نا مساعد شد تا بحدے کہ صفدر علیخان
بہادر را بتاریخ ۱۵ ماہ شعبان ۱۱۵۵ھ جام شہادت چشانیدند۔

(۸۹) علی رضا خان نایطی۔ المخاطب بہ ضیاء الدولہ بہادر
آگاہ تخلص روسائے قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے والد ماجد نواب
حسین دوست خان المخاطب بہ شمس الدولہ والمعروف بہ چندا صاحب
کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ حضرت آگاہ نے ابتدائے نواب
حیدر علی خان کی فوج مین بخشی گری کی خدمت پائی۔ صاحب تذکرہ
صبح وطن نے لکھا ہے کہ آپ ایک دن سواران فوج حیدری کا

داخلہ ملاحظہ فرما رہے تھے ایک ایسا سوار پیش ہوا جس کی سواری
کا گھوڑا ناپ مین کم تہا جب آپ نے اوس پر اعتراض کیا اور کہا
کہ فوج شاہی مین یابوؤن کی بہرتی قایم نہین رہ سکتی تو دریدہ دہن
سوار نے جواب دیا کہ زمانہ کے انقلاب نے میرے گہوڑے کو
یابو بنادیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ سوار نے کہا
کہ اوسی طرح جسطرح زمانہ نے آپ کو حکومت مستقل سے فوج حیدری
کا بخشی بنایا یہہ جواب آپ کو سخت ناگوار ہوا آپ نے ملک
کرناٹک کو الوداع کہا اور پیشوا کی دارالحکومت کا ارادہ فرمایا
پہلی ہی منزل مین قضا و قدر نے آپ کو ملک باقی مین پہونچادیا

مصنف گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ او از روسائے قوم نایطہ

صاحب طبع سلیم و فکر رسا بود۔ اکثر سر معاملہ با شاہدان سخن داشت

و شاہین اندیشہ را بہ تسخیر وحشیان معانی می گماشت۔ چراغ فکر

روشنش ضیا افزائے بزم نازک خیالیست۔

از دہر آنچہ حاصل اسباب کردہ ایم	قصر بلند بر رہ سیلاب کردہ ایم
بہ ہفتاد و دو ملت آشنا شد طبع آزادم	چراغم محفلم آئینہ ام حسن پرنزادم

(۹۰) **مولوی علی موسی رضا نایطی** - مہاجر لقب ابن مولوی ابوالحسن نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین - دربار والا جاہی سے آپ کو احتشام خان رفعت جنگ بہادر کا خطاب اور بخشی فوج کی پیشکاری کا عہدہ عطا ہوا تہا - آپ نہایت ذی علم اور صاحب تقوی - قبیلہ پرور امیر تہے - والی ریاست کرناٹک آپ کو بلحاظ اعزاز خاندانی عزیز رکہتے تہے - برٹش گورنمنٹ کی حکومت مین بہی آپ والا جاہی پنشن سے کامیاب رہے - آپ کے فرزند ارجمند مولوی محمد صبغۃ اللہ مہاجر کو مدراس گورنمنٹ نے ملازمت کا اعزاز بخشا ہے آپ نہایت قابل شخص ہین علوم دینی کے علاوہ علوم مغربی سے بہی ماہر ہین مولف تاریخ کو آپکی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے۔

(۹۱) **قاضی عمر شہید نایطی** - بن حسین عرب مکی قدس سرہما بزرگان قوم سے گزرے ہین - ٹیپو سلطان کی حکومت مین قضاءت ادہونی کا عہدہ آپ کے تفویض تہا اور مدد معاشی جاگیر بہی آپکے نام عطا ہوئی تہی - آپ کا علم وفضل اور زہد وتقوی ملکون مین مشہور تہا - بعض بزرگان قوم اسوقت تک حیدر آباد مین موجود ہین جنکو

آپ کی بزرگیون کا اعتراف ہے آپ کے دو فرزند (۱) قاضی عبد اللہ (۲) قاضی حسین تک قضاءت کا سلسلہ جاری رہا پھر اس خاندان کا سلسلہ آگے نہ چلا۔

(۹۲) قاضی عمر نایطی۔ قاضی لقب بن محمد عتیق اللہ مشہور تاجرین قوم سے ہین۔ آپ کی تجارت کا صدر مقام تعلقہ بھٹکلہ متعلقہ صوبہ بمبی۔ لکھ پتی تاجرین مین آپ کا شمار ہے۔ نہایت ذی خُلق و مروّت اصول تجارت سے کامل واقف شخص ہین۔

ردیف غ

(۹۳) مولوی۔ حکیم۔ غلام احمد نایطی۔ چودھری لقب ابن حکیم قادر محی الدین خان المخاطب بہ مہتم الدولہ سربراہ خان مہتم جنگ بہادر سربرآوردہ افراد قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے جداعلے عبد اللہ خان فیروز جنگ بہادر کا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے آپکا تعلق دربار والاجاہی سے تھا آپ کو ۱۲۷۰ھ بارہ سو ستر ہجری مین بعہد حکومت امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس مسیح الدولہ حکمت آموز خان مسیح یار جنگ بہادر کا خطاب

عنایت ہوا۔ آپ فن طبابت مین نہایت باخبر اور ممتاز حکیم تھے آپکا حلم اور آپ کی بردباری قابل تعریف تھی۔ مدت العمر آپ کو پبلک کامون کے ساتھہ خاص دلچسپی رہی۔ آخر زمانہ عمر مین آپ حیدرآباد تشریف لائے۔ بیدار مغز اور قدردان علم و ہنر وزیر باخبر سر سالار جنگ اعظم نے آپ کو مدرسہ طبابت سرکار نظام کے صدارت دینی چاہی عدم موافقت آب و ہوا کی وجہ سے آپنے حیدرآباد کا قیام منظور نہ فرمایا اور مدراس واپس گئے۔ اور وہین رحلت فرمائی۔ مدراس کے محلہ میلاپور مین آپکی حویلی مشہور ہے۔

(۹۴) **مولوی غلام احمد نایطی** ۔ المخاطب بہ مشاہرہ خان قاسم یار جنگ بہادر ابن نواب مدارالامرائے مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین ۱۲۳۶ھ بارہ سو چھتیس ہجری مین بمقام مدراس آپ متولد ہوے۔ اوایل شباب مین آپ نے فارسی اور عربی کے کامل استعداد بہم پہونچائی۔ مولانا سید شاہ برہان الدین قادری صبغۃ اللہی قدس سرہ کے دست مبارک پر بعیت فرمائی دربار والاجاہی مین مہتممی تقسیم تنخواہ فوج کی خدمت آپ کے تفویض تھی

نہایت ذی مروت اور خلق مجسم تھے۔

(۹۵) مولانا حکیم غلام جیلانی نایطی۔ المخاطب بہ حکیم غلام جیلانی خان ابن حکیم قادر محی الدین خان مہتمم الدولہ مشہور اطبائے قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا نسبی سلسلہ عبداللہ خان فیروز جنگ بہادر عالمگیری تک پہونچتا ہے۔ دربار والاجاہی مین سرکاری حیثیت سے آپ کی تعیناتی نواب خیر النسا بیگم مغفورہ محل خاص والی ریاست کی دیوڑہی مبارک پر تہی۔ آپکا خانگی مطب نہایت شہرت پذیر تہا غربا قوم کو آپ کے مطب سے ہر طرح پر آرام نصیب تہا۔ آپ نہایت کم سخن اور خلیق شخص تہے۔ آپ کے فرزند کو مدراس گورنمنٹ مین پولیس سپرنڈنٹ کا عہدہ تفویض ہے۔

(۹۶) غلام حسین نایطی۔ الملقب بہ شہر اوستاد و المتخلص بہ جودت ابن محمد یار خان بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ نتہر نگر مین آپ کی سکونت تہی۔ آپ کے فیضان علوم سے بہت سے لوگ بہرہ مند ہوے۔ قومی لقب کے لحاظ سے آپ اسم بامسمے تہے آخر عمر مین آپ نے دنیاداری کو ترک کرکے گوشہ تنہائی مین بسر کی

سنہ ۱۲۱۳ھ بارہ سو تیرہ ہجری مین وفات پائی امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست کرناٹک نے اپنی تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین آپ کا تذکرہ اور صبح وطن مین آپ کو مجتہد اہل تشیع سے موسوم فرمایا ہے۔ بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ آپ نہایت نیک نفس غربا کے خدمت گزار اور حاجت روا تھے۔ عالم تنہائی مین فکر سخن کو فکر معاش پر مرجح سمجھتے تھے۔ جناب سید الشہدا علیہ الصلوٰة والسلام کی مدح مین آپ نے ایک دلچسپ مثنوی لکھی ہے جسکی شہرت نے آپ کے کلام کو مشاعرہ اعظم تک پہونچایا اوسی مثنوی کا یہہ مطلع ہے

امام و مبتلہ گاہ آل اطہر		پیمبر نسبت بل جان پیمبر	

ولہ

گل داغم بہار نخل آہ حسرت ایجادم		بدلہا سوز دردم بر زبانہا شور فریادم
چہ می پرسی ز ضعفم ناتوانی تنگ میداردم		فتد از سایہ مژگان ہوری نخل بنیادم
ز دل تا لب رسد صد جا سخن از پائے میلغزد		بدوش ناتوانی میرسد از ضعف فریادم
چو آید در تصور نشتر خون ریز مژگانش		چکد خون از رگ نبض خیال وحشت ایجادم

بہر جا دستگاہ جلوہ عشقی شدم ہمت		سحاب گریہ مجنون بہاء آہ فرہادم

رباعی

در ملک جہان چو ننگ و عاریم عزیز		چون شرم و حیا بروزگاریم غریب
از قحط تمیز بسکہ ارزان شدہ ایم		چون گوہر آبرو بہر دیاریم غریب

(۹۷) **مولوی غلام حسین نایطی**۔ مہکری لقب حیدری تخلص ابن محمد صادق نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ کو نواب سعادت اللہ خان نایطی والی کرناٹک کے دربار مین اعزاز خاص حاصل تہا۔ نواب مشیر الملک کے حسن توسط سے نواب نظام علی خان مغفور والی حیدرآباد کی بارگاہ مین بہی رسائی ہتی۔ آخر عمر مین آپ نے بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین مقام فرمایا اور وہین آپ کی رحلت واقع ہوئی۔ بڑے طبّاع اور حاضر جواب تہے اپنے زمانہ عمر کو ہر ایک مقام پر کمال خودداری اور بے غرضی کے ساتہہ بسر کی شعر و سخن کا بہی مشغلہ رکہتے تہے اور حیدری تخلص فرماتے تہے۔ مصنف تذکرہ صبح وطن نے آپ کا احوال لکہا ہے۔

صاحب گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ حیدر معرکہ سخنوری و شیر
صفدر رزمگاہ معنے پروری استعداد جیّد داشت و توسن اندیشہ
راگاہ و بیگاہ بدنبال صید سخن می گماشت۔ ذکاوت طبع صفا
جوششش از اندازہ بیان بیشں و قوت حافظہ اش از ذکاوت
ہم یکقدم پیش۔ ذوالفقار خامہ اش باین آئین فتح خیبر معنے می نماید

نیست آئینہ ساختن کارے	صاف دل شو سکندرے اینست

(۹۸) حاجی۔ غلام حسین خان نایطی ۔غریب لقب۔
المخاطب بہ نواب حسین یاور جنگ بہادر امرائے قوم سے گزرے
ہین۔ آپ کی حقیقی ہمشیرہ حضرت مغفرت منزل نواب سکندرجاہ مغفور
نوراللہ مرقدہ والی ریاست حیدرآباد سے منسوب تہین آپ کے
جداعلے الشیخ حسین کوکنی قدس سرہ مشاہیر قوم سے تہے جن کے
دوسرے پوتے نواب قطب الدین خان بہادر کو ارکاٹ کی
مدارالمہامی کا عہدہ تفویض تہا۔ حاجی غلام حسین خان باعتبار
سواد علمی اور عملی معلومات کے فرد منتخب اور نیک نفسی اور خدا
ترسی کی وجہ سے برگزیدۂ خلایق سمجھے جاتے تہے۔ آپ کے پوتے

محمد قطب الدین خان وغیرہ۔ اعزاز منصب سے سرفراز ہین۔

(۹۹) غلام حیدر خان نایطی۔ المخاطب بہ نواب اقتدار جنگ جمدۃ الدولہ بہادر امرائے حیدر آباد سے گزرے ہین۔ مصنف گلزار آصفیہ نے آپ کا احوال نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے آپ کے بزرگون کو سلطنت آصفیہ کی نمک خواری کا اعزاز حاصل تہا۔ اور مراتب جلیلہ سے سرفراز رہے حضرت غفران منزل نواب ناصر الدولہ بہادر نور اللہ مرقدہ والی ریاست حیدر آباد کے عہد میمنت مہد مین توشک خانہ۔ فیل خانہ۔ اور فراش خانہ کے خدمات آپ کے تفویض تہے۔ منصب چار ہزاری و دو ہزار سوار اور تعلقات کثیر المحاصل کا انتظام آپ کے سپرد تہا صاحب گلزار آصفیہ فرماتے ہین کہ از قوم نوایطا میر بسیت کشیدہ مزاج کم گو۔ پر فکر۔ راست کردار راستی پسند۔ بہر کس کہ زبان داد مانند روز قیامت تغیر پذیر نیست۔ اخلاق حمیدہ و اشفاق پسندیدہ اش عالمی را فرا گرفت۔ جو کام آپ کے تفویض ہوتا تہا۔ آپ اوس کو نہایت سلیقہ اور رونق کے ساتھ

سر انجام دیتے تھے اور بڑے نیک نفس امیر تھے

(۱۰۰) مولوی غلام دستگیر نایطی - قریشی لقب ابن مولوی غلام علی قریشی ابن حاجی عظمت اللہ قریشی - کند اچار بخشی کے پروتون سے ہین جن کا احوال نمبر ۹۰ اپر لکھا گیا ہے - آپ کو علوم مغربیہ مین اچھی مہارت ہے اور مالگزاری و عدالت کے کامون کا کامل تجربہ رکھتے ہین - سرکار نظام کے امتحانات ملکی سے فارغ اور تحصیلداری کے عہدہ سے سرفراز ہین - مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے - بڑے ملنسار اور خلیق شخص ہین -

(۱۰۱) مولوی غلام دستگیر نایطی - ابن مولوی غلام حسین مرحوم مشاہیر قوم و عمایدین حیدرآباد سے گزرے ہین حضرت غفران منزل نواب ناصر الدولہ بہادر نور اللہ مرقدہ والی ریاست حیدرآباد کے عہد مبارک مین آپ عدالت بارادری کے ناظم تھے - آخر زمانہ عمر مین ریاست بیگن پلی نے آپ کو عدالت دیوانی کی نظامت پر منتخب کیا صاحب کمالات ماہر علم و فن - حاضر مزاج اور بلند خیال شخص تھے - قانون دستگیری - آپ کی تصانیف کا اعلیٰ یادگار ہے - آپکے چھوٹے فرزند

غلام جیلانی خان مرحوم کو ریاست حیدرآباد مین منصب داری کا اعزاز حاصل تہا۔

(۱۰۲) **نواب غلام دستگیر خان نایطی**۔ المخاطب بہ نواب نصرت جنگ بہادر امرائے ریاست آصفیہ سے ہین آپ کے عم محترم نواب نظام الدین خان مغفور کو بہی نصرت جنگ بہادر کا خطاب حاصل تہا جن کو علاقہ صرف خاص کے آبائی خدمات اور جاگیرات کے علاوہ نظامت مداخل وتعلقات صرف خاص کا عہدہ جلیلہ بہی تفویض تہا۔ مولف تاریخ نے آپ کی نظامت کے زمانہ مین آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ آپ بڑے دیندار اور نیک نفس غربا پرور امیر تہے۔ ہمیشہ افراد قوم کا اعزاز فرماتے تہے۔ نواب نصرت جنگ حال بہی نہایت حوصلہ مند اور نیک طینت امیر ہین۔ خاندانی خدمات اور اعزاز جاگیرات سے سرفراز ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف بہی حاصل ہے

(۱۰۳) **مولوی حکیم غلام دستگیر خان نایطی**۔ غیاث لقب لایق تخلص۔ ابن مولوی غلام احمد مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین

آپ نہایت باکمال اور ذی تجربہ شخص تھے۔ اطباء مستندین آپکا شمار تھا۔ مہتمم الدولہ بہادر میر مجلس اطباء دربار والا جاہی نے بھی آپ کو سند عطا فرمائی تھی۔ نوابی مدراس کے سر رشتہ طبابت سے آپکی ملازمت کا تعلق تھا۔ صاحب تذکرہ اعظم نے آپ کے قوت حافظہ اور حاضر مزاجی کی تعریف کی ہے۔ اور تذکرہ صبح وطن مین بھی آپکا احوال لکھا ہے مصنف اشارات بنیش نے بھی آپکا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپکے دولت سرا پر تعلیم فن طبابت کا خانگی مدرسہ قایم تھا جس سے فیض عام جاری تھا۔ فن سخن مین آپ کی تصنیف۔ تذکرۂ لایق کے نام سے شائع ہو چکی ہے جو آپ کی قابلیت کا اعلےٰ یادگار ہے۔ آپکی طبعزاد سے ایک منتخبہ غزل ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

صد خانہ غم چو گل بگریبانم آرزوست	چون لالہ داغ بر دل سوزانم آرزوست
آسودہ ام بہ بستر سوز و گداز ہا	روشن دلے چو شمع شبستانم آرزوست
ہم خندہ گشت آہ من از برقِ آتشین	اکنون چو ابر دیدہ گریانم آرزوست
اندر ہوائے آن بت لیلےٰ منش مدام	مانند قیس سیر بیابانم آرزوست
لایق بزیر سایۂ زلف و عذار یار	ہر صبح و شام خواب پریشانم آرزوست

(۱۰۴) **ملک غلام رسول خان بہادر نایطی۔** ابن ملک غلام حسین مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ کے جد اعلے محمد علیخان بہادر دہلی کے جاگیرداروں سے تہے۔ آپکو دربار والا جاہی مین نائب بخشی پادشاہی کا عہدہ تفویض تہا۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے۔ بڑے ہی سنجیدہ طبیعت اور نیک بخت شخص تہے آپ کے فرزند مدراس گورمنٹ مین سکونت پذیر ہین۔

(۱۰۵) **مولوی حافظ۔ حاجی۔ غلام رسول نایطی۔** ناگپوری مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ ابتداءً آپکو ریاست ناگپور کے افتاء کی خدمت عطا ہوئی جس کے فرایض کو آپ نے نہایت خوبی کے ساتہہ ادا فرمایا۔ رعایائے ناگپور مین آپ شاہ واعظ کے نام سے معروف تہے۔ اور آپ کے مذہبی مواعیظ ملکون مشہور رہہ آیا شہر ناگپور کے کوتوال مقرر ہوے۔ اور مدت العمر نیک نام اور کامیاب رہے۔

(۱۰۶) **نواب غلام زین العابدین خان نایطی۔** لوکہری المخاطب بہ نواب اعتضاد جنگ بہادر خلف الصدق نواب سالار الدولہ سالار الملک حسین دوست خان ارادت جنگ امرائے حیدر آباد سے

گزرے ہین۔ آپکا مختصر احوال مصنف گلیمسز آف دی نیظامس ڈومینینش نے لکھا ہے۔ والی ریاست سرکار نظام سے آپ کو منصب دو ہزاری اور علم و نقارہ کا لوازمہ عطا ہوا تہا۔ ضلع بندی سے پہلے انتظام امانی جاگیرات مین ہی آپ کا دخل رہا۔ اور انتظام ضلعبندی سرکار آصفیہ کی مجلس مین آپ شریک رہے۔ امرائے حیدرآباد سے نہایت متمول اور مالدار امیرون مین آپ کا شمار تہا آپ کی خلق و مروت اور قبیلہ پروری کی شہرت ابتک باقی ہے۔ آپ اپنی آبائی معاش جاگیرات سے ما دام الحیات سرفراز رہے ہے۔ مصنف گلزار آصفیہ نے لکھا ہے کہ نواب اعتضاد جنگ امیریست جوان بخت جوان سال۔ کہن تدبیر۔ صاحب اخلاق مسلوک با اقربا و احبا۔ رعایا پرور دادرس۔ ہموارہ حاضر دربار می بود۔ نواب اکرام الدین خان اور نواب غلام جیلانی خان بہادر آپ کے صاحبزادے ہین اول الذکر نواب نے شباب مین رحلت فرمائی اور آخر الذکر نواب اپنے آبائی اعزاز کے ساتھہ بقید حیات ہین۔ اور علم سیر سے زیادہ دلچسپی رکھتے ہین۔ جن کا تذکرہ مصنف

تزک محبوبیہ نے بھی فرمایا ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۱۰۷) نواب غلام زین العابدین خان نایطی لوکہری

خلف الصدق نواب اکرام الدین خان بہادر بن نواب غلام زین العابدین خان اعتضاد جنگ بہادر بن نواب سالار الدولہ سالار الملک حسین دوست خان ارادت جنگ مشاہیر قوم اور امراے حیدر آباد سے ہین۔ آپ کے جد اعلے نواب سالار الملک مغفور کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے جس سے آپ کی ذاتی خوبیان اور محامد صفات اور مراتب واعزازات اور خاندانی منزلت ظاہر ہے۔ آپ کے جد غلام زین العابدین خان اعتضاد جنگ کے مناصب عالیہ اور مکارم اخلاق کا احوال اور آپ کی نسبت اہل تاریخ کا خیال گزشتہ نمبر پر بیان ہو چکا ہے۔ جن کے دو صاحبزادون سے ایک نواب غلام جیلانی خان بہادر ہین جو ضلع اندور مین مواضع سالورہ وغیرہ محاصلی تقریبًا مدے کے جاگیر سے سرفراز اور محاسن اخلاق سے ممتاز ہین۔ دوسرے نواب اکرام الدین خان مغفور گزرے ہین

جو صاحب تذکرہ کے والد ماجد تھے جن کی وجاہت اور نیک بختی اور
نیک نفسی کا نقش معاصرین کے قلوب پر ابتک قایم ہے۔ نواب
زین العابدین خان بہادر کو امیر ابن امیر کہنا چاہیئے۔ آپ کے اعزاز
ومنزلت کے سوا خاندانی ثروت کے اعتبار سے بھی آپ کی امارت
مسلمہ ہے۔ آپ بمقام حیدرآباد متولد ہوے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم
کا آغاز امیرانہ طریقہ پر ہونے کے بعد مدرسہ اعزہ مین شریک
کئے گئے۔ بہت تھوڑے عرصہ مین مدرسہ عالیہ یعنے نظام کالج مین
منتقل ہو کر حیدرآباد سیول سروس کلاس مین شریک ہوے جہان
اعلےٰ درجہ مین آپ کو کامیابی ہوئی پھر قانون کی طرف آپنے توجہ فرمائی
تو سرکار عالی کے جوڈیشل امتحان مین اول درجہ کی سند حاصل کی۔
قدردان گورنمنٹ نے ضلع کی مددگاری عدالت کا عہدہ آپ کو
عطا فرمایا پھر صدر مددگاری صوبہ پر آپ کی ترقی ہوئی۔ بالآخر
عدالت العالیہ دولت آصفیہ نے آپ کو معتمد مجلس کا مددگار
مقرر کیا۔ جس عہدہ پر اسوقت تک آپ کارگزار ہین۔ آپ نے
ملازمت کے ہر ایک درجہ مین نہایت قابلیت اور راست بازی

کے ساتھہ اپنے عہدہ کے فرائض کو ادا فرمایا۔ رعایائے حیدرآباد کے بڑے حصہ کے پاس آپ ہردلعزیز افسر ہین آپ کے مافوق حکام آپ کو منتخب عہدہ دار خیال فرماتے ہین۔ تین سال کے لئے فرقہ جاگیرداران ریاست کے جانب سے آپ لیجس لیٹو کونسل کے ممبر مقرر ہوے ہین۔ اور اکثر سالون مین آپکو عدالتی امتحانات کے ممتحن قرار پانیکا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ آبائی معاش جاگیری سے بھی سرفراز ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۱۰۸) مولوی غلام عبدالقادر نایطی المخاطب بہ قادر عظیم خان بہادر ناظر تخلص ابن غلام محی الدین خان امرائے دربار والاجاہی سے گزرے ہین۔ سنہ۱۲۰۰ھ بارہ سو ہجری مین آپ بمقام مدراس متولد ہوے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی اور پھر علوم دینیہ کی تحصیل مین مختلف فضلاء وقت سے بہرہ اندوز ہوے عربی و فارسی مین کامل استعداد رکھتے تھے۔ جب آپ کو سرکار والاجاہی مین کتب خانہ شاہی کی مہتممی اور میر سامانی کی خدمت ملی تو قادر عظیم خان بہادر سے مخاطب ہوے آخر پر وقائع نگاری ریاست

کا عہدہ بہی آپ کے تفویض ہوا۔ مدت العمر تصنیف و تالیف کا شغل رکھتے ہے ۱۲۴۳ھ بارہ سو تینتالیس ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی آپکی تصانیف کثیرہ ہے۔ بہار اعظم جاہی۔ خلدستان شرح بوستان روضۂ دلکشا شرح یوسف زلیخا۔ شرح سکندر نامہ۔ گلستان نسب آپکی قابلیت کے اعلے یادگار ہین۔ مصنف تذکرہ گلزار اعظم نے آپکی مختصر سوانح عمری کے ساتھہ فارسی کلام کا انتخاب بہی لکھا ہے جو ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

زہد بہتر ز شباب است تو ہم میدانی	عمر خود پا بر کاب است تو ہم میدانی
تکیہ بر ہستی فانی مکن اے باد فروش	زندگی مثل حباب است تو ہم میدانی
غرّہ زنہار مشو یار برافسانۂ دہر	این جہان صورت خواب است تو ہم میدانی
مصحف چہرہ خوش بنظر دار مدام	مونس دکتاب است تو ہم میدانی
ناظر ابر سخن یار چرا دل بستی	وعدہ اش نقش بر آب است تو ہم میدانی

(۱۰۹) **مولوی غلام علی نایطی**۔ قریشی لقب المعروف بہ بخشی صاحب ناظم تخلص۔ بن حاجی عظمت اللہ قریشی مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کے جد اعلے غلام علیخان قریشی المعروف بہ کنا چار بخشی

ٹیپو سلطانی پیدل فوج کے وزیر تھے۔ کنداچار کنڑی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنے جمعیت پیدل کے ہین۔ سرنگ پٹن کے حملہ کے زمانہ مین آپ محلات سلطانی کے محافظ قرار پائے تھے۔ آپکو جاگیری معاش کا اعزاز بھی حاصل تھا مصنف نشان حیدری نے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے جب ٹیپو سلطان کی حکومت کا خاتمہ ہوا تو محلات سلطانی کے ساتھہ آپ رائے ویلور تشریف لائے اور پھر محمد پور ارکاٹ کو واپس ہوکر بقیتہ العمر وہین رہے۔ آپ کی زندگی تک ایکہزار روپیہ کی ماہواری پنشن اور زمینداری بمعاوضہ جاگیر آپکے نام جاری ہی اور آپکی سکونت کیلئے حکومت وقت نے دو باغ عنایت فرما پنشن اور زمین کا سلسلہ الی الآن آپ کے خاندان مین قایم ہے۔ مولوی غلام علی ثانی آپ کے حقیقی پر وتے ہین۔ آپ محمد پور ارکاٹ مین متولد ہوے۔ آپ کے اکتساب علوم کا زمانہ مدراس مین گزرا۔ علوم عربیہ مین کامل اور زبان فارسی مین فرد لاثانی مشق سخن مین بلیغ الکلام ناظم تخلص فرماتے ہین اوایل شباب مین آپ نے سرکار نظام کی نمکخواری کا اعزاز حاصل کیا اواخر زمانہ ملازمت مین اول تعلقدار ضلع رہے۔ اور اسوقت حسن خدمت

کا چارسو روپیہ وظیفہ پاتے ہین باوجود وظیفہ یابی ایک عرصہ تک آپ کو ڈپٹی کمشنری اور کمشنری صیغہ عطیات کے اقتدارات حاصل تھے۔ آپ نہایت متین غیور نیک طبیعت اور سنجیدہ مزاج بزرگ ہین۔ مولف کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ دیوان اور کلیات نظم آپ کے فارسی کلام کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

جامہ خود چون بدین عقل پریشان دوختم ۔۔۔ جائے دامان جیب و جائے جیب دامان دوختم
تا نگردوزم دہان بدسگال و چارہ گر ۔۔۔ چاک صدرہ کردم و صدرہ گریبان دوختم
راز عشق من مبادا از پردہ افتد بر ملا ۔۔۔ چشم بر پیراہن آن شوخ پنہان دوختم
مدعایم بود ضمن چارہ تکلف دگر ۔۔۔ زخم دل از سوزن خار مغیلان دوختم
فن خیاطی کہ می داند چو من در روزگار ۔۔۔ سینہ صد چاک را از نوک پیکان دوختم
بے تعرض داخل نزہت شدم از لاغری ۔۔۔ گوئیا از تار پیکر چشم دربان دوختم

ولہ

تا پائے بخاک من افسردہ جگر زد ۔۔۔ دامان زہد آموزی دشمن بکمر زد
بیہودہ طرف بالب شیرین تو گردد ۔۔۔ مارا شکر آب است ہمانا بہ تبر زد
در کار خودم بود تمنائے کشادے ۔۔۔ شمشیر بکف آمد و زخمے بجگر زد

از کوچہ او برد زرشکم سوئے ناصح / فریاد کہ راہ من شوریدہ خضر زد

مطلوب شب ہجر تو یعنے ملک الموت / در روز وصالت بدرم آمد و درزد

برداشتے ایکاش دل خستہ ام از خاک / زان دست کہ ہنگام تماشا بہ کمر زد

زان پیش کہ از بہر دعا دست برآرم / گویم کہ یکے خندہ تحقیر اثر زد

ولہ

نوبہار حسن او ہر جا گل افشانی کند / پردہ ہائے چشم من از شوق دامانی کند

فرض دربانان بجائے خواب بیداری بود / طالع خوابیدہ ام ایکاش دربانی کند

می ستیزد با من آن کافر ز رشک حوریان / صد جفا بر حال زار من مسلمانی کند

جامہ خاکستری پوشم زبہت گرد پا / تا مبادا راز من بے پردہ عریانی کند

بہر خلق جبینیان باقی نماند یک شرر / بحر اشک من اگر این مایہ طغیانی کند

مردم ور ستم زبیدادش چہا دون ہمتم / در تہ خاکم فرو حیف این پشیمانی کند

مایہ ناز سکندر پیش او آرید زود / ورنہ جنبش را کف مشاطہ لاثانی کند

سجدہ کروبیان بہر سلامش میرسد / آنکہ وقف آستان یار پیشانی کند

زلف او با این سیہ کاری ندارد جایش / آنچہ با جان حزین من پریشانی کند

دشمن نااہل را باشد مسخر ان پری / آوخ آوخ دیو افسون گر سلیمانی کند

تا کشاید لب بہ محفل ناظم شیوا بیان		ہر یکے در بزم دعوائے سخندانی کند
	ولہ	
پاشنہ کوبان دو جانب دامان من		جادہ دست جنون تار گریبان من
عشق جنون آفرین کرد ز دل سوزیم		کرمک شب تاب را شمع شبستان من
خلق ز جوش جنون خانہ خرابی کند		مایہ خلق ار شود خاک بیابان من
در سفر از رہزنان ہیچ ندارم خطر		بے سر و سامانیم ہست نگہبان من
از غم عشق تو شد بسکہ تنم خشک تر		گردن لاغر بود خار گریبان من
عمر عزیزم گزشت آخ بفکر سخن		کاتب وشم بود ناقل دیوان من
وقف درش کردہ ام جبہہ فرسود را		تا دم محشر بود بر سرم احسان من
حسن ملیحش مرا تشنہ آزار کرد		زخم دل من بود وقف نمکدان من
پا ز در خود برون می نتوانم نہاد		ہست دل تنگ من گوشہ زندان من
ہم بغزل گوئی و ہم بہ ثنا گستری		نیست چو ناظم کسی در ہمہ اقران من
	قصیدہ	
از ناز گر بپائے تو دامان فتادہ است		بر پائے من ز رشک گریبان فتادہ است
شکر خدا کہ چشم بتان از مرض شدم		یعنے کہ کار بندہ ز درمان فتادہ است

برجستہ از فلک بدر کبریا رسید … فریاد من چہ بے ادبالان فتادہ است

از خنجر نگہ کہ زدستی بسینہ ام … دل پارہ پارہ در برم ایجان فتادہ است

جا کردہ است در دل تنگم بصد فریب … شادم کہ غمگسار بزندان فتادہ است

زانرو کہ چہرہ تو زمے آتشین بود … آتش پرست شمع شبستان فتادہ است

ترسم کہ شاخ گاؤ زمین خرد و بشکند … بار محبتش بسر مان فتادہ است

می گفتم آنچہ کرد زخش با دل حزین … آوخ کہ در میان خط جانان فتادہ است

از خجلتے کہ مہر زروئے تو می کشد … خون در نہاد لعل بدخشان فتادہ است

نام و نشان خاک ز چشم ترم نماند … زین پس محال خلقت انسان فتادہ است

ہر محشری بفکر تلاش سفینہ غرق … اعنی بحشر چشم گریان فتادہ است

زان دم کہ شد جمال تو نامی بروزگار … در چاہ نام یوسف کنعان فتادہ است

عشق تو کرد جوشش جنون عام در جہان … ہر خانہ جانشین بیابان فتادہ است

یابد چگونہ بار ببزم تو ہیچ کس … حیرت بر آستان تو دربان فتادہ است

می ماند اگر بعد وے شہ دکن … مارا کہ زیر پاے بیابان فتادہ است

در عہد او بہاے سرشک آنقدر گران … چندانکہ قیمت گہر ارزان فتادہ است

تیرش اگر بہ ہند رہا گردد از کمان … دشمن بروئے خاک در ایران فتادہ است

افتاد نیست بر صف اعدائے او شکست — نصرت برزمگاہ رجز خوان فتادہ است

ویرا نہا ز دست وے آباد ہر طرف — یک کان گوہر است کہ ویران فتادہ است

زیر محل سرا اش نہہ گنبد سپہر — نہہ خانہ کہ در تہہ ایوان فتادہ است

اعلان کفر کس نکند در زمان او — زنار شمع بنگر نہان فتادہ است

امین ز چشم زخم بود خسرو دکن — پروردگار ز خلق نگہبان فتادہ است

پایندہ رسم سالگرہ پادشاہ را — از گوے تا گرہ بگریبان فتادہ است

(۱۱۰) **مولوی غلام علی نایطی**۔ تپور لقب۔ صاحب تخلص المخاطب بہ منشی الملک دبیر الدولہ اعتماد خان۔ عطارد جنگ ابن دبیر الملک مشیر الدولہ راز دار خان مجوز جنگ امراے دربار والاجاہی سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت ۱۲۱۷ھ بارہ سو سترہ ہجری مین بمقام مدراس واقع ہوئی۔ ابتداء عمر سے آپ کی ذہانت۔ سالے کہ نکوست از بہارش پیدا کی مصداق تھی۔ اوایل شباب مین آپ نے معقولات اور منقولات سے فراغ حاصل کیا۔ اگرچہ تعلیم کا سلسلہ ۲۰ سال کی عمر مین باسباب خاص منقطع ہوا مگر مطالعہ کتب کے ذریعہ سے آپ نے اپنی قابلیت مین اس درجہ تک ترقی کی کہ فضلاء معاصر کی نظر آپکی

پڑہنے لگی خصوصاً فن ادب اور فقہ شافعی مین آپ فرد فرید ہے
فن سخن سے بہی خاص دلچسپی رکہتے تہے صایب شیرازی کے
ہم خیال وہم قدم اور صاحب تخلص فرماتے تہے۔ امیرالہند نواب
محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس نے اپنی بیش بہا
تصنیف تذکرہ گلزار اعظم مین فرمایا ہے۔ زور مطالعہ اش بجائے
رسیدہ کہ بر مطولات ہم قدرتے واکثر اشعار برجستہ بر زبان اردو
وہمت خود پیوستہ بر ملاحظہ آن می گمارد۔ گاہ گاہ بفکر سخن می پردازد
وخود را شریک محفل فصاحت منزل مشاعرۂ اعظم میسازد۔ برسائی
فکر وجودت طبع معروفست وبہ تیزی ذہن وذکاوت مزاج
موصوف والی ریاست نے آپ کو اپنے دربار کا میر منشی خاص
مقرر فرمایا اور پہر بخشی گری فوج کا عہدہ تفویض ہوا۔ مولف
تاریخ کے ننہال کو آپ کے وجود باجود سے شرف حاصل ہے
مولف نے اپنی اوایل عمر مین اوسوقت آپکی بزرگانہ محبت کو
بچشم خود دیکہا ہے جب کہ آپ عمر طبعی کو پہونچ چکے تہے بزرگی
کے آثار اور علم وفضل کا وقار آپ کے چہرہ سے ظاہر تہا۔ نہایت

کم سخن اور آہستہ گو تھے اور ہر ایک بات کا جواب آہستگی اور تامل کے ساتھہ ادا فرماتے تھے۔ فقراء اور معذورین کے ساتھہ آپکو نہایت انس تہا گرو ہا گروہ آپ کی ملاقات سے مسرور ہوتے تھے۔ لیکن کسی نے دیکھا نہ سنا کہ آپ کا سلوک اون کے ساتھہ کیا تہا۔ نوابی کرناٹک کے خاتمہ پر مدراس گورنمنٹ نے معتدبہ پنشن آپ کے نام جاری فرمائی جسکا سلسلہ الی الان آپ کے خاندان مین موجود ہے۔ املاک غیر منقولہ کی آمدنی کی بدولت آپ نے مدت العمر امیرانہ بسر کی آپ کی رحلت کا صدمہ فوی الاحتیاج کے اضطراب سے ظاہر ہوتا تہا۔ عجیب بات ہے کہ آپ کی وفات کے بعد بہی کسی نے اپنی زبان سے آپ کے سلوک کا اندازہ ظاہر نہین کیا۔ مدراس پریسیڈنسی مین آپ کا نام اتبک زندہ ہے نواب احتشام الدولہ بہادر آپ کے فرزند رشید اپنے نام آور باپ کے حقیقی یادگار ہین۔

ولہ

در دلم نقطہ سویدا نیست	خال روی تو نقش جان منست

عہد کردم بکوے تو نروم	شوق زلف تو موکشان منست
	ولہ
برتہی مایگی نے نالم	نئے بے برگ بانوائی ہست
راہ پیچیدہ خطش پویم	چون قلم تا شکستہ پائی ہست
	ولہ
گریہ را از دلم مدد باشد	خیر جاریش تا ابد باشد
ثمرہ زہد خشک زاہد را	گرہ دل چو سبحہ صد باشد
	ولہ
لایق روے گہر کردیتیمی باشد	خاکساریست سزوار صفا کاری دل
ہر کسی متفق مذہب سلطان باشد	شد گرفتاری صاحب زگرفتاری دل
	ولہ
دور افتادم ز خلد عشق حسن گندمین	دستیاب انیست از میراث اجدادے مرا
رو بہ محراب حریم کعبہ مقصد بود	دل بیاد ابروش بر طاق نسیان داذرا
بر روی خویش آب حیا خشک کردہ اند	آئینہ کز ملاحظات شرمسار نیست
بتان گیسو بروے خود کشیدہ اند	امید صبح را در شام کردند

دلم جز خواب وز و شب دگر شغلے نمیدارد		کہ شاید چون زلیخا حسن کار از فیض خواب آید
لخت دل را بستہ بر بازوئے طفل اشک من		خیر باد شس کرد چشم تر نمیدانم چہ شد
آئینہ دیدن تو تماشائے دیگر است		دارد ہزار جلوہ در آئینہ آئینہ
	سجع	
بمجاز است نام من صاحب		در حقیقت منم غلام علی

(۱۱۱) **غلام علی خان نایطی** - کو کنی برادر سعد اللہ خان نایطی امرائے دربار عالمگیری سے گزرے ہین - آپ کو بلدہ ویلور کی جاگیر داری کا اعزاز حاصل تہا اور خطاب خانی سے سرفراز تہے - صاحب تزک والا جاہی نے آپ کے محامد صفات کا تذکرہ فرمایا ہے - آپ نہایت ذی علم اور تجربہ کار شخص تہے -

(۱۱۲) **غلام علی موسی رضا نایطی** - مڑکے لقب - الملخاطب بہ حکیم باقر حسین خان بہادر - رایق تخلص بن حکیم رکن الدین خان مغفور شافعی المذہب عمایدین قوم سے گزرے ہین - ۱۱۸۰ھ گیارہ سو اسی ہجری مین بمقام محمد پور پیدا ہوے - آغاز شباب مین آپ نے تحصیل علوم سے فراغت حاصل کی - فن طبابت مین طبیب حاذق سے

مشہور ہوے نواب عمدۃ الامرا بہادر نے آپ کو درباری اطبا میں
شریک کیا اور خطاب خانی و بہادری سے اعزاز بخشا مصنف نتایج
الافکار فرماتے ہین کہ او از اعیان قوم نایطہ است ذات برگزیدہ
صفاتش در خطہ دلکشائے مدراس جلوۂ ظہور یافتہ در اوایل بقصبہ
او دگیر کہ از الکاے مدراس است مدتے بخوبی قیام پذیر گردید
و پیش امیر الدین علی کہ منتخب مدرسان آنعہد بود کتب متداولہ فارسی
گزرانید پستر عنان توسن عزیمت بجانب مدراس معطوف ساختہ
بخدمت مولوی محمد باقر آگاہ بہ تحصیل علوم و فنون پرداختہ۔ وے
صاحب طبع ارجمند و فکر بلند بود و در شعر و سخن گوے مسابقت از
معاصرین می ربود۔ نثرش در فصاحت و بلاغت بیک تراز و میتوان
سنجید و گلہاے اشعار رنگین از بہارستان طبعش گلچینان سخن بیکرنگ
خواہند چید در فن طبابت ہم مہارت تمام و استعداد مالا کلام داشت
و با وصاف حمیدہ و روش پسندیدہ علم شہرت می افراشت و
نظر بہ قابلیت ذاتی منظور نظر اکسیر اثر حضرت نواب رضوان مآب
اعظم جاہ بہادر گشتہ بشرف مصاحبت ذخیرہ اندوز جمعیت و کامرانی

گردیدہ و در ہمچشمان عزت و احترام فراوان بہم رسانید الخ امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی مدراس نے اپنی تصنیفات صبح وطن و تذکرہ گلزار اعظم مین لکہا ہے کہ زبان فارسی مین آپ کی نثر بیدل اور ظہوری کا پایہ رکہتی ہتی مشق سخن مین موسوی خان فطرت کا طرز آپ کو پسند تہا صاحب اشارات بنش نے بہی آپ کی مختصر سوانح عمری کا تذکرہ فرمایا ہے۔ گلدستہ کرناٹک آپ کی نظم و نثر کا اعلیٰ یادگار ہے۔ ۱۲۴۷ھ بارا سو سینتالیس ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ آپکے فارسی کلام سے صرف دو غزل ہدیہ ناظرین ہین۔

صد فغان ز آتش عشق تو کند جان نمک	آب از حسن ملیح تو شود کان نمک
آمد آن کان ملاحت عرق افشان بچمن	سبزہ گردید نمک ریز ز باران نمک
گر شود لعل شکر ریز تو شیرین گفتار	چاشنی گیر مذاق است ازاین خوان نمک
تا نمک ریزی حسن تو بخاطر آمد	کشت دل کان نمک دیدہ نمکدان نمک
خط سبزے نبود بر نگین لعل کسے	کاروانیست ز ہند آمدہ خواہان نمک
آب بازی مکن اے کان ملاحت بسیار	بارش آب بود باعث نقصان نمک
خوردنش بر ہمہ چیز است مقدم ز آن تو	میتوان یافت ازاینجا شرف و شان نمک

وله

تنگدل بینیم سراسر در گلستان غنچه را ۔۔۔ گشت شاید سینه خون زان لعل خندان غنچه را
دید تا مشت زر خود کرد گل صرف بہار ۔۔۔ قبض از بخل طبیعت شد نمایان غنچه را
چون نه بندد خواب چشمش را چو نوزدان عصر ۔۔۔ شاخ گل از باد باشد مهد جنبان غنچه را
میشود آخر پریشانی بہار عشرتی ۔۔۔ کرد بس گلگون قبا چاک گریبان غنچه را
از حدیث لعل رنگین که حسرت میخورد ۔۔۔ دمبدم جوشد زلب خون فراوان غنچه را
لاف کم حرفی چو زد پیش دہان تنگ او ۔۔۔ آنچنان ضربے صبا زد ریخت دندان غنچه را
حرف خوش رایق بدلها انبساط آرد تمام ۔۔۔ کرد گل در دم نسیم آخر ہزاران غنچه را

(۱۱۳) **نواب غلام محبوب خان نایطی** ۔ قاری لقب المخاطب باقتدار نواز جنگ بہادر بن غلام محی الدین خان مستقل نواز جنگ مغفور امرائے حیدرآباد سے ہین آپ کے جد اعلےٰ حافظ محمد حسین خان نایطی اورنگ آباد کے مشاہیر قوم سے تھے جن کو بارگاہ خسروی سے متعدد خدمات تفویض تھین ۔ اس خاندان کے بزرگان ذکور و اناث سے ہر ایک فرد حافظ قرآن ہوا ہے ۔ قاری کا لقب جو قوم نایط مین مشہور و معروف ہے غالبًا اوس کا واضع یہی خاندان ہے ۔ آپکی

جدۂ عالیہ کالی بیگم مغفورہ کو شہنشاہ عالمگیر نے قاریہ بیگم کا خطاب عطا فرمایا تہا اور آپ کی قراءت اور خوش الحانی کو شہنشاہی بیگمات صدق دل سے سنا کرتی تہین۔ اسی خاندان مین یہہ واقعہ مشہور ہے جس کی تصدیق سال خوردہ افراد ذکور خاندان نے فرمائی کہ بی بی قاریہ بیگم کی محلسرا مین بی بیون کی جماعت کثیرہ تراویح کے لئے قایم ہوتی تہی نماز سے فارغ ہونے پر حاضرین کی تعداد بہ نسبت اندازہ جماعت بہت کم نظر آتی تہی اور خانہ باغ کے پہول صبح مین غائب رہتے تہے بی بی قاریہ بیگم کے خاص اہتمام کی وجہ سے دوسری صبح نئی چمن بندی ہوا کرتی تھی۔ اکثر افراد خاندان کا یہہ خیال تہا کہ تراویح مین جنات شریک ہوتے ہین۔ بعض افراد قوم نے اسکے اور آثار بہی پائے لیکن کسی کو کوئی نقصان نہین پہونچا رفتہ رفتہ اس خبر کی شہرت کی وجہ سے بعض ضعیف الخیال بی بیون نے آنا ترک کر دیا۔ لیکن حیرت اس پر ہوتی تہی کہ جماعت کی کثرت علے حالہ قایم نظر آتی ہتی جب اس خاندان کے مورث حیدرآباد آئے تو حضرت (غفرانمنزل) نواب ناصرالدولہ بہادر نوراللہ مرقدہ والی ریاست کے مورد

الطاف رہے۔ علاقہ صرفخاص سے جاگیر عطا ہوئی بارہا ایسا اتفاق
ہوا ہے کہ جب سواری مبارک باغراض شکار آپکی جاگیر سے متصل رونق
افروز ہوتی تھی تو حافظ محمدؐ حسین خان نایطی کے والدہ مکرمہ سے جوار
کی روٹی اور بہاجی کا سالن خاصہ کے لئے طلب ہوتا تھا اور خود بدولت
فرمایا کرتے تھے کہ یہہ میری غریب رعایا کی روزمرہ غذا ہے
زمانہ آخر مین اس خاندان کا نشان نواب مستقل نواز جنگ مرحوم
اور آپ کے حقیقی بھائی مولوی غلام محمد مغفور سے قایم تھا دونون
برادر مدت العمر اپنے آبائی معاش جاگیری اور خدمات خاص سے
سرفراز رہے۔ اول الذکر نواب کے فرزند ارجمند نواب اقتدار
نواز جنگ بہادر اور دوسرے بزرگ کے صاحبزادے غلام رسول
نایطی بقید حیات اور آبائی معاش سے بہرہ یاب ہین۔ مولف کو دونون
حضرات کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ بڑے سنجیدہ مزاج
ذی خلق و مروت اور سلیقہ مند افراد ہین نمبر (۱) کو علاقہ صرفخاص
شاہی مین کوٹھہ کی خدمت تفویض ہے۔

(۱۱۴) مولوی حاجی غلام محمدؐ نایطی۔ المخاطب بہ شرف الدولہ

غلام محمد خان غالب جنگ امرائے دربار والاجاہی سے گزرے ہین آپ کے والد ماجد نواب مدار الامراء بہادر کا تذکرہ اس کتاب مین جداگانہ لکھا گیا ہے۔ مولوی غلام محمد کی ولادت ۱۲۴۸ھ بارہ سو اڑتالیس ہجری مین بمقام مدراس واقع ہوئی۔ آپ نے اوایل شباب مین فارسی عربی کی تحصیل کی۔ پہر زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً سے شرف یاب ہوے۔ شاہ عبد الغفار نقشبندی اور ملا محمد جان نقشبندی قدس اللہ سرہما سے آپ کو بیعت حاصل تہی۔ دربار والاجاہی مین آپ کو دبیر خاص کا عہدہ تفویض تہا۔ نوابی مدراس کے خاتمہ پر گورنمنٹ مدراس نے معتد بہ پنشن سے آپ کو سرفراز فرمایا۔ اپ اپنے قوم کے حالات متعلقہ دربار کرناٹک کے لئے زندہ تاریخ ہین۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۱۱۵) غلام محمد نایطی۔ مایل لقب المخاطب بہ رضا حسین خان بہادر امرائے دربار والاجاہی سے گزرے ہین۔ آپ کو زمانہ سابق مین ویلور کی قلعداری کا عہدہ تفویض تہا۔ والی ریاست کی توجہ

خاص آپ پر ہمیشہ مبذول رہتی تہی۔ آپ کی اعلےٰ قابلیت سے امور مفوضہ کا انتظام نہایت خوش اسلوبی اور خوبی کے ساتہہ ہوا کرتا تہا۔ آپ کے خاندان کا نشان آپکے پوتے مولوی محمد اعظم مایل سے قایم ہے جو حیدرآباد مین موجود ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ نہایت بردبار ذی استعداد صائب رائے اور خلیق شخص ہین۔

(۱۱۶) **نواب غلام محمد تقی خان نایطی**۔ لوکہری لقب المخاطب بہ لشکر جنگ بہادر ابن غلام محمد تقی خان لشکر جنگ حیدرآباد کے مشہور امراء سے گزرے ہین۔ آپ کے جد نواب حسین دوست خان سالار الملک کا احوال جداگانہ ہدیہ ناظرین ہو چکا ہے آپکے والد ماجد کو حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ علیہ الرحمۃ والی ریاست کے دربار مین تقرب خاص حاصل تہا۔ معاش جاگیری سے سرفراز تہے۔ نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم حیدرآباد کے حضور مین آپکی منزلت بڑہی ہوئی تہی۔ نہایت روشن خیال اور معاملہ دان امیر تہے۔ افراد خاندان کے ساتہہ آپکا سلوک قابل

یادگار ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل تہا۔
آپ کے فرزند ارجمند نواب غلام محمد تقی خان حیدرآباد مین پیدا
ہوے۔ آپ اپنے والد ماجد کے اکلوتے فرزند تھے اگرچہ باپ نے
بڑے آرزوؤن کے ساتہہ اپنے ہونہار لڑکے کی پرورش مین نگرانی
صرف کی۔ مگر تقدیر ربانی نے آپ کی کم سنی مین سایہ پدری کو آپکے
سر سے ہٹالیا۔ آپ نے خودمختاری مین ہوش سنبہالا۔ توفیق خیر نے
آپ کو اکتساب علوم کے جانب توجہ دلائی۔ اوایل شباب مین آپکی
صلاحیت اور قابلیت محض خداداد تھی بہت ہی کم مدت مین آپنے
امتحانات مالی و عدالتی مین کامیابی حاصل کرکے اپنے آپ کو سرکار
کی خدمت گزاری کے قابل ثابت کیا سرکار نظام نے آپ کو ابتدأ
سررشتہ عدالت مین ضلع کی نظامت عطا فرمائی اور پہر سررشتہ مال
کا اول تعلقدار اور ناظم ضلع مقرر فرما دیا۔ آپ کی ملازمت کا
زمانہ نیک نامی اور راست بازی کے ساتہہ گزرا۔ آپ اپنے عہدہ
کے فرایض کو نہایت قابلیت اور دل سوزی کے ساتہہ انجام
دیتے رہے اہل غرض کے دلون مین آپ کی سچائی کا بہروسہ تہا۔

افسوس ہے کہ عالم شباب مین دفعتہً آپ نے رحلت فرمائی۔ ایک کم سن لڑکا آپکے گہر کا چراغ ہے۔ آپ کے بنی عم نواب غلام زین العابدین خان نایطی کے حسن توجہ سے آپ کی معاش جاگیری اور کاروبار خانگی کا سارا انتظام ایک خاص کمیٹی کی نگرانی مین ہے۔ مولف تاریخ کو آپ سے ملاقات اور محبت تہی۔ بڑے حوصلہ مند اور نیک نیت امیر تہے۔

(۱۱۷) حاجی۔مولوی۔غلام محمود نایطی المخاطب بہ ستوفی الدولہ شرف الملک محاسب خان محتسب جنگ بہادر خلف الصدق نواب مدار الامرا بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ بتاریخ ۱۶ رمضان ۱۲۲۹ھ بارہ سوانتیس ہجری بہ مقام مدراس متولد ہوے ہیے علوم دینیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد اور عم محترم سے فرما کر سفر حجاز سے شرف حاصل کرنے کے بعد دربار والا جاہی مین آپ انتخاب لیے کامیاب ہوے والی مدراس نے آپ کو مستوفی الدولہ شرف الملک محاسب خان محتسب جنگ بہادر سے مخاطب فرما کر نائب مدار المہام ریاست کا عہدہ عطا فرمایا۔ آپ بڑے حوصلہ مند امیر اور بہت بازب

شخص تھے اپنے فرایض منصب کو نہایت سلیقہ اور خوبصورتی کے ساتھہ ادا فرماتے تھے۔

(۱۱۸) خان بہادر مولوی غلام محمود نایطی۔ مہاجر لقب مشاہیر قوم سے ہین آپ کے والد ماجد مولوی احمد حسین مہاجر سرکار کرناٹک کے ڈپٹی سکرٹری تھے۔ آپ کے جد امجد حامد سعید خان بہادر کو ٹیپو سلطان والی ریاست میسور کے دربار مین اعزاز خاص حاصل تہا۔ آپ علوم متعارفہ زبان فارسی و عربی مین فارغ التحصیل اور علوم دینیہ کے ساتھہ خاص دلچسپی رکھتے ہین۔ انگریزی زبان مین آپ کی قابلیت مسلمہ ہے۔ شعر و سخن کا بہی آپ کو مذاق حاصل ہے۔ تابان تخلص فرماتے ہین۔ فی زمانہ ننا مدراس گورنمنٹ کے صیغہ طبابت مین عہدہ جلیلہ سے ممتاز ہین۔ ملکی معاملات کے ساتھہ آپکی طبیعت کو خاص مناسبت ہے۔ پبلک کامون مین آپکا قدم ہمیشہ آگے رہتا ہے ۱۸۹۷ء اٹھارہ سو ستانوے عیسوی مین برٹش انڈیا نے آپ کو بصلہ خدمات۔ خان صاحب کا خطاب عنایت فرمایا اور ۱۹۰۱ء انیس سو ایک عیسوی مین خان بہادر کے آنرسے

سرفراز ہوے۔ طاعون کے متعلق ایک نہایت مفید اور دلچسپ تصنیف آپ نے شائع فرمائی ہے جو پبلک کے لئے نہایت فائدہ رسان ثابت ہوی۔ مصنف صحیفۂ زرین نے آپ کا تذکرہ لکھا ہی مولف کو آپ کی ملاقات کی عزت حاصل ہے۔

(۱۱۹) غلام محی الدین نایطی۔ مکی لقب ابن فقیہ حسن مکی بن شیخ محمد مکی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ پرانے نسب نامون سے آپکی اتقا اور پرہیزگاری کا پتہ ملتا ہے۔ ذی علم بزرگ نوکری کو پسند نہین فرماتے تہے۔ ۱۱۰۹ھ گیارہ سو نو ہجری مین بمقام ترپتی آپکی تجارت کو فروغ رہا اثنائے سفر مین جب کہ ٹہگی ڈکیتی کا بازار گرم تہا دفعتہً آپ غائب ہوگئے۔ اہل خاندان نے آپ کی تلاش مین سرگرمی کے ساتھہ کوشش کی مگر کوئی پتہ نہ چلا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(۱۲۰) غلام محی الدین نایطی۔ چو مکر دلقب مشہور تاجران قوم سے گزرے ہین جن کی تجارت کا صدر مقام کڑپہ مین واقع تہا۔ توت کے باغات مین آپ نے ریشم کا کارخانہ جاری کر رکہا تہا

سنہ ۱۱۵۰ھ گیارہ سو پچاس ہجری مین اوسی مقام پر آپ نے وفات پائی۔ مولف کے والد ماجد اپنے جد امجد سے روایت فرماتے تھے کہ آپ نہایت سرخ وسپید بلند۔ بالا اور زورآور شخص تھے۔ فن بنوٹ مین آپ کو اعلےٰ مہارت تھی عربی بول چال مین مشاق اور تجارتی کاروبار مین لاثانی تھے۔

(۱۲۱) غلام محی الدین نایطی۔ دلوی لقب ابن شیخ بڈہن نایطی شرفائے میسور سے ہین۔ آپ کے بزرگون کو سلطانی عمل مین دربار سے تعلق تھا۔ فی زماننا آپ تقریبًا بارہ ہزار روپیہ سال کے زمیندار ہین۔ کافی کے متعدد باغات رکھتے ہین۔ مولف نے اکثر بزرگان قوم سے آپ کے علم وفضل اور دینداری کی تعریف سنی ہے۔

(۱۲۲) مولوی غلام محی الدینخان الجزالطی۔ الملقب بہ بہانڈے بہونڈے والمتخلص بہ معجز ابن مولوی محمد [illegible] اللہ نایطی۔ شافعی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت محمد پور ارکاٹ مین واقع ہوئی۔ اوایل شباب مین آپ مدراس تشریف لائے

امیرالہند نواب محمد غوث خان بہادر والی مدراس نے اپنی تصنیف
تذکرہ گلزار اعظم مین آپ کے فضایل وکمالات کا تذکرہ فرمایا ہے
صاحب گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ او از قوم نایطو برنگین
خیالی و معنے یابی در سرحد قلمرو سخن مرابط است بافکر رسا و تلاش
بجا و طبع وقاد و مواد دل نہاد امتیاز نمایان در زمرۂ سخن سنجان
دارد اکثر کتب متداولہ فارسی را از خدمت صاحب کمالان
این ملک خوانده در سواد آشنائی عربی مرحلہ موادرا تا سر منزل
قطبی و میر رسانده از دیرباز ہمت را مصروف درس کتب فارسی
دارد و گاه گاه خاطر را بہ تسخیر غزالان معنے می گمارد۔ نواب امیرالدولہ
بہادر والی ریاست نے آپ کو صاحبزادہ بلند اقبال کی اتالیقی
کے لئے منتخب فرمایا تہا۔ جب صاحبزادہ کی مسند نشینی کا زمانہ آیا
تو حضرت معجز کی منزلت دوبالا ہوئی۔ کئی بار آپ کے لئے
مدار المہامی کا عہدہ تجویز ہوا۔ لیکن آپ نے اُس سے معافی
چاہی آخر زمانہ عمر مین آپ گوشہ نشین رہے۔ آپ کی ذات ستودہ
صفات سے شایقین علوم و فنون کو ایک عرصہ دراز تک فیض

پہونچتا رہا آخر پر پبلک نے آپکو شہر اوستاد سے ملقب کیا۔ سنہ ۱۲۲۰ھ بارہ سو بیس ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کی طبعزاد کا بڑا حصہ نعت ومنقبت مین ہے۔ مثنوی مناجات۔ دیوان معجز۔ قصاید معجز یہہ تین تصانیف آپکی اعلے یادگار ہین صاحب گلستان نسب نے آپکا مفصل احوال لکہا ہے۔ آپ کے کلام کا متفرق انتخاب تذکرہ صبح وطن سے لیا گیا ہے۔

باوجود مدعا خواہی گر از امداد او دستے ۔۔۔ برنگ آستین کوتہ کن از ہر آرزو دستے
ز چاک سینہ پروائے ندارم اے مسیحا دم ۔۔۔ کہ دارد تیر مژگانت چو چاک اندر رفو دستے
تمیز حق و باطل کے بود در مشرب وحدت ۔۔۔ بود مصحف بیکدست من و اندر سبو دستے
شہود منت ارباب کرم را منفعل دارد ۔۔۔ کہ از کف میگزارد موجۂ دریا برود دستے
ز پا افتادگیہایم بچشم کم مبین ہرگز ۔۔۔ کہ دارد گرد من بر دامن آن ماہ رو دستے
چسان بالا نگردد منصب شمشیر آن قاتل ۔۔۔ کہ دارد معجز ما ور دعائش مو بمو دستے

ولہ

کشیدم سر ز اوج عرش ہم یک نیزہ بالاتر ۔۔۔ بخاک آل احمد تا چو معجز جبہہ سا گشتم

(۱۲۳۳) حاجی مولوی۔ غلام نقی نایطی۔ تپو رلقب المخاطب

بخشی الدولہ بخشی الملک میر عسکر خان سالار جنگ بہادر امراے دربار والا جاہی سے گزرے ہین۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے۔ نہایت سلیم الطبع۔ خلیق۔ ذی علم۔ صاحب مروت امیر تھے۔ نوابی مدراس کے خاتمہ پر برٹش گورمنٹ نے آپ کو وظیفہ لائقہ سے ممتاز کیا۔ آپ کی صحبت مین ہمیشہ علماء اور فضلاء جمع رہتے تھے مولف نے جب کبھی آپ سے ملاقات کی ہے۔ آپ کو نہایت خیر و برکت کے ساتھہ پایا ہے۔ ۷۰ سال کی عمر مین آپنے رحلت فرمائی۔

ردیف ف

(۱۲۴) فاضل خان نایطی۔ بن مولانا حید رمرحوم بن مولانا محمود مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ بعض اہل تصانیف نے آپ کو فضایل خان سے موسوم کیا ہے۔ آپ کو سلطنت بیجاپور مین وزارت کا عہدہ حاصل تھا۔ اور پھر ریاست کرنول مین بزمانہ حکومت الف خان بہادر۔ صدر الصدور مقرر ہوے۔ آپ نے اپنی زندگی کا زمانہ نہایت آب و تاب کے ساتھہ ختم فرمایا انشاے فضایل خانی آپ کی قابلیت کی اعلے یادگار ہے۔ آپکے فرزند

قاضی احمد کبیر نایطی کو ریاست بیگن پلی کی قضاءت کا عہدہ تفویض ہوا جن کے فرزند قاضی محمود بہی اوسی مقام کے قاضی رہ چکے ہین۔ آپ کے گہر کے چراغ قاضی احمد صغیر اور آپ کے صاحبزادے قاضی شاہ محمد صبغۃ اللہ یکے بعد دیگرے برابر اوسی عہدہ سے سرفراز رہے۔ مولوی محمد عیدروس قاضی القضاۃ بیگن پلی شاہ محمد صبغۃ اللہ کے فرزند تہے۔ آپ کے سلسلہ اولاد مین قاضی محمد عباس نایطی کے نام ابتک قضاءت کی جاگیر مسمےٰ بہ سرفراز پور بحال اور برقرار ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے (۱) محمد صبغۃ اللہ نایطی (۲) محمد حبیب اللہ نایطی سرکار نظام کے سررشتہ صرف خاص مین ملازمت کا اعزاز رکہتے ہین جن کے ساتہہ نواب صولت جنگ بہادر کے بہنین منسوب ہین۔ مولف تاریخ کو ہر سہ حضرات اخرالذکر کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ قاضی محمد عباس نایطی نہایت بزرگ اور خلیق شخص ہین اور اپنے خاندان کے لئے زندہ تاریخ کا حکم رکہتے ہین۔ مولف کو آپ کی ذات ستودہ صفات سے بہت سے حالات کی دریافت مین مدد ملی۔

(۱۲۵) مولانا فخر الدین نایطی الملقب بہ مہکری دیلوری قدس سرہ بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے فضایل کا تذکرہ مصنف گلدستہ کرناٹک نے فرمایا ہے۔ فرماتے ہین کہ ذات مقدس ایشان ملجاء عرفا و ارشاد فیض رشادش سند علما و حکماست جامع اقسام فضایل معنوی و صوری و مصدر کمالات باطنی و ظاہری بود در بلدہ ویلور سکونت داشت و ہمت والا نہمت خود را بہ ترویج دقایق اسرار علم و حکمت و لطایف حقایق و معرفت می گماشت از قوم نایطہ بود و عرفاء این طایفہ۔ بسیارے از مردمان از انفاس تقدس اقتباسش بہرہ ور مدارج کمال گردیدند و راہ یاب جادہ سلوک و طریقت و ارشاد شدند۔ بعض بزرگان قوم اپنے چشمدید واقعات کو بیان فرماتے ہین کہ مولانا فخر الدین مغفور ایک شب زندہ دار بزرگ تھے۔ رات اور دن مین کوئی وقت ایسا نہین ہوتا تھا جس مین طالبان حقیقت اور سالکان طریقت سے ایک دو بزرگ آپ کی خدمت مین حاضر نرہتے ہون حاضران بارگاہ مین ہمیشہ خاموشی نظر آتی تھی۔ بہت کم لوگون نے آپ کو گفتگو فرماتے دیکھا ہے۔

چہرہ مبارک سے ہمیشہ بیخودی کے آثار عیاں تھے۔ جذبہ مین کبھی کبھی کچھہ نظم بھی ارشاد فرما دیتے تھے۔ صاحب گلدستہ کرناٹک نے آپ کا تخلص بیخود لکھا ہے۔

(۱۲۶) فخرالدین خان نایطی۔ المخاطب بہ امین الدولہ امانت خان نگہدار جنگ بہادر امرائے دربار والاجاہی سے گزرے ہین آپ کو سرکار ممدوح مین نیازات اور باورچیخانہ کی مہتممی کا عہدہ تفویض تھا اور میر سامان کہلاتے تھے۔ آپ کی امانت داری اور کفایت شعاری پر والی ریاست کو ہر طرح پر بھروسہ تھا۔ سفر و حضر مین آپ ہمیشہ اپنے اقائے نعمت کے ہمرکاب رہتے تھے آپکی حوصلہ مندی اسوقت ظاہر ہوتی تھی جب کہ کسی عالیشان تقریب مین شاہی کروفر کے ساتھہ ضیافت کا دسترخوان وسیع ہوتا تھا بعض بزرگان قوم فرماتے ہین کہ جس خاموشی اور سلیقہ کے ساتھہ کھانا چنا جاتا تھا اور جس تکلف اور سیرچشمی کے ساتھہ اوس کا سامان مہیا رہتا تھا اوسکی لذت صرف تاریخی اوراق اور زندہ تاریخ کی زبانون پر باقی ہے۔ زمانہ حال کی پر تکلف تقاریب مین

بہی وہ حلاوت نظر نہین آتی۔ نواب مغفور کو ان چیزون کے ساتہہ خاص دلچسپی تہی یہی وجہ تہی کہ آپ کے دربار مین بعض ایسے افراد بہی جمع تہے جیسے فخر الدین خان نایطی۔ جو اپنی ہی آپ مثال تہے۔ آپ نہایت کم سخن اور متین اور کار فرمائی مین ممتاز بڑے باریک بین اور عجیب انداز کے شخص تہے۔

ردیف ق

(۱۲۷) مولوی حکیم قادر علی نایطی بیہوش تخلص بن محی الدین احمد خان بن محمد عبد اللہ المخاطب بہ قادر علی خان مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ ۱۲۲۷ھ بارہ سو ستائیس ہجری مین بمقام مدراس متولد ہوے۔ جناب مولانا قاضی ارتضا علیخان مغفور کے فیضان صحبت سے آپ کی علمی معلومات نے نمایان ترقی کی عربی مین فارغ التحصیل اور علم طب مین مستند مانے گئے۔ آپ کی خداداد قابلیت اور تلاش طبیعت نے علماء وقت کے دل پر آپ کا نقش قایم کردیا تہا امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر والی ریاست مدراس اپنی

ہمہ ارباب کمال اتفاق دارند و روشن مزاجی اور التسلیم میدانند بزور طبع در فنون جداگانہ مہارت میداشت و نظم فارسی را بر طرز بیدل می نگاشت۔ سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھہ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی مصنف اشارات بنیش نے بہی آپ کا احوال لکہا ہے۔ آپکے فارسی کلام کا انتخاب مولف تاریخ نے تذکرہ صبح وطن سے لیا ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولوی حاجی احمد علی نایطی۔ پرنس آف آرکاٹ کے مدار المہام ہین۔ جنکا تذکرہ جداگانہ لکہا گیا ہے۔

نہ قصاص از بت ما طلب نہ نہ از عدل خدا طلب		دیت شہادت ما دلاز کشاد وست حنا طلب
بخیال دست حنائی تو ہزار آئینہ خون شد		تو چو عکس جلوہ کہ اے پری بسنجیل دل ما طلب
اگرت بود ہوس شفائی دفع علت غم دلا		ز طبیب عشق دوا طلب بشتاب راہ فنا طلب
ہمہ نقش پائے علم بود بدل شہید تو داغہا		تو سواد غم طلبی بیا ز سواد وادی ما طلب
ز کلام پست گان بری کہ بلند نام جہان شوی		تو چہ بیہشی کہ ہمیکنی ز پر کلاغ ہما طلب
	ولہ	
بی پردہ واز ما بکناری عجب از تو		دلجوئی و بیگانہ شعاری عجب از تو
لب گشت بہ تیغ تو سراپای وہنوزم		محروم ز یک بوسہ گزاری عجب از تو

سرگشتہ بیرحمی خود کردی و از من	چون سنگ فلاخن بکناری عجب از تو
دل خاک درت گشت و گمان ہاست ہنوزت	جویائے سراغ دل زاری عجب از تو
بہر تو چسان ساقی ما گرم مدارست	بیہوش تو مست چہ خماری عجب از تو

(۱۲۸) حکیم قادر علی خان بہادر سرکار ناگپور کے مشاہیر سے گزرے ہین۔ جن کو چار سو سوار کی رسالداری کا عہدہ تفویض تہا اور اپنے ذاتی سو گہورون کے سلحدار تہے۔ فن طبابت اور خصوص نباضی مین آپ کو ید طولے حاصل تہا۔ آپ کی شجاعت اور حذاقت کا تذکرہ الی الان بعض بزرگان قوم کی زبان پر ہے اس سے زیادہ آپ کے حالات مولف تاریخ کو دستیاب نہین ہوے۔

(۱۲۹) حکیم قادر محی الدین نایطی۔ چودہری لقب المخاطب بہ قادر احمد خان مہتمم الدولہ وسربراہ خان مہتمم جنگ بن محمد عبداللہ نایطی المخاطب بہ حذاقت علیخان بہادر بن حکیم محمد سعید خان مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے جد اعلے نواب عبداللہ خان عالم گیری المخاطب بہ فیروز جنگ بہادر کا تذکرہ جداگانہ لکہا گیا ہے۔ آپ کے جدامجد نواب عظیم الدولہ بہادر والی ریاست مدراس کے طبیب خاص تہے

اور آپ کے والد ماجد کو نواب اعظم جاہ بہادر والی ریاست موصوف
کے اسٹاف سرجنی کا اعزاز حاصل تہا۔ آپ کو امیر الہند نواب
محمد غوث خان بہادر فرمانروائے ریاست نے اپنا طبیب خاص
مقرر فرمایا تہا۔ آپ کی ذات ستودہ صفات کو علم وفضل و مراتب
ذاتی اور اعزاز خاندانی کے لحاظ سے باعث افتخار قوم خیال کرنا
چاہئے۔ اطباء دربار کی میر مجلسی کا عہدہ اور فوج کی میر سامانی کی
خدمت بہی آپ کے تفویض تہی۔ نوابی مدراس کے خاتمہ پر برٹش
گورنمنٹ نے آپ کے نام بیش قرار پنشن مقرر فرمائی جس کا سلسلہ
ابتک جاری ہے۔ مولوی سلطان محمود نایطی میلاپوری آپ کی یادگار
ہین جنکا تعلق مدراس گورنمنٹ کے اکونٹنٹ آفس سے ہے علوم مشرقی
ومغربی مین آپ کی مسلمہ قابلیت اظہر من الشمس ہے۔ مولف تاریخ
نے آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ آپ بڑے نیک
طبیعت صحیح الدماغ اور دیندار شخص ہین۔ مدراس پریسیڈنسی بلکہ
سارے ہندوستان کے باخبر افراد مین بہت کم ایسے لوگ ہون گے
جنکو آپ کے پرزور قلم اور شایستہ خیالات سے آگاہی نہ ہوا گرچہ

آپ بمقام مدراس گوشہ عافیت مین خموشانہ زندگی بسر کرتے ہین
لیکن آپ کی قابلیت عطر خود میبوید کا مصداق ہے۔

(۱۴۰) مولانا۔حاجی۔قادر مرتضی حسین نایطی۔المخاطب
بہ محتشم الدولہ سالار الملک میر آتش خان محتشم جنگ ابن مولوی محمد
صفی الدین محمدؐ خان بہادر۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ
بتاریخ ۱۹ ہ ذیقعدہ ۱۲۲۵ھ بارہ سو پچیس ہجری بمقام مدراس متولد
ہوے۔ جب سن شعور کو پہونچے تو تحصیل علوم دینی کے شوق مین
متعدد علمائے مدراس سے آپ نے تلمذ کا افتخار حاصل فرمایا
جس کے بعد علم طب اور پہر تصوف مین کامل مہارت پیدا کی
سید محمد صبغۃ اللہی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو بعیت تہی۔ سرکار والا
جاہ نے ۱۲۶۳ھ بارہ سو ترسٹہ ہجری مین آپ کو لوازمہ افتاب
گیری کے ساتہہ بخشی فوج کا عہدہ اور سالار الملک محتشم الدولہ
میر آتش خان محتشم جنگ کا خطاب عنایت فرمایا اور بلحاظ علم و
فضل مدرسہ اعظم کی میر مجلسی کا اعزاز بہی عنایت ہوا۔ بدینوجہ
کہ والی ریاست کے مصاحب خاص تہے۔ اور کریم النفسی کی

صفت خداوند کریم نے آپ کو عطا فرمائی تھی۔ خلایق کی حاجت برآری
مین ہمیشہ سرگرم رہتے تھے۔ آپ کی مخفی داد و دہش سے غربا کو
بڑی مدد ملتی تھی۔ ۱۳ ربیع الاول ۱۲۸۳ھ بارہ سو تراسی ہجری مین
آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کا مقامی یادگار (مہمان سرا) پلی
مادورم کے مقام پر ابتک موجود ہے۔ جو مقامی زبان مین مرتضی
صاحب کا چھتر کہلاتا ہے صاحب تاریخ احمدی نے آپ کا مختصر احوال
لکھا ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولوی محمد صفی الدین نایطی سرکار
نظام کے نمکخوار اور نہایت صالح اور نیک نفس اور ذی علم شخص ہین۔

ردیف ک

(۱۳۱) خواجہ کریم الدین خان نایطی ابن خواجہ بہاؤالدینخان
مغفور مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کا ننھالی سلسلہ محمد ابن مولانا محمد سعید
مغفور ریتور لقب تک پہونچتا ہے۔ سرکار نظام کی ریاست مین آپ کو
سررشتہ عدالت کے نظامت اول دیوانی بلدہ کا عہدہ
تفویض تھا۔ اور پھر صدر مددگار صوبہ ہوے۔ فی الحال حسن خدمت
کے وظیفہ خوار اور منصبدار ہین۔ آپ کے حقیقی برادر خواجہ

شمس الدین خان مرحوم بہی سرکار نظام کے نکلوار تہے۔ مولف تاریخ کو دونون حضرات کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ خواجہ کریم الدین خان کے خلف ارجمند خواجہ محی الدین خان نایطی سرکار نظام کے سررشتہ مال مین تعلقہ کے تحصیلدار اور بڑے نیک نفس اور لایق عہدہ دار ہین۔

ردیف م

(۱۳۲) **حاجی محمدؐ نایطی**۔ بن اسمعیل نایطی طاہر لقب مشاہیر قوم سے ہین۔ مقام کلیکوٹ کے لک پتی تاجرین مین آپکا شمار ہے مولف تاریخ نے تجار مدراس سے آپ کے مکارم اخلاق اور نیک معاملگی اور واقفیت وتجربہ کاری کی تعریف سنی ہے۔ پارچہ کی تجارت مین خداوند کریم نے آپ کو برکت عطا فرمائی ہے ذی سواد شخص ہین۔

(۱۳۳) **مولوی محمدؐ احمدؐ اللہ نایطی**۔ تانتلی لقب بن مولوی حاجی محمد نظام الدین مغفور مولف تاریخ کے حقیقی برادر مشاہیر حیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ کا سلسلہ نسب وحسب ادریس

عرب کے توسط سے سیدنا جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہی
آپ مدراس پریسیڈنسی کے ضلع نلور مین متولد ہوے اور اپنے والد
ماجد کے ساتھہ تین سال کی عمر مین حیدر آباد آئے آپ کی ابتدائی تعلیم
مدرسئہ اعزہ مین ہوئی اور پہر مدرسہ عالیہ مین منتقل ہوے آغاز شباب
مین فارسی اور عربی کی کتب متداولہ سے فارغ ہو کر انگریزی
زبان کے طرف آپ نے توجہ کی اور استعداد کافی بہم پہونچائی
اور زبان تلنگی مین نوشت و خواند کی کامل مہارت حاصل کرنیکے
بعد سرکار عالی کے سررشتہ مالگزاری کے امتحان مین کامیاب
ہوے اور پہر سرکار نظام کے جوڈیشل امتحان مین اعلے درجہ
کی سند پائی ابتداءً آپ کو سرسالار جنگ ثانی وزیر اعظم حیدر آباد
کے تقرب اور مصاحبت کا اعزاز ملا اور پہر وظیفہ کار آموزی
کے ساتھہ سررشتہ عدالت مین اٹاچی مقرر کئے گئے۔ مختلف مواقع
مین منصرمانہ طور پر منصفی عدالت پر کارگزار رہ کر آخر کار اپنے
والد ماجد کے پنشن پانے کے بعد اون کے عہدہ نظامت سوم عدالت
دیوانی بلدہ پر مقرر کئے گئے اور تہوڑے عرصہ تک عدالت

ضلع اطراف بلدہ کی مددگاری پر کارگزار رہے اورمن بعد سٹی مجسٹریٹ درجہ سوم کے عہدہ پر منتقل اور تاریخ انتقال تک اوسی عہدہ پر کار فرما رہے۔ رعایائے شہر حیدر آباد کا بڑا حصہ آپ کی نیک نفسی اور راست بازی سے واقف ہے۔ سلوک وطریقت مین نہایت ثابت قدم ریاضت کش شب بیدار۔ عمر کے آخری حصہ مین دنیوی کاروبار سے سخت تنفر اور تعلق ملازمت سے برداشتہ خاطر تھے۔ افسوس ہزار افسوس ایک غافل طبیب نے کونین کے دہوکے مین روح افیون کا سفوف آپکو کہلا دیا۔ چون طبیب ابلہ شود آید قضا کا مقولہ صادق آیا۔ آپ کے علاتی برادر ڈاکٹر عبدالرحمن اور آپ کے محب صادق ڈاکٹر نواب تفضل یاب جنگ بہادر اور مولف کے دلی دوست ڈاکٹر لاری ناظم طبابت سرکار نظام ورزیڈنسی ان تینون حکیمون نے تریاقی تدابیر مین بہت کچہہ کوشش کی لیکن کوئی تدبیر موثر نہ ہوئی تین گہنٹہ کے گزرنے پر شب ہفدہم ماہ شعبان ۱۳۱۷ء تیرہ سو سترہ ہجری مین آپ دنیا سے چل بسے اور اپنے خاندان کو مفارقت دائمی کا صدمہ پہونچا گئے جمعہ کے صبح نماز جمعہ سے پہلے حیدر آباد کے

محلہ چادر گہاٹ مسجد الماس مین دفن کئے گئے آپ کی رحلت کے جانگاہ صدمہ نے ۴۰ دن کے عرصہ مین وجع القلب کے عارضہ سے والدماجد کا کام تمام کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے پانچ صاحبزادے حبیب اللہ۔ اسد اللہ۔ ولی اللہ۔ زین العابدین۔ محمد احمد صغیرسن ہین۔ خداوند کریم مرحوم مظلوم کی مغفرت کرے اور یتیمون پر اپنا فضل و کرم فرماوے۔ مرحوم کی تالیفات سے دو کتاب (۱) احسن النظایر۔ (ڈیجیسٹ ہای کورٹ سرکار نظام) (۲) شرح قانون قمار بازی ملک سرکار عالی شایع ہوچکی ہین۔ حقیقت نجات کے نام سے فن تصوف مین ایک رسالہ ناتمام ہے۔

(۱۳۴) محمد اسد اللہ نایطی۔ کوکنی المقلب بہ کلان تر۔ ابن ملا احمد نایتہ مدارالمہام ریاست بیجاپور مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ شہنشاہ عالم گیر کے دربار مین اکرام خان عالم گیری کے خطاب سے ممتاز اور منصب ہزار و پانصدی و ہزار سوار سے سرفراز تھے۔ شہنشاہ جہان پناہ نے مختلف مواقع پر حسن خدمات کے صلہ مین آپ کو عطا یائے بیش بہا سے کامیاب فرمایا ہے معززین

دربار مین آپ کا رتبہ فایق تہا۔ نواب صمصام الدولہ شہنواز خان نے ماثر الامرا مین آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۱۳۵) **محمد اسد اللہ نایطی**۔ کوکنی قدس سرہ ابن محمد مخدوم موبخے لقب بن محمد قطب نایطی مشاہیر کوکن سے گزرے ہین آپ ۱۱۷۵ھ گیارہ سو پچہتر ہجری مین ریاست کالہتری من مضافات مدراس پریسیڈنسی مین تشریف لائے جہان آپ کی معیشت کا کوئی ذریعہ نہ تہا۔ فن تصوف مین کامل العیار اور نہایت متقی وپرہیزگار تہے معاصرین مقامی کو آپ کے ساتہہ خاص عقیدت تہی مدت العمر اوسی مقام پر رہے اور وہین رحلت فرمائی۔

(۱۳۶) **محمد اکرم خان نایطی** نام ملا احمد عربی کے خاندان سے ایک بزرگ گزرے ہین جنہون نے اپنے نام کے ساتہہ جعفری العلوی اور نوایط کے الفاظ کا استعمال فرمایا ہے۔ آپ نے اپنی ایک مختصر سی تصنیف احوال القوم مین اپنے نسب کا سلسلہ سیدنا امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ تک پہونچایا ہے۔ جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن محمد بن اسمعیل بن سیدنا جعفر صادق رضی اللہ

تعالے عنہم سے آپ کا نسبی سلسلہ ملتا ہے۔ حسب کے متعلق آپ
فرماتے ہین کہ مادرم کہ بہدایت رب قدیر از لوث کفر اجتناب نمودہ
بفرقہ طیبۂ اسلامیہ راغب گشتہ از خواہش و مسرت خود خواہان
کنیزیت گشتہ عقد ساخت اگر بغور نظر بہ بینند و کار با سلام پرستی
سازند افضل و اکمل است شرعاً بحکم اتقاکم افضلکم۔ بعض نے انکو
شاہ جہان آباد سے منسوب کیا ہے۔ اور بعض نے ارکاٹ سے
آپ کی صرف یہی ایک تصنیف مولف کی نگاہ سے گزری ہے
جو زبان فارسی مین لکھی گئی ہے۔ جس مین بعض القاب قوم کے
تعریفات ہین۔ مولف نے اکثر افراد قوم کو ان بزرگوار سے
ناراض اور اون کی تصنیف پر نکتہ چین اور اون کی تحقیق پر معترض پایا ہے
لیکن مقتضائے انصاف یہہ ہے کہ قوم کو ایک ایسے شخص کا شکرگزار
ہونا چاہیے جس نے القاب قوم کی تعریفات مین ایک مختصر سا
رسالہ لکھنے کی تکلیف گوارا کی ہے۔ طرز بیان مصنف کی قابلیت
کا نمونہ ہے اگر لایق مصنف نے زیادہ تحقیق سے کام نہ لیا ہو تو
اوسکو اسلئے مجبور سمجھنا چاہیے کہ اوسکی معلومات کی حد اوسی قدر تھی

ایک مورخ سے یہہ امید نہ کرنی چاہیئے کہ وہ صرف محامد کے بیان پر اکتفا کرے۔ طرز بیان اور تحقیق کا پایہ تالیف کی منزلت کو خود ظاہر کر دیتا ہے۔ انسان سے کسی غلطی کا سرزد ہونا کچھہ تعجب خیز نہین ہے۔

(۱۳۷) محمد اکرم خان نایطی آصف جاہی مشاہیر قوم سے گزرے ہین حضرت مغفرت مآب نواب آصف جاہ اول نوراللہ مرقدہ کے زمانہ حکومت مین آپ مراتب عالیہ سے سرفراز اور خانی کے خطاب سے ممتاز تھے۔ ہفتصدی کا منصب آپکو عطا ہوا تھا مولف نے آپکی خطابی سند کو ایک بزرگ قوم کے قبضہ مین دیکھا ہے۔ بعض بزرگان قوم نے فرمایا کہ آپ مین جو صفت قابل تعریف تھی وہ راست بازی اور اپنے مالک پر جان نثاری کی صفت تھی اسی خاص صفت کی بدولت آپ نواب مغفرت مآب کی مصاحبت سے معزز ہوے۔ آپ کا علمی سواد معمولی تھا فنون سپہ گری مین عدیم المثال تھے۔

(۱۳۸) مولوی محمد امین نایطی۔ اکرم لقب بن قاضی احمد نایطی

مشہور تاجرین سے ہین۔ آپ کی تجارت کا صدر مقام بمبئی پریسیڈنسی کے تعلقہ بہٹکلہ پر قایم ہے۔ لک پتی تاجرین مین آپ کا شمار ہے اگرچہ آپ کا علمی سواد بہت کم ہے۔ مگر تجارت کے عملی معلومات بہت بڑے ہوے ہین آپ کے مداخل کی برکت اس سے ثابت ہے کہ مخارج کا موازنہ بہت وسیع ہے۔ للٰہی کامون مین آپ ہمیشہ حصہ لیا کرتے ہین اور بڑے خلیق اور دیندار شخص ہین۔

(۱۳۹) **محمد امین عرب نایطی**۔ بن محمد طاہر بن قاضی قضنی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ قاضی قضنی کے دو فرزندون سے محمد طاہر مغفور کا تعلق حکومت ادہونی سے تہا جہان آپ ۲ سوار کے جمعدار تہے۔ جنکے فرزند محمد امین خان ثانی کو ٹیپو سلطانی دربار سے ڈہائی سو سوار اور ڈہائی سو جوانان بار کی افسری حاصل اور ادہونی کے مقام پر آپ کی تعیناتی تہی۔ جن کے فرزند محمد عیدروس خان اور آپ کے صاحبزادے محمد امین خان ثالث حیدرآباد مین گزرے ہین اور ان کے گہر کے چراغ غلام احمد خان نایطی بقید حیات اور معاش جاگیری سے سرفراز ہین مواضع

کلواکول وغیرہ محاصلی تقریباً دس ہزار روپیہ اسلے الآن آپکے نام بحال و برقرار ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ نہایت فہمیدہ اور ذی خُلق شخص ہین۔ آپ کو خداوند کریم نے دو صاحبزادے عطا فرمائے ہین (۱) محمدؐ امین خان رابع (۲) غلام محمدؐ خان۔ مصنف تاریخ نگارستان آصفی نے محمدؐ عبید رؤس خان نایطی کا مفصل احوال لکھا ہے۔ اور یادگار لکھن لال مین محمدؐ امین خان عرب اور اون کے فرزندون کا تذکرہ ہے۔ قاضی قضیٰ کے دوسرے فرزند عرب صاحب کے پروتے خواجہ عالم علی خان نایطی سرکار نظام کے علاقہ نظم جمعیت مین ابتک ایک ہاتی اور پالکی کے اعزاز کے ساتھہ ۷ سوارون کے جمعدار ہین۔ مولف تاریخ نے آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ بڑے آن بان کے شخص ہین اور سپاہیانہ خیالات رکھتے ہین۔ آپ کا خلق اور انکسار خاندانی شرافت کی خبر دیتا ہے۔ فیض محمدؐ خان۔ اور محمدؐ ناصر خان آپ کے دو فرزند ہین۔

(۱۰۴) حقایق دستگاہ مولانا مولوی محمدؐ باقر آگاہ نایطی

شافعی رحمۃ اللہ علیہ ابن محمد مرتضیٰ مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین
آپ کے والد ماجد کا وطن دارالسرور بیجاپورا اور آپ کا مولد
بلدہ ویلور ہے۔ آپ ۱۱۵۸ھ گیارہ سو اٹھاون ہجری مین متولد ہوئے
ابتدائی تعلیم سید ابوالحسن قربی قدس سرہ سے پائی اور پھر طالب العلمی
کے ارادہ سے ترچناپلی گئے اور حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ
کے فیضان صحبت سے کامیاب ہو کر سلسلہ تحصیل علوم کو آپنے
منقطع فرمایا اور صرف مطالعہ کتب پر قناعت کی۔ اونیس سال
کے سن مین حضرت ممدوح کے اشارہ پر بار دوم ترچناپلی کا سفر
فرمایا اور بیعت سے مشرف ہو کر علوم اسرار باطنی سے بہرہ اندوز
ہوے۔ قصاید نعتیہ اور منقبت نگاری سے آپ کو بہت دلچسپی
تہی۔ مرشد کے وفات کے بعد آپ کے ذاتی فضایل اور کمالات
کی شہرت ہوئی۔ والی مدراس نے آپ سے ملاقات فرمائی اور اپنے
صاحبزادہ بلند اقبال کی اتالیقی کے لئے آپ کو منتخب فرمایا
جاگیری معاش سے سرفرازی بخشی۔ دربار والا جاہی سے علمائے
حجاز کی خدمت مین جو مراسلت عربی زبان مین ہوا کرتی تہی

اوس کی کتابت اور اہتمام آپ سے متعلق تہا۔ فصحائے عرب
نے والی مدراس کو مطلع کیا کہ کاتب مراسلات کے علم ادب
سے وہ بہت محظوظ ہین اور اپنا تعجب ظاہر کرتے ہین کہ علماء
ہندمین اس پایہ کے ادیب ہین۔ آپ کا علم خداداد تہا۔ آپ کی
روشن ضمیری کا ثبوت مختلف مقامات اور مواقع پر ظاہر ہوتا تہا
امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر مصنف تذکرہ گلزار اعظم
نے آپ کی بزرگی اور فضایل کا احوال نہایت شرح وبسط کے
ساتہہ لکہا ہے۔ مولانا رحمان علی ممبر کونسل ریوان نے بہی اپنی
تالیف تذکرہ علمائے ہند مین آپ کی تعریف کی ہے فرماتے ہین
کہ مولوی محمد باقر مدراسی علوم عجیبہ اور فنون غریبہ کے ماہر تہے
علم ادب مین یدطولے رکہتے تہے فیوض ظاہر و باطن سے آگاہ
اور آگاہ تخلص فرماتے تہے مصنف نتایج الافکار نے لکہا ہے کہ ذات
ہمایونش بحلیۂ فضایل وکمالات آراستہ بود ووجود باجودش
بفنون عجیبہ وغریبہ پیراستہ سردفتر ارباب فضل وکمال سرحلقہ
بلند طبعان خوش خیال صاحب تصنیفات متکاثرہ وکمالات

باہرہ مرد میدان سخنوری و شمع ایوان نظم گستری۔ الحق در خیابان
کرناٹک ہیچو وے سروے سر بر نہ کشیدہ و از گل زمین مدراس
مثل او گلی رنگ، فروز نگر دیدہ بطبع نقاد داد سخن پردازی در دادہ و جو آب
فیوض نا متناہی بر روے طالبان این فن کشادہ۔ مصنف گلدستہ
کرناٹک فرماتے ہین کہ شرح بود و باش حضرت علامی درین جناب
والتزام طریقہ انیقہ محبت و آداب طولی دارد کہ درین مختصر نگنجد
بہ یمن نظر کیمیا اثر مرشد کامل بکمال مطلوب فایز گردید و رسید
بانچہ رسید در نعت و مناقب قصاید بسیار تخمیناً یکصد غزلیات و
مثنویات مختصر بعید گفتہ بود و بعد وفات حضرت مرشد قدس سرہ
ہمہ را اشنای آب نمود و بعد از آن فکر سخن یک قلم ترک فرمودہ
تا مدتے باختیار تخلص ہم سرے نداشت و در ابتداے سنہ
یکہزار و یکصد و نود و شش بہ اشیار تخلص بنظم عربی و فارسی ہمت
گماشت تصانیف فایقہ براعت اثاثہ در السنہ ثلاثہ بسلک
تدوین منسلک گردانید۔ الحاصل امروز در دار الملک سخنوری
خطبہ خلافت بنام شریفش میخوانند و زیباست و در اقلیم معانی

پروری سکہ فرمان روائی باسم عالیش میزنند و بجاست۔ ہمائے
فکر رسایش آسمان پرواز و شاہین اندیشہ اش فلک تازنچگی
با اندیشہ رسایش توام و رنگینی با طبیعت شریفش منضم در اقسام
سخن دستگاہ قدرتش بلند و در السنہ ثلاثہ فکر بالا دستنش اعجاز
گمند ساحت جناب والایش از آن مبراست کہ کسی او را
بشعر و شاعری ستاید۔ بارگاہ رفیع المکانش از آن منزہ کہ نا واقفی
پایہ سخن سنجی او را اسراید الخ ۲۴ ذیحجہ سنہ ۱۲۲۰ھ بارہ سو بیس ہجری
کو آپ نے بہ مقام مدراس رحلت فرمائی۔ آپ کی تصانیف
کثیرہ سے مندرجہ ذیل کتب کے نام بعض کتب تاریخ سے
مولف کو ملے ہین جو ذیل مین لکھی جاتی ہین۔

تصانیف عربیہ

تنویر البصیر والبصر فی الصلوۃ علی النبی بذکر السیر۔ نفائس النکات
فی ارسالہ علیہ السلام الی جمیع المکونات۔ القول المبین فی
وزارای المنشرکین۔ الدرا لنفیس فی شرح قول محمد بن ادریس
دیوان عربی مسمی بالنفحۃ العنبریہ فی مدحت خیر البریہ۔ تلک

عشرۃ کاملہ ہندیہ درجواب سبعہ معلقہ وغیرہ۔ دیوان غزلیات مقامتہ الشمامہ الکافوریہ فی وصف المعاہد الایلوریہ۔ مقامتہ الخطفیہ العقابیہ للفارۃ المسکینہ۔ مقامتہ ترشنافلیہ۔ مقامہ ارکاتیہ۔ شمایم الشمایل فی نظام الرسایل در مکاتیب عربیہ۔ مقامتہ حیدرآبادیہ ہرسہ بر نہج مقامات حریری۔

تصانیف فارسیہ

سعادت سرمدیہ در وجوب محبت محمدیہ۔ کشف الغطاء عن اشراط یوم الجزا۔ شرح دیباچہ مثنوی معنوی۔ افغان نے شرح۔ غزل اول حضرت خواجہ حافظ و دو رسالہ دیگر کہ بہ بیتین اولین مثنوی تعلق دارد۔ رسالہ اتحاف السالک فی شرح کلماء خطر ببالک بیان دل نہاد شرح رباعی مستزاد۔ ایقاظ العاقلین۔ ارشاد الجاہلین نغمہ بیدل نواز۔ سحر الحلال فی ذکر الہلال۔ جلاء البصایر فی نقض دلایل المناظر۔ کحل الجواہر فی شرح جلاء البصایر۔ چار صد ایراد بر کلام آزاد۔ کتاب الرسایل فیما یتعلق بالامامتہ من المسایل رسالۃ الاعلان بالاذان عند تغول الغیلان۔ الاستعاذۃ

باللہ الواحد القہار عند سماع نہیق الحمار۔ تبئین الانصاف تو من الاعتساف فیما ثبت فی اخبار الشیعۃ من الاختلاف۔ رد الکذب علی الکاذب المنکر بشرف الملقب بالصاحب۔ کمال العدل والانصاف الدال علی العدول عن الاعتساف۔ رسالہ النقول البدیعہ فی اقسام الشیعہ۔ دلایل اثنا عشریہ فی رد بعض ہفوات الامامیہ۔ رسالہ دیگر کہ بالبعض روایات شیعہ تعلق دارد۔ رسالہ حدیث انتم علم رسالہ کہ بہ بیت ۵ ذو شہادہ شد لقب الخ تعلق دارد۔ رسالہ الحجۃ المنیعہ فی الزام الشیعہ۔ رباعیات بدیعہ در مناقب شیعیہ۔ عین الانصاف کمال الانصاف۔ معذرت نامہ آگاہی۔ دیوان فارسی۔

تصانیف ہندیہ

ہشت بہشت معنوی در سیر شریفہ مصطفوی۔ ریاض الجنان در مناقب عترت عالیشان۔ تحفۃ الاحباب فی مناقب الاصحاب فراید در بیان فواید۔ محبوب القلوب فی مناقب المحبوب۔ تحفۃ النسا۔ روضتہ السلام در فقہ مذہب امام الائمہ کاشف انغمہ وارث علوم و مقامات حضرت نبی جناب امام شافعی مطلبی رضی اللہ

عنہ۔ فرائد درعقاید۔ گلزار عشق۔ قصہ رضوان شاہ۔ روح افزا
خمسۂ متحیرہ اوج آگاہی جس مین (۱) صبح نو بہار عشق (۲) ندرت
عشق (۳) غرقاب عشق (۴) حیرت عشق (۵) حسرت عشق ہے
مثنوی روپ سنگار۔ دیوان قصاید وغزلیات وغیرہ۔ آپکا
فارسی کلام متفرق مقامات سے منتخب کرکے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے

ملک الملوک فضلم بفصاحت معانی		دو جہان گرفتہ کلکم چو لوائے خسروانی
	ولہ	
نہان در چشم خود تا جائے آن گل پیرہن کردم		نگہ تا واشود ہر لحظہ سیر صد چمن کردم
زدست عشق آن سنگین دل شیرین دہن آخر		زدم بر شیشۂ دل سنگ و کار کوہکن کردم
	رباعی	
ایران بقیاس ہر سقیم الافکار		رجحان دارد بہ ہند جنت آثار
نشنید کہ بر طبق احادیث آدم		در ہند فرود آمد و در ایران مار
	غزل	
بدل از شعلہ عشق تو شمع روشن است امشب		ہوا سینہ ام تابان چو دشت ایمن است امشب
نگنجد در قبا چون غنچہ دل از جوش بالیدن		کہ در آغوش من آن ماہ گل پیراہن است امشب

سر خود گیر اے زاہد اگر خواہی سر خود را	کہ اندر بزم رندان شور بشکن بشکن است امشب
گدامی شمع رو باشد نہان در پردہ چشمم	کہ فانوس خیالش گو ہر اشک من است امشب
برغم زاہدان خشک مغز از فیض میخواران	زلالی بادہ آگاہ حزین تر دامن است امشب

ولہ

زبسکہ آتش ہجر تو چون شرارم سوخت	بیا بگرد تو گردم کہ انتظارم سوخت
زشعلہ ریزی سوز دلم چہ می پرسی	کہ از حرارت غم چشم اشکبارم سوخت
شب فراق تو مانند کاغذ گلریز	تراوش مژہ اے جان تن نزارم سوخت
برنگ غنچہ شاخ بریدہ دل تنگم	کہ داغ آن گل رعنا بہ نو بہارم سوخت
طپید باتش حسرت دلم سپند آسا	ندانم از تپ عشقت چہ اضطرارم سوخت
زداغہا پر طاؤس شد سراپایم	فلک بشعلہ ہجران ہزار بارم سوخت
چگونہ دم زند آگاہ چون کلیم آسا	فراق ہم نفسان جان بیقرارم سوخت

(۱۴۱) **محمد باقر نایطی**۔ دلوی لقب۔ برق تخلص مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ ریاست میسور کے نواح ہاسن مین کافی پلانٹری (بون کی کاشتکاری) کا کاروبار زمیندارانہ حیثیت سے فرماتے ہین۔ آپ کے باغات کے خالص محاصل کا سالانہ اندازہ

تقریباً بارہ ہزار روپیہ کیا جاتا ہے۔ عربی اور فارسی زبان مین ذی استعداد ہونے کے علاوہ فن سخن سے بھی خاص دلچسپی رکھتے ہین۔ دیوان برق آپ کے کلام کا مجموعہ ہے۔ مولف کے بعض احباب نے کہا کہ آپ خلق مجسم اور بڑے ملنسار شخص ہین۔

(۱۴۲) محمدؐ باقر خان نایطی المتخلص بہ گوہر ابن نور الدین علیخان مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ دربار والا جاہی کے عمایدین مین آپ کا شمار تہا۔ والی ریاست نے ایک قصیدہ کے صلہ مین جو آپ کی فکر سخن کا نتیجہ تہا آپ کو جاگیر آل تمغا سے سرفرازی بخشی تہی۔ آل تمغائی عطیہ ایک نہایت معزز عطیہ ہے جسکی بحالی کا وعدہ نسلاً بعد نسلٍ وبطناً بعد بطنٍ خیال کیا گیا ہے بعض محققین نے اسکی وجہ تسمیہ یون بیان کی ہے کہ آل سے آل اولاد مراد ہے۔ اور تمغہ زبان ترکی مین بمعنی مہر۔ بعض کی تحقیق ہے کہ آل کے معنے ترکی بول چال مین سرخ نیم رنگ کے ہین۔ پس شاہان سلف کو جب جاگیر کی عطا اعزاز خاص کے ساتہہ مقصود ہوتی تہی اوسکی سند پر شنجرف یا سرخ لاکہہ سے مہر

کی جاتی تھی اور مضمون سند مین آل تمغا کے الفاظ مستعمل ہوتے تھی مولف تاریخ نے سلطنت آصفیہ کے صیغہ عطیات مین صدہا اسناد معاش آل تمغا کے دیکھی ہین۔ جن سے اکثر اسناد شہنشاہ عالمگیر کے زمانہ کے ہتین الغرض محمدؐ باقر خان نایطی کو حیدر علیخان کے ہنگامہ مین تعلقہ نیلور کی فوجداری کی خدمت عطا ہوئی۔ آپ بڑے روشن مزاج اور قابل شخص تھے۔ مصنف تذکرہ اعظم نے آپ کا احوال لکھا ہے۔ صاحب اشارات بنیش نے بھی آپکی تعریف کی ہے۔ آپ کے فارسی کلام کا انتخاب تذکرہ صبح وطن سے ناظرین کے ملاحظہ مین پیش کیا جاتا ہے۔

آشفتہ جلوہ ات ادا ہا	سرگشتہ قامتت بلاہا
دل در خم تیغ ناز بندد	انداز سلام میرزا ہا
قانون تکلم کہ دارد	آہنگ اشارت سفاہا
سرخوش چمن از تبسم کیست	گل کرد ز غنچہ ہا نوا ہا
آئینہ حسن آن پری روست	آبی کہ گہر شد از حیا ہا

ولہ

نوائے آفت وقت است ساز بینوائی را	بود آہنگ کثرت پردہ وحدت سرائی را
بہ قانون فنا محو سرودِ ہستی خویشیم	کہ دارد وصل او در پردہ آہنگ خدائی را
گریبان ہوس گر چاک از دست جنون سازم	حریر بیخودی گردد قبائے خودنمائی را
بگلشن از لب ہر غنچہ سر زد صوت داودی	صبا تا کرد از لعل تو مشق خوشنوائی را
پس از طوف حریم دل بہ بیت اللہ می آیم	کنون حاجی توان گفتن غریب کربلائی را
گہر از ساغر نظم اسیر خویشتن رفتم	کہ موج بادہ شوید سر نوشت پارسائی را

(۱۴۳) **محمد باقر علیخان نایطی**۔ مہکری لقب ابن اسد علیخان مرحوم مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ ۱۲۱۱ھ بارہ سو گیارہ ہجری مین بمقام ترچناپلی متولد ہوے اوایل شباب مین کتب متداولہ زبان فارسی سے فارغ ہوکر مشق سخن کے طرف توجہ کی۔ حضرت رونق کی شاگردی کا اعزاز آپ کو حاصل تہا۔ نہایت روشن مزاج اور سلیم الطبع تہے۔ آپ کی طبعزاد سے صرف ایک شعر تذکرہ اشارات بینش سے مولف کو ملا۔

چہ وحشتناک منزل بود شب جائیکہ من بودم	بہر سو غارت دل بود شب جائیکہ من بودم

(۱۴۴) **محمد باقر علیخان نایطی**۔ ریاست میسور کے مشاہیر

سے گزرے ہین ٹیپو سلطان کی حکومت مین وزیر افواج کا عہدہ آپکے تفویض تہا۔ گلور محل گڑپہ کی جاگیر آپ کو عطا ہوئی ہتی۔ برٹش انڈیا کی عملداری مین بہی آپ کی جاگیرداری قایم رہی۔ بڑے دولتمند شخص تہے۔ قبیلہ پروری آپ کی اعلے صفت تہی انسانی ہمدردی آپ کی فطرت مین کوٹ کوٹ کر بہری ہتی۔ آپکی اولاد الی الآن ریاست میسور مین مرفہ الحالی کے ساتہہ بسر کرتی ہے

(۱۴۵) مولوی محمد تقی حسین نایطی۔ مہاجر لقب رفعت تخلص بن معین الدین محمود المخاطب بہ محمود خان بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ عربی و فارسی مین آپ نہایت ذی سواد اور فن سخن مین نہایت پختہ کلام تہے۔ سرکار نظام کے سررشتہ مذہبی سے آپ کی ملازمت کا تعلق تہا۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ بڑے نیک بخت اور متقی شخص تہے۔ سنہ ۱۳۱۵ تیرہ سو پندرہ ہجری مین بہ مقام حیدرآباد آپ نے وفات پائی آپ کی نازک خیالی کا پایہ مندرجہ ذیل فارسی کلام سے ظاہر ہے۔ آپ کی رحلت کا ایک تاریخی مرثیہ بہی ہدیہ ناظرین ہوتا ہے

جو حضرت مایل کی فکر کا نتیجہ ہے۔

قصیدۂ نعتیہ

اے جسم لطیف تو بود جان تجلے
باشد بخدا جان تو ایمان تجلے

دندان محمد دُرِ عمان تجلے
باشد لب او لعل بدخشان تجلے

بگزشت بسان نظر از عینک افلاک
در چشم زدن جسم تو اے جان تجلے

اے نور خدا عکس تو زینو چہ بیفتاد
حق کردہ بتو سایہ دامان تجلے

باشد کف پا داغ نمائے ید بیضا
ساق تو بود شمع شبستان تجلے

اے مصحف ناطق بخدا صورت خوبت
یک سورت نور است رقران تجلے

رفعت چو نوشتم صفت روی محمد
شد مقطع من مطلع دیوان تجلے

ولہ

ہنوز زندہ ام و دل بوصل پیوند است
بوعدہ ہائے دروغت کہ رہست مانند است

درین نورد کہ دل مبتلائے زلف کسی است
بکار من گرہ چند و عقدۂ چند است

چہ عیب زاہد اگر پارہ پارہ شد جیبم
بہم چو دوختہ گردد بخرقہ مانند است

چہ سادہ ام چو نگاہے بمیکند بر من
کنم تسلی خاطر کہ دیر پیوند است

وزد نسیم و نیامد بگوش گلبانگے
درون باغ ز شوریکہ زان شکر خند است

زسادگی کنم اظہار آرزو ہے ہے	بہ پیش او کہ بہ مرگ من آرزومند است
امید نیست کہ صحرا دگر شود آباد	بہار آمد و دیوانہ تو در بند است
یکے بپرس ز رفعت کہ آرزوی تو چند	شب وصال چہ پرسی کہ تا سحر چند است

مرثیہ تاریخی متضمن رحلت حضرت رفعت

مایل سنی یہہ ہمنے خبر کیسی دردناک	نکلی بدن سے جان محمد تقی حسین
پہلی ربیع کی وہ ہے تاریخ دوسری	ایک خاص نوحہ خوان محمد تقی حسین
یارب پاک رافت وواصل کو صبر دے	دونون یہہ ہین نشان محمد تقی حسین
حضرت کے زیر پا تہی رہ زہد واتقا	تہا اور ہی جہان محمد تقی حسین
کس کس طرح سے ذکر خدا کے مزے لئے	جب تک چلی زبان محمد تقی حسین
دنیا مین تہے تو اور ہی کچہہ اونکی شان تہی	اب بڑہ گئی ہے شان محمد تقی حسین
زاہد تہے مولوی تہے سخندان تہے خوش بیان	ہے خلق رتبہ دان محمد تقی حسین
دنیا کا گہر چہٹا تو یہہ حاصل ہوا عروج	ہے عرش سائبان محمد تقی حسین
خلد برین کی اونکو مبارک ہو نعمتین	حورین ہین میزبان محمد تقی حسین
کی فکر سال مرگ تو ہاتف نے دی ندا	جنت ہوئی مکان محمد تقی حسین
	۱۳۱۰ ھ

(۱۴۶) **محمد جعفر خان نایطی**۔ رحمانی لقب مشاہیر قوم سے
گزرے ہین۔ آپ کا مقام بیجاپور کے قصبہ رحمت آباد مین تہا
جسکی آبادی آپ ہی سے منسوب کیجاتی ہے اور لقب کی یہی وجہ
تسمیہ ہے۔ آپکے بعد کی نسلون نے بہی اسی لقب کو اپنے نام پر
قایم رکہا۔ محمد سعید نایطی شہر استاد لقب نے اپنی مختصر سی تالیف
نایط مین لکہا ہے کہ جب ملا احمد کوکنی کی دامادی کا شرف
آپ کو حاصل ہوا تو آپ منصب ہزاری سے سرفراز ہوے
بعض نے لکہا ہے کہ آپ کی طبیعت مین دولت و مال کی وجہ سے
رعونت پیدا ہوگئی تہی اہل قوم کے ساتہہ آپ کو اتفاق نہ تہا۔
(۱۴۷) **محمد جمال الدین خان نایطی**۔ صبی لقب ابن
محمد حیدر مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ کے قومی لقب کا املا
صاد مہملہ سے بیان ہوا ہے اسی خاندان کے افراد کا خیال ہے
کہ آپ کے مورث اعلےٰ نے شیر خواری کے زمانہ مین تاریخ
دہم محرم باوجود صحت مزاج دن بہر دودہ نہین پیا تہا اون کے
والد نے اوس لڑکی کو صَبِیؔ سے موسوم کیا۔ صاحب غیاث اللغات

فرماتے ہین کہ صبّی بفتح اول وکسر باء موحدہ وتشدید یای تحتانی در
زبان عربی کودکے کہ از شیر مادر باز شدہ باشد۔ آپ کے بعد کی
نسلون نے بھی یہی لقب اختیار کیا اور یہی وجہ تسمیہ اس لقب
کی ہے۔ محمدؐ جمال الدین خان نایطی کو ریاست ناگپور مین چارسو
سوارون کی رسالداری کا عہدہ تفویض تھا۔ اور اسّی گھوڑونکے
ذاتی سلحدار تھے۔ بڑے شجیع اور نام آور شخص تھے۔ مہاراجہ ناگپور
آپ کو دل سے چاہتے تھے۔ برٹش رزیڈنٹ اور مہاراجہ کے
درمیان وکالت کی خدمت بھی آپ کے تفویض تھی آخر زمانہ عمر
مین آپ حُسن خدمت کے وظیفہ یاب رہے۔

(۱۴۸) شاہ محمدؐ حسن علی نایطی۔ المعروف بہ ڈولچی شاہ
قدس سرہ بن حافظ حبیب اللہ مرحوم بن حافظ محمد درویش مغفور
بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے جد اعلیٰ حاجی محمدؐ مخدوم
رحمۃ اللہ علیہ بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ آپ کی ذات بابرکات
سے علی عادل شاہ کو خاص عقیدت تھی۔ متعدد مواقع پر بادشاہ
وقت نے آپ کے مراتب جلیلہ کی آزمایش فرمائی تھی۔

آپ کا سلسلہ نسب خلیل عرب کے توسط سے سیدنا اسمعیل بن جعفر صادق علیہما الصلواۃ والسلام تک پہونچتا ہے۔ شاہ محمد حسن علی نایطی قدس سرہ کا زمانہ حضرت مغفرت منزل نواب ناصر الدولہ بہادر نور اللہ مرقدہ والی ریاست حیدرآباد کے عہد حکومت مین واقع تہا۔ پادشاہ وقت شاہ صاحب ممدوح کے نہایت معتقد تہے اور ہمیشہ اپنی عقیدت کا اظہار فرمایا کرتے تہے حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ بہادر آصف جاہ خامس نے بہی آپ سے فیض پایا ہے۔ آپ کے خرق عادات اور کشف وکرامات کے چشم دید واقعات الی یومنا ہذا بعض سالخوردہ افراد کے زبان پر باقی ہین۔ مصنف تاریخ خورشید جاہی نے بہی آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ مدت العمر اپنے وضو کا پانی دست مبارک سے لینے کے پابند تہے۔ اور کسی غیر سے مدد نہ لیتے تہے۔ اسی غرض سے ہمیشہ ایک چرمی ڈولچی اپنے ساتہہ رکہا کرتے تہے۔ اسی ڈولچی کی وجہ سے عامۂ خلایق نے آپ کو ڈولچی شاہ سے مشہور کیا۔ یہہ قصہ مشہور ہے کہ جب آپ قصبۂ الیور سے تشریف لانے لگے تو اثنائے سفر مین نماز کے لئے ایک نالہ پر ٹہہرے

جہان دفعتًا ایک صحرائی شیر سے مقابلہ ہوا۔ جب وہ آپ سے قریب
ہوا تو آپ نے پانی بھری ہوئی ڈولچی کو شیر پر دے مارا اور فرمایا
کہ تیرا خوف وہی لوگ کرتے ہین جو تیری حقیقت سے واقف
نہین ہین۔ خداوند کریم کی شان ہے کہ آپ کو اوس درندہ سے
کوئی صدمہ نہین پہونچا وہ واپس لوٹ گیا۔ ہر دو والیان ریاست
نور اللہ مرقدہما آپ کو اپنی جان کا محافظ خیال کرتے تھے جہان کہین
پادشاہی سواری جاتی تھی کسی نہ کسی پیرایہ مین اخفا کے ساتھ لشکر
شاہی مین آپ شریک رہتے تھے۔ جب کبھی پادشاہ کو اسکی خبر
ہوتی تھی تو تلاش پر بھی آپ کا پتہ نہ ملتا تھا۔ مدت العمر آپ نے
فقیرانہ طریقہ پر زندگی بسر کی۔ اگرچہ سامان تمول بہت کچھ حاصل
تھا مگر کچھ اوسکی پروا نہین کی۔ سنہ ۱۲۸۴ھ بارہ سو چوراسی ہجری مین
بمقام حیدرآباد آپ کا وصال ہوا۔ نام پلی مین آپ کا مزار
ہے۔ مولف تاریخ نے فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا ہے احاطہ
مقبرہ پر نور برستا ہے۔ مزار مبارک پر سنگ مرمر کی چاردیواری
قایم ہے جس پر چارون جانب آپ کی رحلت کی تواریخ کا نقش علی الحجر

کا لطف دکھلاتی ہین۔ کسی نازک خیال نے آپ کی رحلت کی تاریخ فارسی زبان مین کیا خوب لکھی ہے۔

روح پاک پیر و مرشد قبلہ دین شہ حسن	بر مقدس منزل لاہوت رفت از جسم پاک
از سروش غیب سال وصل او شد منکشف	شد برون از دلو جسمی آفتاب جان پاک
	۱۲۸۴ھ

مولوی محمد عبد القادر نایطی نے بہی ایک تاریخی رباعی کہی ہے جو صوری و معنوی صنعت سے موصوف ہے۔

چون عاشق ذات قل ہو اللہ احد	شد واصل رب لم یلد لم یولد
بین صوری و معنویست تاریخ وفات	ہشتاد و چہار و یک ہزار و دو صد
	۱۲۸۴ھ

آپ کی باقیات الصالحات سے اسوقت نواب عابد علیخان بہادر صولت جنگ اور نواب حافظ علی خان بہادر انتخاب جنگ بقید حیات ہین جو آپ کے حقیقی پوتے ہونے کے علاوہ جد مغفور کے بزرگیون کے اعلےٰ یادگار رہی ہین۔ ان دونون نوابون کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کے عرس شریف کے مصارف

سرکار نظام خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے خزانہ شاہی سے ابتک جاری ہین۔

(۱۴۹) مولوی محمد حسین نایطی۔ المخاطب بہ حیدر حسین خان بہادر بن حکیم محمد عسکری خان بہادر طبیب خاص نواب عظیم الدولہ مغفور رئیس کرناٹک بن حیدر حسین مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کو دربار والا جاہی سے تعلق تہا۔ ابتداءً مہتمم باغات سرکاری رہے۔ اور پہر نائب ناظم محمد پور مقرر ہوے۔ نہایت ذکی الحواس اور محتاط شخص تہے۔ آپکا سواد علمی معمولی تہا۔ بتاریخ ۲۹ صفر ۱۲۸۰ھ بارہ سو اسی ہجری مقام محمد پور پرآپ نے رحلت فرمائی۔

(۱۵۰) امام المدرسین مولانا محمد حسین الشہید البیدری نایطی۔ قدس سرہ ابن مولانا خلیل اللہ بن قاضی احمد بن فقیہ ابو محمد بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ صاحب تاریخ احمدی اور مصنف گلستان نسب نے آپ کی ذات بابرکات کے فضایل کا تذکرہ فرمایا ہے۔ مولانا غلام محی الدین شایق نے روضہ قدسیان کے

نام سے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جو تمامتر آپ اور آپ کے
خاندان سے متعلق ہے۔ آپ کا نسبی سلسلہ سیدنا اسمعیل بن جعفر
صادق علیہما السلام تک پہونچتا ہے۔ فقیہ مخدوم اسمعیل شکری آپکے
جد اعلے تھے۔ جو ابتدائً عرب سے سواحل کوکن پر تشریف لائے تھے
ابن بطوطانے آپ کا احوال لکھا ہے۔ روضتہ الاولیا میں بھی بضمن
تذکرۂ ملا زبیر ثانی آپکا مختصر احوال بیان ہوا ہے۔ آپ مادرزاد
اولیاء کرام سے تھے۔ شہر بیجاپور مین متولد ہوے اور پھر گلبرگہ
تشریف لائے اور آخر پر شہنشاہ عالمگیر کی درخواست پر سنہ ۱۰۹۸
ایکہزار اٹھانوے ہجری مین محمد آباد بیدر آئے۔ اوایل عمر مین آپکو ملا
محمد زبیر بیجاپوری سے تلمذ تہا ۱۴ سال کے سن مین جب کہ مصباح
کا درس جاری تہا تو آپ کی توجہ ظاہری اپنے درس کی نسبت
کم معلوم ہونے لگی۔ آپ کے والد ماجد نے ملا صاحب سے اپنے
شاگرد پر توجہ مزید فرمانے کی استدعا کی ملا صاحب نے امتثالاً
للامر بر سبیل امتحان اپنے شاگرد رشید سے چند سوالات کئے
جب اون کے جوابات استعداد سے زیادہ پائے تو ملا صاحب

کو سخت تعجب ہوا اور سوالات کا سلسلہ ترقی مطالب کے ساتھہ جاری رہا۔ جب جوابات درست ملتے گئے تو اوستاد کے استعجاب کو اور ترقی ہوئی۔ حاضرین خانقاہ مین کھلبلی مچی رفتہ رفتہ یہہ خبر سارے شہر مین پھیلی۔ علماء اور امرائے ذی علم کا مجمع بڑھنے لگا ایک خاصے مناظرے اور مقابلہ کی شکل پیدا ہوئی۔ تمام حضار مجلس جنکو شاگرد کی عمر اور مصباح خوانی کی اطلاع تھی اس واقعہ سے متحیّر تھے۔ جب ملا محمد زبیر نے اپنے شاگرد رشید کی یہہ حالت دیکھی اور تمام علوم مین کامل العیار پایا تو وہ از خود رفتہ بن گئے اور مسایل سلوک سے بحث چھیڑی۔ وہان کسی بات کی کمی نہ تھی پھر کیا تھا ہر ایک سوال کا جواب اس خوبصورتی سے دیا کہ استاد کو اپنی ہیچمدانی پر کامل یقین ہو گیا۔ شام تک جب مجلس کی یہہ صورت رہی تو ملا محمد زبیر نے بے ساختہ اپنی مسند کو چھوڑ کر شاگرد کے قدم لئے اور شاگرد کے ہاتھہ پر بیعت کی اور فرمایا کہ جس کو علم لدنی حاصل ہوا اوس کے ساتھہ کیا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس راز سربستہ کے افشا نے آپ کو بیجاپور سے برداشتہ خاطر کر دیا۔

دوسرے ہی دن آپ نے گلبرگہ کا ارادہ کیا جہان نہایت خاموشی کے ساتھہ گوشۂ عزلت مین بسر فرماتے رہے۔ جب شہنشاہ عالمگیر گلبرگہ آئے تو سب سے پہلے آپ کی تلاش کا حکم صادر فرمایا اور آپ کا پتا لگ گیا۔ جب شہنشاہ کی آمد کی خبر آپ کو ملی تو آپ سخت پریشان ہوکر نکل پڑے اور راستہ مین شہنشاہ سے ملاقات کی اور فرمایا کہ میرا مقام آپ کے قابل نہین ہے۔ شہنشاہ عالمگیر آپ کو اپنے ساتھہ لے آئے اور کہا کہ محمد آباد بیدر کا مقام آپ قبول فرمائین جہان شاہی مدرسہ خالی ہی آپ نے شہنشاہ کے اصرار پر فوراً رخصت لی اور گلبرگہ سے بیدر آئے۔ ساتھہ ہی شہنشاہ نے فرامین کے ذریعہ سے حاکم بیدر کو اسکی اطلاع دی اور مدرسہ و خانقاہ کے مصارف کے لئے جاگیرات تجویز فرمائین اور آپکو امام المدرسین سے مخاطب فرمایا۔ پھر بیدر کے مدرسہ شاہی مین آپ کے علم وفضل کا چرچا ہوا دور دور سے طلبائے علوم آتے تھے اور کامیاب ہوکر جاتے تھے۔ طلبار کے خواب وخور کا سارا انتظام مدرسہ کے

جانب سے ہوا کرتا تہا ۔ تا نہ الہ گیارہ سو آٹھ ہجری تک بیدر کے حصہ مین یہہ نعمت غیر مترقبہ رہی جس کا خاتمہ رمضان سنہ الیہ مین ہوا ۔ واقفین حقیقت نے لکہا ہے کہ آپ نے اوایل ماہ صیام مین بعد نماز جمعہ مجلس وعظ کو بر خلاف معمول نماز عصر تک جاری رکہا اور علے رؤس الاشہاد فرمایا کہ یہہ آپ کا آخری وعظ ہے حاضرین مجلس مین کہرام مچگیا دور دور تک اس خبر وحشت اثر کی شہرت ہوئی تا اینکہ ۱۱ ہ رمضان کو آپ نے اپنے گہر اور بچون سے الوداعی رخصت حاصل کی اور دروازہ مدرسہ پر کہڑے ہوکر مصلیئن تراویح کو آپ مطلع فرماتے رہے کہ مدرسہ سے نکل جاوین اور اپنے آپ کو آفت آسمانی سے بچاوین ۔ معتقدین خاص سے صرف معدودے چند آپ کے ساتہہ نماز مین شریک رہے ۔ پہلے دوگانہ کے آخر مین بجلی گری ۔ شاہی مخزن جو مدرسہ سے متصل تہا اوڑ گیا جس کے صدمہ سے مدرسہ کی عمارت کے ایک حصہ کو سخت نقصان پہونچا ۔ اس سانحہ جانگاہ مین آپ اور آپ کے ہمراہی مصلیئن کو شہادت کا درجہ نصیب ہوا

آپ کی لاش مبارک دوسری صبح نکالی گئی حالت تشہد مین وصال ہو چکا تھا۔ بیدرہی مین دفن فرمائے گئے۔

مصنف تاریخ روضۃ الاولیائے بیجاپور نے شہنشاہ عالمگیر کے ایک مقولہ کی نقل کی ہے جو آپ سے متعلق ہے۔ شہنشاہ نے فرمایا

مرا از دکن تحفہ کہ بدست آمد ہمین یک ذات امام المدرسین مولانا

محمد حسین است وبس۔ حقایق دستگاہ مولانا مولوی محمد باقر آگاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی متبرک تصنیف نفحۃ العنبریہ فی مدحت خیر البریہ مین لکھا ہے کہ وقد انتشأ من ھذا القوم نحاریر العلماً ومشاہیر العرفاء وسارت بذکرھم الرکبان وتقرطت بفرایدا وصافھم الآذان ومنھم موسس بنیان التعلیم والتدریس ومدرس تبیان التلقین والتقدیس مولانا الشھید محمد حسین المعروف بامام صاحب مدرس کان جامعا للمنقول والمعقول وحاویاً للفروع والاصول متحلیا بالفتح المسنی ومتخلیا بالسر اللدنی قدحوی من الاستقامۃ اقصاھا ومن الکرامۃ اجلاھا ومن المعارف اسناھا

ومن الملک اشف اسماھا (ترجمہ) بے شک اس قوم سے
علماء محقق اور اولیاء مشاہیر پیدا ہوے ہین کہ جنکا ذکر خیر عالم مین
مشہور رہے اور جن کے اوصاف کے یکتا موتیون سے کان
آراستہ ہو گئے ہین۔ اونہین مین سے ہین تعلیم اور تدریس کی
بنا قایم کرنے والے اور تلقین اور پاکیزگی کا سبق پڑہانے والے
مولانا محمد حسین شہید جو کہ امام صاحب مدرس کے لقب سے
مشہور رہتے۔ آپ منقول و معقول کے جامع اور فروع و اصول
پر حاوی۔ اور برگزیدہ فتوح سے آراستہ اور علم لدنی سے پیراستہ
تہے۔ استقامت کے انتہائی درجہ کو پہونچ گئے اور روشن تر
کرامات اور اعلےٰ تر معارف اور بلند تر مکاشفات سے موصوف تھے
آپ کے تصانیف کے متعلق بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ آپکی
شہادت کے بعد صاحبزادون کی کم سنی کی وجہ سے اون کا
بڑا حصہ تلف ہو گیا۔ بعض کتابین جو بچ رہین وہ افراد خاندان
کے پاس ہین۔ مولانا باقر آگاہ اور صاحب روضۂ قدسیان نے
چند کتابون کے نام لکھے ہین جو اُن حضرات کی نظر سے گزرے

جیسے سورہ فاتحہ کی عربی تفسیر جو ازہار الفایحہ سے موسوم ہے تجنیب الطیب والثنا الی حضرت سیدالانبیا۔ انتخاب فن ریاضی خلاصہ شرح مواقف و مقاصد۔ شرح عقاید۔ ملا سعدالدین تفتازانی و ملا جلال دوانی مع حاشیہ۔ توحید وجودی۔ عقاید حسینی۔ رسم الخط عربی۔ خلاصہ کافیہ الموسوم بہ کافی۔

(۱۵۱) مولوی حافظ۔ شیخ محمد حسین احمد نایطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ ذی استعداد شخص تہے۔ شہنشاہ عالمگیر کے زمانے مین ولی عہد سلطنت کے اتالیق اور منصبدار ریاست قرار پائے۔ پہر سوانح نگاری گلبرگہ کا کام آپ کے تفویض ہوا۔ اوسکے بعد خفیہ نویسی اور میر سامانی کی خدمت آپ کو عطا ہوئی اور اوسی کے ساتہہ بسواپٹن کی فوجداری بہی آپ سے متعلق رہی۔ امراے معاصرین مین ممتاز اور جعفرآباد کی جاگیر سے سرفراز تہے۔ صاحب گلستان نسب نے لکہا ہے کہ جب یار علی بیگ خان بخشی سوانح نگاران کو بارگاہ خسروانی مین باریابی نصیب ہوتی تہی۔ اور وہ اخبار نویسون کے مراسلات

ملاحظہ اقدس مین پیش کرتے تھے تو شہنشاہ عالمگیر ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیخ محمدؐ حسین کا روزنامچہ کہان ہے جسکو مین پہلے دیکھنا چاہتا ہون۔ آپ نہایت سادہ روش اور فقیر مشرب تھے۔ باوجود ارشاد شاہی مدت العمر قبول خطاب سے کنارہ کش رہے۔ ایک برنجی تختہ پر خاکپائے احمد کے الفاظ کندہ تھے جسکو آپ بطریق مہر استعمال فرماتے تھے۔ آپ کی ملازمت کا زمانہ بہت تھوڑے عرصہ مین ختم ہوا یعنے حضرت امام المدیر اسمین کے عنایت نامہ کی بنیاد پر آپ نے استعفا پیش کردیا۔ خانہ نشینی کے زمانہ مین آپ نے نہایت مرفہ الحالی مین بسر کی بہت مالدار شخص تھے۔ آپ کی داد و دہش مشہور تھی۔ بتاریخ ۱۳ رمضان المبارک ۱۱۳۴ھ گیارہ سو چونتیس ہجری ستر سال کی عمر مین رحلت فرمائی۔ محمدؐ پور مین آپ کا مزار ہے۔

(۱۵۲) محمدؐ حیدر نایطی۔ ناگپوری مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کو مہاراجہ ناگپور نے کوتوال شہر مقرر کیا تھا۔ مدت العمر نہایت نیک نامی کے ساتھہ زندگی بسر کی اور فیاضی

عہدہ مین کامیاب رہے۔ فنون سپہ گری مین کامل مہارت رکھتے تہے اس سے زیادہ آپ کا احوال نہین ملا۔

(۱۵۳) محمد رضا نایطی۔ دلوی لقب ابن محمد غوث مغفور مشاہیر قوم سے ہین۔ ٹیپو سلطانی حکومت مین آپ کے والد ماجد کو ریاست میسور مین ہاسن کی قلعداری کا عہدہ تفویض تہا فی زماننا آپ تحصیل چکمگلور کے تحصیلدار اور نہایت لائق اور سمجہہ دار شخص ہین۔ میسور کے بعض عمایدین نے فرمایا کہ آپکے خاندان سے اتبک قلعداری کا تعلق قایم ہے اور معاش متعلقہ سے بہی کامیاب ہین۔

(۱۵۴) محمد سبحان علی خان نایطی۔ مہاجر لقب ابن حاجی محمد فخر الدین خان بن حاجی حافظ محمد صادق علی خان مہاجر مشاہیر اورنگ آباد سے گزرے ہین۔ آپ کو اورنگ آباد کی قلعداری کے عہدہ تفویض تہا۔ بڑی بہادری۔ ناموری اور جوانمردی کے ساتہہ آپنے اپنی زندگی بسر کی۔ افراد قوم کے ساتہہ آپ کو دلی محبت اور ہمدردی تہی۔ غربار قوم کے ہمیشہ خبر گیر رہتے تہے،

اللہم اغفر وارحم۔

(۱۵۵) مولوی حاجی مفتی۔ محمد سعید خان۔ نایطی۔

المعروف بہ نانا میان ابن امام العلما قاضی الاسلام مولوی حاجی محمد صبغۃ اللہ المخاطب بہ بدر الدولہ قاضی الملک دادرس خان مستعد جنگ۔ نایطی شافعی۔ مشاہیر مدراس وحیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت ۳ جمادی الاول ۱۲۴۷ھ بارہ سو سنیتالیس ہجری مین بمقام مدراس کنارہ دریا پر واقع ہوئی تعلیم ابتدائی کے بعد عربی کی صرف ونحو بخشی الملک مولانا محمد عبداللہ مغفور سے اور فارسی کے اکثر کتب درسیہ مولوی محمد حسین خان راقم المخاطب بہ افضل الشعرا شیرین سخن خان بہادر میر مجلس شعرا، دربار کرناٹک سے پڑہین۔ علم معقول و منقول کی تحصیل اپنے والد ماجد سے فرمائی۔ حدیث کی سند بھی اپنے باپ سے پائی۔ اصول حدیث و فقہ مین آپ اپنے عم بزرگوار کے شاگرد رشید تھے۔ منطق اور دیگر علوم عربیہ کو افضل العلماء جناب مولانا قاضی ارتضا علیخان خوشنود گوپاموی سے حاصل کیا

مطالعہ کتب کا مذاق آپ کے پایہ علم کو دو بالا کرتا گیا خصوصاً
تفسیر و حدیث مین آپ اپنے معزز استادون کے پاس مستند اور
فرد منتخب مانے گئے۔ آپ کا منتخب کتب خانہ مدت العمر آپ کا
ہادی اور رہبر رہا۔ آپ کی آمدنی کی چوتہائی ہمیشہ کتب خانہ
کے تکمیل مین صرف ہوا کرتی تہی بلاد مصر روم۔ شام۔ مکہ معظمہ
مدینہ مطہرہ اور ہندوستان کے مشہور شہرون مین آپکے
کاتب مقرر رہتے تہے۔ نایاب کتابون کے بہت سی جلدین نقل کے
ذریعہ سے آپ کے کتب خانہ مین پہونچ جاتی تہین۔ ملازمت
کا ابتدائی تعلق نواب کرناٹک کے دربار سے قایم ہوا لیکن
آخر پر نواب سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم ریاست حیدرآباد
نے آپ کے فضایل علوم کے لحاظ سے آپ کو حیدرآباد طلب
فرمایا۔ یکم جمادی الاول ۱۲۸۶ھ بارہ سو چہیاسی ہجری سے آپکا
تقرر مجلس مرافعہ صدر کی رکنیت پر ہوا۔ عرصہ تک آپ
عدالت دیوانی بزرگ کے ناظم بہی رہے۔ اور چندے مجلس
مرافعہ صدر کی میر مجلسی کی خدمت بہی بجا لای۔ لیکن یہہ تمام

خدمات آپ کے پسند خاطر نہ تھین نواب سر سالار جنگ مغفور
سے ہمیشہ اپنا تنفر احکام مخالف شرع متین کے نفاذ پر ظاہر فرمایا
کرتے تھے حتے کہ دانشمند وزیر نے آپ کے لئے مجلس موصوف
کی افتار کی خدمت تجویز فرمائی اور یہہ خدمت آپ کو بہت پسند
آئی آپ کے احکام ہمیشہ احکام شرع محمدی کی پابندی کے
ساتھہ نافذ ہوتے تھے۔ تا دم زیست آپ اسی عہدہ جلیلہ
پر قایم رہے اور نہایت آب و تاب کے ساتھہ اپنے فرایض
ادا کئے۔ آپ کی فطرتی احتیاط قابل تعریف تھی معمولی اور جزئی
مسایل مین بھی کتابی عبارت نقل کر دیتے تھے۔ اور اپنی رائے
سے احتراز فرماتے تھے۔ مولف تاریخ نے اکثر علماء کو یہہ
فرماتے ہوے سنا ہے کہ مفتی محمد سعید کا علم اون کے بے بدل
کتب خانہ کی وجہ سے آخر عمر تک ترقی پذیر رہے گا۔ اوقات
معینہ خدمت کے سوا اور وقتون مین علم حدیث کی تدریس
جدا جاری رہتی تھی۔ سالکان طریقت کے ساتھہ جدا اشتغال
تھے۔ کتابت حدیث کا کام اپنے قلم سے جدا جاری رکھا تھا

اتقا اور پرہیز گاری کے ساتھہ ریاضت کش۔ تہجد گزار پابند اشغال و اذکار تھے۔ دنیوی مراتب کے ساتھہ دینی مشاغل مین توغل درحقیقت آپ ہی کا حصہ تھا۔ آپ کی باقیات الصالحات سے اسوقت جو کچھہ ہین وہ آپ کے تصانیف ہین جن کی فہرست ذیل مین لکھی گئی ہے۔

(۱) التنبیہ بالتنزیہ	زبان عربی	عقاید مین
(۲) رسالہ اثبات علم غیب انبیا	اردو	"
(۳) اعجاز محمدی	"	"
(۴) منہاج العدالت	فارسی	فقہ مین
(۵) ترجمہ شروط اقتدار	اردو	"
(۶) ہدایتہ الثقاۃ الی نصاب الزکوۃ	عربی	"
(۷) نور الکریمتین فی رفع الیدین	"	"
بین الخطبتین		"
(۸) رسالہ دربحث ختمنان	اردو	"
(۹) تشئید المبانی فی تخریج احادیث	عربی	حدیث مین

مکتوبات امام ربانی

(۱۰) تخریج احادیث اطراف	عربی	حدیث مین
(۱۱) تفسیر فیض الکریم	"	تفسیر مین
(۱۲) رسالہ در اثبات عمل مولود شریف	اردو	سیر مین
(۱۳) سرور المومنین فی میلاد سید المرسلین	"	"
(۱۴) رسالہ در امتناع نظیر	"	"
(۱۵) احوال سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	"	"
(۱۶) رسالہ شق القمر	فارسی	"
(۱۷) القول الجلی فی معنی قدمی علی رقبتہ کل ولی	عربی	"
(۱۸) نعت اردو	اردو	نعت

بتاریخ ۱۰ر شعبان ۱۳۱۴ھ تیرا سو چودہ ہجری روز چہارشنبہ آپ نے حیدرآباد مین رحلت فرمائی۔ سرکار نظام نے جریدۂ اعلامیہ مین آپ کی رحلت پر اپنا تاسف ظاہر فرمایا اور بلدۂ حیدرآباد کے کل محکمہ جات عدالتی کو ایک دن کے لئے بند

رکھنے کا حکم دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی رحلت کی تاریخ مولف کی طبع زاد ہے۔

افتخار قوم و ملت فاضل عالی صفات		شد ازین دنیائے فانی رہرو ملک بقا
خامۂ فکر و لا بنوشت سال انتقال		عالم یکتا شد از عالم جناب کبریا
		۱۴ ۱۳ ھ

(۱۵۶) شاہ محمد سعید نایطی۔ قدس سرہ لقب ابن محمد محی الدین مغفور قدس سرہما بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ متمول اور مالدار شخص تھے۔ لیکن کاروبار دنیوی سے بالکل کنارہ کش و نکول التعلق ضلع نلور کے مستقر پر آپ کا مقام تھا مشایخین قدس سرہم سے آپکی شہرت تھی آپ کے جد اعلے سعید عرب کوکنی تھے۔ جنکا سلسلۂ نسب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے آپ کی اولاد مین متعدد افراد بڑے نام آور اور ذی مراتب صاحبان علم و فضیلت گزرے ہین۔ جیسے نواب بدرالدولہ منشی الملک مغفور۔ اور نواب رئیس الامرا مرحوم۔ اور نواب احتشام الدولہ بہادر۔ حیدرآباد مین آپکے سلسلہ اولاد سے

مولوی محمدؐ دستگیر و مولوی محمدؐ سعید عاجز تخلص سرکار نظام کے نمکخوار ہین۔ اور آل کے سلسلہ مین خواجہ محمد کریم الدین خان وظیفہ خوار حسن خدمت نظامت صوبہ۔ شاہ محمدؐ سعید مغفور کی وفات بتاریخ دوم جمادی الثانی سنہ ۱۲۰۰ھ بارہ سو ہجری بہ مقام دنگول واقع ہوئی۔ جامع مسجد کا صحن آپ کا مدفن ہے۔ مولف تاریخ کی نہال کو آپ کے سلسلہ سے شرف حاصل ہے۔

(۱۵۷) **محمدؐ سیف الدین خان نایطی** باجبری لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ مصنف رسالہ نایط نے لکھا ہے کہ آپ حکومت کوکن مین امیر کبیر اور بادشاہ وقت کے دربار مین رتبہ فایقہ سے باتوقیر تھے آپ کے بزرگونکو بھی شہنشاہ ہمایون کی عہد میمنت مہد مین شاہی ملازمت کا اعزاز حاصل تھا

(۱۵۸) **مولوی۔ حافظ محمدؐ سعید اسلمی نایطی۔** سعید لقب المخاطب بسراج العلماء حافظ محمد اسلم خان بہادر علمائے دربار والاجاہی سے گزرے ہین۔ آپ کا علم وفضل آپ کا

تقدس اور تقوی اظہر من الشمس تہا والی ریاست آپ کو اپنے اہل دربار مین فرد لاثانی خیال فرماتے تہے اور آپ کی تعظیم و تکریم مین ہمیشہ ساعی رہتے تہے۔ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفًا وتعظیمًا کی وکالت کا عہدہ متبرکہ آپ کے تفویض تہا جسقدر وظایف اور نذر و نیازات ریاست کے جانب سے مقامات متبرکہ پر بہیجے جاتی تہین اون سب کا انتظام آپ ہی سے متعلق تہا ۱۲۴۳ھ بارہ سو تینتالیس ہجری مین آپ کو سراج العلماء حافظ محمد اسلم خان بہادر کا خطاب عنایت ہوا۔ اور بتاریخ ۰ ربیع الاول ۱۲۷۱ھ بارہ سو اکہتر ہجری آپ نے دنیائے فانی سے رحلت کی۔ آپ کی تصانیف سے تفسیر الفرقان زبان فارسی مین آٹہہ جلدون پر شامل ہے۔ اور سفینۃ النجات کے نام سے عقاید مین ایک مبسوط کتاب ہے۔

(۱۵۹) محمد شاہ طاہر دکہنی نایطی۔ اولاد سلاطین عبیدیہ سے گزرے ہین جن کا سلسلہ نسب عبد اللہ بن محمد بن سیدنا اسمعیل بن جعفر صادق علیہم السلام تک پہونچتا ہے۔ مصنف

نتایج الافکار نے لکھا ہے کہ شاہ طاہر کہ ظہور رش در ہمدان رہ نمود
بعد فوز بسن شعور بکسب کمالات گرائید و در مدت قلیل استعداد
شایستہ در جمیع علوم بہم رسانیدہ بفرط شہرت بخدمت شاہ اسمعیل
صفوی بہرہ اندوز گشتہ بتدریس کاشان مامور گردید وآخرالامر
بنا خوشی کہ شاہ را با او روداد جلا وطن گشتہ عجالتًا با اہل و عیال
بارادہ دارالامان ہندوستان برآمد و رفتہ رفتہ بساحل یکے
از بنادر دکن برخورد و باشتہار کمالات وے برہان نظام شاہ
ولد احمد شاہ بحری مشتاق ملاقات او گردیدہ او را باحمدنگر
طلبید و باعزاز و احترام تمام از خاصان خود گردانید چون
بعد مرور دھور کارش استقلال گرفت و استحکام تمام پذیرفت
باعلان مذہب تشیع کوشید و نظام شاہ و توابع او را از راہ
راست بہ تنگناے ضلالت کشید الخ مصنف نتایج الافکار نے
اسی تذکرہ مین عبداللہ بن محمد بن اسمعیل کے نسب پر حملہ کیا ہے
یہہ وہی جھگڑہ ہے جس مین متعدد اہل تصانیف سلف نے
طبع آزمائی کی ہے۔ اور اپنی اپنی تحقیق سے کام لیکر آخر پر عبداللہ

بن محمد کو سیدنا اسمعیل بن جعفر صادق علیہما الصلوۃ والسلام کا حقیقی پوتا تسلیم کیا ہے۔ مولف کہتا ہے کہ کسی مورخ کو اپنے مذہبی تعصب کا اظہار اس زور وشور کے ساتھہ ہرگز زیبا نہین ہے جیسا کہ صاحب نتایج الافکار نے کیا ہے مذہب تشیع کی بنیاد اہل بیت کی محبت اور اعتراف فضیلت پر قایم ہے اہل سنت کو جزو اول کا نہ صرف اعتراف ہے بلکہ یہ بات اون کے عقیدہ مین داخل ہے کہ جس فرد مذہب کا دل محبت اہل بیت سے خالی ہے وہ مذہب سنت سے خارج ہے۔ پس ہمارا مذہب ہمکو ہرگز اسبات کی اجازت نہین دیتا کہ ہم شیعیان اہل بیت کو بُرا بھلا کہین اور اون کا دل دکھاوین مولف کا ذاتی عقیدہ یہہ ہے کہ اعتبارات خاص کے لحاظ سے پیمبر برحق علیہ الصلواۃ والسلام کے جگر گوشون کو بلا شک وشبہ فضیلت حاصل ہے۔ مسئلہ خلافت اور چیز ہے۔ اور اس لحاظ سے ہمارا ترجیحی خیال اوس فضیلت خاص کے منافی نہین ہوسکتا۔ ہمارے اس راے کے لحاظ سے اگر معزز ناظرین

ہمکو مایل سے ملقب کرین یا تفضیلیہ سے مخاطب فرماوین تو ہم کو اونکا احسان ماننا چاہیئے اور شکرگزار ہونا چاہیئے۔ ہمارے امام برحق ابو محمد شافعی علیہ الرحمۃ کا خیال جن کے ہم پیرو ہین اس خاص مسئلہ محبت اور فضیلت مین ہمارے لئے ہادی کا حکم رکہتا ہے۔ دیکھو ہمارے امام کے متعدد قول ایک موقع پر آپ نے فرمایا ہے کہ۔

یا راکبا قف بالمحصب من منیٰ	واہتف بقاعد جمعھا والناھض
ای شتر سوار منا کے مقام محصب مین ٹہر	اور پکار کر کہدی وہانکے بیٹہے اور کہڑے ہوؤن سے
سحراً اذا فاض الحجیج من الصفا	فیضاً کملتطم الفرات الفایض
صبح کو جبکہ حاجی صفا سے لوٹین	لوٹنا کرکے جسطرح کہ لبریز فرات کی موج
واعلمھم ان التشیع مذھبی	حقاً ولیس لما اقول بناقض
اور جتادے اونکو کہ تشیع میرا مذہب ہے	مین سچ کہتا ہون اور البتہ خلاف نہین کہتا
ان کان رفضاً حب ال محمد	فلیشھد الثقلان انی رافض
اگر آل محمد کی محبت ہی رفض ہے	تو جن و انس گواہ رہین کہ مین رافضی ہون

ایک دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا ہے۔

قالوا ترفضت قلت کلا	ما الرفض دینی ولا اعتقادی
لوگون نے کہا کہ تو رافضی ہوگیا مین نے کہا ہرگز نہین	رفض نہ میرا دین ہے اور نہ میرا اعتقاد
لکن تولیت من غیر شک	خیر امام وخیر هادی
لیکن دوست رکھتا ہون مین بلا شک	سب سے اچھے امام اور بہترین ہادی کو
ان کان حب الولی رفضا	فاننی ارفض العباد
اگر علی ولی کی محبت کا نام رفض ہے	تو کچھ شک نہین کہ مین سب سے بڑا رافضی ہون

پس کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اصول مذہب پر غور نہ کرین اور محض جہلا سے سُنی سُنائی باتون پر کسی مذہب کی نکتہ چینی اور اہل مذہب کو سخت سست الفاظ سے منسوب کرین اور مذہب تشیع پر ضلالت کا حکم لگادین آمدم بر سر مطلب۔

شاہ طاہر نایطی نے ۹۷۰ھ نو سو ستر ہجری مین رحلت کی۔ آپ کے فارسی کلام کا انتخاب بلا شک لاجواب ہے۔

وہو ہذا

جلوهٔ زلف شاہدی برد دل رمیدہ را	پے بکجا برد کسے مرغ بشب پریدہ را
وہ چہ شود اگر شبی بر لب من نہی لبے	تا بلب تو بسپرم جان بلب رسیدہ را

	ولہ رباعی	
ما ایم کہ ہرگز دم بعیشم نزدیم		خوردیم بسے خون دل و دم نزدیم
بے شعلہ آہ لب زہم نکشودیم		بے قطرہ اشک چشم برہم نزدیم

(۱۶۰) مولوی محمد صبغۃ اللہ نایطی تپو لقب۔ المخاطب بہ اقتشام الدولہ نگارش خان اقتشام جنگ بہادر مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کی علمی قابلیت۔ محامد اخلاق۔ اور داد و دہش۔ مدراس پریسیڈنسی مین مشہور رہے۔ دربار والاجاہی مین ابتدا اگر آپ منشی خاص تہے اور پہر میر احتشام مقرر ہوے۔ نوابی کے خاتمہ پر برٹش انڈیا نے آپ کے نام والاجاہی پنشن مقرر فرمادی۔ فی زماننا خانہ نشین ہین اور اپنی املاک غیر منقولہ کی بدولت معتد بہ آمدنی رکہتے ہین غربا، اہل اسلام کے ساتہ آپ کا حسن سلوک زاد الآخرت کا حکم رکہتا ہے۔ آپ کی خاموشانہ زندگی اور آپکا خاندانی رویہ مقام سکونت پر ضرب المثل ہے۔ امرائے قدیم سے آپ کا وجود باجود مغتنم خیال کیا جاتا ہے۔ مولف کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ درود شریف کا ورد صبح و شام آپ کی زبان پر

رہتا ہے۔

(۱۶۱) **محمد صبغة اللہ نایطی** ۔ مہاجر لقب۔ رافت تخلص ابن محمد تقی حسین مغفور۔ رفعت تخلص ابن معین الدین محمود المخاطب بہ محمود خان بہادر مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کا ننہالی سلسلہ ملا علی المہائمی قدس سرہ تک پہونچتا ہے۔ جن کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ آپ کی علمی قابلیت اور خصوصًا فن سخن کے ساتھہ دلچسپی قابل تعریف ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے بڑے خلیق اور متین شخص ہین۔ اور علاقہ صفائی سرکار نظام مین ملازمت سے ممتاز ہین۔ آپ کے فارسی کلام سے ایک غزل ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔

کہ آموزد حسینان را چنین رسم مسلمانی	کہ میخواہند از عشاق دلہا بہر قربانی
نقاب روے صاف خود اگر از ناز بردارد	بگیرد دیدہ من وام از آئینہ حیرانی
میانہ قامتی گیسو درازی فتنہ پردازی	حسینی شوخ چشمی دلربائی آفت جانی
ترا از جلوہ حسنش خبر گی گردد اے زاہد	تو در مسجد نشستہ دانہ تسبیح گردانی
بپرس از غمزہ خود از نگاہ خود ادا خود	کہ بردہ دل ز پہلویم نہ من دانم تو دانی

توئی در این توئی در آن توئی در دل توئی در جان	ترا ہر جا ہمی بینم بہ پردہ گرچہ پنہانی
سر دوشش بت من زلف پرخم در رکوع آرد	تماشا بین کہ این کافر کند کار مسلمانی
شود صد جان من قربان این رسم تغافلہا	بگردن تیغ می رانی و رافت را نمیدانی

(۱۶۲) **محمد صبغۃ اللہ نایطی** - فرحت تخلص بن محمد جعفر نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین ۱۲۳۳ھ بارہ سوتینتیس ہجری مین آپ متولد ہوے - ابتدائی تعلیم پانے کے بعد زبان فارسی کی کتب متداولہ سے فراغ حاصل کرکے فن سخن کے طرف توجہ کی اور مشاعرہ اعظم تک رسائی پائی مصنف تذکرہ گلزار اعظم نے آپ کے فارسی کلام کی تعریف کی ہے - زبان دانان عجم کا اکثر کلام آپ کے نوک زبان تھا معترضین کافی البدیہ جواب اہل لسان کے کلام سے دیا کرتے تھے - نہایت تیز فہم اور حاضر جواب شخص تھے - آپ کے فارسی کلام کا انتخاب تذکرہ گلزار اعظم سے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے -

تا برآمد سبزہ خط بوسہ دادی مرا	خضر گوئی شد بآب زندگی ہادی مرا
از صدا افتاد چون دریا بپیش نالہ ام	از زبان موج کرد اقرار استادی مرا

(۱۶۴) مولانا مولوی۔ حاجی محمد صبغۃ اللہ نایطی المخاطب
بہ امام العلما۔ قاضی الاسلام۔ بدر الدولہ قاضی الملک دادرس خان
مستعد جنگ بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ علم معقول و منقول
ریاضی۔ فقہ۔ حدیث اور تفسیر مین آپ فرد لاثانی تھے۔ حجاز کے
سفر مین آپ نے بمقام مکہ معظمہ مولانا شیخ محمد جان مکی سے توجہات
باطنی حاصل کین۔ ابتداءً آپ کو دربار والا جاہی مین صدارت
کی خدمت عطا ہوئی اور پھر افتاء کا عہدہ ملا۔ والی مدراس
آپ کے معتقد تھے اور ہمیشہ آپ کے حفظ مراتب کا خیال رکھتے تھے
نوابی مدراس کے خاتمہ پر برٹش گورنمنٹ نے آپ کو والا جاہی
پنشن عطا فرمائی۔ ستر برس کی عمر مین بتاریخ ۲۵ محرم ۱۲۸۰ھ بارہ سو
اسی ہجری آپ نے وفات پائی۔ بڑے باخدا شخص تھے۔ آپکی
پرہیز گاری۔ اتقا۔ انکسار طبیعت۔ خلق و مروت۔ خدا ترسی
زمانہ مین مشہور رہی ہے۔ آپ کے فضایل علوم کا اندازہ آپ کی
تصانیف زبان عربی سے ہو سکتا ہے جن کی فہرست ذیل مین
لکھی جاتی ہے۔

(۱) ہدایت السالک لموطا امام مالک رضی اللہ عنہ (۲) نور العین فی مناقب الحسین علیہ السلام (۳) الاربعین فی معجزات سید المرسلین (۴) غنیتہ الحساب لم یتم (۵) الہام الی من ضعف کل مسکر حرام (۶) ازالتہ الصمہ فی اختلاف الائمہ (۷) عمدۃ الرایض فی فن الفرایض (۸) تعلیم النساء الکتابتہ (۹) رسالتہ فی حلیتہ الخنزیر تسمی قفاء العین لمن ابدع باشین (۱۰) رسالتہ فی اثبات کفر ہمت رای (۱۱) رسالتہ اعراب الرب فی اللہم رب ہذہ (۱۲) رسالتہ فی صلاۃ الوتر تسمی الطارق فی رد المارق (۱۳) رسالتہ فی تعین صداق فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا (۱۴) رسالتہ فی تعیین الصلوۃ الوسطی (۱۵) شرح حاشیہ شرح مواقف (۱۶) رسالتہ فی صوم الستتہ من شوال (۱۷) رسالہ فی تحریم الخضاب (۱۸) رسالہ فی تحریم المتعہ (۱۹) رسالہ فی السیر و مناقب الائمہ (۲۰) رسالہ صغری فی السیر و مناقب الائمہ۔ (۲۱) مناہج الرشاد شرح زواجر الارشاد (۲۲) المطالع البدریہ (۲۳) شرح کواکب الدریہ لم تیم (۲۴) ثبت فی اسانید الاحادیث (۲۵) مکتوبات عربیہ

(۲۶) فہرست احادیث معجم الصغیر (۲۷) ذیل علی قول المسدد فی الذب عن مسند الامام احمد رضی اللہ عنہ (۲۸) داستان غم فارسی (۲۹) ترجمۂ شصت و یک حدیث فارسی (۳۰) رسالہ شروط اقتدا فارسی (۳۱) نور الابصار فی سیر سید الابرار (۳۲) تحفہ اعظمیۂ فارسی (۳۳) ارشاد الضال در صوم ستہ شوال فارسی (۳۴) اعظم الاجر فی صلوۃ الفجر (۳۵) تنبیہ الاغبیاء بحیواۃ الانبیا (۳۶) رد فتوی مولوی ارتضا علیخان در تلویث مساجد (۳۷) ایضاً در اجتہاد مستقبل وغیرہ (۳۸) روزنامچہ سفر حجاز فارسی (۳۹) رسالہ در جواز گفتن قول انا مومن انشاء اللہ فارسی (۴۰) رسالہ در رویت ہلال فارسی (۴۱) خلاصہ عین المصادر فارسی (۴۲) رسالہ در تحریم لہو ولعب فارسی (۴۳) رسالہ شق القمر فارسی (۴۴) منہج الصواب فی حکم الغراب (۴۵) فتاوی فی الخبز یعنی نان فرنگی (۴۶) فیض الوہاب شرح خلاصۃ الحساب فارسی (۴۷) کتاب فقہ شافعی (ہندی) (۴۸) فواید بدریہ فی السیر النبویہ ہندی (۴۹) ہشت گلزار فی مناقب رفیق الغار

اردو (۵۰) فیض الکریم تفسیر قرآن العظیم اردو (۵۱) نثر الجواہر فی مناقب سید عبد القادر اردو (۵۲) ریاض النسوان در فقہ شافعی اردو (۵۳) خزانہ معدلت اردو (۵۴) رسالہ در احکام عدۃ و وفات اردو (۵۵) توشہ فلاح ترجمہ مناسک الایضاح (۵۶) قوت الارواح شرح توشہ فلاح (۵۷) سیف المسلمین لہدایتہ الکافرین (۵۸) گلزار ہدایت اردو (۵۹) ترجمہ حصن حصین (۶۰) حواشی بر صحیح مسلم و منتقی لابن الجارود و سنن ترمذی وشمائل ترمذی (منقول از تاریخ احمدی۔)

(۴۱۶) **مولوی محمد صبغۃ اللہ نایطی۔** الملقب بہ بہانڈے بھونڈے۔ بن محمد حبیب اللہ بن محمد ندیم اللہ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا سلسلہ نسب سیدنا جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے۔ آپ نہایت مدبر اور ذی علم شخص تھے۔ ٹیپو سلطان کی حکومت کے زمانہ مین آپ کو نواب عبد رؤس خان نایطی حاکم قلعہ پاکٹور کے پاس مدار المہامی کی خدمت تفویض تھی آپ نے اپنی زمانہ عمر کو نہایت نیک نامی کے ساتھہ ختم کیا آپ کے صاحبزادے

مولوی محمد شمس الدین کے سلسلہ مین آپکی یادگار ریاست آصفیہ
مین اتبک قایم ہے۔ یعنے آپ کے پروتون سے (۱) مولوی محی الدین
احمد (۲) مولوی محمد صبغۃ اللہ سرکار نظام کے نمکخوار ہین۔ اول الذکر
بزرگ کو علوم عربیہ سے فراغ حاصل ہے۔ فن نحو سے خاص دلچسپی
رکھتے ہین اور نہایت تدین کے ساتھہ اپنے فرایض خدمت کو
بجالاتے ہین۔ نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت کے حضور
مین منتظم خاص سے نام زد ہین۔ آپ کے ہونہار فرزند کا نام
محمد شمس الدین ہے۔

(۱۶۵) **مولوی محمد صدیق حسین نایطی**۔ لوکہری المہاجر
عاشق تخلص بن غلام دستگیر بن شاہ محمد ابو الحسن چشتی کلیم اللہی قدس
سرہ مشاہیر قوم سے ہین۔ علوم عربیہ مین ذی سواد اور فارسی
مین فارغ التحصیل۔ فن سخن سے خاص دلچسپی رکھتے ہین سرکار نظام
کے مدرسہ عالیہ مین پروفیسری کا عہدہ آپ کے تفویض ہے۔
مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ نہایت
خلیق اور منکسر المزاج شخص ہین۔ آپ کے حقیقی برادر مولوی

غوث محی الدین نایطی کو بھی سرکار عالی کے سررشتہ عدالت مین ملازمت کا اعزاز حاصل ہے۔ حضرت عاشق کے فارسی کلام سے تین غزل ہدیہ ناظرین کی جاتی ہین۔

گلم که وقف ره مونس و عدو هستم		صلا۔ خزان و صبا را برنگ بو هستم
تصور تو ندانم چه رنگ می ریزد		که من ز سادگی خویش روبرو هستم
اداشناس مرا خوش مذاق می نامد		نمک حلال لب بوسه بخش او هستم
بپائے بندی عزلت سفر نصیب منست		بسلسله جو صدایم بگل جو بو هستم
چو زلف یار بود انکسار فطرت من		بهر قدر که ترقی کنم فرو هستم
نظر بضد تو ردّ خودم قبول شود		گزشته از لب کام تو کامجو هستم
نگر چه گرد هوایت بکام تمکینم		چو گرد در طلب آواره کو بکو هستم
ز هست و نیست دهان ترا چه خواهم گفت		رهین حسرت و در بند گو مگو هستم
چه روی جلوه که من شرمناکسی دارم		فروگزار که در خویشتن فرو هستم
ز کوی خویش چو نقش قدم نمیراند		چنان به خاک نشینی به آبرو هستم
به بزم آرزو خویش خواند عاشق را		بزمرآن که برایم چو آرزو هستم
	وله	

بازنکش نگاه ناز ای بت نازنین چنین	تاب کرا که پس کشی ناوک دلنشین چنین
تاب جمال آفتاب خود پئے آن بود حجاب	پس تو مهل برخ نقاب ای بت شرمگین چنین
زد بجگر یکی سنان بست بلب یکی فغان	غمزه نازنت آنچنان سرمه سحرت اینچنین
دست فراز شوق رهست کار به پرده غبار	از سر خاک عاشقان دامن خود مچین چنین
چون لقب هست دلستان لد بداز وفا چسان	حیف بدل سپردگان مایه چنان این چنین
جنس روان و در اشک بهر نثار عشق او	آن نبود گران چنان این نبود ثمین چنین
برد چو نامم آن نگار گفت زهی وفا شعار	بوی شهادت آشکار میدمد آفرین چنین
دعوی فلسفی غلط خرق فلک عیان نگر	ناله من که بگذرد از فلک برین چنین
همت مرگ پیش کن عیسی عهد خویش باش	ورنه آسمان چنان سخت نه این همین چنین
عاشق گیسو و مژه جامه چسان نمی گذاشت	خار به پیرهن چنان مار به آستین چنین

وله

روی تو که از مقنعهٔ زلف عیان شد	از باد بیکبار	ای پردگی ناز
برقی ست که از ابر درخشید و نهان شد	تا شوق بدیدار	پیدا بشود باز
از عمر پریشانی و معدومی انجام	من با تو چگویم	ای دلبر خودکام
بگذشته ز زلف تو مرا عشق دهان شد	هست این سخن کار	اطناب هم ایجاز

همساز تو یکدستم و دمساز تو یک لخت
شمشیر تراشختی من سنگ فسان شد
با وصف نگہبانی بسیار برون تاخت
مانند نگہ رفت و برفتار نہان شد
نطق دہنش ز دمتشابہ ہمہ محکم
گردید سخن ساز و زبان بند جہان شد
افسانہ اشک ترم از درد کشیدن
کن گوش کہ زیبای بنا گوش تبان شد
گر زار خروشی بود و قہقہہ خندی
ہر غنچہ و بلبل کہ بگلبانگ و فغان شد
مفہوم لطیف است کہ مقبوض و بسیطی
دائر تو بجان ہستی و سائر بتو جان شد

خوی تو اگر تند	در عشق تو من سخت
صبر است نہ دشوا	ہین تیز مکن ناز
در چشم نظر بار	گرد سفر انداخت
آن دلبر عیار	آن یار فسون ساز
جز دم بخودی کس	نبود کہ زند دم
دارد بت پرکار	ہم سحر و ہم اعجاز
در شوق وصالت	ارزو بہ شنیدن
از لولو شہوار	آویزہ ممتاز
ای فرد یگانہ	غوغا تو فگندی
گوید ز تو اسرار	دارد ز تو آواز
حیران تو عاشق	محصور و محیطی
ای نقطہ و پرکار	در گردۂ احراز

(۱۶۶) نواب محمد صدیق علی خان نایطی ۔ صبی لقب ابن محمد ابراہیم نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین ۔ راجہ ناگپور کے زمانہ

حکومت مین ابتداءً آپ سررشتہ ملازمت مین شریک ہوے اور پہر بتدریج ترقی کرتے ہوے مدار المہامی اور سپہ سالاری فوج کے عہدہ جلیلہ پر متمکن ہوگئے۔ صاحب منصب و جاگیر تہے مصنف تاریخ (تاج الاقبال وقائع بہوپال) نے لکہا ہے کہ جب راجہ ناکپور نے بہوپال پر لشکر کشی کی تو آپ تیس ہزار فوج کے ساتہہ موجود تہے۔ آپ کے دولت سرا پر لوازم اعزازی سے نوبت اور نشان قایم تہا۔ مدت العمر آپ نے نہایت نیک نامی اور دلاوری کے ساتہہ زندگی بسر کی۔ آپ کے فرزندون سے محمد حسن علی خان نایطی نامور شخص گزرے ہین جو اپنے باپ کی رحلت کے بعد منصب نوابی پر جلوہ افروز ہوے۔ آپ بہی صاحب نوبت و نقارہ تہے۔ جاگیرات آبائی بہی آپ کے نام بحال و برقرار رہتین۔ آپ کی رحلت کے بعد اس خاندان کا عروج باقی نرہا۔

(۱۶۷) مولوی محمد صفدر نایطی۔ المخاطب بہ فخر الاسلام خان بن حافظ محمد حسین خان اورنگ آبادی بن حافظ محمد صادق علیخان

مہاجر لقب۔ علماء قوم سے گزرے ہین۔ آپ کے جد امجد کو نواب
نظام علی خان مغفور والی ریاست حیدرآباد کے عہد میمنت مہد
مین بخشی فوج کا عہدہ تفویض تہا۔ آپ عالم باعمل اور فاضل اکمل
تھے۔ مرشدزادہ آفاق عالیجاہ بہادر کو آپ سے عقیدت خاص
حاصل تہی۔ صاحب گلزار آصفیہ نے آپ کے فضایل کا
تذکرہ فرماتے ہوے لکہا ہے کہ ہیچکس بہ مذاق گفتار و لطف
گزارش منیر سید در علم حدیث فرد کامل عہد خویش بود۔ ۱۲۱۲ھ
بارہ سو بارہ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ خلایق کے رفع
حاجات مین آپ کی سعی بلیغ آپ کی اعلےٰ یادگار رہے۔ آپ کے
فرزند مولوی احمد عبداللہ نایطی کے نام جاگیر کی شاہی عطا جاری
تہی۔ دونون کا مزار حیدرآباد کے محلہ شکر گنج مین واقع ہے۔
(۱۶۸) **نواب حافظ محمد صفدر نایطی**۔ رئیس لقب الملخاطب
بہ خان بہادر صفدر نواز جنگ بن حافظ محمد ابراہیم نایطی
مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا اجدادی وطن کوکن۔
اور مولد اورنگ آباد ہے۔ حضرت (غفران مآب) نواب

نظام علی خان بہادر نور اللہ مرقدہ کی مصاحبت اور نوبت و نقارہ اور عماری سے سرفراز تھے۔ تعلقہ بہنیسہ کا مالی انتظام اور فیلخانہ حضوری کا اہتمام آپ کے تفویض تہا۔ حیدرآباد کے محلہ شکر گنج مین آپ کی تعمیر کی ہوئی پختہ مسجد آپ کی دینداری کی اعلے یادگار ہے۔ آپکی نمک حلالی اور جان نثاری پر حضرت (مغفرت منزل) نواب سکندر جاہ مغفور کو کامل بہروسہ تہا کہڑکے کی لڑائی مین محلات شاہی کی حفاظت آپ کے تفویض تہی آپکے پوتے۔ یوسف الدین احمد نایطی زمانہ حال مین مہتمم فیل خانہ کی اجدادی خدمت سے سرفراز ہین۔

(۱۶۹) مولوی محمد عبد العزیز نایطی۔ الملقب بہ لوکہری المہاجر ابن محمد علی مغفور مشاہیر قوم سے ہین۔ آپکا مولد رائے ویلور اور مسکن حیدرآباد ہے۔ آپ کے جد اعلے محمد حامد سعید مغفور حیدرآباد مین گزرے ہین۔ جنکو ٹیپو سلطان کے جانب سے ایران کی سفارت کا عہدہ تفویض تہا۔ اختتام حکومت ٹیپو سلطانی کے بعد آپنے ناگپور کو اپنا مستقر قرار دیا۔ برٹش انڈیا نے سلطان فنڈ سے آپکا

وظیفہ مقرر فرمایا۔ تادم زیست آپ اوسی مقام پر سکونت پذیر
رہے۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے فرزند مولوی محمد علی مرحوم
کے نام بہی اوسی وظیفہ کا سلسلہ جاری رہا۔ مولوی محمد عبد العزیز
ریاست سرکار نظام کے تنکخوار اور نہایت خوش فکر اور خوش سواد
شخص ہین۔ آپ کی تصانیف سے فن طریقت مین (۱) رسالہ
تشبیہ و تنزیہہ (۲) رسالہ وحدت الوجود۔ اور اخلاق مین
(۱) الانسان (۲) مظہر انسانی۔ نہایت دلچسپ رسایل ہین
میلاد خیر البریہ کے نام سے آپ کی تصنیف نمبر (۵) بہی شائع
ہو چکی ہے۔ مولف کو آپکی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔
(۱۰۷) مولوی۔ حاجی۔ محمد عبد العزیز نایطی۔ الملقب
بہ نعت گر بن مولوی غلام محمد مرحوم بن مولوی محمد علی مغفور مشاہیر قوم سے
ہین آپ کا وطن گلشن آباد میسور رہے۔ ٹیپو سلطانی حکومت مین
امیر البحر کوڑیال کی خدمت آپکے جد امجد کے تفویض تہی۔ آپ نے
اپنے زندگی تک نہایت مرفہ الحالی کے ساتہہ بسر کی آپ کے
فرزند ارجمند یعنے صاحب تذکرہ کے والد ماجد کو تجارت مین بڑا

فروغ رہا۔ مہاراجہ میسور نے ہر چند آپ سے قبول ملازمت پر اصرار
کیا لیکن آپ نے اوسکو اپنی کسر شان خیال کیا اسلئے کہ مہاراجہ
والی ریاست کو اون کے والد ماجد نے ارادتاً مولوی محمد علی
نایطی کا متبنیٰ کر دیا تہا۔ مولوی محمد عبد العزیز نے اوایل عمر مین سرکار نظام کی
ملازمت اختیار کی۔ اسوقت دار الطبع سرکار عالی کے مینجر ہین
آپ کو علوم متعارفہ کے سوا طریقت کا مذاق بہی حاصل ہے۔
حضرت مولوی۔ حاجی۔ سید عمر علیشاہ دام ظلہ کے دست
مبارک پر بیعت فرمائی ہے۔ اپنی اوقات عزیز کو ہمیشہ اوراد
واذکار مین مصروف رکہتے ہین۔ سفر حجاز کے سوا ہندوستان
کے مختلف مقامات کی سیر فرما چکے ہین بزرگان دین کی زیارات
متبرکہ سے شرف اندوز اور مذہبی کامون مین صدق دل کے ساتہہ
ہمیشہ کوشش کرتے رہتے ہین۔ توجہ کے ایک روحانی عمل
کی آپ کو کامل مشق ہے جس سے ضرورت پر بہت بڑی تسکین
حاصل ہوتی ہے۔ آپ کی تصانیف (۱) نصایح عزیزیہ فارسی (۲)
عزیز الاخلاق (۳) باغ و بہار عزیزی۔ فن اخلاق و تصوف مین

شائع ہو کر مقبول عام و خاص ہین۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ محمد عبد الرحمن اور احمد عبد اللہ آپ کے دو ہونہار صاحبزادے ہین۔

(۱۷۱) محمد عبد القادر نایطی۔ قریشی لقب بن مولوی محمد غوث قریشی میر الصد ور ریاست ٹیپو سلطانی کے پر وتون سے ہین۔ آپ کا علمی اور عملی سواد بہت درست ہے سرکار نظام کے نکخوار اور ایک مستقل تعلقہ کے تحصیلدار ہین مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل ہے

(۱۷۲) مولوی محمد عبد القادر نایطی طاہر لقب طاہر تخلص بن محمد حبیب اللہ بن محمدؐ باقر بن غلام رسول علماء مشاہیر قوم سے ہین آپ کا نشو و نما ریاست حیدر آباد مین ہوا۔ علوم عربیہ مین فارغ التحصیل اور سرکار نظام کے زمرۂ منصبداران مین شریک ہین۔ آپ کی علمی قابلیت کا اندازہ آپ کی تصانیف سے ہو سکتا ہے۔ جو ضوابط شافعیہ معروف بہ بیان ضروریہ اور لذات مسکین کے نام سے شائع ہو چکی ہین

مصنف تاریخ نظام اردو اور تذکرہ علمائے ہند نے آپکا احوال برسبیل اجمال لکہا ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کی عزت حاصل ہے۔ آپ بڑے مقرر اور طبّاع شخص ہین۔ فن سخن سے بہی دلچسپی رکہتے ہین (۱) ابو طیب محمدؐ یحییٰ اور (۲) ابو الخیر محمدؐ عیسےٰ آپ کے ہونہار فرزندون کے نام ہین۔

(۱۷۳) حاجی مولوی۔ محمدؐ عبد اللہ نایطی المخاطب به صدارت خان بہادر ابن بدر الدولہ قاضی الملک بہادر علماء مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ علم معقول اور منقول خصوصاً حدیث مین آپ فرد لاثانی تہے۔ امیر الہند نواب محمدؐ غوث خان بہادر والی مدراس نے آپ کو صدارت کا معزز عہدہ عطا فرمایا تہا جس کی مناسبت سے آپ کو صدارت خان کا خطاب عنایت ہوا نواب مغفور آپ کا ادب فرماتے تہے۔ اور آپ کے ساتہہ اعزاز خاص کا استعمال کرتے تہے۔ حجاز کے چوتہے سفر مین واپسی کے وقت گلبرگہ کے مقام پر آپ نے رحلت فرمائی۔ حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مقدسہ سے متصل آپکا مدفن ہے

آپ کی تالیفات سے زبان عربی مین رسایل فوایدالغوثیہ فی فروع الشافعیہ۔ تعلیقات علی مختصر ابی شجاع۔ تخریج احادیث بیضاوی اور زبان فارسی مین تحفۃ الاحبہ فی بیان استحباب قتل الوزغہ۔ تحفۃ المحبین لمولد حبیب رب العالمین۔ کتاب الزجر الی منکر شق القمر۔ اوضح المناسک۔ آپکی مبارک یادگار ہین۔ مصنف تاریخ احمدی نے آپ کے حالات تفصیل کے ساتھہ لکھے ہین۔

(۴۷۱) مولوی محمد عبداللہ نایطی المخاطب بہ حکیم حذاقت علیخان بہادر ابن محمد سعید نایطی مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ مدراس کے دربار والاجاہی مین نہایت معزز اور والی ریاست کے حکیم خاص تھے۔ اور حکیم حذاقت علی خان بہادر کے خطاب سے ممتاز۔ آپ کی علمی قابلیت مسلمہ تھی۔ بڑے ہی نیک بخت شخص تھے آپ کا انتقال بتاریخ ۴ ۲ ربیع الاول ۱۲۷۱ھ بارہ سو اکہتر ہجری واقع ہوا۔ آپ کے فرزند ارجمند حکیم قادر احمد خان المخاطب بہ مہتمم الدولہ سربراہ خان مہتمم جنگ کا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے۔

(۱۷۵) نواب محمد عسکری خان نایطی گوکہری - المخاطب بہ
شیر افگن جنگ بہادر - ابن نواب حسین دوست خان سالارالملک
مغفور - امرائے حیدرآباد سے گزرے ہین - آپ کے والد ماجد کی
خوبیان اور مراتب اعلےٰ کا تذکرہ جداگانہ لکہا گیا ہے آپ
باوجود اپنی امارت کے نہایت منکسر المزاج اور فقیر دوست
تہے - آپکی علمی قابلیت اور روشن خیالی قابل قدر تہی - والی
ریاست نے آپ کے خاندانی اعزاز کے لحاظ سے خانی اور
بہادری کے سوا شیر افگن جنگ کا خطاب آپ کو عطا فرمایا تہا
اور آبائی جاگیرات سے بہی سرفرازی بخشی تہی - آپ کی رحلت
کے بعد آپ کے تمام اعزازات آپ کے دونون صاحبزادون
کے نام بحال و برقرار رہے - جن کا احوال جداگانہ لکہا گیا ہے -

(۱۷۶) محمدؐ علوی الدلوی نایطی - ریاست میسور کے مشاہیر
قوم سے ہین - جن کے مکارم اخلاق اور فضایل علوم کا احوال
مولف نے بزرگان قوم سے سنا ہے - آپ کے اجداد سلطانی
عملداری مین مراتب شایان سے سرفراز تہے - فی زماننا آپ

مرفہ الحالی مین بسر فرماتے ہین۔

(۱۷۷) مولوی محمد علی نایطی۔ سعید لقب المخاطب بہ حکیم حاذق یارخان بہادر دربار والا جاہی کے معززین سے گزرے۔ فن طبابت مین آپ کی قابلیت اعلےٰ درجہ کی تہی۔ والی مدراس نے مدرسہ طبابت کی پروفیسری کا عہدہ آپ کو عنایت اور حکیم حاذق یار خان بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا تہا۔ نہایت کم سخن اور خلیق شخص تہے۔ ہر ایک سوال کا جواب نہایت غور کے ساتہہ دیا کرتے تہے۔ بتاریخ ۵ شعبان ۱۲۹۰ھ بارہ سو نود ہجری آپ نے رحلت کی حکیم اسد اللہ نایطی آپکے یادگار ہین۔

(۱۷۸) ملا محمد علی نایطی۔ روگہے لقب مشاہیر صوبہ بمبئی سے ہین۔ اور بالفعل ایک سخت مرض مین مبتلا ہین۔ آپ کی حالت صحت مین مولف نے آپ سے ملاقات کی تہی۔ بڑے خلیق ملنسار بے نفس اور علوم دینیہ کے کامل ماہر ہین۔ آپ کی تجارت مین خداوند کریم نے برکت دی ہے۔ متعدد جہازون کے آپ مالک ہین۔ بمبئی مین ناوخدا سے بہی آپ کی شہرت ہے

آپ کا خاندان کفو کا سخت پابند ہے۔

(۱۷۹) مولوی محمد علی خان نایطی ملقب المخاطب بہ رئیس الامرا امدار الدولہ مدار الملک معزز خان معتمد جنگ مشاہیر ریاست کرناٹک سے گزرے ہین۔ مولف نے بمقام مدراس آپ کی ملاقات کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ نہایت فربہ اور تیز فہم علمی اور عملی قابلیت سے موصوف تہے۔ سرکار والا جاہ نے آپکو رئیس الامرا امدار الملک مدار الدولہ۔ معزز خان معتمد جنگ کا خطاب عنایت فرماکر اپنا مدار المہام دوم بمقرر فرمایا تہا دیوانی مال کی خدمت فائقہ آپ کے تفویض تہی۔ نوابی مدراس کے خاتمہ پر برٹش گورنمنٹ نے چارسو روپیہ کا وظیفہ آپکے نام جاری فرمایا۔ بتاریخ ۲۵ صفر ۱۲۹۱ھ بارہ سو اکانوے ہجری آپ نے انتقال فرمایا۔

(۱۸۰) خان بہادر محمد علی خان نایطی۔ رتنہ سبہا مشاہیر قوم سے ہین۔ رتنہ سبہا زبان سنسکرت کا خطاب ہے جس کے معنے گوہر مجلس کے ہین۔ یہہ خطاب آپ کو ریاست میسور سے ملا

ڈپٹی کمشنری کا عہدہ آپ کے تفویض تہا اور فی زماننا حسن خدمت کا وظیفہ پاتے ہین۔ آپ ملکی معلومات مین اعلےٰ درجہ کے ماہر اور علم وفضل سے متصف اور نہایت خلیق شخص ہین۔

(۱۸۱) حاجی حافظ محمد غوث نایطی المخاطب بہ انتظام خان بہادر ابن حاجی عبد الوہاب نایطی المخاطب بہ مدار الامرا بہادر مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ بڑے نیک بخت اور متبرک شخص تہے۔ سرکار والا جاہ نے اپنے مصاحبین خاص مین آنکو شریک فرمایا تہا۔ پریوٹ مراسلت کا کام بہی آپ سے لیا جاتا تہا ۱۰ ذیحجہ ۱۲۶۷ھ بارہ سو سرسٹہ ہجری مین خطاب انتظام خان بہادر سے سرفراز ہوے۔ نہایت ذی علم اور راست باز شخص تہے۔

(۱۸۲) مولوی محمد غوث نایطی۔ قریشی لقب بن حاجی غلام عظمت اللہ بن حاجی غلام محی الدین بن غلام علی میر صدر ٹیپو سلطانی مشاہیر قوم سے ہین آپکے جد اعلےٰ کا احوال نمبر ۱۰۹ پر لکہا گیا ہے۔ مولف تاریخ کو اس تذکرہ کے تحریر کے وقت

آرتہر ولیزلی کی ایک انگریزی چٹہی ملی جو غالبًا مارکویس ولیزلی گورنر جنرل ہند کی لکہی ہوئی ہے۔ یا اون کے برادر (کمانڈر انچیف برٹش آرمی) کی۔ جس سے غلام علی میر صدر کا اعزاز اور مرتبہ ظاہر ہوتا ہے۔ جس کا ترجمہ اس موقع پر خالی از دلچسپی نہو گا۔ یہہ مراسلہ حاکم ویلور کے نام ہے۔ مقام سرنگ پٹن۔ ۱۸ جولائی ۱۷۹۹ع۔ ڈیر سر۔ حامل ہذا غلام علی میر صدور مع اپنے فرزند غلام محی الدین کے آپ کے زیر سایہ ویلور مین سکونت پذیر ہونا چاہتے ہین کمشنران معاملات میسور نے ان دونون صاحبون کے نام پنشن مقرر کر دی ہے۔ سلطانی دربار مین میر صدور سے متقرب تر کوئی نہ تہا۔ سرکار کمپنی کے قبض و حمایت مین جو ممالک آئے اونکے متعلق سرکار کمپنی کی خدمت ان سے بہتر کسی نے نہین ادا کی میسور کے فتح ہونے کے بعد خاندان سلطان اور بڑے بڑے سرداروں نے اطاعت قبول کی تو میر صدور نے خیال کیا اور وہ خیال نہایت عمدہ تہا کہ عامہ رعایا کے لئے عافیت اسی مین ہے کہ ملک مین عجلت کے ساتہہ امن و امان قایم ہو جائے۔ انہون نے اس

خاص غرض کی تکمیل کے لئے اپنے اقتدار کو پوری طرح پر کام مین لاکر بدون اپنی کسی ذاتی غرض اور فائدہ کے قلعہ دارون کے ساتھہ انتظام کیا اور جمہور کی عافیت مین نہایت اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھہ بحد امکان کوشش کی اور کامیاب ہوے مین بدل انکی سفارش کرتا ہون اور بخوبی جانتا ہون کہ جیسے جیسے آپکی راہ ورسم ان سے بڑہتی جاوے گی اوسی قدر آپ اونکی قدر کرتے رہین گے۔

مولوی محمدؐ غوث قریشی اہنین بزرگ ممدوح الشان کے حقیقی پروتے ہین۔آپ سفر حجاز مین متولد ہوے۔عربی زبان اور علوم متعارفہ مین ذی استعداد ہونے کے علاوہ معاملات مالی و ملکی مین اعلےٰ درجہ کے تجربہ کار ہین۔آپ کی سلامت روی نیک نفسی۔بردباری۔اور اخلاق۔شرافت خاندانی کا نمونہ ہین۔سرکار نظام کے سررشتہ مال مین تحصیلداری تعلقہ کی خدمت آپ کے تفویض ہے نیک نام اور رعایا پرور افسرون مین آپ کا شمار رہے ہے۔

(۱۸۳) مولوی محمد غوث نایطی سعید لقب مشاہیر حیدرآباد سے ہین۔ آپ کے خاندان کو دربار والا جاہی سے تعلق تہا۔ آپ کے نانا حکیم حاذق یار خان بہادر دربار والا جاہی کے طبیب خاص تہے۔ آپ سرکار نظام کے نمک خوار اور پرایوٹ سکرٹری سرکار عالی کے مددگار ہین۔ اور پانسو روپیہ ماہوار پاتے ہین۔ آپ کی عربی اور انگریزی قابلیت خصوصًا ترجمہ کی خوبی کے نسبت ماہران فن کو اعتراف ہے۔ آپ کا عروج ریاست حیدرآباد مین محض آپ کی لیاقت اور زور بازو سے ہوا۔ پبلک کامون سے آپ کو خاص دلچسپی حاصل ہے بزرگان قوم نے آپ کی روشن خیالی اور راست بازی کے لحاظ سے آپ کو فخر قوم کہا ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ محمد عبد العزیز اور محمد عبد اللطیف دونون آپ کے فرزند ہین۔

(۱۸۴) مولوی محمد غوث نایطی۔ حیدہ لقب۔ مشاہیر تجار سے گذرے ہین جن کا تعلق ریاست مدراس سے تہا۔

آپ کی شریفانہ معاملت اور راست بازی کی وجہ سے آپ کی تجارت کو فروغ رہا۔ ملازمت کی پابندی سے ہمیشہ آپ متنفر رہے آپ کو فن بنوٹ مین کمال تہا۔ اپنی قوم پر جان نثار اور کفو کے سخت پابند تہے۔ آپ کی اولاد سے محمد حسن چیدہ سرکار نظام کے نمکخوار اور بڑے لایق اور بردبار شخص ہین جو گمنامی سے بسر کرتے ہین۔ اور نوکری کو ننگ خاندان خیال فرماتے ہین۔

(۱۸۵) حاجی۔ مولوی۔ **محمد غوث نایطی**۔ المخاطب بہ اعانت خان۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ ۳ ربیع الاول سنہ ۱۲۰۸ بارہ سو اٹھ‌ٹیں کو آپ متولد ہوے۔ فارسی اور عربی کی اچھی استعداد رکھتے تہے۔ فقہ اور حدیث کے ساتھ آپ کو خاص دلچسپی تھی۔ سرکار والا جاہی سے نیابت صدارت کا عہدہ اور اعانت خان بہادر کا خطاب آپ کو عنایت ہوا۔ آپ نے اپنی زندگی کا زمانہ نہایت نیک نامی کے ساتھ بسر کیا۔ بتاریخ ۲۹ جمادی الاول سنہ ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر ہجری مدینہ مطہرہ مین تپ محرقہ سے رحلت فرمائی۔ جنت البقیع آپکا

مدفن ہے۔ آپ کی تالیفات سے ترجمہ بسط الیدین لاکرام الابوین زبان فارسی مین آپ کی اعلےٰ یادگار ہے۔

(۱۸۶) مولوی محمد غوث۔ نایطی۔ المخاطب بہ شرف الدولہ شرف الملک مولوی محمد غوث خان غالب جنگ بن مولوی ناصر الدین محمد بن نظام الدین غفرلہم۔ عالم علامہ باعث افتخار قوم گزرے ہین۔ صاحب تاریخ احمدی نے لکھا ہے کہ آپ جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول تھے۔ بلدہ محمد پور ارکاٹ مین آپ کی ولادت واقع ہوئی۔ ایام طفولیت مین آپنے حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے عالم خواب مین رویت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت موصوف نے اپنے دست مبارک سے آپ کو پانی کا پیالہ عنایت فرمایا اور پی لینے کا حکم دیا۔ صبح اوس کی برکت سے آپ کے حافظہ مین بہانیت قوت پیدا ہوئی۔ علوم حدیث اور فقہ کی کتابین آپکو ازبریاد تھین۔ علم ادب مین نام آور ہوے ترمذی کے حاشیہ پر قاضی بدرالدولہ بہادر نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ نے عالم جوانی

سیدنا ونبینا علیہ الصلوۃ والسلام کے دست مبارک سے بہت سیری کے ساتہہ آب زمزم پیا اور عالم رقت مین بیدار ہوے اوسی کا فیض تہا کہ آپ مراتب وفضایل علوم سے بہرہ ور ہوے ۱۲۱۳ھ بارہ سو تیرہ ہجری مین آپ نے حیدرآباد ہی ملاحظہ فرمایا ہے۔ ۱۲۱۶ھ بارہ سو سولہ ہجری مین دربار والا جاہی مدراس سے مدار المہامی کی خدمت آپ کے تفویض ہوئی اور خطابات جلیلہ سے سرفراز ہو کر معاصرین مین ممتاز ہوے۔

۱۲۲۳ھ بارہ سو تیئس مین آپ نے خدمت سے کنارہ کشی اختیار کر کے تالیف وتصنیف کے طرف توجہ کی۔ بتاریخ ۱۱ ہ صفر ۱۲۳۸ھ بارہ سو اڑتیس ہجری دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ جامع مسجد والا جاہی مین آپکا مزار ہے۔ آپ کے علم وفضل کا سچا یادگار آپ کی تصانیف عربیہ سے قایم ہے (۱) نثر المرجان فی رسم نظم القرآن (۲) فوايد الصبغیہ فی شرح الفرایض السراجیہ (۳) سواطع الانوار فی معرفۃ اوقات الصلواۃ والاسحار (۴) بسط الیدین لاکرام الابوین (۵) ارجوزۃ فی القاب حضرت

علی کرم اللہ وجہ (۶) کفایۃ المبتدی فی فقہ الشافعی (۷) زواجر الاشقیاء
الی اہل دار الجہاد (۸) تعلیقات علی مختصر ابی شجاع (۹) تعلیقات
شرح قطر الندی (۱۰) مسائل فی فقہ شافعی (۱۱) حواشی قاموس
(۱۲) شافی شرح کافی فی النحو (۱۳) نجم الوقاد شرح قصیدہ بانت
سعاد (۱۴) وسایل البرکات شرح دلایل الخیرات (۱۵) نہور الفوائد
وبحور الفراید فی الفرایض - مندرجۂ ذیل کتابین آپ نے
فارسی زبان مین لکھی ہین (۱۶) انہار المفاخر فی مناقب سید
عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۷) یواقیت المنثورہ فی الاذکار
الماثورہ (۱۸) بسایم الازہار فی الصلاۃ علی سید الابرار صلی اللہ
علیہ وسلم (۱۹) ہدایۃ الغوی الی المنہج السوی فی الطب النبوی
صلواۃ اللہ علیہ (۲۰) خواص الحیوان (۲۱) رشحات الاعجاز
فی تحقیق الحقیقۃ والمجاز (۲۲) رسالہ در رد خواجہ کمال الدنیخان
(۲۳) برہان الحکمۃ ترجمۂ ہدایۃ الحکمۃ (۲۴) فتاوی ناصریہ فی
فقہ حنفیہ (۲۵) خلاصۃ البیان شرح عقیدہ عبد الرحمن (جامی)
(۲۶) سہام الناقرہ فی عیون الناظرہ (۲۷) صلاۃ التسبیح -

(۲۸) زبان ہندی مین فقہ حنفی کے نام سے آپ کی ایک تصنیف ہے

(۱۸۷) مولوی محمد غیاث نایطی۔ ناکپوری فقیہ لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپ عالم متبحر اور انتظامی معاملات سے نہایت باخبر شخص تہے۔ نواب کڑپہ نے آپ کو دیوانی کا عہدہ تفویض فرمایا تہا۔ قصبہ ویلور مین آپ نے رحلت فرمائی۔ حضرت شاہ ابوالحسن قدس سرہ کے صحن مکان مین آپ کا مزار ہے۔ آپ کے پروتون سے مولوی محمد کلیم اللہ حیدرآباد مین سرکار نظام کے نمک خوار ہین۔

(۱۸۸) مولوی محمد فخر الدین خان نایطی چکنے لقب مشاہیر بلدہ ویلور سے گزرے ہین۔ آپ کو زمانہ نوابی مین قضارت کا عہدہ تفویض تہا۔ آپ فاضل اجل اور عالم باعمل تہے۔ جن کے وجود باجود سے قوم کو فخر حاصل تہا۔ عہدہ مفوضہ کے نازک ذمہ داریون کو آپ نے نہایت آب وتاب کے ساتھ سرانجام دیا۔ آپ کے ہر ایک حکم سے دینداری کے آثار ظاہر ہوتے تہے۔

(۱۸۹) مولوی محمد فصیح الدین نایطی - نانگر لقب ۔
مشاہیر قوم سے گذرے ہین مصنف رسالہ نایطہ نے ایک مقام
پر اس لقب کی وجہ تسمیہ کو روئی کی تجارت سے منسوب فرمایا ہے
مولوی محمد فصیح الدین کا علم وفضل اور زہد و تقوے عالم مین مشہور
تہا۔ شاہی ملازمت پر آپ نے تجارت کو ترجیح دے رکہی تہی
اور اکثر اوقات مین مواعیظ مذہبی سے خلایق کو ہدایت فرمائے
تہے اور عربی زبان مین بے تکلف گفتگو کرتے تہے

(۱۹۰) نواب محمد قاسم علی خان نایطی المخاطب بہ نواب
فرخ یاب جنگ بہادر امرائے حیدرآباد سے گزرے ہین۔ آپ کی
علمی استعداد بہت درست تہی علمار کی صحبت کے ہمیشہ طالب
رہتے تہے۔ دولت آصفیہ کے جاگیرداری کا اعزاز بہی آپ کو
حاصل تہا۔ آپ نواب داراب جنگ مغفور کے حقیقی بہائی ہے

(۱۹۱) محمد قادر محی الدین نایطی - ناکپوری المعروف
بہ میان صاحب والملقب بہ صبی ابن محمد فخر الدین مغفور مشاہیر
قوم سے گزرے ہین۔ آپ بمراج پالہ کے رہنے والے اور

تھا راجہ ناگپور کی فوج مین چار سو سوار کے رسالدار
اور اپنے ذاتی گھوڑون کے سلحدار اور فنون سپہ گری مین
استاد کامل خصوصًا بنوٹ مین فرد لاجواب تھے۔ کسی معرکہ
مین آپ کو شہادت کا رتبہ حاصل ہوا۔

(۱۹۲) **محمد قطب الدین خان نایطی**۔ رئیس لقب
مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ مصنف رسالہ نایط فرماتے ہین
کہ آپ قصبہ کوکن مین بخشی الممالک کا عہدہ رکہتے تہے۔ اور
امارت کی وجہ سے رئیس کوکن سے مشہور رہتے۔ اس لقب
کی یہی وجہ تسمیہ ہے۔ سید عبد الرحمن رئیس قوم کے خاندان
سے آپ کو تعلق نہ تہا۔ مولف تاریخ کو اس سے زیادہ آپکے
حالات نہ مل سکے۔

(۱۹۳) **محمد محترم خان نایطی**۔ امرائے دربار عالمگیری
سے گزرے ہین جنکو خانی اور بہادری کا خطاب اور پنجہزاری
منصب اور جاگیر سے سرفرازی حاصل تہی۔ نہایت ذی علم
اور ذی اعتبار شخص تہے۔ قصبہ ایلور آپ کا مستقر تہا۔

جب گیارہ سو اونیس ہجری مین اعظم شاہ اور بہادر شاہ کا مقابلہ ہوا تو آپ اس لڑائی مین مارے گئے۔ مصنف گلدستہ کرناٹک فرماتے ہین کہ او جد بلا واسطہ محمدؐ باقر الملقب بہ محترم خان حال واین نبیرۂ نواب مرتضی خان بہادر و داماد نواب باقر علی خان مرحوم میشود از امراء درگاہ عالمگیری و روشناس بزم رنگین جہانگیری و عمدگان قوم نایط و صاحب ثروتان این طایفہ بود بعنایت پادشاہی بخطاب محترم خان ممتاز و منصب پنجہزاری و جاگیر سرفراز گشت خامہ جادو طرازش مخترع چمن رنگین بیانی و فکر آسمان پروازش مبدع نہال مضامین و معانی است۔

	ولہ	
اختراعی سر بسر نشہ است نوش عافیت		با مسیحا در نسازد خاطر آزادِ ما

(۱۹۴) مولوی محمد محی الدین۔ سعید لقب خاطر تخلص۔ ابن مولوی حسن علی۔ سعید نایطی۔ شافعی۔ ریاست میسور کے متوطن سرکار نظام کے نمک خوار۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین آپکے اجداد کو ٹیپو سلطان کے عہد مین ریاست کی مختلف خدمات سپے

تعلق تہا۔ آپ کے والد ماجد منظر آباد کے قلعہ داری سے ممتاز رہے ہے۔ برٹش گورمنٹ کے عمل دخل مین آپ کو عمل داری کی خدمت عطا ہوئی۔ مہاراجہ کے ابتدائی زمانہ حکومت مین آپ نے ترک وطن کرکے سرکار نظام کی ملازمت اختیار کی۔ تعلقۂ ابراہیم پٹن کی عملداری سے سرفراز رہے۔ آخر عمر مین ترک ملازمت کرکے سیاحی اختیار کی متعدد اوقات مین حجاز کا سفر فرمایا۔ بزرگان دین اور اولیائے کرام کی متبرک زیارات سے بہرہ اندوز ہوکر سلسلہ قادریہ اور چشتیہ سے بیعت حاصل فرمائی۔ آپ ہمیشہ ریاضت کش اور معتکف رہا کرتے تہے۔ فضایل علوم صوری ومعنوی سے آراستہ تہے۔ فن طبابت مین آپ کا تجربہ بڑہا ہوا تہا۔ آپ کی قابلیت کی اعلےٰ یادگار آپ کی تصانیف ذیل ہین:

(۱) غایتہ المرام در تصوف (۲) اختصار در تصوف (۳) تشفی نامہ در تصوف (۴) افشائے راز فرامشن (۵) شرح العزیز در تصوف (۶) ضیاء القلوب در تصوف (۷) نامہ خاطر (۸) بہارستان تقدیس (۹) امداد الطالبین در تصوف

(۱۰) ازالتہ الکہالت۔

(۱۹۵) محمدؐ محی الدین نایطی۔ بن محمدؐ شاہ مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ نوابی کرنول کے زمانہ مین موضع بہنڈیاتکور بطریق جاگیر آپ کو عطا ہوا تہا۔ آپ کے فرزندون سے محمدؐ صبغتہ اللہ نایطی کو ریاست ناکپور مین مانکاری* کی منزلت حاصل تہی۔ صاحب جاگیر اور امیر کبیر کہلاتے تہے۔ جن کی اولاد کا ذیلی سلسلہ مولف کو دریافت نہو سکا۔ محمدؐ محی الدین نایطی کے دوسرے فرزند (محمدؐ حبیب اللہ نایطی) کے دوسرے صاحبزادے (مولوی غلام رسول نایطی) سرکار نظام کے نمک خوار اور داروغگی شیشہ آلات کے عہدہ سے ذی اعتبار ہین۔ جن کی ملاقات کا شرف مولف کو حاصل ہے۔

(۱۹۶) محمد مخدوم نایطی۔ قدس سرہ۔ ابن شیخ احمد نایطی صوبہ ارکاٹ مین صاحب دل گزرے ہین۔ آپ عالم تنہائی مین بسر کرتے تہے۔ نواب والاجاہ کے عہد حکومت مین اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے کہ قحط سالی مین میر اسد اللہ خان بہادر نائب

* یہہ زبان سنسکرت کا لفظ ہے بمعنی صاحب جواہر یعنی امیر کبیر۔

صوبہ دارارکاٹ نے باران رحمت کی التجا آپ سے کی ہے جب آپ مجبور ہوکر اپنے مصلے سے اوٹہتے تہے تو بارش بکثرت برستی تہی۔ آپ اپنی زندگی ہی مین عامل سریع التاثیر سے مشہور رہتے علوم ظاہری کے سوا علوم باطنی بہی رکہتے تہے۔ سید علی محمد خلف الرشید حضرت شاہ عبدالرحمن بیجاپوری صبغۃ اللہی قدس سرہ سے آپکو بیعت حاصل تہی۔ بتاریخ ۲۶ شوال ۱۱۸۵ھ گیارہ سو پچاسی ہجری آپ نے رحلت فرمائی۔ مقام تاج پورہ واقع ارکاٹ مین آپکا مزار ہے۔ صاحب گلستان نسب نے آپ کا مختصر احوال لکہا ہے

(۱۹۷) محمد مخدوم نایطی۔ اودگیری مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کو ریاست بیگن پلی مین والی ریاست کے اتالیقی کا اعزاز حاصل تہا۔ علوم وفنون مین فرد منتخب سمجہے جاتے تہے۔ آپکے پوتون سے مولوی غلام رسول نایطی ریاست ممدوح کے قصبہ کویل کنڈہ کے قاضی اور آپ کے نواسے غلام محمود نایطی بیگن پلی کے لکہہ پتی تاجرین سے ہین۔

(۱۹۸) محمد مستعد خان نایطی۔ الملقب بہ پتو مشاہیر قوم سے

گزرے ہین بقول مصنف رسالہ نایط آپ کو صوبہ کاکنارکی نیابت صوبہ داری کا عہدہ حاصل تہا۔ آپ بڑے حوصلہ مند شخص تہے آپ کی ذات ستودہ صفات سے افراد قوم کو ہمیشہ ہر قسم کی مدد ملا کرتی تہی۔

(۱۹۹) **محمد معین الدین نایطی**۔ الملقب بہ آگ لاوے ابن غضنفر حسین مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین جن کی بہادری کا پتہ تاج الاقبال (تاریخ بہوپال) سے ملتاہے مہاراجہ ناگپور کے لشکر مین آپ کو رسالداری کی عزت حاصل تہی۔ نواب صدیق علی خان نایطی میر عساکر و مدار المہام ریاست کے مشیر خاص تہے۔

(۲۰۰) **مولوی محمد معین الدین**۔ مہکری لقب۔ ابن حکیم محمد اسد اللہ خان مہکری۔ مشاہیر قوم سے ہین۔ ٹیپو سلطانی حکومت مین آپ کے جداعلے محمد علی مہکری۔ بحری فوج کے افسر تہے آپ میسور مین متولد ہوے۔ آپ کی قابلیت عربی اور فارسی زبان مین مسلم ہے۔ کنڑی اور تلنگی زبان سے بہی بخوبی ماہر ہین سرکار نظام کے امتحانات مالگزاری مین کامیاب اور علاقہ

صرف خاص کے ضلع اطراف بلدہ مین تحصیلدار ہین مولف تاریخ کو آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ نہایت لایق عہدہ دار ہین۔ آپ کے تین صاحبزادون (۱) محمد ضیاء الدین (۲) محمد قادر علی (۳) محی الدین محمود سے منبر ۱ و ۲ سرکار نظام کے نمک خوار ہین اور منبر ۳ مدرسۂ عالیہ حیدرآباد مین ایف اے کی تعلیم پارہے ہین

(۲۰۱) **حکیم محمد مہدی نایطی**۔ سعید لقب۔ المخاطب بہ حکیم شفادست خان بہادر ابن حکیم حسین علی نایطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ کا وطن مدراس ہے۔ نواب والاجاہ مغفور کے زمانہ ریاست مین آپ مجلس الطباء کے ممبر اور نہایت لایق اور تجربہ کار شخص تھے مدراس مین آپ کے مطب کی شہرت اتبک باقی ہے۔

(۲۰۲) **مولوی محمد میران نایطی**۔ الملقب بہ بہانڈے بھونڈے۔ والمتخلص بہ شہا۔ بن حبیب اللہ ذکا بن حافظ محمد میران بن حافظ محمد علی بیجاپوری مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کے اب و جد کا احوال منبر ۲۵ پر لکھا گیا ہے۔ آپ رمضان ۱۲۶۸ھ مین

به مقام نیلور متولد ہوے۔ عربی کی اکثر وہ کتابین جو سلسلہ نظامیہ مین داخل ہین مولانا مولوی شجاعت حسین غازیپوری سے پڑہین فقہ اور حدیث کی سند مولوی محمدؐ ہاشم دہلوی سے حاصل کی اور اور فارسی کی تحصیل اپنے شفیق باپ سے۔ فی زماننا حیدرآباد کے دفتر صدر محاسب سرکار مین عہدہ لایقہ سے ممتاز ہین۔ نظم ونثر فارسی مین اسد اللہ خان غالب کے طرز کو آپ کی روشن طبیعت سے جلا حاصل ہے۔ آپکی ذہانت اور طباعی کی تعریف مولف کے سے کم سواد شخص کی زبان سے چھوٹا منہہ بڑی بات کا مصداق ہے جس کا شمار آپ کے شاگردون مین ہے مندرجہ ذیل غزل آپ کے فارسی کلام کا اعلے نمونہ ہے۔

دست جور محتسب تا شیشہ و ساغر شکست	از شکست شیشہ و ساغر مرا دل در شکست
واے بر محرومی پرواز ان مرغ اسیر	کز طپیدن تا قفس شکست بال و پر شکست
حالت اشکستہ ام دارد تماشائے دگر	این بہار تازہ باشد رنگ بر رو گر شکست
ہر گرانی ہاے بازار من چہ باشد بیش ازین	تا نہادم و بہ مجلس مجلس خود بر شکست
زاہدا من مے کشم اینجا مبارک بہر تو	آرزوی مے کشی ہا بر لب ساغر شکست

معرکہ آرا مشو زاہد ز وعظ روز حشر		طرز رفتار کسی ہنگامہ محشر شکست
چارہ درد تہا باشد باعث درد دگر		یعنے تا پیکان برآید در دلش نشتر شکست

(۲۰۳) **محمد ندیم اللہ نایطی** - المخاطب بہ ندیم اللہ خان ابن غلام محی الدین نایطی معززین قوم سے گزرے ہین - آپکو والاجاہی ریاست مین والی دولت کی اتالیقی کا اعزاز حاصل تہا - جواہر علوم وفنون سے آراستہ تہے - بتاریخ ۵ ہر شعبان ۱۲۹۰ھ بارہ سو نوے ہجری بحالت سجدہ نمازِ فریضۂ صبح آپ نے رحلت فرمائی -

(۲۰۴) **مولوی - حاجی - محمد نظام الدین نایطی** - تانتلی لقب بن مولوی محمد حسین مغفور بن مولوی محمد عبد اللہ مولف تاریخ کے والد ماجد مشاہیر قوم سے گزرے ہین - آپ کے حسب و نسب کا سلسلہ حافظ ابراہیم عرب کے واسطہ سے سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ تک پہونچا ہے - آپ کے جد ماجد مولوی محمد عبد اللہ مغفور شاہی حکومت مین قلعہ ونگول کے قلعہ دار تہے - آپ بہ مقام ونگول متولد ہوے - علوم فارسیہ وعربیہ کی تحصیل کے بعد - حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً سے شرف اندوز ہو کر عالم

شباب مین مدراس گورنمنٹ کے ضلع نیلور کی مہتممی پولیس کا عہدہ قبول
فرمایا۔ لیکن بہت تہوڑے عرصہ مین جس جس طرح جدید قواعد کی
پابندی ہونے لگی۔ آپ اوس عہدہ سے متنفر ہوتے گئے۔ نیک
نفس حکام نے آپ کی دلجوئی کے لحاظ سے بہت سے قیود اور قواعد
سے آپ کو مستثنیٰ کیا لیکن صرف چہہ سال کی ملازمت کے بعد
آپ نے نوکری سے استعفا دیدیا۔ اور مدراس کے مدرسۂ اعظم
مین عربی کے پروفیسر مقرر رہوے۔ اور پہر آخر سنہ ۱۲۷۹ھ تک آپ نے
تجارت مین فروغ حاصل کیا۔ اوایل سنہ ۱۲۸۰ھ مین نواب سر سالار جنگ
مختار الملک مغفور وزیر اعظم ریاست حیدرآباد کے خواہش اور
مولوی سید عبدالوہاب حسینی مغفور اور وجیہ الدین خان معنی کے
ایماء پر آپ نے حیدرآباد تشریف لاکر سرکار نظام کے نمکخواری
کا اعزاز حاصل فرمایا۔ آپ کی ملازمت کا بڑا حصہ سررشتہ عدالت
سے متعلق رہا۔ دار القضاء بلدہ اور عدالت دیوانی بزرگ کے
مہتممی اور پہر نیابت دوم عدالت دیوانی بلدہ پر کارفرمائی کے
بعد پیرانہ سالی کی وجہ سے کنارہ کش ہوے اور اپنی خدمت کیلئے اپنے

چھوٹے فرزند مولوی احمد اللہ مرحوم کو پیش فرمایا۔ قدردان گورنمنٹ نے آپ کی استدعا کو منظور فرماکر آپکو حسن خدمت کا وظیفہ عطا فرمایا۔ سررشتہ عدالت کی تاریخ مین آپ کی راست بازی اور جفاکشی کے آثار موجود ہین۔ رعایائے حیدرآباد کے بڑے حصہ کی زبان پر آپ کے محامد صفات ابتک باقی ہین۔ شوال ۱۳۱۳ھ مین آپ نے وجع القلب کے عارضہ سے نماز شام مین رحلت فرمائی۔ آپ کے پانچ لڑکون سے (۱) اضعف العباد مولف تاریخ (۲) مولوی محمد عبد الستار (۳) محمد عبد الودود (۴) ڈاکٹر عبد الرحمن بقید حیات ہین (۵) سب سے چھوٹے مولوی احمد اللہ رحلت فرماچکے ہین۔ جنکا تذکرہ جداگانہ لکھا گیا ہے اللہم اغفرہما بحرمتہ حبیبک علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(۲۰۵) **مولوی محمود علی نایطی** ۔ پتوّر لقب المخاطب بہ دبیر الملک مشیر الدولہ رازدار خان مجوز جنگ بن محمد علی بن محمد سعید مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپکی مسلّمہ قابلیت زبان فارسی۔ عربی۔ اور انگریزی کی دربار والاجاہی مین

قابل قدر ثابت ہوئی۔ والی ریاست نے آپکو دفتر انگریزی کا میر منشی خاص مقرر فرمایا اور اسی عہدہ کے مناسبت سے دبیر الملک مشیر الدولہ رازدار خان مجوز جنگ بہادر کا خطاب آپ کو عنایت ہوا۔ آپ بڑے سنجیدہ مزاج معاملہ فہم اور ذی اعتبار شخص تھے والی ریاست کے پاس آپ کا بڑا اعزاز اور اعتبار تہا۔

(۲۰۶) **قاضی محمود کبیر نایطی**۔ قدس سرہ۔ بن قاضی احمد بن فقیہ ابو محمدؐ نایطی بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ شاہ سید اکبر حسینی ابن حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز حسینی قدس سرہما کے داماد اور ممالک دکن کے قاضی القضات اور مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ کے معاصرین سے تھے۔ مصنف تاریخ احمدی اور صاحب گلستان نسب نے آپ کا احوال لکہا ہے۔ بہت تہوڑے زمانہ تک آپ نے قاضی القضات کے فرایض خدمت کو سنبہالا اور پہر خدمت سے مستعفی ہو کر حجاز کے طرف روانہ ہوے مولوی غلام محی الدین شایق نے روضئہ قدسیان مین فرمایا ہے کہ آپ کے سفر کے بعد آپ کے صاحبزادے (قاضی رضی الدین

مرتضیٰ کو قضاءت کی خدمت ملی۔ جب آپ نے حج سے فارغ ہوکر مدینہ مطہرہ کا ارادہ فرمایا تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم خواب مین شیخ الحرم کو حکم فرمایا کہ فاضل ہند کی پیشوائی کرے۔ جب آپ کا قافلہ مدینہ مطہرہ کے قریب پہونچا تو بیرون آبادی شیخ نے استقبال کیا۔ آپ قافلہ سے آگے بڑہے اور شیخ سے مصافحہ فرمایا اور کہا کہ یہہ عاصی اس تکلیف فرمائی کی صلاحیت نہین رکہتا۔ پہر شیخ نے آپ کو اپنا مہمان بنایا۔ زیارات متبرکہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے ہند کا ارادہ کیا اور بیجاپور مین رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار مبارک اوسی مقام پر ہے۔ مولف نے آپ کے صاحبزادے کی قضاءت کے متعلق شہنشاہ اکبر کا فرمان مترشدہ ۱۰ محرم سنہ ۹۹۴ھ نون سو چورانوے ہجری دیکہا ہے

(۲۰۷) شاہ محی الدین نایطی۔ لوکہری لقب۔ بن شاہ جعفر قدس سرہما مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپکا سلسلہ نسب حضرت شاہ احمد کلیم قادری رحمتہ اللہ علیہ کے حسن توسط سے

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔ حضرت شاہ احمد کلیم قدس سرہ کے فضایل اور خرق عادات زمانہ مین مشہور ہین۔ شاہ محی الدین نایطی کے فرزند ارجمند شاہ حامد سعید ٹیپو سلطانی حکومت مین صفیر ایران مقرر ہو کر معاش جلیلہ سے سرفراز تھے جن کے صاحبزادے شاہ ابو الحسن چشتی کلیم اللہی کا زمانہ مدراس پریسیڈنسی مین گزرا ہے آپکو شاہ عبد القادر فخری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت حاصل تھی۔ اور سلوک مین بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولوی غلام دستگیر مغفور کے تین صاحبزادون سے آپ کے خاندان کا نشان قایم ہے۔ (۱) مولوی احمد کلیم (۲) مولوی غوث محی الدین (۳) مولوی صدیق حسین عاشق نمبر ایک نہایت ذی علم اور باخدا شخص اور اپنے خاندانی بزرگیون کے سچے یادگار علوم طریقت مین کامل اور ہمیشہ ذاکر و شاغل ہین۔ نمبر دو کو بھی سرکار نظام کی نمک خواری کا اعزاز حاصل ہے نمبر تین کا احوال جداگانہ لکھا گیا ہے۔ مولوی غلام دستگیر مغفور اور اون کے تینون

صاحبزادون سے مولف تاریخ کو ملاقات کی عزت حاصل ہے

(۲۰۸) سید محی الدین علوی نایطی۔ قریشی لقب ابن سید ضیاء الدین میسوری۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ بخشی غلام علی خان کنداچار کے حقیقی نواسے تھے۔ صرف آپکی ننہال کو قوم نوایط سے تعلق ہے۔ آپ کے والد ماجد ریاست میسور مین نیٹو جج کا عہدہ رکھتے تھے۔ تکمیل مدت ملازمت کے بعد آپ نے ۵۰۰ کا وظیفہ حاصل کر کے ہجرت فرمائی مدت العمر مکہ معظمہ مین رہے۔ اور اوسی مقام متبرک پر انتقال فرمایا۔ سید محی الدین مغفور ملیبار مین صیغہ نمک کے افسر مقرر ہوے اور پھر ریاست میسور مین آپ کو اسسٹنٹ کمشنر کا عہدہ ملا جب سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم دکن نے آپ کو بلوایا تو آپ حیدرآباد چلے آئے ابتداءً ریونیو بورڈ کے ممبر اور من بعد صدر مہتمم و معتمد صدر المہام کو توالی ناظم مدخل و ناظم ٹپہ خانجات ممالک محروسہ سرکار نظام رہنے کے بعد عمر کے آخری زمانہ مین سررشتہ مالگزاری کے صدر تعلقدار مقرر ہوے۔ نہایت

تجربہ کار اور قانون دان افسر تھے۔ رجب ۱۳۰۵ھ تیرا سو پانچ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی۔ شاہ خاموش قدس سرہ کی درگاہ مین آپ کا مزار ہے۔ مولف تاریخ کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۲۰۹) سید مغیث الدین نایطی۔ سلطان علا والدین کے عہد مین مشاہیر سے گزرے ہین جن کو دربار شاہی مین اعزاز خاص حاصل تہا۔ مصنف تاریخ فرشتہ فرماتے ہین کہ او و برادرش سید نجیب الدین ہر دو بزہد و تقوے و سایر کمالات اتصاف داشتند و ایشان را سادات نوتیہ می گفتند۔

(۲۱۰) ملک محمود نایطی۔ جواہر تخلص ابن قاضی محمد عیدروس نبیرہ فاضل خان نایطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ نوابی کرنول مین آپ کو موضع کپرلا کی جاگیر داری کی عزت حاصل تھی۔ والی ریاست کے مصاحبین خاص مین آپ کا شمار تہا۔ آپ کے صاحبزادے غلام حسین گوہر تخلص کے دونون فرزند غلام علی نایطی اور ملک محمود نایطی سرکار

نظام کے نمک خوار ہین۔ آپ کے دوسرے فرزند غلام حیدر شہوار تخلص کی اولاد سے غلام محی الدین وغیرہ کو بہی سلطنت آصفیہ کی نمک خواری کا اعزاز حاصل ہے۔

(۲۱۱) **نواب منیر الدین خان نایطی**۔ المخاطب بہ سکندر یار جنگ بہادر ابن محمد محی الدین خان بن نواب منیر الدین خان سکندر یار جنگ اولی مشاہیر قوم سے ہین۔ آپ کی جدہ ماجدہ حافظ محمد حسن خان منصبدار ابن حافظ محمد صادق علی خان مہاجر نایطی قریشی۔ بخشی فوج والی ریاست حیدرآبا دکی صاحبزادی تہین۔ آپ کے جد ماجد کا احوال مصنف نگارستان آصفی نے لکہا ہے۔ آپ کا معین الاسلام خان بہی خطاب تہا۔ نواب سکندر جاہ مغفور کی زمانہ ریاست مین بخشی گری کی خدمت اور دو ہزار جوانان بارکا آوردہ اور عدالت کی صدارت آپ کے تفویض تہی۔ سفر شوراپور مین آپ والی ریاست کے ہمرکاب رہے۔ آپ کے پوتے نواب سکندر یار جنگ خان ابتدائے علاقہ دیوانی مین تعلقہ دار رہتے اور پہر حسن خدمت کا

وظیفہ پانے کے بعد علاقہ پائیگاہ نواب سر خورشید جاہ امیر کبیر مغفور کے معتمد مال ہوے اور اب تک اوسی پر قایم ہین آپکی علمی اور عملی قابلیت اظہر من الشمس ہے۔ بڑے ہی سنجیدہ مزاج نیک بخت۔ اور دیندار امیر ہین۔ مارگزیدہ کے لئے آپ کا عمل نہایت موثر ثابت ہوا ہے۔

(۲۱۴) مولانا شیخ میر نایطی۔ مشاہیر قوم سے گزرے ہین صاحب گلستان نسب فرماتے ہین کہ ریاست والا جاہی مین آپ رسالہ شاہی کے سرگردہ تھے۔ اور پہر والی ریاست کے مصاحب مقرر ہوے۔ آپ نہایت متقی اور پرہیزگار رہتے۔ جس زمانہ مین آپ نے ہاتیون کی تجارت جاری کر رکھی تھی آپ کا مطالبہ ریاست حیدرآباد پر تہا۔ جب آپ نے اُسکے وصول کے لئے نواب ناصر جنگ شہید سے ملاقات کی تو نواب شہید نے نہایت خلق و مروت کے ساتھ آپ کی مہمانداری کا حکم فرمایا مگر آپ نے معذرت کے ساتھ اوس سے معافی چاہی اور فرمایا کہ قرضخواہ کو حق نہین ہے کہ اپنے مطالبہ کے سوا کسی اور

تکلیف دہی کا باعث ہو۔ نواب شہید کے حکم سے آپ کا مطالبہ فوراً بے باق کر دیا گیا۔ اور پھر آپ کو اصرار کے ساتھ مہمانی کا شرف بخشا گیا۔ والی ریاست نے آپ کے حُسن معاملت کی بڑی تعریف کی۔

(۲۱۳) مولانا شیخ میران نایطی۔ قدس سرہ بارا ہزاری لقب مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ جوان صالح اور مرد متقی تھے ہر روز بارا ہزار درود کا ورد جاری رکھتے تھے۔ عالم خواب مین آپ کو ہر روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہان آرا کی رویت نصیب ہوا کرتی تھی۔ ہمیشہ آپ پر رقت طاری رہتی تھی۔ صاحب گلستان نسب نے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے آپ کی رحلت بلدہ محمدؐ پور مین واقع ہوئی وہین آپ کا مزار ہے۔

ردیف ن

(۲۱۴) مولانا حاجی ناصر الدین عبد القادر نایطی۔ المخاطب بہ امیر نواز جنگ بہادر ابن مولوی محمدؐ صبغۃ اللہ المخاطب

قاضی الملک مغفور امرائے کرناٹک سے گزرے ہین۔ آپکی ولادت ۱۲۴۴ھ بارہ سو چوالیس ہجری مین واقع ہوئی۔ علم و فضل سے آراستہ زہد وتقوے سے پیراستہ تھے۔ دربار والاجاہی سے آپ کو قادر حسین خان امیر نواز جنگ بہادر کا خطاب عنایت ہوا۔ ناظم باغات کا عہدہ آپ کے تفویض تھا۔ نوابی کے خاتمہ پر برٹش انڈیا نے آپ کو پنشن عطا کی۔ بتاریخ ۲۷ جمادی الاول ۱۲۹۹ھ بارہ سو ننانوے ہجری آپ نے بہ مقام مدراس رحلت فرمائی۔ آپ کی تالیفات سے صرف ترجمہ اغظم الاجر کا پتہ مولف کو ملا۔ مصنف تاریخ احمدی نے آپ کا مختصر احوال لکھا ہے۔

(۲۱۵) مولوی ناصر الدین محمد نایطی۔ ابن نظام الدین احمد صغیر رحمتہ اللہ علیہ بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت محمد پور مین واقع ہوئی۔ جب فضیلت علم سے آراستہ ہوے تو سرکار والاجاہی سے محمد پور کی صدارت آپ کو عطا ہوئی۔ جسکو نہایت راست بازی اور سچائی کے ساتھ اپنے

سرانجام دیا مدت العمر اپنے عہدہ کے فرایض کو ادا کرتے رہے۔ بتاریخ
۲۸ ہ رمضان ۱۲۰۶ھ بارہ سو چھہ ہجری اوسی مقام پر رحلت فرمائی
بڑے باخدا شخص تھے حضرت سید ولی محمد الحسینی القادری کے
دست مبارک پر آپ نے بیعت فرمائی تہی۔ صاحب تاریخ احمدی
نے آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۲۱۶) **سید نجیب الدین نایطی**۔ امراے دربار سلطان علاؤالدین
مین مشہور شخص تھے۔ زہد وتقوے مین خصوصًا اور تمام کمالات مین
عمومًا آپ کا نام مشہور رہتا۔ محمد قاسم فرشتہ نے آپ کا احوال
لکہا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ سادات نوئتہ سے تہے۔

(۲۱۷) **مولانا حاجی۔ نظام الدین احمد نایطی**۔ المخاطب
بہ منفذ جنگ بہادر ابن نواب بدر الدولہ مغفور امرائے صوبہ
کرناٹک سے گزرے ہین۔ آپ کی ولادت ۱۲۴۲ھ بارہ سو بیالیس
ہجری مین بمقام بلدہ مدراس واقع ہوئی۔ ذی علم اور صاحب
استعداد تہے۔ سفر حجاز کے بعد آپ کا تعلق دربار والا جاہی
سے ہوا۔ نظام الدین احمد خان منفذ جنگ بہادر کا خطاب

اور نفاذ احکام عدالت کی خدمت عطا ہوئی۔ بڑے آب و تاب کے ساتھہ آپ نے اپنے عہدہ کے فرایض کو سنبہالا۔ نیک نام افسر تہے۔

(۲۱۸) مولانا مولوی نظام الدین احمد صغیر نایطی۔ ابن محمدؐ عبداللہ مغفور۔ بزرگان قوم سے گزرے ہین۔ آپ بڑے باکمال اور حقایق معرفت سے آگاہ تہے۔ آپ کی ولادت ۱۳۰۰؁ء گیارہ سو تیرہ ہجری مین ہوی۔ تحصیل علوم دینی کے بعد دارالریاست محمد پور ارکاٹ کی صدارت کا عہدہ آپ کے تفویض ہوا۔ آپ کی اوقات عزیز کا بڑا حصہ تالیف و تصنیف مین گزرتا تہا۔ ۲۲ رمضان ۱۱۸۹؁ء گیارہ نواسی ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی اور اپنے مولد ہی مین دفن ہوے۔ آپ کی تالیفات ذیل آپ کی اعلےٰ یادگار ہین (۱) انباء الاذکیا بتجبیب الطیب والثنا الی سید الانبیا بزبان عربی (۲) سرور الصدور ترجمہ معرب الزبور فارسی (۳) فیض الوہاب فی شرح خلاصۃ الحساب فارسی (۴) فیض الجلیل فی ترجمۃ الانجیل فارسی (۵) فتح الوہاب المجیب

فی ترجمۃ القول السدید فارسی (۶) کنوز السعادہ فی الذکر الائمۃ الاثنا عشریۃ فارسی (۷) حصول المبرات بشرح دلایل الخیرات (۸) وقایع نہفتۂ امیر الامرا نظام الدولہ ناصر جنگ۔ ومجیۃ لدفع فساد المظفر الطاغی فی دیار التلنگ بزبان عربی۔

(۲۱۹) مولانا نظام الدین احمد کبیر نایطی۔ ابن قاضی حسین لطف اللہ نایطی۔ بزرگان قوم سے گذرے ہین۔ آپ علوم صوری ومعنوی مین فرد کامل۔ خصوصًا حدیث مین اکمل تھے۔ حدیث کی سند عوض بن محمد بن شیخ الضعیف السقاف سے حاصل فرمائی تھی۔ اوائل عمر مین علی عادل شاہ کے منشی خاص تھے اور پھر شاہ جہان کی خدمت مین سفیر مقرر ہوے آخر عمر مین خانہ نشین رہے صاحب تاریخ احمدی نے آپ کی رحلت کا عجیب واقعہ لکھا ہے آپ فرماتے ہین کہ جب آپکی رحلت کا وقت قریب ہوا تو آپ نے غسل فرمایا اور سپید لباس کے ساتھہ ایک سفید فرش پر بادب بیٹھہ رہے۔ بار بار کھڑے ہوتے تھے اور آداب بجا لاتے تھے اور فرماتے تھے کہ غلام ہرگز اس قابل نہین ہے۔ اور پھر فرمایا

اشہدان لا الہ الا اللہ واشہد انک محمدً عبدہ ورسولہ۔ یہہ فرماکر
آپ گر پڑے۔ لوگون نے سنبہالا اور آپ کو مردہ پایا یہہ واقعہ
۱۸ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ گیارہ سو ہجری مین واقع ہوا۔ صاحب
گلستان نسب نے بہی آپ کا ذکر خیر فرمایا ہے۔

ردیف واو

(۲۲۰) **مولوی وجہ الدین خان نایطی**۔ تانتلی لقب۔
مغنی تخلص بن غلام محی الدین خان بن تاج الدین خان مغفور۔
مولف تاریخ کے عم مکرم مشاہیر حیدرآباد سے گزرے ہین
آپ کے جد امجد کو حضرت مغفرت منزل سکندر جاہ مغفور نور اللہ
مرقدہ کے عہد مبارک مین نواب ارسطو جاہ مدار المہام وقت
نے حیدرآباد طلب فرمایا معاش منصب سے سرفرازی بخشی
۱۲۱۹ھ بارہ سو انیس ہجری کے اوایل مین نواب ارسطو جاہ
کی رحلت ناگہانی۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ کی مصداق
واقع ہوئی۔ آپ کے والد ماجد مدت العمر اپنے آبائی منصب
سے ممتاز رہے۔ جس کا سلسلہ اب تک آپ کے خاندان مین قایم

آپ بڑے باکمال اور ذی علم و فضل تھے۔ مولوی عبد العلیم نصر اللہ خان مغفور نے اپنی تصنیف تاریخ دکن مین آپ کے حالات لکھے ہین۔ مصنف اشارات بنیش نے بھی آپ کا تذکرہ فرمایا ہے آپ کی تصنیفات سے صلواۃ النجاۃ فی حسان الدعوات ایک اعلے درجہ کی کتاب ہے جس مین ایک سو ایک درود اور ہر درود سے مختلف صنائع کے ساتھہ بقاعدۂ جُمل تاریخ نکالی ہے۔ دوسری تصنیف جدید التواریخ کے نام سے شائع ہوئی ہے جس کے ہر جملہ سے بقاعدہ جمل نواب سر سالار جنگ مغفور وزیر اعظم دکن کی خلعت وزارت کا سنہ نکلتا ہے مولف تاریخ نے اپنے اوایل شباب مین آپ کی نیازمندی کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند محمد وزیر الدین خان نایطی حیدر آباد مین بقید حیات ہین اور ابائی منصب سے سرفراز حضرت معنی کا فارسی کلام آپ کی شگفتگی طبیعت اور روشن مزاجی کی داد دیتا ہے۔

صبح چگونہ در دمد و بنما کہ ہم چنین	شام چہ رنگ سر زند زلف گشا کہ ہم چنین

فصل بہار یاسمن چون برسد بہر چمن
خندہ زنان بسوی من زود بیا کہ ہم چنین

گفتمش اے کرشمہ دان ناز تو خون کند چسان
دست نہاد بر میان کرد ادا کہ ہم چنین

دست ز دین کشیدہ ام کفر تو برگزیدہ ام
ہیچ بتے ندیدہ ام نام خدا کہ ہم چنین

شد بچہ رنگ غنچہ را دست صبا گرہ کشا
از سر ناز وانما بند قبا کہ ہم چنین

پیش مریض سکتہ دم چون تو آئینہ ہم
بر رخ من بنہ صنم روئے صفا کہ ہم چنین

پرسد اگر کسی ز تو شیفتہ چون کنی بگو
بر زدہ چشمکے باو دل بربا کہ ہم چنین

بر افق فلک چسان مہر بود ضیا فشان
ای مہ آسمان جان بام برآ کہ ہم چنین

فتنہ بلند چون شود حشر بپا چگون شود
خلق چسان ز بون بود خیز ز جا کہ ہم چنین

گفت کسے بیار رست جان بہ بدن چگونہ ہست
آمدہ ناگہان نشست در بر ما کہ ہم چنین

رفت چگونہ زین جہان معنی خاکسار ما
مشت غبار خاک را دہ بہوا کہ ہم چنین

ولہ

این است کہ غارت دل من ساختہ این است
این است کہ صد خانہ برانداختہ این است

این است کہ از عارض افروختہ خویش
آتش بدل و جان من انداختہ این است

این است کہ پیوستہ از آن ابروی خونریز
شمشیر جفا بر سر من آختہ این است

این است کہ برپا بجہان کرد قیامت
از جلوہ آن قامت افراختہ این است

این است کہ چون شمع بسوز تپ فرقت — اجزائے وجودم ہمہ بگداختہ این است
این است کہ گاہے بہ تغافل ز سر مہر — بر حال من زار نپرداختہ این است
این است کہ از زخمہ یک غمزہ خونخوار — تار رگ جان ہمہ بنواختہ این است
این است کہ مردم بوفاداری او لیک — قدر من دلباختہ نشناختہ این است
این است کہ آن ہندوی زلفش ز تطاول — شبخون بدل عاجز من تاختہ این است
این است کہ چون ابروے او تیغ بکف شد — ترک فلک اول سپر انداختہ این است
این است کہ بردوختہ قلب و جگر از تیر — اثبات کن یک گز و دو فاختہ این است
این است کہ معنی بقمار ہوس او — نقد دل و جان صبر و خرد باختہ این است

ولہ

مصرع پیچیدہ زلفش رسا افتادہ است — موشگافان را مضامین پیش پا افتادہ است
بہرہ ور از نعمت ایمان دل عاشق بود — کو ز ہجر و وصل در خوف و رجا افتادہ است
دل نمی خواہد تماشائے فضائے سبزہ زار — خط سبزش خطہ نزہت فزا افتادہ است
فارغ است از گردش گردون دل پر درد من — دانہ اشکم کجا در آسیا افتادہ است
کس نگوید قاتلم را لشت پا بر لاش زن — خون من کردہ بفکر خون بہا افتادہ است
یک سر مو نیست از جور بتان روے گریز — در قفائے عاشقان طرفہ بلا افتادہ است

نیست باگلہائے این گلشن ہمرو برگ ام	سبزۂ بیگانہ با من آشنا افتادہ است
کوسگ کوے صنم تا از زمین بر داردش	استخوان من ز منقار ہما افتادہ است
لاش عاشق گرہمی جوئی ببین در قتلگاہ	ہر جدا دستے جدا پائے جدا افتادہ است
خاک در راہ تو گردیدم ز تقدیرم مپرس	سر نوشت من بدان گر نقش پا افتادہ است
کشتۂ دستش اگر در نزع پا ساید بجاست	کو بموت احمر از رنگ حنا افتادہ است
مینماید ہمسرے با زلف او مشک ختن	نیتش را بے صواب اندر خطا افتادہ است
خاکساری بر وصول منزل مقصد مدام	سالکان را ہمچو جادہ رہنما افتادہ است
فرش پا انداز او در کلبۂ چشم کجاست	از نئی مژگان فقط یک بوریا افتادہ است
زیر دیوارش ہمہ شب نالہ و زاری کند	بر سر معنی نمیدانم چہا افتادہ است

ولہ

اشک من این سو نہ آنسو می دود	طفلک شوخشت بر رو می دود
چون رسن بازے کہ تازد بر رسن	شانہ اش بر تار گیسو می دود
تیغ ابرو جملہ تن کردہ فگار	سیل خون از ہر بن مو می دود
وحشتم در عشق چشم شوخ تو	روز و شب دنبال آہو می دود
بر مسلمانان پئے تاراج دین	خال او مانند ہندو می دود

کام خشکم تر شود دیگر زمے — آب رفته باز در جو می دود
آئینه از نقش پایش سر زند — هر که او در عشق زانو می دود
زود تر آید بهر کام سرشک — چون بر ابریشم که لولو می دود
من ز دست ناتوانی می روم — گر کسی از پائے نیرو می دود
دست او یکدست خوب اما نظر — بیشتر بر حسن پا او می دود
بوے زلفش شام آید در مشام — نکهتے در شب ز شبو می دود
چاه بابل تر شد از چاه ذقن — آب خشک او ز جادو می دود
بارہا سنجیده ام کز دست او — تیر بر قصد ترازو می دود
راه خلق نیک ای معنی سپر — تیغ در کف ترک بدخو می دود

ولہ

چو آن محشر آرا به محفل نشیند — چنان فتنه خیزد که مشکل نشیند
اگر از منش مهر در دل نشیند — بسے سهل خیزد بمشکل نشیند
نگیرد به راه تو آرام سالک — دمی گر نشیند بمنزل نشیند
وجود بشر خشت ناچیز نبود — که در قالب قدرت این گل نشیند
دل پر فغان ره به بزمش چو یابد — به پہلوے دف چون جلاجل نشیند

خوشا لذت تیغش الله اکبر	که در رقص شادی نه بسمل نشیند
حبابے بگردد تہی کردہ قالب	گر آئینہ پیشش مقابل نشیند
چسان خال بر روئے او جا گرفتہ	سلامت بر آتش نہ فلفل نشیند
بجون گرمی او را دم ذبح گیرم	که تا دیر بر سینہ قاتل نشیند
بدارد محیطی در آغوشش معنی	مگر خشک لب ہمچو ساحل نشیند

ولہ

خیال خواب نیاید بہر پلک در چشم	ز دید حسن ملیحان شدم نمک در چشم
مرا نظارہ رویش چو فیل مست کند	بجاست ابرو او گر زند کجک در چشم
نگہ بگردش چشمت کنم نمیدانم	چہ آفتم رسد از گردش فلک در چشم
یکی ہست واجب و ممکن گذر ز کج بینی	با حولے دو نماید وجود یک در چشم
شنیدہ ام ز ہمہ تخم نیست نرگس را	بدیدہ ام کہ ترا ہست مردمک در چشم
کسے بلند نظر ہمچو من ببیکد نیست	حباب بادہ نماید مرا فلک در چشم
عیار حسن طلایش بیک نظر گیرم	نہادہ اند ز مردم مرا محک در چشم
بخار خار مژہ کور می شود معنی	ہمیشہ می خلد او را ہمین خسک در چشم

ولہ

گفتم بدرد عشقت ای گل نفس شمارم | گفتا چه در شماری چو تو بود ہزارم
گفتم بیک نظارہ قربان بکن سہ بارم | گفتا تو در شش و پنج رفتی مشو دوچارم
گفتم ترا بخلقے از خلق اعتبار ست | گفتا بگیر عبرت از حسن اعتبارم
گفتم برائے عالم تو موسم بہاری | گفتا خزان پئے تو بہر دگر بہارم
گفتم بشوق میرم گاہے بیا بخانہ | گفتا بہر قدکس بنود گہے گذارم
گفتم کہ داغ عشقت زد سکہ بر دل من | گفتا ہمین درہا شد رائج دیارم
گفتم بمن عطا کن چیزے زیادگارت | گفتا بس است بر دل داغت زیادگارم
گفتم خطت برآمد دل صاف دار از من | گفتا ہنوز از دل بیرون نشد غبارم
گفتم چگونہ باشی با یار و غیر ایجان | گفتا بیار غیرم با غیر ہیچو یارم
گفتم بگیر دل را گاہے بکارت آید | گفتا متاع داغی ناید بہیچ کارم
گفتم کسے گرفتست از شوق تنگ در بر | گفتا بجز قبائے نگرفت در کنارم
گفتم زحال معنی گویم اگر تو شنوی | گفتا خمش دماغے بر گفتنت ندارم

ولہ

افتادگی بروئے زمین شد سرشت من | از خط جادہ شد مگر این سرنوشت من
جنت مرا بغیر لقائے تو دوزخ است | اے دوزخ از لقائے تو باشد بہشت من

تا چشم سرمگین بدل افشاند تخم عشق   گردید خاربست ز دنبالہ کشت من
یارب امید عفو تو گستاخ کردہ است   باشد ز لطف خوب تو اعمال زشت من
شد شاخ نخل طور بکف خامہ در قلم   آمد چو وصف برق رخش در نوشت من
اردی بہشت گشت بہجر تو فصل دے   شد فصل دے بوصل تو اردی بہشت من
زین مشت خاک نشئہ مے جوش میزند   از بادہ کردہ اند ہمانا سرشت من
حیران مشو ز مشت گلم گر صفا دہد   عشق تو زد بقالب آئینہ خشت من
معنی ز دیدن رخ تو رو بمات برد   اے شاطرم چہ فکر نمائی بکشت من

ولہ

کند گر اضطراب من نظارہ   دل سیماب گردد پارہ پارہ
تلاطم می زند دریائے اشکم   ز موج او کند ساحل کنارہ
نجویم مصلحت در بادہ خوردن   بکار خیر بیجا استخارہ
بضبط اشک مژگانم نخسبد   کہ افتد طفل شوخ از گاہوارہ
چہ غم در کفر زلف او گرفتم   کہ دادم نقد ایمان در کفارہ
رخ چسپیدہ افشان بت من   زند در خرمن صبرم شرارہ
ازین رو گویمش قند مکرر   کہ بوسم آن لب شیرین دوبارہ

نباشد چون دل صد لخت معنے		گل یکہ بدو باغ ہزارہ
	وله	
آن درد تو خواہم بہ نشیند نہ نشیند		این نالہ و آہم بنشیند نہ نشیند
عمریست کہ از اشک ندامت بزنم آب		آتش زگناہم بنشیند نہ نشیند
برخاست خطش از پئے تاراج دل و دین		این فتنہ را ہم بنشیند نہ نشیند
اشکم ببر معرکۂ عشق تو گرم است		یورش زسپاہم بہ نشیند نہ نشیند
خورشید کہ مغرور جمالست بخواہم		در پہلوے ماہم بہ نشیند نہ نشیند
بے قدر بکوے تو چنان گشتہ ام ایکاش		گردے بکلاہم بہ نشیند نہ نشیند
پیش شکن کاکل او نقش درستے		از بخت سیاہم بہ نشیند نہ نشیند
جز کوے تو جائیکہ گل و لالہ بخیزد		این مشت گیاہم بہ نشیند نہ نشیند
ہرچند کہ خوبان بجہانند مگر یار		جز تو بنگاہم بہ نشیند نہ نشیند
بر محضر خوبی خطش کاش ز بوسہ		یک مہر گواہم بہ نشیند نہ نشیند
زین گریہ شامم چہ بخیزد کہ در آن دل		یک آہ پگاہم بہ نشیند نہ نشیند
بے ساختہ معنے غزل تازہ رقم زد		گو قافیہ باہم بہ نشیند نہ نشیند
	وله	

سرمہ ناز میکشی نرگس می پرست را	تیغ بدست میدہی ترک سیاہ مست را
رفت عنان اختیار از کف این جگر فگار	چون بکشاد آن نگار دست نگار بست را
می بود از جنون من خوف دریدن کفن	بعد وفات از رسن بستہ کنید دست را
بر سر پائے تو فتاد سر کشیش ز سر نہاد	حُسن درستئے بداد زلف تو صد شکست را
نشئہ ہست کاملے نیست شعور حاصلے	محو تتی بود بلے مست مئ الست را
چشم ز ناز برکشا باز بہ بند از حیا	تا دل و جان کنم فدا حسن کشاد و بست را
فوج مژہ بگشت اگر داد ہزیمتم مگر	فتح نہان بود نگر ظاہر این شکست را
طفلک شوخم ار دود الحذری برہ شود	فتنہ بلند می بود جلوۂ قد پست را
فانی آن دہان تو زندہ شد از بیان بود	گم شدۂ میان تو نیست نمود ہست را
گرچہ نجاست آہ سرد از دل من بفرط درد	داغ تو یار گرم کرد بر جگرم نشست را
روی تو دید ناگہان کرد نثار در زمان	نیست بکف ز نقد جان معنی تنگدست را

ردیف ہ

(۲۲۱) مولوی ہدایت محی الدین خان نایطی - تانتلی

لقب بن غلام محی الدین خان مرحوم بن تاج الدین خان بہادر مغفور مشاہیر قوم سے گزرے ہین - آپ کا نسبی سلسلہ ابراہیم عرب کے

حسن توسط سے سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔حضرت
مغفرت منزل نواب سکندر جاہ نوراللہ مرقدہ کے عہد میمنت مہد
مین اپ کے جد ماجد نے نواب ارسطو جاہ مدار المہام سلطنت آصفیہ
کے ایما پر صوبہ مدراس سے حیدرآباد تشریف لاکر اور تاج الدین خان
بہادر سے مخاطب ہوکر منصب داری کے اعزاز سے سرفرازی
پائی آپ کے والد ماجد غلام محی الدین خان نایطی بہی معاش
منصب سے سرفراز رہے۔آپ کی ولادت بلدہ مینو سواد
فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین واقع ہوئی تحصیل علوم متعارفہ
کے بعد آپ کو فن سخن کے ساتہہ خاص دلچسپی رہی آخر زمانہ عمر مین
فصیح الملک نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی سے آپ کو
تلمذ کا افتخار حاصل ہوا۔آپ بڑے حوصلہ مند اور نیک نیت اور
صاحب خلق و مروت تہے۔مولف تاریخ کو آپکی برادرزادگی کا
اعزاز حاصل اور بارہا آپ کی خدمت مین حاضری کا اتفاق ہوا ہے
آپکی بزرگانہ محبت نقش دل ہے۔۴۸ سال کی عمر مین بہ مقام حیدرآباد
رحلت فرمائی۔محمدؐ علی۔احمدؐ علی۔محمدؐ قادر علی۔آپکے تین صاحبزادے

ہین۔آپ کا اردو کلام ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے

روبروروضۂ پیمبر کے
بندہ آیا خدا خدا کر کے

سید المرسلین رسول خدا
یہہ لقب ہین ہمارے سرور کے

کہتے ہین لا الہ الا اللہ
کلمہ گو شفیع محشر کے

دہیۂ کلبی اور کل کہفے
سگ دربان ہین سب اسی در کے

العطش یا نبی عنایت ہون
ایک دو گہونٹ آب کوثر کے

طور پر بہی چراغ جلتے ہین
اسم پاک رخ منور کے

زلف حضرت ہوین اڑاتی ہے
اگر وعود و مشک و عنبر کے

یا الہی اوس آستانہ سے
سر ہو بہی نہ سر مرا سر کے

شب معراج منتظر تہے سبہی
عرش کیا عرش کے بہی اوپر گے

خضر و الیاس دونون کے دونون
راستہ پر ہین میرے رہبر کے

وجد قربان یا رسول اللہ
ہے غلامون پہ آل اطہر کے

ولہ

بزم مین یار مرا نام آیا
ہو مبارک تجہے پیغام آیا

طایر دل کو جہان تاک لیا
لیکے صیاد وہین دام آیا

واہ اس ادو وہش کے قربان — یار دیتا ہوا دشنام آیا
ہو گئی حسن کی گرما گرمی — جب صنم جانب حمام آیا
کہین دیکہا نہ سنا ایسا شکار — خود بخود گور مین بہرام آیا

ولہ

چشم بہرتی ہے کبہی بہتی ہے چشمہ ہوکر — کبہی موجین بہی اڑا لیتی ہے دریا ہوکر
دم کی فرصت نہین دونکا اوٹہانا تاکے — یہہ کس آفت مین پڑا یار مسیحا ہوکر
جتنا جی چاہے ترا پیس لے ظالم مجہکو — گہر کرونکا مین تری آنکہونمین سرما ہوکر
آسمان اور زمین آہ و فغان سے میری — رہ گئے دونون کے دونون تہ و بالا ہوکر
سرو کو گاڑ کے طوبی کو اکہیڑا جڑ سے — قد بالا سے سہی قد نے دوبالا ہوکر
رخ پرنور کے جلوہ سے الٰہی ڈر ہے — طور کی شمع نہ جلجاے پتنگا ہوکر

ولہ

حسن نے تیرے ترا چرچا کیا — عشق نے میرے مجہے رسوا کیا
زیر فلک آہ مین بہرین سرو سرد — مین نے دل اسطرح سے ٹہنڈا کیا
یار ترے حسن کے بازار نے — پہلے میری جان کا سودا کیا
اوسکو بنایا تو بنی جان پر — آگے میرے آگیا میرا کیا

اوسکے خط رخ نے کیا سامنا	جس کے کہلے پاؤن نے پیچھا کیا
مردمک چشم کو اوس شوخ نے	میرے لئیے سحر کا پتلا کیا
میرے گریبان کو میرے اشک نے	رشک وہ دامن دریا کیا
یار پہ مرنے کے لئے ناصحا	وجد کو اللہ نے پیدا کیا

ولہ

بدر کو بہی ہلال کرتا ہے	غیرت خور کمال کرتا ہے
دل دہن کا خیال کرتا ہے	فکر امر محال کرتا ہے
جسکے قبضہ مین تیغ ناز ہے وہ	ہمسے جنگ وجدال کرتا ہے
کیون نہ ہون ہم زمین کے پیوند	سنتے ہین وہ نہال کرتا ہے
تیغ کو درمیان مین رکہکر	وہ پیام وصال کرتا ہے
واہ کیا بات واہ کیا کہنا	بیدہن قیل وقال کرتا ہے
یہہ شہیدونکا گنج ہے قاتل	تو تلف کس کا مال کرتا ہے
مجہکو حیرت ہے آئینہ کی تلاش	کیون رخ بیمثال کرتا ہے
جستجوی وصال ہے بیجا	وجد فکر مآل کرتا ہے

ولہ

عاشق ہونا ہنسی نہین ہے	دل دینا دل لگی نہین ہے
جس سے نیند آئے وہ کہانی	مین نے تو کبھی سنی نہین ہے
اے خضر وصال ہو نہ جبکا	اوسکی کچھہ زندگی نہین ہے
خالق نے کمر تجھے میری جان	ایسی دی ہے کہ دی نہین ہے
اوڑتی سی سُنی ہے یار مینے	تم سے اچھی پری نہین ہے
تا حشر رہے چراغ روشن	تربت بے وارثی نہین ہے
ہے سبکو عزیز موت اے وجد	کس نے جان اپنی دی نہین ہے

ولہ

کچھہ گئی جان نہین ہون کہ پہر آبہی نسکون	نہ قضا آئے ہوی ہون کہ مین جا بہی نسکون
نام مٹی پہ مرا لکھہ کے وہ فرماتے ہین	تو وہ لکھا نہین لایا کہ مٹا بہی نسکون
یہہ روش کیسی ہے یارب یہہ روِیہ کیسا	آپ جا بہی نسکون اُسکو بلا بہی نسکون
اے شہ حُسن مرے دولت دیدار تری	کاجل آنکھون کا نہین ہے کہ چرا بہی نسکون
رخنہ انداز یان وہ روزن دیوار کرے	اور اوسی ڈرسے مین آنکھین دکھا بہی نسکون
کیا مین اپنے دل پر داغ کی منت کا چراغ	کسی اجڑی ہوئی مسجد مین جلا بہی نسکون
وہ ہوا کیسی کہ وہ شوخ اوڑاتا ہے پتنگ	یہہ ہوا کیسی کہ مین خاک اوڑا بہی نسکون

ناصح مشق من یہہ تو نہین ہو سکتا	مین جو بی پی نسکون تجھکو پلا ہی نسکون
ناتوان آدمیرے کہتے ہی اوس کان وجد ہے	وہ نہین مین تری بجلی جو گرا ہی نسکون

ولہ

اس روتیہ کی سزا پائی نہین	آپ نے ٹہوکرا ہی کہائی نہین
ہے شب فرقت کی تنہائی غضب	آنے والی نیند ہی آئی نہین
کون ڈوبا کون اوچھلا چاہ مین	اوس زنخدان کو شناسائی نہین
سر سے اونچے ہو رہے ہین سر کے بال	قد ہی پر موقوف بالائی نہین
بس ہے گر ہو ایک ہی دلمین جگہہ	بندۂ درگاہ ہر جائی نہین
گرم بازاری ہی جنس حسن مین	غیر نقصان سود وسودائی نہین
بعد مدت گم شدہ دل کی خبر	آئی لیکن ساتہہ اوسے لائی نہین
دے لگے آئینہ مین اوسکا عکس ہے	مین نے کچھہ تصویر کہنچوائی نہین
کہو دکر بنیاد اون کی دیکھہ لے	نام کو چشمہ ہے بینائی نہین
اپنے گن دکہلا رہی ہے سرنوشت	وجد تیری ناصیہ سائی نہین

ردیف ے

(۲۰۲۲) ملا یحییٰ نایطی۔ کوکنی لقب۔ المخاطب بہ مخلص خان

عالمگیری مشاہیر قوم سے گزرے ہین۔ آپ دربار عالمگیری ہین دو ہزاری منصب اور ہزار سوار سے ممتاز ہو کر دکن پر متعین ہوے ولایت بیجاپور کی لڑائی مین آپ نے حق نمک ادا کیا اور کارہاے نمایان سے مستوجب تحسین و آفرین ہوے۔ اورنگ آباد آپ کا مستقر تہا۔ بارگاہ شہنشاہی مین آپ کا اعتبار اسقدر بڑہا ہوا تہا کہ اپکی کوئی سفارش نامنظور نہین ہوئی۔ صوبہ اورنگ آباد مین آپ کی حویلی نامی عمارت سے مشہور رہتی۔ آصف جاہ اول نے جب اوسکو پسند فرمایا تو ملا یحییٰ کے ورثہ نے سعادت اللہ خان نایطی صوبہ دار آرکاٹ کے اشارہ سے اوس کا ہبہ نامہ پیش کر دیا۔ نواب صمصام الدولہ شہنواز خان نے اپنی تصنیف ماثر الامرا مین آپ کا تذکرہ فرمایا ہے

(۲۲۳) **مولوی یوسف الدین نایطی۔ بی اے لقب** ابن مولوی حکیم سید زین العابدین مشاہیر قوم سے ہین آپ کی ددیال سادات سے ہے اور ننہال نایطی۔ جسکا قومی لقب بی اے ہے آپ کی ولادت حیدرآباد مین واقع ہوئی۔ ابتدائی

تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی اور مختلف علوم فارسی اور عربی کی تحصیل کی - ابتدا ہی سے آپ کی طبیعت روشن تھی - اور ذہن نہایت رسا - اعلےٰ قابلیت کے ساتھہ راستبازی آپ کی اعلےٰ صفت ہے - بڑے مستقل طبیعت اور صاحب الرائے ہین - ابتداء آپ کی ملازمت کا تعلق ریاست سرکار نظام کے صدر المہامی مال سے رہا - پہر آپ صرفخاص مین معتمد مجلس مقرر ہوے آخر پر ضلع کے اول تعلقدار اور ایکہزار روپیہ ماہوار پاتے ہین آپ کی قوت بیانیہ اور آپ کا علم مجلس قابل تعریف ہے - نہایت خلیق اور متین افسر ہین - نواب ارادت جنگ نایطی کے پوتی کے ساتھہ آپ نے عقد فرمایا ہے -

(۲۲۴) مولوی یوسف حسین نایطی تانتلی لقب بن مولوی محمد حسین بن مولوی محمد عبداللہ قلعہ دار ونگول مولف تاریخ کے عم محترم مشاہیر قوم سے گزرے ہین - آپ کا نسبی اور حسبی سلسلہ ابراہیم عرب کے توسط سے سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے - آپ علوم عربیہ مین فارغ التحصیل

اور سنسکرت کے اعلےٰ واقف اور تلنگی زبان مین کامل مہارت رکہتے تہے۔ برٹش انڈیا نے صوبہ مدراس کے ضلع نلور مین آپکو تحصیلدار مقرر فرمایا تہا۔ تکمیل سروس کے بعد جب پنشن ملی تو نواب جعفر علی خان المعروف بہ ٹیپو صاحب امیر دربار حیدرآباد مصاحب خاص والی ریاست حضرت (مغفرت مکان) نواب افضل الدولہ بہادر نور اللہ مرقدہ کے ایماء پر آپ حیدرآباد تشریف لائے نواب سالارجنگ مغفور وزیر اعظم حیدرآباد نے آپ کے لئے سرکار آصفیہ کے تحصیلداری کا عہدہ تجویز فرمایا ہرچند آپ کو یہ عہدہ ناپسند تہا لیکن امتثالاً للامر آپ نے اسکو قبول فرمایا تقریباً بارہ سال تک نہایت نیک نامی کے ساتہہ خدمت بجالاکر ۸۵ سال کی عمر مین آپ نے رحلت فرمائی آپ کے پوتون سے مولوی تاج الدین محمد۔ سرکار نظام کے تعلقدار اور ضلع اطراف بلدہ کے رجسٹرار ہین۔

(۲۲۵) یوسف علی خان نایطی۔ المخاطب بہ نواب داراب جنگ بہادر امرائے ریاست حیدرآباد سے گزرے ہین

منصب سہ ہزاری و ہزار سوار اور خان بہادر داراب جنگ سے
مخاطب تھے۔ آغاز شباب ہی سے آپ نے نیک نامی کی شہرت
پائی۔ خلق اللہ کی حاجت براری مین اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا
نہایت کم سخن اور بردبار شخص تھے۔ سلطنت آصفیہ کی جاگیرداری
کا اعزاز بھی آپ کو حاصل تھا۔ صاحب گلزار آصفیہ فرماتے ہین
کہ صاحب اخلاق کریمانہ واشفاق شفیقانہ نجیب شناس قدردان
کمال واہل کمال درعین شباب عقل صد سالہ بزرگانہ داشتہ
بمراتب خفی وجلی و برموز مخفی وظاہری بخوبی تمام میرسید۔ مرد
سخی وکشادہ جبین۔ خندان رو۔ صاحب ہمت۔ زیادہ از
مقدور در کار خیر احبّا وارباب احتیاج واستحقاق بدل مامور
متقی ومتشرع بر طبق عادت بزرگان خویش قدم بقدم گزاشتہ
بر جادہ مستقیم خاندان خود ثابت قدم است۔

خاتمہ

(الف) ضمیمہ جات

ضمیمہ نشان (۱) از توزک والا جاہی

مصنفہ برہان خان ہانڈی

نوایط صیغہ جمع و مفردش نایط قومی است از عرب مختلف الشرح
که به تحقیق مصنف تاریخ طبری بنی قریش و به تشریح تاریخ
یمنی از قوم ملاحین و به توضیح منتخب اللباب شرفاء کوفہ اند
و علی ایّ حال از ظلم حجاج ابن یوسف جلا وطن و از دریا
واصل سواحل ہند و بر زمین مرہٹ مقیم بندر کوکن شدند و
در اوقات سلاطین اربع دکن امتیاز یافتند

ضمیمۂ نشان (۲) از منتخب اللباب جلد سوم مصنفۂ خافی خان نظام الملکی

گویند در ایام سلطنت ملک عبد الملک مروانی سنہ ۹۰ ہجری که حجاج صاحب
حکومت و ریاست قلم و عرب و عجم گردید شرفا و نجبا و سادات
بنی ہاشم را ہر جا که می یافت بہر حجت و گناہ صغیر و کبیر برنا و پیر
آن دیار را می کشت و خانہ ہائے ایشان را می سوخت و دود
آتش ظلم او عالمی را فرا گرفت جمعے کثیر از اولاد و احفاد و اصحاب

جناب مصطفوی و مرتضوی از ظلم و بیداد و تنگ و بجان آمده
با دل ہائے پریشان وسینہ ہائے سوزان و دیدہ ہائے خون چکان
دست از جا ذبہ حب وطن خویش وتبار و کار و بار دیار بر داشتہ
با عیال و اطفال و مال و منال بر ہفت ہشت جہاز کنار جزایر عرب را
گشتند و قاصد بنادر دکن کہ در آن زمان بندر دابل و جیول
و بندر کنبایت و بہروچ و اطراف پھلی بندر جاری بود گردیدند
و بہم عنانی باد موافق و مخالف ہر جہاز بہ بندرے افتاد و وقت
فرود آمدن چون راجہ و زمینداران ہر مکان کہ فرمان روائے
آنجا بودند و اسم اسلام در گوش آنجماعہ حکم خلیدن ہزار خار
ہا داشت برائے فرود آمدن آنہا مضایقہ می نمودند آن تختہ
بندان دریائے سرگردانی و دریا نوردان بحر حیرانی بہ تملق و الحاح
پیش آمدہ قرار عہد و پیمان عدم اظہار ایمان و دین خود کہ در
گوشہ و کنار خانہ خویش ہر یکے بعبادت معبود برحق برسم
و آئین خود پردازند و در ظاہر و آشکارا موافق رویۂ آن ملک
در لباس و دیگر اطوار بعمل آرند بمیان آوردہ فرود آمدند و بکمال حزم

واحتیاط کہ صدائے اذان وقراءت قرآن وعبادات دیگر بگوش
آنقوم نرسد زیست می نمودند وہر کدام بکسبے وپیشۂ بلباس آن
ملک مشغول شدند چنانچہ دراکثر بنادر لغایتہ حال زنان شرفائے
آنجاکہ بقوم عرب ونوائتہ مشہور اند وجمعے کہ از اولاد عباس وزبیر
وطلحہ ودیگر اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم خودرا می گیرند رخت ولباس
عورات ہنود می پوشند وبہمین دستور بطریق اخفاء زندگانی مینمودند
وبعبادت صانع بیچون می پرداختند۔ در شادی وکتخدائی بطور
وپیروی آنجاعہ بعمل می آوردند اگرچہ بعد از فوت شوہر زنان
جوان در مکہ متبرکہ ومدینہ منورہ وتمام روم وایران وتوران
وہمہ قلمرو اسلام از زمان قدیم لغایتہ حال شوہر دیگر می نمایند
بل وارثان آنہا نیز در بعقد کفو می آرند اما در ہندوستان نزنان
شرفائے اسلام کہ مراد از اہل مشایخ وعرب اند این عمل را فعل
قبیح وعیب دانستہ ترک ردیہ آبا واجداد کہ موافق حکم خدا
ومطابق شرع محمد لیست نمودہ بسبب ہم نسبتی وبوجہ امتداد
ایام کہ درین غربت میان کفرہ تناسل وتوالد واقع شدہ وملاحظہ

نمودند کہ جملہ اقسام ہنود کہ تعداد آنہا انتہا ندارد پنج قوم کہ
برہمن وکہتری وراجپوت وبقال وکائت باشندازنجبائے
کفرہ انداگر دختر شیرخوارہ رابعقداحدے درآرند وشوہراو
درہمان شب اول بمیرد باز بہ نکاح دیگرے درنمی آرند۔چون
شرفاء ہرقوم راباشراف ہردیارہم چشمی بمیان می آید بہ تقاضائے
غیرت کہ ماازچہ راہ کمترازاین جماعہ باشیم بتبعیت این رسم را
سرمایۂ آبرووغیرت ونشان شرافت ونجابت دانستہ ترک
رویۂ بزرگان سلف نمودہ انداگرچہ این طریقہ عقلاً و شرعاً
محمود نیست ودرین ضمن مفسدہ بسیار حاصل میگردد کہ بہ توضیح
آن نہ پرداختن اولے۔امادرین صورت۔احتیاط بعضی امورکہ
ازشرفائے دیارعرب درغربت بکاررفتہ خلاف طریقہ عجم
بحکم صَنیعوا انسابھم۔سررشتہ کفورااز دست ندادہ اندودر
گرفتن ودادن دخترغیرہم قوم سوائے سیدے کہ صاحب
شجرہ وذی شہرت باشد باہیچ سلسلہ باوجود کمال پریشانی
ودرماندگی نسبت نمی نمایندوازجاریہ این ملک کہ ہیچ ہذ نسب

سوائے دار حرب ملکیت آن ثابت نمیشود واز قوم اراذل
و فاحشہ کہ بعاشقی در خانہ آرند فرزند حاصل نمی کنند واگر احدے
از سلسلہ آنہا مرتکب این افعال گردد او را از قومیت اخراج
نمودہ در شادی وغمی ازو نفرت وقطع سلسلۂ رحم می نمایند
و بہ او نسبت نمودن باعث خرابی نسل وخلل می دانند واز
قبایح دیگر کہ در خانہ زنان مغنیہ ورقاص طلب نمودن وخوجہ
سرایان را در خانہ راہ دادن و روزہائے شادی اندرون
خانہ بحضور مستورات از راہ کمال بے غیرتی کہ ورا اکثر مردم بانام
ونشان رقاصی بانواع فحش گوئی ورسوائی خلاف عقل وشرع
رواج یافتہ وقبح آن از نظرہا بہ تبعیت ہمدیگر برخاستہ بلکہ از
غرور نشاء دولت جزو لاینفک اعتبار وسرمایہ لذت حیات
گردیدہ در آن قوم نمی باشد اگرچہ درین باب شرفائے تمام بلاد
ہندوستان مدعی اند کہ این رویہ از مابعمل نمی آید اما آنچہ برمحرر
اوراق بعد تفحص ورق بعد ورق روزگار وتماشائے گردش
لیل ونہار کہ باہمہ قوم در عالم یکرنگی مدتہا زیست می نمود احتیاط

این رشتہ کفو کہ با وجود نشاء مستی دولت و گرفتاری کمال نکبت
کہ درین ہر دو صورت سررشتہ اختیار از دست میرود و دست
از لذات جسمانی پاس رعایت لوازم و مکنت و ثروت برندارند
فقط در طایفہ شرفائے شیخان احمد آباد و خاندیس کہ بزرگان ہر دو
ولایت از سلسلہ واحد اند و در بعضے مشایخ و شرفائے ملک
شرقی یافتہ شدہ والحال از تقاضای فساد زمان در آن قوم
ہم خلل عدم ملاحظہ کفو راہ یافتہ حاصل کلام بعد مرور ایام
خفیتہً بنائے اسلام در کنار ساحل و بنا در دکن و احمد آباد
استحکام یافت۔

ضمیمہ نشان (۳) از وقائع سعادت مصنفہ محمد امین مغفور

نایطہ گروہے از شیوخ و مسکن اینان عربستان و این طایفہ بکسب
علم و ورد صحایف موصوف و از شرفائے عرب است در
عہد نظامت بنو امیہ اذیت باو رسید آخرش حجاج بن یوسف
درعصر خود بعض فضلاء این گروہ را از عرب بدر کرد۔ و این

گروہ از بصرہ بنواح ممالک دکن رسیدہ ساکن کوکن نظام شاہی گردید کہ این را الغایۃ تحریر یعنی ۱۲۱۸ھ ہفتصد سال میشود و از آنجا ہر یک از اینہا بوجہ تمعیش از علاقہ روزگار و تجارت و زراعت وغیرہ مامور گشت و لقب ہا میان این قوم حسب اکساب آنہا بجہت شناسائی عمرو و زید مربوط چنانچہ مثل ہمین در ہر فریق ہم قرار داد است۔ پس ازین زمرہ در سرحد دکن چندین پشت سپری شد تا آنکہ عصر غلام علی و برادر کوچک شان محمد سعید ملقب بہ پالکر کہ این ہر دو فرزندان عاقبت محمود خان بودند رسید الخ

ضمیمہ نشان (۴) از سبحۃ المرجان مصنفہ حسان الہند میر غلام علی آزاد بلگرامی

النوایت کنوابت قوم فی بلاد الدکن رأیت فی کتاب فارسی ما ترجمتہ قال الطبری فی تاریخہ النابتۃ طائفۃ من قریش خرجوا من المدینۃ المنورۃ خوفا من الحجاج بن یوسف الثقفی الذی قتل خمسین

الفًا من العلماء والاولیاء وغیرهم علی غیر حق وبلغوا ساحل بحر الهند وسکنوا به۔

ضمیمہ نشان (۵) از نزہت الحقایق مصنفہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ منقول از گلستان نسب

وان سئلت عن قوم سیمونهم فی بلاد الهند بالنایطہ فهم من قوم بنی هاشم بن عبد مناف بن قصی لان بنی هاشم ال علی وال عباس وال حمزة وال جعفرؓ الطیار وال حارث بن عبد المطلب وهم ینسبون الیهم لقوله علیه السلام ان الله حرّم علیکم غسالة الناس فحرم علیهم الصدقات والمراد بها الفرایض حتی جاز التطوع لان المال هنا کالماء والفرایض کازالة الحدث والتطوع کالتبرّد وقیل یجوز الفرض فی هذا الوقت ایضًا وهم مشهورون باستجابة الدعاء لهم اثر عظیم

معروف وهم المهاجرون ايام حجاج بن يوسف
من المدينة المشرفة سنة احدى وستين
من الهجرة الطيبة زمن استيلاء يزيد بن معاوية
بن سفيان الذى قتل الامام حسين بن على رضى الله
عنهما بامره مع اثنين وسبعين نفراً فى اول
حكومته وفى اخرها قتل عاماً فى المدينة
المشرفة سنة احدى وستين وخرّب الكعبة
المعظمة بضرب المنجنيق كما فى المطولات
هاجروا الى سواحل بحر الهند بعد ما قاتل
اكثرهم فقتل منهم هذا الحجاج خمسين الفاً
تعمداً بغير حق فبعد ما هاجروا وتعزلوا
بلادهم صاروا مضطرين متحيرين فى ديار
الكفر حتى اشتغلوا بالمكاسب الردية
الى ان اشتهروا فى الاطراف بالسنة كفرة
الهند بانهم ملاحون حتى كتب بعض اهل

اللغة مثل مجد الدين ابى طاهر محمد بن يعقوب
الفيروزابادى مصنف قاموس اللغة
النواتى الملاحون فى البحر فولادته كانت
فى سنة عشرين وسبعمائة ووفاته كانت
خمسين وثمان مائة وكان زمان هجرة القوم
المسطورين سنة احدى وستين فما كتبه
صاحب القاموس وغيره غلط محض عفا الله عنه
مع انهم اشرف الاشراف شعوبا وقبائل وهم
السادات العظام والمشائخ الكرام طبقتهم
اعلى من الطبقات السنية المعروفة اداءهم الله
فى محاسن اعمالهم وواظبهم فى مكارم افعالهم
كقول حسان (ع) وان سنام المجد من ال هاشم
ومابقى فى المدينة المشرفة مواليهم واما الذين
يدعون النجابة فى العرب والعجم ويتفاخرون
بالشرافة فهم الان لون بينهم وهذا غاية ما

تحقق من اکثر کتب التواریخ و نهایة التنقیح
من کتب الارباب وهم الرواة الثقات فی
الاحادیث وهم المجتهدون فی المذاهب الاربعة
من اهل السنة والجماعة نقل من التاریخ الالهیة

ضمیمہ نشان (۶) رسالہ کشف الانساب مصنفہ مجمع الفضائل
علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد فبنوالوایط قوم وهم اولاد عبد الله الوایط بن
محمد بن اسمٰعیل الذی مات فی المدینة المنورة وهو
ابن جعفر الصادق رضی الله تعالی عنه وسبب
خروجه من المدینة الشریفة انه وقع ذات یوم
بینه ای بین عبد الله الوایط وبین الخلیفة بحث
کثیر وکلام طویل حتی غلب علی الخلیفة والزم
علیه الزاما شدیدا۔ فغضب علی عبد الله الوایط
واخرجه من المدینة الطیبة مع اولاده وقبائله

فقدم سید نا مع عشیرته واهله البغداد وسکن
واقام فی موضع الوایط الذی بینه وبین البغداد
مسیرة ثلاثة ایام فاقام فیه ایامًا کثیرة فبینماهم
کذالك غلب الروافض علی اهل حوالی البغداد
وکلفوهم بالرفض والبدعة القبیحة فقبل بعضهم
الرفض والبدعة الشنیعة واطاعوا فی ذالك الامیر
وکان امیر الروافض لایقدر ان یکلف قوم
بنی الوایط لاجل استجابة دعوتهم وحرمة سیادتهم
فانشأ الامیر العذر وارسل الیهم رسولا ومعه
کتابه مضمونه انّ مذهب الشیعة حق والخلافة
بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلیّ رضی الله عنه
لامدخل لغیره وانتم السادات العظام لم لاتعترفوا
الخلافة لجدکم علی رضی الله عنه وان اطاعتنا
واجبة علیکم قال الله تعالی واطیعوا الله واطیعوا الرسول
واولی الامر منکم فالاولی ان تعترفوا بطریقتنا

وتقبلوا مذهبنا والا فعليكم الجزية والخراج فابى
بنو الوايط من الاطاعة وما قبلوا مذهبهم ولا من الجزية
شيئاً واشتغلوا بالدعاء عليهم حتى انزل الله تعالى
على الروافض المذكورين الوباء والبلاء ووقع فى
قلوبهم الرعب وحصل لهم الخوف والهيبة - فندموا
وتابوا الى الله جميعًا وجاؤا عندهم للمعذرة وان
كان باطنهم مملوًّا بالمكر والخداع فقالوا لهم ادعوا
لنا حتى يدفع الله عنّا البلاء - ببركة دعاءكم
وايضا ملتمس فى خدمتكم ان بعض الناس لا يقبلون
اطاعتنا لعدم اطاعتكم لنا فالانسب ان يعطى كل
واحد منكم بيضة من الدجاجة ليعلموا ان قوم بنى
الوايط اطاعوا الامير واعطوا الخراج فقبلوا التماس
الامير بعد المشورة لاجل دفع الخصومة والجدال
فجاء كل واحد منهم عند الامير ببيضة فامر بجمع
البيض فى مكان على حدة فاذا اجمعوا فقال لهم

لا یجوز ان ناخذ من بنی فاطمة رضی الله تعالیٰ عنها
شیئا قلیلا کان او کثیرا و قال خذوا حقکم
من البیض و ارجعوا الی مکانکم فاخذ کل
واحد منهم حقه و قالوا للامیر انا اخذنا حقنا
من البیض و رجعوا الی مکانهم و اکلوا کلهم
البیض فدخل علیهم رسول الامیر بعد ثلاثة ایام
فقال لهم ظهر الکذب منکم و الفساد بینکم لانه
اخذ کل واحد منکم حق غیره و اکلتم حق
غیرکم فحصل بهذا السبب ذنبان عظیمان الاول
الکذب و الثانی اکل الحرام فالان اعطوا
الجزیة ام اقبلوا مذهبنا فتفکر بنوالوایط فاشتغلوا
بالدعاء علیهم فما قبل الله تعالیٰ الدعاء منهم
لان لقبول الدعاء شرطین - اکل الحلال وصدق
المقال فبعد ذلک سلط الامیر علیهم العسکر
وامر بالظلم و الایذاء و الاخراج ثم هاجروا من

ذلک الموضع الی البصرۃ ونزلوا فیہ ومات رئیس
المذکورین السید عبد الرحمن فی البصرۃ تغشاہ
اللہ بالرحمۃ والرضوان والمغفرۃ والاحسان وتلک
الوفاۃ والھجرۃ والتفرقۃ والفتن کانت فی سنۃ
اثنین وخمسین وسبعمائۃ من ھجرۃ المصطفی صلی اللہ
علیہ وسلم ثم بعد وفاتہ رحمہ اللہ تعالے
ھاجروا من البصرۃ الی سواحل بحر الھند وتوطنوا فیہ

ضمیمہ نشان (۷) از مآثر الامرا مولفہ نواب شہنواز خان صمصام الملک

آنانکہ نوایت را ملاحین گویند و سند از قاموس گیرند در غلط افتادہ
اند گویند حجاج بن یوسف ظالم مشہور از روی عناد باستیصال
اشراف و اعیان ہمت گماشتہ بسیارے از صلحا و علماء را
تہ تیغ بیداد گزرانید ناگزیر مردم از ممر خوفش جلائے وطن
اختیار نمودہ ہر جا ماْمنے یافتند خریدند جمعے از بنی قریش در ۱۵۲ ہجری

از مدینہ طیبہ ہجرت کردہ بہ جہاز بر آمدند و در سواحل بحر ہند متعلق بولایت دکن کہ موسوم بہ کوکن است فرود آمدہ توطن گزیدند و بمرور ایام و دہور اعوان کثرت تشعب و تفرق راہ یافتہ اماکن و مواضع آن ناحیہ را فروگرفتند و برائے شناسائی ہر فرقہ را اندک ملابست با چیزے نسبت بآن چیز ملقب ساختند غریب لقب ہا درین گروہ شائع است۔

ضمیمۂ نشان (۸) از تاریخ طبری مصنفہ ابو جعفر طبری منقول از گلستان نسب

النایطۃ طایفۃ من قوم قریش تفرقت من البلدۃ المبارکۃ الطیبۃ خوفا من الحجاج بن یوسف الذی قتل خمسین الفا من العلماء والاولیاء حتی وصلت الی ساحل بحر الھند فتوطنت فی اماکن فیھا وتلک التفرقۃ کانت سنۃ اثنین وخمسین و مائۃ من الھجرۃ النبویۃ علی صاحبھا افضل الصلوٰۃ واکمل

الز اکیات التحیات و قریش اولاد نضر بن کنانہ بن مدرکۃ بن الیاس من اجداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وھو ثانی عشر منھم -

حسان الہند میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان مین اسی کا حوالہ دیا ہے - اور مولوی باقر آگاہ قدس سرہ نے اپنے تصنیف نفحۃ العنبریہ مین طبری کے قول سے بحث کی ہے (موٴلف)

ضمیمہ نشان (۹) از گلستان نسب مصنفہ نواب قادر عظیم بہادر کرناٹکی

از روی فضل و بزرگی نسب بعد رتبہ بنی فاطمہ سوائے این طبقہ علیہ و آل حمزہ و عباس ہیچ کس ہم سر آن نیست در اکثر کتب علوم رتبہ کیفیت اکل حلال و صدق مقال و استجابت دعائے این خاندان تقدس نشان مندرج و بر السنہ خلایق مشہور این قلیل البضاعت عدیم الاستطاعت را کو یارا و طاقت کہ کمیت خامہ را در عرصہ مدح طرازی شان جولانی دہد - اما از استماع

فضایل آنہا از بانی بعض بزرگان ما سلف و نسبت خود باآن خاندان سراپا شرف نوشتن آن لازم و متحتم شد کہ اکثر از مردمان ذولاالیت مشیہ بر توہین این طایفہ علیہ کمر شقاوت بستہ اند درین وقت پر آفت حرکت بر سکون فضل دانست کہ خفت آن زمرہ اشد ناقص و معتل جاہل کہ اجوف از کمال اند شو درب انصنی بما کذبون فواضل آن گروہ سراپا شکوہ کہ در کتب زمان ماضی داخل است آنرا می نویسم و بہ عبارت بے تکلف و قریب الفہم ترجمہ می کنم تا در زمان حال و استقبال برکم استعداد ان مشکل نیفتند زیرا کہ درین ایام نافرجام مطلقاً ہمم ابناء روزکار بر تحصیل علم مصروف نیست و روز بازار بے علمی و کج فہمی بس گرم۔ بشیترے از شرفاے عالی نسب این دیار شوق علم از خاطر محو نمودہ اند و کم پائیگان مجہول النسب بر تحصیل آن کمر ہمت بستہ ہر واحد آن در شرافت و قابلیت طبل لیس فی الدار غیرنا دیّادمی نوازد۔ و بہ شرفاے استعداد الزام بر خود واجب می آید۔ طرفہ ماجرائی است کہ مضمون ان ھذا لشی عجیب صادق تر می آید۔ اعنی بعضے ابناء قوم

بل آنانکہ باہم قرابت می دارند بسبب بے موادی ازین قوم انکار می نمایند و نہایت متبذل می دانند و می گویند کہ خود ہا در آن زمرہ داخل نیستند بلکہ شیخ اند و بعضے مصر بہ سیادت و بزرگان ماسلف مثل قاضی محمود و مولانا حبیب اللہ و مولانا محمد حسین مدرس شہید و امثال شان نایط نبودند پس مایان چگونہ شدند انتہا۔ اظہار این مقولہ محض نادانی آنہا است۔ مدعائے نسبت تصویر کہ عقلش نمی کند تصدیق ممد قول شان است پر ظاہر است کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سلطان صنادید قریش بود و درین صورت ذات قدسی صفات آنجناب شیخ قریشی است لفظ سیادت خطابیست کہ بعد نبوت حاصل شد سوائے بطن جناب بضعہ خیر البشر شفیعہ یوم الفزع الاکبر علیہا التحیتہ و الثنا حقیقتاً ہرگز بر کسی دیگر اطلاق آن نخواہد شد اگرچہ مجازاً بر تمام آل ہاشم اطلاق سیادت می کنند۔ پس ہر کہ در اولاد اعمام و دیگر عشایر سرور کل علیہ الصلوٰۃ والسلام بود۔ یقیناً شیخ است۔ نایط گفتن اینہا را بسبب نسبت فرزندی از وایط نبیرہ حضرت جعفر طیار

رضی اللہ عنہ است بسبب کثرت استعمال واو مبدل بہ نون
گردید بسبب بعد زمان وانواع تفرقہ سلسلہ نسب کہ بحضرت
معلی میرسید گم شد در صورت حضور بہ نظر اہل انکار می رسانیدم
تا منفعل از گفتار خود می شدند در ملفوظ عبد الفتاح کہ از مریدان
جدی وقبلتی قطب بلا اشتباہ حضرت مولانا حبیب اللہ قدس سرہٗ
واعاد الینا فتوحہ بود مرقوم است کہ روزے آنجناب ارشاد
نمودہ کہ حضرت شیخ علی المہائمی قدس سرہ دو سال تحصیل علم نمودہ
بودند واللہ تعالیٰ چنان قوت وفضیلت داد کہ تفسیر رحمانی
تصنیف کردند۔ ونقل است کہ تفسیر مذکور را بر عرش عظیم دیدہ
مقابلہ نمودہ کم وبیش را اصلاح کردند واز ابناء جنس ما اند
انتہا کلامہ۔

ضمیمہ نشان (۱۰) از نفحۃ العنبریہ مصنفہ مولٰنا باقر آگاہ
ویلوری

شرح

طاولہ غالبہ فی الطول والارتفاع ای فاخرہ۔ الرھط و یحرک قوم الرجل و قبیلتہ۔ ذبیان بضم الذال المعجمة وکسرھا وسکون الموحدۃ قبیلة منھم زیاد بن معاویة کذا فی القاموس والصحاح۔ أقول انما ھو ابو قبیلة وتطلق القبیلة علی الجد تجوزا وھذا شائع ذائع۔ وزیاد بن معاویة المذکور الملقب بالنابغة صاحب المعلقة من صادید الشعراء ومشاھیر الزعماء نابط ایضًا قبیلة علی حد ما مر فی ذبیان وتجمع علی نوابط وحذفت التاء بالترخیم وھذا جائز بالاتفاق ونابطة جد القبیلة بن نضر بن کنانة وبقیة النسب الشریف معروفة نبغ کمنع ونصر ظھر ولان قال الشعر واجادہ ولم یکن فی ارث الشعر والباء فی بی للسببیة او الاستعانة ومعنی البیت ظاھر ومما لا بد من تحریرہ فی ھذا المقام احوال النوابط۔

اعلم ان النایطة قوم من قریش یجتمعون بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فی نضر بن کنانة کانوا من جیدان المدینة زادھا اللہ تشریفا وفارقوھا زمن الحجاج بن یوسف الثقفی الذی جاروا بادوا حلّ قومہ دار البوار ونزلوا علی سواحل بحر الھند ذکرہ الامام ابوجعفر الطبری فی تاریخہ والامام النووی فی کتب الفقہ فی باب الفیٔ والغنیمة عند تقسیم بطون القریش وقبائلھم اقول سواحل بحر الھند فی قول الطبری عبارة عن الکوکنین الکوکن العادل شاھی المضاف الی بیجافور والکوکن النظام شاھی المضاف الی احمد نکر وکلاھما علی الالسنة مشھوران وفی الکتب المعتبرة مسطوران (الخ)

ضمیمۂ نشان (۱۱) از تاریخ فرشتہ مصنفہ ملا قاسم ہندو شاہ در احوال حکام ملیبار

بعد از آنکہ رفتہ رفتہ تردد مسلمانان در آن ملک بسیار شد و بسیارے از ملوک ملیبار بحلقہ اسلام در آمدند راجہ ہاے بندر گووہ و دابل و جیول وغیرہ بطریق حکام ملیبار مسلمانے را کہ از عربستان آمدہ در سواحل دریا مسکن دادند۔ ایشان را مخاطب بہ نوایت یعنی خداوندگر دانیدند نظر بر این آتش حسد درون سینہ یہود و نصارے افروختہ کمر عداوت مسلمانان بستند تا چون ممالک دکن و گجرات مسخر پادشاہان دہلی گشت و اسلام در طرف دکن قوت گرفت مخالفان سکوت اختیار کردہ اظہار عداوت نمی توانستند نمود الخ

(ب)

تقریظات

نمبر (۱)

اس کتاب کو مین نے اکثر مقامات سے دیکھا ہے۔ جناب مصنف

صاحب نے تاریخی حالات کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے
بیان فرمایا ہے امور تحقیق طلب کی تحقیق عمدہ طور پر کی گئی ہے
جو مقام اس کتاب کا دیکھا جاتا ہے خوبی تقریر سے اوس کے
چہوڑنے کو جی ہنین چاہتا یہہ کتاب جناب مصنف کی جودت
طبع اور فضل وکمال پر اول دلیل ہے۔ زید اللہ مجدہ
واجلالہ وحصل لہ مرامہ وآمالہ بحرمۃ
حبیبہ الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ؎

محمد لطف اللہ عفی عنہ

مفتی مجلس عالیہ عدالت سرکار نظام

نمبر (۲)

کون ایسا شخص ہے۔ جو قوم نوایط سے واقف ہنین ہے ہندوستان
کا کوئی حصہ ایسا نہ ہوگا جس مین اس قوم کے افراد کم وبیش بستے
ہون۔ ہر زمانہ اور ہر حکومت مین اس قوم کے افراد نام آور
رہے ہین۔ اس قوم کے بعض خانوادے فضائل علمی مین ممتاز اور

علوم مختلفہ مین صاحبان تصانیف گزرے ہین۔ ہمارے معاصرین مین بہی بعض کا تقدس اور علمی فضیلت عدیم المثال ہے۔ مجھکو بہت افسوس ہوتا تہا جب کہ با این ہمہ خوبی احوال اس قوم کے کوئی مبسوط تاریخ نظر نہ آتی تہی یون تو مختلف کتابون مین ہمنے اُن کے چیدہ چیدہ حالات پڑہے ہین اور ایک دو مختصر سے قلمی رسالے بہی دیکہے ہین۔ لیکن وہ ہرگز کافی نہ تہے۔ میرا جہان تک خیال ہے یہ بات بہی افراد قوم کے خوبیون مین داخل ہے کہ باوجودیکہ متعدد افراد صاحبان تصانیف گزرے ہین مگر کسی نے قومی تاریخ کے طرف توجہ نہ کی یا تو انکا خیال یہہ رہا کہ وہ اپنے وقت کو اس سے بہتر کامون مین صرف کرنا چاہتے تہے یا اس خاص کام کو خودستائی مین داخل سمجہتے تہے۔ بارہا خود مین نے یہہ ارادہ کیا کہ قوم نایط کی تاریخ لکہون لیکن اسلئے کام نہ چل سکا کہ مواد ناکافی تہا۔ ضروری کتابین موجود نہ تہین بات یہہ ہے کہ قومی تاریخ کو جس خوبی کے ساتہہ افراد قوم کا کوئی لایق شخص لکہہ سکتا ہے اور جو سہولتین اوسکو نصیب ہو سکتی ہین دوسرے

کسی شخص کو مشکل کے ساتھہ بھی وہ باتین نہین مل سکیتن - میرے قدیم دوست نواب عزیز جنگ بہادر بھی نایطی ہونے کی حیثیت سے اگر اون لوگون کے نقش قدم پر چلتے جن کا تذکرہ مین اوپر کرچکا ہون تو موجودہ صدی بھی اس قوم کی تاریخ سے محروم رہ جاتی عزیز جنگ بہادر نے بہت ہی اچھا کیا جو اپنے اور اشغال کے ساتھہ اس ضروری کام کو پورا کردیا اور سچ یہ ہے کہ اس نازک کام کو جس خوبصورتی اور آسانی کے ساتھہ آپ نے پورا کیا ہے غیر اقوام کا کوئی شخص مشکل کے ساتھہ بھی ایسا نہ کرسکتا تہا - کسی مالدار شخص کو روپیہ کا صرف کرنا کچھہ مشکل نہین ہے لیکن قابلیت کے ساتھہ کسی ایسے کام کو کرلینا اوسی شخص سے ہوسکتا ہے جو مالداری کے ساتھہ قابلیت بھی رکھتا ہو - من نے اس تاریخ کو من اوله الی آخرہ پڑہا اور میرا جی اسبات سے بہت خوش ہوا کہ یہہ تاریخ تمام ضروریات پر حاوی ہے - قوم کا نسب اور اوس کی ابتدائی تاریخ کے سوا رسم ورواج زمانہ حال کی تصویر لائق مورخ نے نزاکت کے ساتھہ کہینچی ہے اور جزئی امور سے

بھی قطع نظر نہین فرمائی۔ عبارت نہایت سلیس اور بامحاورہ طرز بیان دلچسپ ہونے کے علاوہ اسکے چھپانے مین بھی خاص اہتمام سے کام لیا گیا ہے میری راے مین صرف ایک خفیف سا نقص اس کتاب مین باقی رہ گیا ہے یعنے مشاہیر قوم کی فصل بہت مختصر ہے بہت سے افراد اوس سے رہ گئے ہین جو بلحاظ فضایل علوم و مراتب دنیوی قابل بیان تھے۔ مولف نے کہا کہ اون کو اس فصل کا زیادہ مبسوط کرنا مقصود نہ تھا جسمین ایک طرح کی نمایش تھی بہرحال جسقدر احوال مشاہیر قوم نایط کا لکھا گیا ہے نہایت خوش اسلوب اور مختصر مفید کا حکم رکھتا ہی بہیئت مجموعی میری راے مین یہہ کتاب اپنی آپ ہی مثال ہے۔ مین کہہ سکتا ہون کہ مولف نے قوم پر بڑا احسان کیا جو ایسی دلچسپ تاریخ شائع فرمائی اور اقوام کے مشتاقین اصلاح تمدن و طرز معاشرت اسکو ہر ایک حصہ ملک مین قبولیت کے ہاتون لین گے اور دلچسپی کی نگاہ سے دیکھین گے فقط

خاکسار وکیل احمد سکندرپوری۔ وظیفہ خوار عہدہ صدر مددگاری عدالت دولت آصفیہ

نمبر ۳

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

بے روان پیکر ہرائے[1] نایطیان را نوید و فرسودہ استخوان این تیرہ[2] را چشم روشنی کہ حالائی معجز طراز۔ محقق لوزئی[3]۔ بہ انگیزہ[4] روحانی پیوندی و نیروے تنانی و روانی۔ جاوید زندگانی بکار خود شان کرد۔ نج نج لئیق اریبی[5] کہ نال قلمش بہ دم مسیحا ماند و پہہ پہہ ادیب لبیبی[6] کہ شمرد[7] و اتش چشمہ خضر را عقب نشاند اگر ندانی کہ آن کیست و فرخندہ اش[8] چیست ع فاش می گویم و از گفتہ خود دل شادم۔ شیوا بیان۔ تندیس[9] ہیوش[10]۔ روماان[11] دانش۔ فرسوے[12]۔ کنونیان[13]۔ فروغانی[14]۔ ایشج[15]۔ سروشگانی سریرت جناب تیشار[16] نواب عزیز جنگ بہادر است۔

(۱) قوم (۲) قوم (۳) عقیل (۴) سبب (۵) عقیل (۶) عقیل (۷) ڈبرہ (۸) خطاب (۹) تصویر (۱۰) تصویر (۱۱) فراست (۱۲) تصویر (۱۳) قبلہ (۱۴) معاصرین (۱۵) روشنی (۱۶) عنصر حضرت

کہ بصد جگر کاوی بگرد آوردن خوے[17] دگو اس و آداب و
والقاب و بر بست تمدن و حسن معاشرت و پدر رام[18] زنا شوئی[19]
وغیرہ اینان دو د چراغ خورد و شب را بپایان آورد و تکلف
برطرف و تصنع بر کران۔ اگر این محسن قوم چندین جان فرسائی
برخود گوارا نمی فرمود از محالات عادی بود کہ اندے[20] یا فہ
سرایان[21] خفنگ آنچہ پیغارہ[22] ہا در ماند و بودشان زدہ بودند
از آن ستونان[23] ابدا رستگاری می شد ع این کار از تو آید و
مردان چنین کنند۔ روشن[24] گر انصاف پژوہش ہمین بسند[25] است
و فرا خور پسند کہ ہر چہ از نیاان کہ خودش نیز فرد کامل آن
گنینہ است نا بایست دید یا لخت سوانح آنہا را دیوا فسانہ
پنداشت بے اندیشہ لومت لایم قلمداد کرد ہلا ہان[26] ایہا القوم
باید کہ از ہمہ کار رہا لیدہ روے[27] خود آوری و بہ آلفتگی[28]

(۱۷) عادت و خاصیت (۱۸) جشن (۱۹) نکاح (۲۰) اندک (۲۱) بیہودہ گویان
(۲۲) طعن (۲۳) حالات (۲۴) دلیل (۲۵) بس (۲۶) الحال (۲۷) کنارہ گرفتہ
(۲۸) توجہ

الیشمش(۱) به دعاگفی و به تشکر و سپاسداری پردازی ورنه بلند پایگان عالی پایه برزبان خواهند سخت(۲)۔ ع کفران نعمت است که بدتر زکافریست

زدرقم تاریخ نایط کلک نواب عزیز
بارک الله قوم نایط راز تحقیقات او
لوحش الله از رگ ابر بہار خامه اش
پست تر احوال اینان بود از تحت الثری
هست هرهر نقطه اش روشن تر از نجم فلک
شد حروفش بهر حفظ این هر احصن حصین
از نئے کلیکه میدارد بدست خویشتن
مژده باد از من ترا اے قوم نایط مژده با
خصمت از تائید نواب معز شد منهزم

باکمال خوبی و انداز و حُسن اختراع
دفع شد تعریض خلق و گشت حاصل انتفاع
تازه و هر سبز و شاداب است از بس این صناع
یافت از فیضان او تا عرش اعظم ارتفاع
هست هرهر سطر آن پرنور چون خط شعاع
گشت الفاظش بحق این همه و ئین قلاع
نیزه طعن عدو را کرد اینک اندفاع
کین زمان کس را نمی باشد به تکرمیت نزاع
صرف قص شادمانی باش و مصروف سماع

نامه سیاه غلام علی قریشی ـ ناظم تخلص وظیفه خوار اول تعلقداری سرکار آصفی

(۱) معاوضه (۲) سنجیده۔

نمبر ۴

روشنی بخش سواد دیدہ و سویدائے دل۔ دانش افزائے عالم و جاہل۔ میرے عزیز دوست قابل تفاخر نواب عزیز جنگ بہادر کی جدید تالیف جو اپنی جدت و ندرت مین اپنی آپ ہی نظیر ہے بیشک قوم نایط کے حالات مین ایک نہایت ہی جامع و مانع کتاب ہے۔ اس مین کچھہ شک نہین کہ لایق مولف نے بڑی قابلیت و لیاقت و تحقیق سے کام لیا ہے ایک قوم کی مستقل تاریخ مین جن باتون کی بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور جس طرز کو زمانہ حال نے پسند کیا ہے اوسی طرز پر یہہ کتاب لکھی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ قوم کے بعض افراد جو فطرۃً زود رنجی یا کم غوری کے عادی ہین اسوجہ سے اسکو بہت پسند نہ کرین کہ اس مین بعض ایسی باتین بھی لکھی گئی ہین جن کا اخفا اون کے خیال مین اظہار پر تفوق رکھتا تھا جیسے کہ قوم کے بعض رواجات اور عادات یا بعض ایسے کمالات جن کو اس زمانہ کے متمول

لوگ عیب مین داخل سمجھتے ہین لیکن اون کو انصاف سے کام لینا چاہئیے یہہ کتاب مجاہد قوم سے موسوم نہین ہے جسمین وہ صرف تعریف کی توقع رکہین بلکہ ایک قوم کی مستقل تصویر ہے جس سے بہلائیون اور برائیون کے دونون رخ نظر آتے ہین یہہ ایک مسلم بات ہے کہ من صنف فقد استہدف۔ جب کتاب عزیز مین رطب و یابس ہو تو عبد العزیز مین کیون نہ ہو دیکہا جائے تو کونسی تصنیف و تالیف عیوب سے خالی ہو سکتی ہے ہمین انصافاً یہہ دیکہنا اور رکہنا ہے کہ لایق مولف نے کہان تک پریشان حالات و واقعات کے جمع کرنے مین مشقت اوٹہائی ہے اور اوس مین کس قدر کامیابی حاصل کی ہے تو اوسکی شہادت خود کتاب دے رہی ہے باوجود اس مادی شہادت کے کسی اور قسم کی شہادت کی بالکل ضرورت نہین ہے نقاد خود جانچ لین گے اور میری منصفانہ رائے کے ساتہہ اتفاق کرینگے۔

قوم نایط کے نسب اور ہجرت اور رسم و رواجات خصوصاً عرف کی حقیقت کو جنکو وہ اپنی اصطلاح مین الک بہے

موسوم کرتے ہین لایق مولف نے نہایت خوبی کے ساتھہ بیان
کیا ہے ان تینون عنوان سے عرف ولقب کا بیان ایک ایسا
بیان ہے جس مین بعض مختصر نگارون نے گزشتہ زمانہ مین بہی
اپنے اپنے معلومات کے مطابق چند ورقی رسایل لکھے ہین۔
لایق مصنف نے اصولی طریقہ پر عرف والقاب کی حقیقت کو
بہت دلچسپ طور پر بیان کیا ہے اور تمثیلاً بہت سے ایسے
عرف والقاب اس کتاب سے ملتے ہین جو پچھلے رسایل مین متروک
ہین اگرچہ بعض عرف والقاب اس کتاب مین بہی متروک ہوگئے ہین۔
جیسے پٹیل۔ ہانڈے۔ کہاری۔ کاداری۔ مدّو۔ پوندلے۔ گنگلی۔
کالہوکے۔ مرگیر۔ دپارے۔ تہوبری۔ پائمانی۔ چادرے۔ نرویل
ببرے۔ کراری۔ مزید۔ پہالکی۔ ڈون۔ مرسنگی۔ جلال وغیرہ
وغیرہ۔ لیکن خود مولف نے اصول عروف والقاب کے بیان مین
اسکا تذکرہ کردیا ہے۔ کہ جن عروف والقاب کے تعریفات اس کتاب مین
لکھے گئے ہین اونکو اصول القاب کی تمثیل خیال کرنا چاہئے۔ اور انہین
اصول کلی کے لحاظ سے جزئی القاب کا انحصار اور استقراء ناممکن ہے

اور مولف کا یہہ خیال بالکل درست ہے۔

کتاب کے آخری حصہ مین جن مشاہیر قوم کے تذکرے لکھے گئے ہین اونکا مجموعہ نبفسہ ایک مستقل کتاب طبقات و تذکرہ رجال کا حکم رکھتا ہے جس کے پڑہنے سے اسبات کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس قوم کا دنیاوی و دینی و علمی و اخلاقی عروج ہر ایک زمانہ مین کس حد تک رہا ہے۔ اکثر افراد قوم والی ریاست اور وزیر دولت رہ چکے ہین اور اکثرین علما، قوم صاحب تصانیف جلیلہ اور کیسے کیسے فقراے طریقہ اس قوم مین گزرے ہین میری پختہ اور مضبوط رائے ہے کہ لایق مصنف نے اپنی اس کتاب کے ذریعہ سے ایک مشہور و معروف قوم کو جو فی زمانا تاریکی مین تہی روشنی مین لایا اور اس مفید تالیف سے اپنا ہی نام زندہ جاوید نہین فرمایا۔ بلکہ اپنی قوم کا بہی جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے مولف کے سپاسگزار و زیر بار منت رہینگے اور وہ لوگ بہی جو آثار و اخبار اقوام دنیا کے خواہان وجویان ہین اور ہون گے۔ حقیقت یہہ ہے کہ فرزانہ مولف نے

اردو لٹریچر مین بہی اپنی اس عمدہ تالیف سے ایک کار آمد ذخیرہ معلومات کا بڑہا دیا ہے جو شایقین علم سیر وتاریخ کے لئے پر مذاق ہے۔

نواب عزیز جنگ بہادر کو مین مبارک باد دیتا ہون کہ اونہون نے اپنے اور اپنی قوم کے لئے ایک شایستہ یادگار قایم کردیا اور سچ یہہ ہے کہ یہہ اونہین کا حصہ تہا۔ کار ہر مرد و مرد ہر کارے۔ لکل اعمال رجال و لکل رجال اعمال۔ بہر حال یہہ کتاب ہر طرح سے قابل عزت و اعزاز اور اپنے مولف کی طرح اپنے امثال واقران مین عزیز و سرفراز ہے اور اپنی لطافت کے لحاظ سے مدح مادح۔ قدح قادح سے بے نیاز۔

انیست رائے من کہ برین نو کتاب بود		در یک نظر گزشتہ کہ باصد شتاب بود

عاصی۔ عبد القیوم

معتمد حجاز ریلوی و وظیفہ خوار اول تعلقداری سرکار عالی

نمبر ۵

قدیم زمانہ مین شخصی سلطنت کے اصول نے فن تاریخ پر یہہ اثر کیا تہا کہ تاریخی تصنیفات مین جو کچہہ لکہا جاتا تہا صرف سلاطین کے واقعات اور حالات ہوتے تہے۔ ملک اور قوم کے حالات سے مطلق بحث نہین ہوتی تہی یہی سبب ہے کہ سیکڑون ہزارون تاریخون کو پڑہ کر اگر پتہ لگانا چاہو کہ اوس زمانہ کا تمدن اور تہذیب و معاشرت کیا تہی تو تمکو بالکل ناکامی ہوگی لیکن اب مغربی تہذیب کے اثر نے یہہ حالت بالکل بدل دی ہے آج سب سے زیادہ جس چیز کی تلاش ہے وہ قومی اور ملکی معاملات ہین اور موجودہ تصنیفات مین خصوصیت کے ساتہہ انہی باتون کالحاظ کیا جاتا ہے۔ لیکن یہہ انداز صرف زمانہ حال کی تاریخ مین نبہہ سکتا ہے کیونکہ قدیم ذخیرون مین یہہ سامان بہت کم موجود ہے اسلئے آج کتنی ہی کوشش اور کاوش کی جائے پوری کامیابی نہین ہوسکتی۔ ایسی حالت مین اگر کوئی مصنف غیر معمولی دیدہ ریزی سے اس قسم کے کچہہ واقعات بہم پہنچائے تو بے انتہا قدردانی کا مستحق ہوگا ہم جس کتاب پر ریویو کر رہے ہین

اسی قسم کی ایک کامیاب تصنیف ہے ابتداء اسلام سے عرب و عجم کے سیکڑون خاندان ہندوستان مین آکر آباد ہوے جن کے کارنامے چہرہ تاریخ کے خط و خال ہین ان ہی مین نوایط کا خاندان ہے جو آج سے سیکڑون برس پہلے ہندوستان مین آیا اور بڑی کامیابی کے ساتھہ مدراس اور دکن کے حصون مین پھولا پھلا آج بھی یہہ خاندان امتیاز کے ساتھہ قایم ہے اور اسکی یادگارین ان ممالک مین ہر جگہہ ایک خاص نام و نمود رکھتی ہین یہہ کتاب اسی خاندن کے حالات مین نواب عزیز جنگ بہادر کی تصنیف ہے اگرچہ نواب صاحب کو اس مرحلہ کے طے کرنے مین بعض قدیم تصنیفات سے مدد ملی ہے کیونکہ خود اسی خاندان کے مصنفین نے انساب النوایط وغیرہ کے عنوان سے ایک دو کتابین لکھی ہین جو اس مرحلہ مین گویا چراغ راہ ہین۔ لیکن نواب صاحب نے جس قسم کے واقعات اور حالات بہم پہونچائے ہین اون کے لحاظ سے یہ تصنیف گویا اس باب مین پہلی تصنیف ہے کتاب کے دیباچہ مین مضامین کی جو فہرست ہے اوس سے بہ آسانی اس

دعوی کی تصدیق ہوسکتی ہے۔ یہہ ضرور ہے کہ ایسی تحقیقات کے بہم پہونچانے مین چونکہ ہر قسم کی تصنیفات کا اعتبار کرنا پڑا ہے اسلئے ایک نکتہ چین کو اعتراض کا موقع ہات آسکتا ہے مثلاً صفحہ ۲۹ مین محدث طبری کی جو عبارت نقل کی ہے وہ اصل کتاب سے نہین بلکہ گلستان نسب اور آزاد بلگرامی کے حوالہ سے ہے اصل کتاب آج چھپ گئی ہے اور اوس مین اس عبارت کا ہمکو پتہ نہین ملتا۔ لیکن اس قسم کے امور مین ایک مصنف اور وں کی رائے کا پابند نہین ہوسکتا وہ کہہ سکتا ہے کہ جس شخص نے حوالہ دیا ہے وہ مثبت ہے اسلئے ممکن ہے کہ اوسنے طبری کی چودہ جلدون مین سے کسی موقع پر یہہ عبارت دیکھی ہو جب تک اتنے بڑے کتاب کا لفظ لفظ مطالعہ نہ کیا جائے ایک معتبر ناقل کے حوالہ کو غلط نہین کہا جاسکتا۔

آج کل دلی اور لکھنو والون نے زبان کی پابندی کا بڑا شور وغل مچار کہا ہے تذکیر وتانیث کے متعلق ان نخوت پرستون کی خاطر ملحوظ رکھنے مین ایک ایسے مصنف کو بہت سی مجبوریان ہین

جس کی مادری زبان دکھنی ہے۔کسی دوسری زبان کے محاورہ
مین علم کے ذریعہ سے کیسی ہی قابلیت بہم پہونچائی جائے لیکن کسی
نہ کسی موقع پر مادری زبان کی جھلک ضرور نظر آجاتی ہے۔مثلاً
نواب صاحب نے یادگار کو کہین مونث لکھا ہے اور کہین مذکر
لیکن دلی اور لکھنو والے اسکو عموماً مونث لکھتے ہین۔ہمارے
خیال مین فرہنگ آصفیہ کی تحقیق نواب صاحب کے لئے کافی ہے
اسی قسم کے اور جزئیات بھی ہین لیکن ایسی چھوٹی باتین کتاب کی
قدر و قیمت کو کم نہین کر سکتین ہم بہر حال نواب صاحب کی تحقیقات
اور تدقیقات کی داد دیتے ہین اور امید کرتے ہین کہ تمام ملک
ایسی نادر تصنیف کی قدر کریگا۔

خاکسار۔شبلی۔نعمانی (شمس العلما)

ناظم سر رشتہ علوم و فنون سرکار نظام و معتمد انجمن ترقی اردو

نمبر ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقول حامدا ومصلیا ومسلما ان ھذا الکتاب اول تاریخ للنوایط فی الانساب ۔ اشاعہ بھذا النمط البدیع من حسن التالیف الرفیع الفاضل النواب عزیزجنگ بہادر صانہ اللہ تعالی من الضیر والضر بین فیہ احوال القوم کلھا علی الاستیعاب والکمال واستدل علیھا من الکتب المستندۃ فی احوال الرجال درج فی اخرہ علی طور الضمیمۃ ما الفہ الامام العلامۃ السیوطی فی تحقیق احوال القوم من رسالۃ یعلو بامعان النظر انھا رسالۃ مستقلۃ لہ فی ھذا الباب وان شیعت مجموعات عدیدۃ من الرسائل المختصرۃ من تانیفاتہ باھتمام ملک الکتاب التی بعضھا علی الورقین وبعضھا علی ثلاثۃ او اربعۃ اوراق الا ان ھذہ الرسالۃ ماطبعت غالبا الی الان فی مطابع الھند فنعم الفوز والفلاح فی طبع ھذہ الرسالۃ المفیدۃ فی ضمن ھذا

الکتاب ذکر المولف الفاضل فی هذا الکتاب ان
اسم هذه الرسالة کشف الانساب والذی وجدت
فی بعض المنقول ان اسمها بحر النسب ولیس اختلاف
التسمیة مما یقدح فی المسمی سواء کان اسمها کشف
الانساب او بحر النسب ای ما کان فلا مریة فی انها
رسالة مفیدة موثوق بها فطبعها ایضاً کان من الضروریات
فلله در المولف الفاضل حیث افادنا بهذا الدرالکامل
لاشک فی ان العلامة السیوطی ذکر فی هذه الرسالة
احوال بعض القبائل من القوم النوایط کما یستفاد
من مطالعتها وهذا الکتاب کافل لاحوال القوم
کلها مستوعب للرسوم والعادات وغیرها جلها
ثم ان الفاضل المولف رفع فی تاریخه هذا بحسن تحقیقه
ما استعجبه بعض المولفین قبله فی مولفاتهم من اختلاف
القاب القوم ورائیت بعض افراد هذا القوم ایضاً
انه یخصص القوم ببعض الالقاب المتداولة ویضیق

ویحد دائرۃ القوم مع کونہا واسعۃ غیر محدودۃ
وبعد ملاحظۃ ہذا التالیف اللطیف لنا ان نقول ان
ظنہم ہذا انما ہو مبنی علی انہم لم ینظروا الی الان
تاریخا مبسوطا فی ہذا الباب وما رأوہ من الرسائل الصغیرۃ
کالرسالۃ الاکرم خانیۃ ورسالۃ النایط ورسالۃ
انساب النایط فہی غیر کافیۃ لہم فی ادراک
مرامہم لان الرسالتین الاخیرتین مقصورتان فی
احوال بعض القبائل والرسالۃ الاولی تبین حقیقۃ
القاب معدودۃ فلیس فی احد منہا جامعیۃ ولا تحقیق
کہذا التالیف الحری بالتفاخر للنواب عزیز جنگ بہادر
سیما الجزء الاخیر منہ الذی فی احوال مشاہیر القوم
فانہ عدیم النظیر فی بابہ لانہ جامع لاحوال علماء
القوم علی البسط والتفصیل حری علی غیرہ بالتقدیم
والتفضیل ویعلم بالنظر فیما فیہ من فہرس اسماء
تصانیفہم ان قوم النوائط قد خلت فیہم اجلۃ العلماء

وانتشأت منهم اعزة العرفاء والامراء والوزراء
ایضًا وان کانوا قبه من المذکورین الا ان القلب
یفرح وینشرح من تذکرة العلماء الکاملین والعرفاء
الواصلین وظنی ان هذا الکتاب البدیع الانتساب
غالبًا ینظر بعین الوقار والاعتبار فی دار الحکومة
جاورة والکوکن الذی من مضافات بمبی فرسید نسی
وحوالیه التی معمورة من افراد هذا القوم علی الکثرة
وارجو ممن یطالع هذا الکتاب من افراد القوم
ان تصلح به اخلاقهم وتتسدد افعالهم وعاداتهم
وان هذا الکتاب حری بان یدرس ویعلم به
صبیان القوم لانه یفید لهم من حیث المبانی ومن حیث
المعانی وان ترجمه الفاضل المولف باللسان الانجریزیة
ویشیعه فی بلادها فالغالب ان ادباءها المائلین الی
علم التواریخ یقرؤنه بغایة الذوق والمیلان وان
عافانی مولف هذه الارجوزة البدیعة فاستدعی منه

ان یصور کل واحد من الحلی التی بسط ذکرها فیها
بصورتہا الخاصة بہ فی اثناء بیانہ لان مطابع الهند
فی هذا الزمان یشیعون تصاویر الاشیاء باسهولة
وکمال الصنعة فی تصویر الصورة وتکمیل هذا الامر
متوقع فی الطبع المکرر بدون الدقة والصعوبة واقول
مهنیاً للفاضل المولف ان تاریخہ هذا سیقع فی قلوب
الالباء والاذکیاء موقع السویداء وایضا اقول
بغایة الفرحة والسرور ان هذا التالیف تذکار لہ
فی صفحة العالم علی ممر الازمان والدهور بارک الله
لنا ولہ فیہ الی یوم النشور ۂ

حررہ العبد المسکین ابوالمظفر
محمد سعید الدین عفا عماجی
عنہ رب العالمین

نمبر ۷

مژده ها قوم نوایط مژده ها	پایه ات بگذشت از اوج سما
زانکه شد آثار نیکت آشکار	یافته اوصاف خوبیت اشتهار
از محامد آنچه بودت شد بیان	از ذمایم آنچه بودت شد عیان
شد هنرهایت سراسر برملا	شد کمالاتت بعالم رونما
این بیمن آن کتاب بے نظیر	حرف حرفش دلفروز و دل پذیر
هست زیبا وصف آن نعم الکتاب	بے عدیل و بے مثال ولاجواب
آن کتابے چون بهار بے خزان	هست تاریخ النوایط نام آن
تا بدانی کیست آن عالیجناب	هست از رشحات کلکش آن کتاب
نام آن دارائے هوش و ننگ را	مفتخر سازی عزیز و جنگ را
من عزیز مصر دانش خوانمش	قدوه ارباب بینش دانمش
فخر قوم وافتخار خاندان	خاندانش را ز ذاتش عز و شان
فخر آن قومے که زیبد ناز او	برچنین دانشورے ممتاز او
حبذا فرزانه نازک خیال	طبع او صافی تر از ناب زلال

چہرہ حالات قوم از ابتدا / بود مستور زنقاب اختفا

برگرفتہ آن نقاب از چہراو / دست جد و جہد این فرخندہ خو

حال قوم خود بطرزے وانمود / می توان گفتن ید بیضا نمود

باکہ دارد قوم پیوند نسب / کرد تحقیقش بوجہ منتخب

ہجرت قوم از موطن اصل او / کرد از کیفیت آن گفتگو

معنی القاب قومے گفتہ است / راستی این است دُرہا سفتہ است

از رسوم قوم و مخصوصات او / شرح ہر یک داد شرحے بس نکو

کرد از اعیان قومش تذکرہ / کان برائے دیگران شد تبصرہ

ہر یکے زینہا بنوعے یاد کرد / می توان گفتن روانش شاد کرد

شرح حال قوم بہرش لائق است / قول اہل البیت ادری صادق است

آنچہ باید سر بسر بنگاشتہ / ہیچ امر لابدی نگزاشتہ

خوشتر این تاریخ بر طرز نوی / راست گوید مولوی معنوی

ہر کسے را بہر کارے ساختند / میل او در خاطرش انداختند

اے خوشا طرز بیان دلنشین / درخور احسنت و مدح و آفرین

چشم حاسد کور کارے کردہ است / خامہ اش نقش شگرف آوردہ است

صد ہزاران آفرین بر ہمتش از خدا خواہد سہاؔئے مستہام	گردن قوم است و بار منتش زندگی باد او ولاؔ را دوستکام

ہیچمدان محمد میران
سہا تخلص۔ نمک خوار دولت آصفیہ
تمام شد

تاریخ تالیف کتاب از مولف ہیچمدان ولاؔ تخلص

بحمد اللہ کہ تاریخے رقم شد فلک را بود فکر سال تالیف	خجستہ یادگار قوم نایط مولف گفت تاریخ النوایط ۱۸ ۱۳ ھ

نتیجۂ فکر سخنور لاثانی مولوی عبد الجلیل نعمانی

حبذا اے عہد محبوب دکن ۔۔۔ میمنت مہدی ہین تو عین الکمال
اک جہان تیرے کرم سے کامیاب ۔۔۔ اک جہان تیری بدولت ہے نہال
راس نقصان سیف سے تیرے قلم ۔۔۔ سرخرو تیرے قلم سے ہر کمال
چشم بد دور اس ترقی کی امنگ ۔۔۔ حیدرآباد اور یہہ جاہ و جلال
ماشاءاللہ یہہ صناعات و فنون ۔۔۔ یہہ مشاغل اور یہہ علمی قیل و قال
یہہ چمن صدیون رہے پہولا پہلا ۔۔۔ خوش رہین احباب دشمن پائمال
قدر کے قابل ہے اسکی ہر کلی ۔۔۔ پتہ پتہ عین صنع لایزال
اس زمانہ مین بحسن اتفاق ۔۔۔ مین نے دیکہی اک کتاب بیمثال
جس مین ہے قوم نوایط کا بیان ۔۔۔ جامعیت سے علےٰ وجہ الکمال
یہ تجسس یہہ طلب یہہ چہان بین ۔۔۔ یہہ نظر یہہ جستجو یہہ دیکہہ بہال
ذکر امر و اجی مد نظر ۔۔۔ بحث لاطایل سے بچنے کا خیال
کیون نہو آخر مولف کون ہے ۔۔۔ اک محقق نکتہ رس روشن خیال
ذی حشم یعنے ولائے نامور ۔۔۔ نیک طینت نیک باطن خوش خصال
الغرض اس مجمع خوبی کو دیکھہ ۔۔۔ ہوگئی پیدا ایکایک فکر سال
بول اوٹہا دل وہین بے ساختہ ۔۔۔ ہے یہہ تاریخ نوایط بے مثال

۱۹۰۶

تاریخ اختتام طبع از مولف

تاریخ نوایط آنکه بنوشت وکلا	گردید پسند طبع ارباب صفا
تاریخ ومه وسال اشاعت دریاب	از بست وهفتم ربیع اولی
	۹۲ ۲۲ ۱۳ ھ

تمام شد

...لان

...مین میری تالیفات سے مندرجہ ذیل کتب مل سکتے ہین

...صدر مجموعہ مالگزاری وحساب وفینانس مجلد جس کی قیمت علاوہ

خرچ ڈاک ؎ حالی یا ؎ کلدار ہے ۱۲ار خرچ پٹہ۔

(۲) سیاق دکن مجلد۔ جس کی قیمت مع خرچ پٹہ چھہ روپیہ حالی یا ؎ کلدار

(۳) تاریخ النوایط۔ مجلد جس کی قیمت کیالیکو کی نقرہ کار جلد کے ساتھ ؎ حالی یا ؎ کلدار ہے۔ اور چرمی جلد نقرہ کار کے ساتھہ ؎ حالی یا ؎ کلدار پٹہ کا خرچ ۱۲ار خریدار کے ذمہ۔ قوم نایط کے اوس خریدار کو جو ایک وحلہ مین ۱۰ جلدین خرید کرے ایک جلد بلاقیمت دیجاویگی فقط

عزیز جنگ۔ مولف

عزیز باغ۔ حیدرآباد دکن